کشکول

یعنی

بیاضِ اصغر

جس میں

اردو و فارسی کے مفید اور نصیحت خیز مصاریع (از صفحہ ۲ تا ۲۶) ابیات و افراد (از صفحہ ۲۷ تا ۳۶۰) قطعات و رباعیات از صفحہ (۳۶۱ تا ۴۱۵) ردیف وار درج ہیں۔ جو روزمرہ بول چال اور علم ادب میں کارآمد ہوتے ہیں۔

منتخبہ

راجہ راجیسور راؤ اصغر خلف راجہ اماپت راؤ مہابت بہادر (وا)
والی ممستھان دومکنڈہ مولف و مترجم کتب متعددہ

سنہ ۱۳۵۳ھ

مطبوعہ

مطبع نظام دکن واقع سلطان بازار حیدرآباد دکن

کشکول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابیات

جہاں پادشاہا خدائی تراست | ازل تا ابد پادشاہی تراست
گشایندۂ چشم بینش توئی | نگارندۂ آفرینش توئی
زتو بیخبر عقل و دانش پناہ | تصور بنزد تو گم کردہ راہ
ببخشاے از بر ہمہ عاصیاں | خداوندیت راند از دز بال
اگر زاہداں را بسوزی بنار | ہم از عدل بیروں نباشد شمار
ہمہ کار تو نیست الّا کہ داد | ترا تہمت ظلم نتواں نہاد

یہ خادم الملک ہمدان زمانہ طالب علمی ہی میں جب کوئی اخلاقی یا ادبی ۔ دلآویز و دلکش شعر سنتا تو اس پر صاد کر کے حفظ کر لیتا تھا ۔ اس طرح کئی ہزار اشعار زبانی یاد ہو گئے تھے

ون کہنے کر یاد کرسے چہسے ۔ کیونکہ شاعر یا انشا پرداز کو ضروری ہے کہ
مزلکے چوٹی کے شعر (جن کو عرف عام میں نشتر سے تعبیر کرتے ہیں) از بر ہوں ۔
ن دنوں بیت بازی کا بھی عام رواج تھا ۔ اسکے بعد بجے مطالعہ کتب کا شوق ہی نہیں بلکہ
ہا ہے ۔ فارسی و اردو ادب کے کتب و صحائف صد ہا میری نظر سے گزر چکے ۔ تم کہ
تمام رزمیہ ۔ قصصی ۔ تمثیلی ۔ و غنائی ۔ اشعار اور نثر کی اصناف میں ناول و افسانے
فسانے ۔ داستانیں) تواریخ یا تذکروں ۔ سیرت ۔ (ترجمہ حیات ۔ سوانح)
نقادات کے علاوہ موقت رسائل ۔ مجلات ۔ مخازن کے رنگا رنگ مضامین
مقالات بھی پڑھنے میں آتے تھے ۔ ان میں جو اشعار ۔ ابیات ۔ مصاریع ۔
رُباعیات وغیرہ فصاحت و بلاغت یا تخیّل کے لحاظ سے اعلیٰ یا بدیع ہوتے تھے ان کو
یاض میں درج کرلیتا تھا ۔ کیونکہ مشاغل علمیہ کی کثرت کے باعث ان سب کا یاد کرنا
یاد رکھنا مشکل تھا ۔ یہ سلسلہ انتخاب و التقاط برسوں جاری رہا ۔ یہانتک کہ میری
ذت پسند طبیعت میں ایک نئے ولولے نے دفعتاً ایک انقلاب پیدا کر دیا ۔ وہ
یہ کہ اردو ادب کو ابتدا سے لیکر اب تک بہ امعانِ نظر مطالعہ کرکے تمام اخلاقی
زرّیں گُرر (اشعارِ آبدار) کا من حیث الفن اور خاص سلیقے کے ساتھ انتخاب کرلیا جائے ۔
ور صد ہا عنوان قائم کرکے ان کے تحت تمام متعلقہ اشعار درج کئے جائیں ۔
الحمدللہ یہ دلچسپ اور ضروری کام کئی سال کے مسلسل شغف و انہماک کے بعد
اختتام کو پہنچا ۔ اور (نغمۂ عنادل) کے دلفریب نام سے موسوم ہوکے ایک بسیط
دیباچہ اور مفصل فہرست کے ساتھ زیر طبع ہے ۔ انشاءاللہ عنقریب یہ مونس الشعر
شائقین کی خاطرِ عاطر کو محظوظ و مسرور کرے گا ۔
ان جملِ معترضہ کے بعد اب میں پھر اصل کی طرف عود کرتا ہوں ۔ وہ یہ کہ
جب میں نے اپنی سابقہ بیاضوں کی طرف توجہ کی ۔ جن کو مصروفیت کار نے طاقِ نسیان
پر رکھ دیا تھا تو جو اہرِ آبدار اور لآلیِ شاہوار کا ایک گراں بہا ذخیرہ ہاتھ آیا
دل نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن گوہر ناسفتہ و نایاب کو فکر صائب و خاطر سے تحت

[illegible] ان کی [illegible] اپنے
ہی دل و دماغ کو روشن رکھے اور اپنے ابنائے زبان کو مستفید و مستفیض ہونے
کا موقع نہ دیا جائے۔ لہذا بڑی مسرت کے ساتھ ہندوستان و ایران کے شعرائے
شیریں مقال و ناظمان ماضی و حال کے تخیلات۔ تاثرات۔ احساسات
جذبات۔ ابکارِ افکار کو جو مناظر، معارف و حقایق کے سچے ترجمان ہیں اور جو
اس سے قبل بیاضِ اصغر میں محصور تھے۔ اب کشکولِ شاعرانہ میں نذر اہلِ نظر کرتا ہوں
ع۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ پس کامل توقع ہے کہ فارسی و اردو ادب
و انشاپردازی میں اس کتاب سے جو علم محاضرات میں نہایت اہم اور قابل قدر ہے
بڑی امداد ملے گی۔

نظم

نگاہت بیفتد اگر بر خطا	تو آں را بپوشاں ز لطف و عطا۔
تو بر من مگیر آہوئے ذی خرد	کہ خالی نباشد بشر از خطا

راقم احقر

راجیسور راؤ۔ اصغر

حصّہ اوّل

مَصارع

حصہ اول

مصارع

الف

ع آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائے کہیں نورِ نظر ۔
ع ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگی ۔
ع اکیلے دکیلے کا اللہ بیلی ۔
ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی ۔
ع آب کین بے حاصلان یکسر بدریا می رود ۔
ع آتش بزمستان زگل سوری بہ
ع آخر بخیال میرود عمر ۔
ع آخر طریق دولت چالاکی ست وچستی ۔
ع آخر گزر پوست بہ دباغانست ۔
ع آدمیان گم شدند ۔ ملک خدا خر گرفت ۔
ع آدمی را بچشم حال نگر ۔
ع آدمی پیر چو شد ۔ حرص جوان میگردد ۔
ع آرے طریق دولت چالاکی ست وچستی ۔
ع آرے باتفاق جہاں میتوان گرفت ۔
ع آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را ۔
ع آسودہ کسیکہ زن ندارد ۔
ع آسودہ کسیکہ خر ندارد ۔
ع آسان گردد بر آنچہ ہمت بستی ۔
ع آشنا را حال اینست وائے بر بیگانہ
ع آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو ۔
ع آلو چو بہ آلو نگرد رنگ بر آرد ۔
ع آنانکہ غنی تراند محتاج تراند ۔
ع آن بلا نبود کہ از بالا بود ۔ (یارود)
ع آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست ۔
ع آن را کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان ست
ع آن را کہ بداد ند بداد ند و بداد ند ۔
ع آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد ۔
ع آن را کہ چناں کنند چنیں آید پیش ۔
ع آن شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب ست
ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ۔
ع آواز دہل شنیدن از دور خوش ست
ع آواز سگاں کم نکند رزق گدارا ۔
ع آواز گدا رونق بازار کریم ست ۔
ع آواز خر و نغمہ داؤد یکے ست ۔
ع ابر را بانگ سگ ضرر نکند ۔
ع ادب آب حیات آشنائی ست
ع از کوزہ ہماں بروں تراود کہ درو ست ۔
ع از کجا ایں سر خرید اشد ۔
ع ایک دن کا کام کچھ روما کی آبادی نہیں

ع از باران زیر ناودان گریخت ۔
ع از نے بوریا شکر نخوری ۔
ع از ہرچہ بگزر سخن از یار خوشتر است ۔
ع از چاہ برون آمد و در چاہ افتاد ۔
ع از خیال پری دوی بگزر ۔
ع از دوست یک اشارہ و از ما بسر دویدن ۔
ع از دل برود ہر انچہ از دیدہ برفت ۔
ع از ضعف بہر جا کہ نشستم وطن شد ۔
ع از گوشہ بامیکہ پریدیم پریدیم ۔
ع از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست ۔
ع از فلفل و زنجبیل سردی مطلب
ع از صد زبان زبان خموشی نکو بود ۔
ع از مکافات عمل غافل مشو ۔
ع از ماست ہمہ فنا و باقی ۔
ع اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید ۔
ع اشتہا نیست جان من مرض ست ۔
ع افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ۔
ع اگر تو می ندہی داد روز دادے ہست
ع اگر ساقی تو باشی مے توان خورد ۔
ع اگر مروی احسن الی امن اسا ۔
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ۔
ع اگر باور کنم عقلم نباشد ۔
ع امشب ہمہ شب کچہ زدی حلوا گو ۔

ع انچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست
ع انچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نکرد
ع انچہ آدم میکند بوزینہ ہم ۔
ع انچہ نصیب ست بہم میرسد ۔
ع انچہ کنی بخود کنی گر ہمہ نیک و بد کنی
ع اندرین باغ چہ طاؤس نگار ست مگس ۔
ع اندک اندک بہم شود بسیار ۔
ع انصاف شیوہ ایست کہ بالاے طاعت ست ۔
ع انگور ز انگور ہمی گیرد رنگ ۔
ع اوقات مکن ضایع و تنہا منشین ۔
ع اوقات شریف بین کہ چون می گزرد ۔
ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند ۔
ع اول اندیش وانگہے گفتار ۔
ع اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را ۔
ع اول کسیکہ لاف محبت زند منم ۔
ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔
ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ۔
ع اگر یار اہل است کار سہل است ۔
ع اے تو مجموعۂ خوبی ز کدامت گویم ۔
ع اے خاک بران سر کہ درو مغز وفا نیست ۔
ع اے در بتو میگویم دیوار تو ہم بشنو ۔
ع اے آمدنت باعث آبادی ما ۔
ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ۔

اے فرصت بخیز در ہر چہ باشی زود باش ۔
اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری ۔
اے قامت خوش کہ زیر چادر باشد ۔
این رابجے گو کہ ترا نشناسد ۔
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔
اینک من و تو ہر آنچہ دانی میکن ۔
این سبو گر نشکند امروز ۔ فردا بشکند ۔
این دست را بباد باں دست احتیاج ۔
این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ۔
این ست جوابش کہ جوابش ندہی ۔
اینجا حسب نگنجد و اینجا نسب نباشد ۔
این ہمہ از پے آنست کہ زر میخواہد ۔
این کار دولت کنوں تا کرا رسد ۔
این بہ بیداریست یارب یا بخواب ۔
این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ۔
این خیال ست و محال ست و جنوں ۔
این خانہ تمام آفتاب است ۔
اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔
آخر آمد ۔ بود فخر اولین ۔
آزمودہ را نباید آزمود ۔
آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ۔
اصل بد از خطا خطا نکند ۔
اگر ماندشبے ماند شبے دیگر نمی ماند ۔

اینجا مقام دم زدن چون و چرا نیست ۔
آبرو جگ میں ہے تو جان جاناپ شم ہے
آدمی آدمی میں انتر ہے ۔
آدمی سا پکھیرو کوئی نہیں ۔
آنکھ کا اندھا ۔ گانٹھ کا پورا ۔
ابھی آپ کے دودھ کے دانت ہیں ۔
اپنی عادت نہیں برائی کی ۔
ایک حمام میں سبھی ننگے ۔
امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید ۔
ار ابر سیہ باشد افزونی بارانہا ۔
ایں ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر ۔
از دل برود ہر آنکہ از دیدہ برفت ۔
امید ہا در نا امیدیست ۔
آنچہ در دیگ است بچمچہ بیاید ۔

ب

بلی بھی چوہے مارتی ہے پیٹ کے لئے ۔
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
با ادب باش تا بزرگ شوی ۔
با ادب باش گر تو زادہ ناس ۔
با تنگ ظرفان نشستن عمر ضائع کردن ست ۔
با خدا کاریست ما را نا خداوند کار نیست ۔

ع با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ۔
ع با دو روکشتان ہر کہ در افتاد بر افتاد ۔
ع با دو رو کسے رسد کرد روے دارد ۔
ع بار ہا گفتہ ام و بار دگر میگویم ۔
ع بارے بہیچ خاطر خود شاد میکنم ۔
ع باز گردد باصل خود ہر چیز ۔
ع با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ ۔
ع باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را ۔
ع با عمزدگان ہر کہ برافتاد ورافتاد ۔
ع با کریمان کارہا دشوار نیست ۔
ع با کافر و مسلمان بنشیں و صلح کن ۔
ع بالاتر از سیاہی رنگے دگر نباشد ۔
ع با مسلمانان اللہ اللہ با برہمن رام رام ۔
ع با ہمہ کج کلاہ با ما ہم ۔
ع با ہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست ۔
ع با ہمیں مردمان بباید ساخت ۔
ع باید متاع نیکو از ہر دکان کہ باشد ۔
ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔
ع بخت و دولت بکاردانی نیست ۔
ع بخت چون خندان بود سندان بدندان بشکند ۔
ع بخت خواب آلودہ را افتادہ دندان بشکند ۔
ع بجز تیزی بود چالاک شمشیرے کہ خم دارد ۔
ع بر جملہ یکسان ہیچ مقصد نرسد

ع بپری زاہدی کاہلی باشد جوان
ع بدو زود طمع دیدہ ہوشمند ۔
ع بہ گیرا کسے وفا نکند ۔
ع بد نام کنندہ نکو نامے چند ۔
ع بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را ۔
ع برات عاشقان بر شاخ آہو ۔
ع برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر ۔
ع بر توکل زانوے اشتر بہ بند ۔
ع برین عقل و دانش بباید گریست ۔
ع براحتے نرسد آنکہ زحمتے نکشد ۔
ع برخیز پگاہ و شادمان باش ۔
ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ۔
ع بر زبان تسبیح و در دل گاو خر ۔
ع بر سنگ گران نروید نبات ۔
ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ۔
ع بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگزرد ۔
ع بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست ۔
ع بر من منگر بر کرم خویش نگر ۔
ع برعکس نہند نام زنگی کافور ۔
ع برگ سبز است تحفہ درویش ۔
ع بر مخنث سلاح جنگ چہ سود ۔
ع بزرگی بایدت بخشندگی کن ۔
ع بزرگی بعقل است نہ بسال ۔

ع بزرگان۔ خردہ بر خردان نگیرند ۔
ع بزن فال نیک کہ نیک آورد۔
ع بز کہ گرگین شدہ از گلہ بدر باید کرد ۔
خارشتی ۱۲
ع بسر زلف سخن می گوید ۔
ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ۔
ع بشہر خویش ہر کس شہر یار است ۔
ع بشہر خود روم و شہر یار خود باشم ۔
ع بعد از سرِ کن فیکون۔ شد۔ شدہ باشد ۔
ع بقدر گلیمت بکن پا دراز ۔
ع بہ کاہل کارے مفرما۔ پند پیران بشنو ۔
ع بکن کرامت۔ لیک منت منہ ۔
ع بہ لقمان وعظ گفتن از ادب نیست ۔
ع بہ لقمان حکمت آموزی چہ حاجت ۔
ع بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد ۔
ع بندگی باید پیرزادگی منظور را درکار نیست ۔
ع بنشین کہ گدائی کنم و پیش تو آرم ۔
ع بنگر کہ چہ میگوید منگر کہ کہ می گوید ۔
ع بود نقرہ محتاج پالودگی ۔
ع بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن ۔
ع بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد ۔
ع بہار باغ۔ دل آسودہ را بکار آید ۔
ع بہر نامے دیا نامش اکہ خوانی سر برآرد ۔

ع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است ۔
ع بہر یک گل منت صد خار می باید کشید ۔
ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔
ع بے تابِ عشق ہر چہ کند حق بدست اوست ۔
ع بے تمیز ارجمند و عاقل خوار ۔
ع بیدل نیم ہنوز بہ بینیم چہ میشود ۔
ع بے رحم باش جانِ من و بیوفا مباش ۔
ع بے زری کرد بمن ہرچہ بقارون زر کرد ۔
ع بیا تا بگردیم میدان خوشست ۔
ع بہ عمل کوش ہر چہ خواہی پوش ۔
ع بشنو دیا نشنو من گفتگوے میکنم ۔
ع بقدر مال باشد سرگرانی ۔
ع بیفشان و بشمار و غافل نشین ۔
ع بیک دست دو ہندوانہ نگنجد ۔
ع بات پر بات یاد آتی ہے ۔
ع باڑھ کاٹے نام موتلوار کا ۔
ع بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا ۔
ع بولتا ہے جب تلک ہے بولتا ۔
دم ۱۲

پ

ع پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے ۔
ع پا بدست دگرے۔ دست بدست دگرے ۔

ع پابقدارِ ردا باید کشید ۔
ع پاجی بطوافِ کعبہ حاجی نشود ۔
ع بلائے پیش آمدست وپس دیوار ۔
ع پلے مرا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست ۔
ع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔
ع پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست ۔
ع پسر کہ بدگہر افتد پدر چہ کار کند ۔
ع پشم از خایہ ہائے رندان کم ۔
ع پشہ چو پُر شد بزند پیل را ۔
ع پنہاں درون پنبہ ببین پنبہ دانہ را ۔
ع پیری وصد عیب چنین گفتہ اند ۔
ع پیرم و سرگشتہ و گم کردہ راہ ۔
ع پیر یکدم ز عشق زند لبس غنیمت ست ۔
ع پیرِ من ہر چہ کند عین عنایت باشد ۔
ع پیش ازین من ہم درین باغ آشیانے داشتم ۔
ع پیل در گل ماندہ را شہ پیل باید تا کشد ۔
ع پہلے گھر میں یا تو پیچھے مسجد میں ۔
ع پیت کی ریت ہی نرالی ہے ۔
دکنی ۱۲
ع پرسان پرسان میشو د رفت تا چین

ت

ع تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے ۔
ع تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے ۔
ع تا بہ بینم کہ از غیب چہ آید بیروں ۔
ع تا تو بن میرسی بمن بخدا میرسم ۔
ع تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون ۔
ع تا در میان خواستہ کردگار چیست ۔
ع تا ریشہ در آبست اُمید ثمرے ہست ۔
ع تا رسیری پود مرگ یک ست ۔
ع تا سال دگر مئے کہ خورد زندہ کہ ماند ۔
ع تا شب نروی روز بجائے نرسی ۔
ع تا صدف قانع نشد پُر در نشد ۔
ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔
ع تا نفس باقیست راہ زندگی ہموار نیست ۔
ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔
ع تدبیر کند بندہ تقدیر کند (یا زند) خندہ ۔
ع تربیت نا اہل را چوں گردگان بر گنبدست ۔
ع تشنہ در خواب آب می بیند ۔
ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔
ع تکبر عزازیل را خوار کرد ۔
ع تکیہ بر جائے بزرگاں نتوان زد بگزاف ۔
ع تندرستان را نباشد قدر دیا و ریا ریش ۔
ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ۔
ع تواضع ز گردن فرازان نکوست ۔

توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند۔
تو پاک باش برادر مدار از کس باک۔
تو مرا دل دہ و دلیری بین۔
تو نہ فہمیدہ مگو کہ خطا است۔
تیر چوں تر شود کمان گردد۔
تیغ چوں بشکست خنجر میشود۔
تیغ کج را نیام کج باشد۔ (ربا باید)
تنکوں کی آگ اور غلاموں کی دوستی۔
تو گور رکھو دو میری میں گاڑ آوں تجھ کو۔

ث

ثابت قدم بگفت کسے بد نمیشود۔
ثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را۔
ثمر از درخت بید نباید جست۔

ج

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔
جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے۔
جو تل زیادہ حد سے بڑھا سو مسا ہوا
جوگی جگت جانے نہیں کپڑے رنگے تو کیا ہوا۔
جان الدعا لم گشتہ بیشر مال دوست۔
جائے بنشین کہ بر نخیزی۔
جائے گل گل باش و جائے خار خار۔
جائے خر بستن تو اینجا نیست۔
جائے تنگ است و مردمان بسیار۔
جو ابست اے برادر این نہ جنگ است
جواب جاہلان باشد خموشی۔
جو را ستاو بہ زمہر یکہ۔
جوانی شد و زندگانی نماند۔
جوے زر بہتر از بصد تا و زور۔
جوے طالع ز خروارے ہنر بہ۔
جائیکہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ
جنکے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔
جونک ماٹی میں تو بھی لہو پیتی ہے۔

چ

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔
چارہ نیست در این واقعہ الا تسلیم۔
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔
چربی از سنگ بر نمی آید۔
چراغ مفلسان نور ندارد۔
چراغ مقبلان ہرگز نمیرد۔

۶ چراغ مردہ کجا۔ شمع آفتاب کجا۔
۶ چراغ را نتوان دید جز بنور چراغ
۶ چشم مور و پاے مار و خیر ممسک را کہ دید۔
ب چشم ما روشن دل ما شاد۔
۶ چشم اگر بینا بود ہر روز۔ روز محشر ست۔
۶ چغندر کاشتم زردک بر آمد۔
۶ چکنم تا نکند مصلحت خویش تباہ۔
۶ چکنم چشم آسمان کورست۔
۶ چنان ماند کہ بوشہ بعد انزال
۶ چنان ماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند۔
۶ چنار تا بکجا عیب مفلسی پوشد۔
۶ چو احمق در جہان باقیست مفلس در نماند۔
۶ چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت۔
۶ چو برگردد فلک کچکول سازد تاج شاہی را۔
۶ چو دشمن خر اشید ایمن مباش
۶ چو شد در عادت مضرت نہ بخشد۔
۶ چو تیر از کمان رفت ناید بشست۔
۶ چو غلط نیست چرخ آہستہ تر کن۔
۶ چو سر خواہی سلامت سر نگہدار۔
۶ چو فرد بسہ کار فردا کنم۔
۶ چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد۔
۶ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔
۶ چو مہ بہ ہالہ نشیند دلیل باران ست

۶ چو میدان فراخست گوے بزن۔
۶ چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔
۶ چو نام سگ بری چوبے بدست آر۔
۶ چو نرمی کنی خصم گردد دلیر۔
۶ چون قضا آید طبیب ابلہ شود۔
۶ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند۔
۶ چون معانی جمع گردد شاعری آسان بود۔
۶ چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبرست۔
۶ چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان
۶ چہ توان کرد اینچنین افتاد۔
۶ چہ توان کرد مردمان این اند۔
۶ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔
۶ چہ کند بینوا ہمین دارد۔
۶ چہ دانی تو اے بندہ۔ کارِ خدا ے۔
۶ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد
۶ چہ گویم کہ ناگفتنم بہترست۔
۶ چہ مردی بود کز زنی کم بود۔
۶ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔
۶ چیزے بدہ درویش را۔ چیزے بگو درویش را۔
۶ چشم بد دور۔ آنکھیں موتی چور۔
۶ چکھ ڈال بال بعن کو۔ کوڑی نہ رکھ کفن کو۔
۶ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کو۔
۶ چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل۔

چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ۔
چو گل بسیار شد پیلان بلغزند ۔

ح

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ۔
حاصل تحصیل ما تحصیل حاصل بودہ است ۔
حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ۔
حرف را پوست کندہ باید گفت ۔
حرفِ بد بر زبان بد باشد ۔
حرف حق بر زبان شود جاری ۔
حریف باختہ با خود ہمیشہ در جنگ ست ۔
حُسن چوں بے پردہ شد زنہار گرد او مگرد ۔
حُسن خُداداد را حاجتِ مشاطہ نیست ۔
حُکم حاکم قبول باید کرد
حَلوا بکسے مدہ کہ محنت نکشد ۔
حلوا گفتن دہن نسازد شیریں ۔
حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر ۔
حیف ُ انامردن و افسوس نادان زیستن ۔
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم ۔
حیلہ جو را بہانہ بسیار است ۔
حال بہ فال وہی میں ما سل ۔
حُسن بے بنیاد باشد عشق بے بنیاد نیست ۔

خ

خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے ۔
خاکساری کے سوا بندہ کے گھر خاک نہیں ۔
خُدا نے زبان ایک دی کان دو ۔
خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو
خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکی ست ۔
خاک از تودہ کلاں بردار ۔
خاک بر آن لقمہ کہ تنہا خوری
خاک عمل از عبیر معزولی بہ ۔
خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست
خانۂ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست
خانۂ پُر شیشہ را سنگے بس ست ۔
خانہ ویران میشود چوں طفل گردد خانہ دار
خاک شو پیش از انکہ خاک شوی
خُدا پنج انگشت یکساں نکرد ۔
خُدائے کہ دندان دہد نان دہد ۔
خدا بر تو پاشد تو بر خلق پاش ۔
خدا خود میر سامان ست اسباب توکل را ۔
خر ار جُلِ اطلس بپوشد خر ست ۔
خر پوزہ بخور ترا بغالیچہ چہ کار ۔
خر چہ داند بہاے قند و نبات ۔
خرس در کوہ بوعلی سیناست ۔

خر قیمت زعفران چہ داند۔

خصم چوں پشت دہد ہیچ مگو۔

خطاے بزرگان گرفتن خطاست۔

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔

خلوت از اغیار باید نے زیار۔

خواب یک خوابست و باشد مختلف تعبیرہا۔

خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش۔

خواجہ داند بہاے شاخ نبات۔

خوب شد اسباب خودبینی شکست۔

خود غلط۔ انشا غلط۔ املا غلط۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

خود را ز کلہاے نکوہیدہ بری دار۔

خود مرض و جملہ مرض را دوا است۔

خود پسندی جان من برہان نادانی بود۔

خوش سخن باش تا اماں یابی۔

خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند

خوش وقت کسیکہ خو ندارد۔

خوشامد ہر کرا گفتی خوش آمد۔

خوے بد را بہانہ بسیار

خویش اند کہ در پے شکست خویش اند۔

خوش باش دمے کہ زندگانی این است۔

خر عیسیٰ با آسمان نرود

خادم کو کام سکھا لیتا ہے۔

د

داد۔ داد۔ از دست غفلت۔ داد۔ داد۔

دانہ دانہ است غلہ در انبار۔

در آرزوے طمع مرغ و ماہی بہ بند۔

در بلا بودن بہ از بیم بلا۔

در پاے تو ریزم آنچہ در دست منست۔

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست۔

در خانۂ مور شبنمے طوفان است۔

در خانہ کدخدای ماند ہمہ چیز۔

در خانہ ہر چہ باشد مہمان ہر کہ باشد

درخت کاہلی کفر آورد بار۔

درد را پیش دردمند بگو۔

درد م از یارست و درمان نیز ہم۔

درد بکش تا بدواے رسی۔

درد عاشق نشود بہ۔ ز مداواے طبیب۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است۔

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔

در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش۔

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔

در عین اختیار مرا اختیار نیست۔

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔

در مزرع دہر آنچہ کاری درومی۔

ع درمان کسی رسد که دردے دارد.
ع درویش هر کجا که شب آمد (یا شنید) سرای اوست
ع درویش صفت باش و کُلاه تتری دار.
ع دروغی را جزا باشد دروغی.
ع در هر که بنگری بهمین داغ مبتلاست.
ع دریای فراوان نشود تیره بسنگ
ع دُرّ یتیم را همه کس مشتری بود.
ع دُزد از خانه بعلس مجل آید بیرون.
ع دُزد مشتاق تر از صاحب کالا باشد.
ع دُزد راهی رود. و صاحب کالا راهی.
ع دُزد دانا می کشد اول چراغ خانه را.
ع دُزد من با خانه می دزد و متاع خانه را.
ع دُر دیده بود آنچه بماند بجا اوند.
ع دست بالای دست بسیار است
ع دست خود و دهان خود گر نه خوری زیان خود
ع دست چپ دست راست می شوید.
ع دست زیر سنگ را آهسته می باید کشید.
ع دشمن اگر قویست نگهبان قوی ترست.
ع دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد.
ع دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست.
ع دُعای گوشه نشینان بلا بگرداند.
ع دلبر آن نیست که موی و میانی دارد.
ع دل بدست آر و هر چه خواهی کن.

ع دل که افسرده شد از سینه بدر باید کرد.
ع دل من داند و من دانم و داند دل من
ع دماغ بیهوده پخت و خیال باطل بست.
ع دنیا پوچ ست و کار دنیا پوچ ست.
ع دوباره نوبت کس را زندگانی.
ع دولت جاوید یافت هر که نکونام زیست.
ع دولت ندهد خدای کس [illegible] بگزاف.
ع دولت تیز [illegible] بقائے نیست.
ع دولت آنست که بی خون دل آید بکنار.
ع دولت دوران ست [illegible] نیست.
ع [illegible] ل بودن بجز حاصلی نیست.
ع [illegible] احمق اند.
ع دهن سگ به لقمه دوخته به.
ع دیده و را ناخنه [illegible]
ع دیدم همه را و آزمودم همه را.
ع دیر گیرد سخت گیرد مر ترا.
ع دیر آمدن و شتاب رفتن.
ع دی رفت و پری رفته [illegible] امروز [illegible]
ع دیگر بجوز منار تیر [illegible] تمام شد.
ع دیگ سیه [illegible]
ع دیوار گوش دارد و فهمیده لب جنبان
ع دیوانه بکار خویش هشیار.
ع دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند.

ع دیوانه همان به که بود اندر بند .
ع دیو بگریزد ازان قوم که قرآن خوانند .
ع در بیشه گمان مبر که خالی ست .
ع دل بدست آور که حج اکبرست .
ع دو دل یک شود بشکند کوه را .
ع دیو خوش خلق به از حور گره پیشانی .
ع دودھ کا دودھ - پانی کا پانی .
ع دودھ بھی دھولا چھاچھ بھی دھولی . سفید ۱۲

ذ

ع ذره آفتاب تابانیم .
ع ذوق چمن زخاطر بلبل نمی رود .
ع ذوق چمن زخاطر صیاد می رود .
ع ذوق گل چیدن اگر داری سو گلزار رو .
ع ذوق میں شوق - نفع میں لڑکا .

ر

ع راحت بدل رسان که همین مشربست و بس .
ع راز دل جز بیار نتوان گفت .
ع راز خود با یار خود چندان که بتوانی مگو .
ع راستی موجب رضای خداست .
ع راستی را زوال کی باشد .
ع راستی آور که شوی رستگار .
ع راست ناید خواجگی با بندگی .
ع رزق را روزی رسان پر میدهد .
ع رسیده بود بلائی ولی بخیر گذشت .
ع رفت و چندین آرزو با خاک برد .
ع رقص کردن خود نداند صحن را گوید کج ست .
ع رموز عاشقان . عاشق بداند .
ع رموز مصلحت خویش خسروان دانند .
ع رنج خود و راحت یاران طلب .
ع رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار .
ع رنجش خر از راحت پالان ست .
ع رندی و هوسناکی در عهد شباب اولی .
ع رو برو بودن به از پهلو بود .
ع روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم .
ع روز مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز .
ع روزی بقدر همت هر کس مقررست .
ع روی مفلس سیاه می باشد .
ع راه راست برو اگرچه دورست .
ع ریاضت کش ببادامی بسازد .
ع راضی شدن خصم کم از انتقام نیست .

ز

ع زاہد کا کیا خدا ہے؟ ہمارا خدا نہیں۔
ع زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔
ع زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔
ع زاہد بدر مسجد و میخوار بدیر۔
ع زبان سرخ سر سبز میدہد بر باد۔
ع ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ۔
ع ز خردان خطا و ز بزرگان عطا۔
ع زور با میکند صیاد و دام آہستہ آہستہ۔
ع زدیم بر صف رندان و ہر چہ بادا باد۔
ع زر از معدن بکان کندن بر آید۔
ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔
ع زر دادن و درد سر خریدن۔
ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔
ع ز مرگ خر بود سگ را عروسی۔
ع زمین ترقید یا ترکید او پیدا شد سر خر۔
ع زنا زادہ نیاید جز زناکار۔
ع زن بیوہ مکن اگرچہ حور است۔
ع زند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ۔
ع زن ما نزد ہا ہر دو بخاک بہ۔
ع ز نیکو ہر چہ صادر گشت نیکوست۔
ع زہ بر گاؤ و نالہ بر گردن۔

ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست۔
ع زور کردن این کمان بس دشوار ست۔
ع زہے مراتب خوابی کہ بہ ز بیداریست۔
ع زہے تصور باطل زہے خیال محال۔
ع زیر بار اند درختان کہ تعلق دارند۔
ع زیان میکند آب شب خواب روز۔
ع زنہار از قرین بد زنہار۔
ع ز صد چوبہ دیا جہید یا تیر آید یکے بر نشان۔
ع زمین شور سنبل بر نیارد۔
ع

س

ع سمند تازی راک اور تازیانہ ہوا۔
ع سیاہی منہ کی گئی۔ دل کی آرزو نہ گئی۔
ع ساقیا امروز مے نوشیم فردا را کہ دید۔
ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔
ع سبزہ بر سنگ نروید چہ کند باران را۔
ع سبز شد دانہ چو با خاک سرے پیدا کرد۔
ع شتر لکد زن گران بار بہ۔
ع سخت میگیرد جہان بر مردمان سخت کوش
ع سختی و محنت نکشد پارہ دوز۔
ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار۔
ع سخن بسیار دانی اندکے گوے۔

ع سخن عشق جز بیار مگو ۔
ع سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن ۔
ع سخن یک ست وہ گرہا عبارت آرائی ست ۔
ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار ۔
ع سرکہ مفت از عسل شیرین ست ۔
ع سطرہا کہ راست آید چون کجی در مسطر ست
ع سفینہ کہ در و بحرہا بود این ست ۔
ع سکندر را شکستہ حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد
ع سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشنا باشد ۔
ع سگ لیلی بچشم مجنون بین ۔
ع سگ نشیند بجاے گیپائی ۔
ع سلام روستائی بے (یا جز) غرض نیست ۔
ع سوز باید مرد را ۔ گو ساز بے آہنگ ہست ۔
ع سیلاب نداند کہ در خانہ کدام ست ۔
ع سینہا را خامشی گنجینہ گوہر کند ۔
ع سیاہ آدم آئینہ حال باطنست ۔
ع سعی بسیار کفش پارہ کند ۔
ع سہاتے کی لات ۔ ان سہاتے کی بات ۔

ش

ع شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست ۔
م شاخیکہ طینہ شد تبر خورد ۔

ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن
ع شاگرد رفتہ رفتہ باستاد میرسد
ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔
ع شاہان کم التفات بحال گدا کنند ۔
ع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال ۔
ع شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی ۔
ع شب حاملہ است فردا چہ زاید ۔
ع شب حاملہ ایست تا چہ زاید بینیم ۔
ع شتربان درود آنچہ خربندہ کشت ۔
ع شتر در خواب بیند پنبہ دانہ ۔
ع شدنی شد گرچہ خواہد شد
ع شراب مفت بہ از عسل شیرین ۔
ع شرط ہمہ وقتے نبود لائق کشتی ۔
ع شعر فہمیدن بہ از گفتن بود
ع شکستہ نشاید دگر بار بست ۔
ع شلغم پختہ بہ ز نقرۂ خام ۔
ع شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ۔
ع شمع از پشت در روشنی باشد ۔
ع شمع را ہر چند سر بُرّند روشن تر شود ۔
ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔
ع شود شود نشود گو مشو چہ خواہد شد ۔
ع شوق در دل ہر کہ دارد رہبرے در
ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در

ع شوے زن زشت روے نابینا بہ۔
ع شہد بے نیش کجا و گل بے خار کجا۔
ع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است۔
ع شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است۔
ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا۔
ع شام کے مردے کو کب تک روئے۔
ع شمع کا پشت و رو برابر ہے۔

ص

ع صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔
ع صاحب خیر داخل خیر است۔
ع صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد۔
ع صبر کی داد ہے خدا کے ہاتھ۔
ع صبر کن تاکہ بجائے رسی۔
ع صبر درویش بہ کہ بذل غنی۔
ع صحبت نیکان۔ بدان را سود نیست
ع صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔
ع صد در شود کشادہ چو بستہ شود درے۔
ع صدر ہر جا کہ نشیند صدر است۔
ع صدق پیش آر کہ اینجا ہر چہ آر مردان برند
ع صد گفتہ چو من بہ کردہ تو گلین نفسی۔
ع صلاح کار کجا و من خراب کجا۔

ع صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے۔
ع صوفیان صاف را اول بہ دوزخ می برند۔
ع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود۔
ع صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد۔

ط

ع طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
ع طاقت دیدن ندارد روے پنہان میکند۔
ع طبل پنہان چہ زنم طشت من از بام افتاد۔
ع طبیب مہربان از دیدۂ بیماری افتد۔
ع طفلی و دامان مادر خوش بہشتے بودہ است۔
ع طفل دامنگیر من آخر گریبان گیر شد۔
ع طمع آبرو ببر دوان روے زردی۔
ع طمع را سہ حرف است و ہر سہ تہی۔
ع طوق لعنت بگردنش افتاد۔
ع طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند۔

ظ

ع ظالم از مظلوم باشد شکوہ چین۔
ع ظاہر از شیخ و باطن از شیطان۔
ع ظرافت آتش افروز جدائی ست۔

ع

ف عشق کے صدمے کو جگر چاہیئے۔
ف عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے۔
ف عارف کہ بر نجد تنک آبست ہنوز۔
ف عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔
ف عاقلان در پئے نقط نشوند۔
ف عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ۔
ف عجب عجب کہ ترا یاد دوستان آمد۔
ف عدو شود سبب رزق (یا خیر) گر خدا خواہد۔
ف عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما۔
ف عزت سر کس بدست آنکس ست۔
ف عزیز من جوابست این نہ جنگ ست۔
ف عشقبازی راز مجنوں یادمی باید گرفت۔
ف عشقبازی کار بازی نیست اے دل سر بباز۔
ف عشق آمدنی بود نہ آموختنی۔
ف عشق آتشے ست پیر و جوان را خبر کنید۔
ف علاج واقعہ قبل از یا پیش از وقوع باید کرد۔
ف عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت ست۔
ف عود و سیر گیں ہر دو در آتش رود خاکستر ست۔
ف عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔
ف عالمے را بہ نیم جو نخرم۔
ف عشق ست و ہزار بدگمانی۔
ف عیش ما در جہان خزان ما و تو۔

غ

ف غریقے دست انداز و بکاہے۔
ف غلام ہمت آنم کہ دل بکس ندہد۔
ف غلہ گر ارزان شود امسال سید میشوم۔
ف غنچہ از ترشروئی دل تنگ ست۔
ف غلیواز را باکبوتر چہ کار۔
ف غم فردا امروز باید نخورد۔

ف

ف فارسی را ٹانگ توڑم تا کہ او لنگڑی شود۔
ف فال بد نیز زبان۔ بد باشد۔
ف فال نیکو بزن بہر کارے۔
ف فالیز جہاں بہر خزان آمدہ است۔
ف فتراک جواں مردان دست آویز امید ست
ف فتنہ خفتہ را مکن بیدار۔
ف فتنہ در خوابست۔ بیدارش مکن۔
ف فراموشی نہ یاران لازم افتاد ست دولت را
ف فریبی چیزے دیگر آماس چیزے دیگر است
ف فرمات کند غم کاش مستی۔

فرزند کسان نمی کند فرزندی ۔
فریب صید باشد خواب صیاد ۔
فریاد سگان کم نکند رزق گدا را ۔
فضل و ہنر ضائع ست تا ننماید ۔
فعل بد کردہ را سزا این است
فکر زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگرست ۔
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۔

ق

قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا ۔
قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی ۔
قدر زر زرگر شناسد ۔ قدر جوہر جوہری ۔
قدر گوہر شاہ داند ۔ یا بداند جوہری ۔
ع قدر عیسیٰ کجا شناسد ۔ یا بداند خر ۔
ع قرب سلطان آتش ست از وے بترس ۔
ع قرب سلطان آتش سوزان بود ۔
ع قضائے مبرم ۔ نباید سترد ۔
ع قطرہ قطرہ بہم (یا ہمی) شود دریا ۔
ع قطرہ قطرہ جمع گردد وانگہے دریا شود ۔
ع قلم رفتہ را چہ چارہ کند ۔
ع قلم بخت من شکستہ سرست ۔
ع قلم اینجا رسید و سر بشکست
ع قلندر ہر چہ گوید ۔ دیدہ گوید ۔
ع قناعت توانگر کند مرد را ۔
ع قہر درویش بجان درویش ۔
ع قہر درویش زبان درویش ۔
ع قیاس کن ز گلستان من ۔ بہار مرا ۔
ع قیامت گرچہ دیر آید ۔ بیاید ۔
ع قیمت زعفران چہ داند خر ۔

ک

ع کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ۔
ع کب تک چھپیگی کیری توتیوں کی آڑ میں ۔
ع کون ہر روز اتالیق ہو سمجھائیگا ۔
ع کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں ۔
ع کار استاد را نشان دگرست ۔
ع کار بوزینہ نیست نجاری ۔
ع کار نیکو کردن از پر کردن ست ۔
ع کارہا نیکو شود لیکن (یا اما) بصبر ۔
ع کار ہا نیست کار استاد ست ۔
ع کارے کہ نکو نشد نکو شد کہ نشد ۔
ع کارے کہ نہ کار تست زنہار مکن ۔
ع کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال ۔
ع کار امروز بفردا مگذار ۔

ع کار خود کن کار بیگانه مکن.
ع کار ها را کار فرما آب و تاب میدهد.
ع کار هر مرد و مرد هر کاری.
ع کافر همه را بکیش خود پندارد.
ع کاه در کاهدان نمی ماند.
ع کبوتر با کبوتر باز با باز.
ع کجا گیرد سیه چلی روغن.
ع کرمی بخورم که کلنگی بهوا.
ع کرمهای تو ما را کرد گستاخ.
ع کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست.
ع کریمان دوست میدارند مهمان طفیلی را
ع کسب کن پس تکیه بر جبار کن.
ع کس نگوید که دوغ من ترش است.
ع کس نخارد پشت من جز (یا چون) ناخن انگشت من
ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوی میکنم.
ع کس ندیدم که گم شد از ره راست.
ع کسی کجاست که او دامنی نیالودست.
ع کلان ما که تو باشی چه عقل ما باشد
ع کلک ما نیز زبانی و بیانی دارد
ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است.
ع کمان چو تنگ کشیدن دهد کباده شود.
ع کند هر چه خواهد بر او حکم نیست.
ع کو خویشتن گم است کرا رهبری کند.

ع کوشش چه سود چون نکند بخت یاوری.
ع کوشش بیهوده است وسمه بر ابروی کور.
ع کوفته را نان جوین (یا تهی) کوفته است.
ع کو ورا فربه کند کو لعل را پرورش یافت.
ع که آفتاب است در تاخیر و طالب را زیان دارد.
ع که بار محنت خود به ز بار منت خلق.
ع که بر سنگ گردان نروید نبات.
ع که تا دانه نیفشانی نروید.
ع که تعجیل کار شیاطین بود.
ع که حلوا چو یکبار خوردند بس.
ع که آهن به آهن زبونی کند.
ع که خبث نفس نگردد بسالها معلوم.
ع که خواجه خود روش بنده پروری داند.
ع که دست کرم به ز بازوی زور.
ع که زر زر کشد در جهان گنج گنج.
ع که سهل است لعل بدخشان شکست.
ع که کامبخشی او را بهانه بس است.
ع که گنج سلامت به کنج اندر است.
ع که گنبد هر چه گوئی گویدت باز
ع که محرم بیک نقطه مجرم شود.
ع که مزدور خوشدل کند کار بیش.
ع که مرد راه نیندیشد از نشیب و فراز.
ع که نیاید ز گرگ چوپانی.

ر کہ نتواں سر کشتہ پیوند کرد۔
ر کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند۔
ر کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ۔
ر کہ نیکی بود و ہر چہ نا خوردہ۔
ر کسے داند کہ اشتری چراند۔
ر کام پیارا ہے چام پیارا نہیں۔
ر کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔
ر کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔
و کفر توڑا خدا خدا کرکے۔
ع کہیں خیر خوبی کہیں ہائے ہائے۔
ع کانرا کہ خبر شد خبرے باز نیامد۔

گ

ع گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں۔
و گر گئے دانت آم کھانے سے۔
ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔
ع گدا اگر ہمہ عالم بادر دہند گدا است۔
ع گدا اگر تواضع کند خوے اوست۔
ع گدا بادشاہست و نامش گدا است۔
ع گر او دوست باشد ہمہ دوست اند
ع گر بدولت برسی مست نگردی مردی۔
ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔

ع گرت از دست بر آید دہنے شیریں کن۔
ع گر تو ابلیس نہ چشم چیست کور چراست۔
ع گرد گلہ توتیائے چشم گرگ۔
ع گردن بے طمع بلند بود۔
ع گر ضرورت بود روا باشد۔
ع گرگ دہن آلودہ و یوسف ندریدہ۔
ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔
ع گر قضا آید طبیب ابلہ شود۔
ع گر نویسی قلمے می تراش۔
ع گربہ نیز کند توبہ کونش ندہد یاری۔
ع گفتن ہمیں بس ست کہ اسپ من ابلق ست۔
ع گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو۔
ع گل بود بہ سبزہ نیز آراستہ شد۔
ع گل کاغذی را بشبنم چہ کار۔
ع گل نم دیدہ را آبے تمام ست۔
ع گندم از گندم بروید جو ز جو۔
ع گواہ عاشق صادق در آستین باشد۔
ع گوسالہ بروزگار گاوے گردد۔
ع گوسالہ من پیر شد و گاو نشد۔
ع گوسالہ ما پیر شد و عقل نیافت۔
ع گوش نامحرم نباشد جاے پیغام سروش۔
ع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔
ع گر نبودے چوب تر فرمان نبردے گاو خر۔

ع گنج و مار۔ و گل و خار۔ و غم و شادی بہم اند۔

ل

ع لاکھ سر پیٹے کوئی وہ وقت تو ٹلتا نہیں۔
ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔
ع لائق افسر نباشد ہر کسے۔ (یا ہر سرے)
ع لطف باشد گر نپوشی از گدا ہا روئے ترا۔
ع لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔
ع لنگڑی گھوڑی مسور کا دانہ۔
ع لیلے را بہ چشم مجنون بیں۔

م

ع مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی میں شست ہے۔
ع مرض بڑھتا چلا جوں جوں دوا کی۔
ع منہ پڑی اڑا ہوئی پرانی بات۔
ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔
ع ما را زیں گیاہِ ضعیف ایں گمان نبود۔
ع ما ز چندیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت۔
ع ما را عجب آید کہ ازیں کس بسر آید۔
ع مالِ حرام بود بجائے (یا براہ) حرام رفت۔
ع ماہی از سر گندہ گردو نے ز دُم۔

ع مباش در پئے آزار و ہرچہ خواہی کن۔
ع مبر نام فردا کہ فردا کہ دید۔
ع محتسب گر مئے خورد معذور دار دست ما۔
ع محتسب را درون خانہ چہ کار
ع محنت بیفائدہ است وسمہ بر ابروئے کور۔
ع محبت قرب زبعد افزون ست۔
ع مرا افسوس می آید پری بادیوی گاید۔
ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان (یا بد مرسان)
ع مرا ہمت بلند و دست کوتاہ۔
ع مرا گدائے تو بودن ز سلطنت بہتر۔
ع مرا نان دہ و کفش بر سر بزن۔
ع مُرتی بیار و مُرتے بخور۔
ع مُردہ ہر چند عزیز ست نگہ نتواں داشت۔
ع مُردن بنام بہ کہ بود زندگی بہ ننگ۔
ع مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند۔
ع مردہ گر خاک شود ہر بستان۔
ع مرد بے توشہ بر نگیرد جام۔
ع مروئیت بیاید زنانے و آنگہ زن کن۔
ع مرد آخربیں مبارک بندہ ایست۔
ع مرد چوں پیر شود حرص جوان می گردد۔
ع مرغ ناخوردہ کسے لذت شناسد دانہ را۔
ع مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش۔
ع مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد۔

ف مزن فالِ بد کا در د حالِ بد ۔
ف مظلوم دلیر باشد و چیرہ زبان ۔
ف معزول میشوند چہ معقول میشوند ۔
ف معیارِ دوستانِ دغل روزِ حاجت ست ۔
ف مغز ما خورد و حلق خود بدرید ۔
ف مقامِ عیش میسر نمیشود بے رنج ۔
ف مکن مکن کہ نکوگوہران چنین نکنند ۔
ف مکن بد کہ بد بینی از یارِ نیک ۔
ف مکن وعدہ اگر کردی وفا کن ۔
ف ملا شدن چہ آسان ۔ آدم شدن چہ مشکل ۔
ف من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ۔
ف من پائے تو بوسم و تو دستِ دگرے ۔
ف منتِ گر میکشی از مردمی باید کشید ۔
ف منِ سود کنم ترا زیانے نرسد ۔
ف من خوب می شناسم پیرانِ پارسا را ۔
ف من کہ بدنامِ جہانم چہ صلاح اندیشم ۔
ف من مردہ جہان مردہ ۔ من زندہ جہان زندہ ۔
ف من ہمانِ احمدِ پارینہ کہ بودم ہستم ۔
ف مہمان عزیز ست مگر تا سہ روز ۔
ف مہمان خودیم لیک در خانۂ تو ۔
ف میہمان کہتر کند تعظیم صاحب خانہ را ۔
ف مہ نشیند بجائے عقرب کور ۔
ف می توان بخشید گر گاہے گناہے میشود ۔

ف می تراود چہ کنم آنچہ در آوند دل ست ۔
ف میراث پدر خواہی علم پدر آموز ۔
ف میراث گرگِ مردہ بگفتار می رسد ۔
ف می کشد زہر اگر اندک دگر بسیار ست ۔
ف مردن بنام بہ کہ بود زیستن بہ ننگ ۔
ف مردِ بے زر ہمیشہ رنجور ست ۔
ف مرضی مولےٰ از ہمہ اولےٰ ۔
ف مور ہمان بہ کہ نباشد پرش ۔
ف میعود شد گنبد و خرچ منارہ میکند ۔
ف مان کو نہ باپ کو جو بنے گی سو آپ کو ۔
ف موے شیر سے جیتی بلّی بھلی ۔
ف میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھ کو بھی لے ڈوبونگا
ف مکن انگشت در سوراخ کژدم ۔
ف بترس از بلائے کہ شب در میان باشد ۔
ف مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ۔

ن

ف ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو ۔
ف نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی ۔
ف نا امید از رحمتِ یزدان مباش ۔
ف نا امیدی رحمتش شیطان بود ۔
ف نابردہ رنج گنج میسر نمیشود ۔

ع ناخوانده بخانهٔ خدا نتوان رفت ۔
ع ناز بر آں کن کہ خریدار تست ۔
ع ناسوده گجا رود کہ آسوده شود ۔
ع ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس ۔
ع ناکرده گناه درجہان کیست بگو ۔
ع نامرد زند ہمیشہ لاف مردی ۔
ع نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد ۔
ع نام نکوست حاصل ایام زندگی ۔
ع نان گربہ بہ تیزی دو زنو ۔
ع نہ بُرد و تیز زمہ را تیغ تیز ۔
ع نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود ۔
ع نتوان مرد بسختی کہ من اینجا زادم ۔
ع نخورد شیر نیم خورده سگ ۔
ع ندہ نقد را بہ نسیہ کسے ۔
ع نرود میخ آہنی در سنگ ۔
ع نشود نیک نہادے کہ زمیثاق بدست ۔
ع نفس بر آمد و کار از تو بر نمی آید ۔
ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول ۔
ع نکند دوست زینہار از دوست ۔
ع نکند گرگ پوستین دوزی ۔
ع نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم ۔
ع نویسنده داند کہ در نامہ چیست ۔
ع نہاں کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔

ع نہد شاخ پُر میوه سر بر زمین ۔
ع نہ چندان بخور کز دہانت بر آید ۔
ع نہ روئے رہائی نہ راه گریز ۔
ع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ۔
ع نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ۔
ع نہ ہر کہ چہره برافروخت دلبری داند ۔
ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ۔
ع نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد ۔
ع نیاید بجو باز آبے کہ رفت ۔
ع نے تاب صبر دارم ۔ نے طاقت جدائی ۔
ع نے غم دزد ۔ نے غم کالا ۔
ع نہ شدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی ۔
ع نقدے ز ہزار نسیہ خوشتر باشد ۔

و

ع وه دِل نہیں رہا، وه طبیعت نہیں رہی ۔
ع وامانده گاؤ را بخر باید داد ۔
ع وائے بر قدر سخن گر بسخندان نرسد ۔
ع وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے ۔
ع وائے گر در پس امروز بود فردائے ۔
ع ولے بر آں خورده کہ تنہا خوری ۔
ع وجود مردم دانا مثال زر طلاست ۔

ع و دستانی بستم میرسد۔

ع وظیفہ گر طلبی رو۔ ہنر بدست آور۔

ع وفائے عہد نکو باشد ار بیاموزی۔

ع ولے زبان طعنش ایمن مباش و غرہ مشو۔

ع وہ دل نہیں رہا کہ ہمیں جس پہ ناز تھا۔

ہ

ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

ع ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے۔

ع ہزار آفتیں ہیں ایک دل لگانے سے۔ (میں)

ع ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔

ع ہم تو مرشد تھے۔ تم ولی نکلے۔

ع ہم سے اچھے رہے صدقے میں اُترنے والے۔

ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے۔

ع ہر آنچہ حاکم عادل کند ہمان داد است۔

ع ہر بہارے را خزانے در پے ست۔

ع ہر جا کہ پری رُخ ست دیوے با اوست۔

ع ہر جا کہ رنگ و بوے بود گفتگو بود۔

ع ہر جا کہ نمک خوری نمکدان مشکن۔

ع ہر جا کہ سلطان خیمہ زد۔ غوغا نماند عام را۔

ع ہر چند جامہ تنگ ست جز و بدن نگردد۔

ع ہر چہ خدا خواست ہمان می شود۔

ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔

ع ہر چہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم۔

ع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود۔

ع ہر چہ کند ہمتِ مردان کند۔

ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

ع ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔

ع ہر چہ بادا باد دوستِ ما و دامانِ شما

ع ہر چہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید۔

ع ہر چہ گیرد مختصر گیرید

ع ہر چہ گیرد کاملے ملت شود۔

ع ہر چہ گیرد علتے علت شود۔

ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔

ع ہر زمینے را بود خاصیتے۔

ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔

ع ہر خزانے را بہارے در پے ست۔

ع ہر زبان را گفتگوے دیگر ست۔

ع ہر شبنمے درین رہ صد بحر آتشیں ست۔

ع ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد۔

ع ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست۔

ع ہر کجا دردیست درمانش مقرر کردہ اند۔

ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

ع ہر کو رنج برد نوبت اوست۔

ع ہر کرا اخلاص بیش اقبال بیش۔

ف هر کرا صبر نیست حکمت نیست ۔
ف هر کرا کردی خوشامد ۔ خوش آمد ۔
ف هر کرا دردے رسد ناچار گوید وے را ۔
ف هر کرا طاؤس باید قصد هندوستان کند ۔
ف هر کرا این دهند آن نه دهند ۔
ف هر کسے را قرار در پیش ست ۔
ف هر کسے را بهر کارے ساختند ۔
ف هر کسے مصلحت خویش نکو میداند ۔
ف هر کسے آن درو د عاقبت کار که کشت ۔
ف هر کس بقدر همت خود خانه ساخته ۔
ف هر کس بخیال خویش خبطے دارد ۔
ف هر که آمد بجهان برگ و برے پیدا کرد ۔
ف هر که آمد عمارت نو ساخت ۔
ف هر که آمد بجهان ز اهل فنا خواهد بود ۔
ف هر که آید گو بیا ۔ و هر که خواهد گو برو ۔
ف هر که با نوح نشیند چه غم از طوفانش ۔
ف هر که تهی کیسه تر آسوده تر ۔
ف هر که در کان نمک رفت نمک شد ۔
ف هر که شمشیر زند سکه بنامش خوانند ۔
ف هرگز از شاخ بید بر نخوری ۔
ف هرگز از قصب نے شکر نخوری ۔
ف هر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔
ف هر گلے را خار باشد همنشیں ۔

ف هر مس که بکیمیا رسد زر گردد ۔
ف هر نشیبے را فرازے در پے است ۔
ف هزار بهجو ترا ۔ او به نیم جو نخرد ۔
ف همراه اگر شتاب کند همره تو نیست ۔
ف همسایهٔ بد مباد کس را ۔
ف هم مال بدست آید و هم یار نرنجد
ف همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت
ف همه گفته چو مصطفیٰ گفتی ۔
ف همی جوید سلامت را پناهے ۔
ف همیشه در صدف گوهر نباشد ۔
ف همیشه چاه کن از دست خویش در چا
ف همین سنگ ست و پشت بام قرشو
ف همین چوگان همین میدان همین گو
ف هنر بهتر از ملک و مال پدر ۔
ف هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد ۔
ف هنوز مردهٔ من زندهٔ ترا بارست
ف هیچ آفت نرسد گوشهٔ تنهائی را
ف هنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست

ی

ف یا خانه جائے رخت بود یا خیالِ
ف یادِ دلِ گر نبود ذکر زبانی سهل ست

	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد ۔
۶	یارِ کار افتادہ را یاری ہم از یاراں رسد ۔
۶	یارِ من نیکوست لیکن رسم و آئینش بدست
۶	یک دانۂ محبت ست و باقی ہمہ کاہ ۔
۶	یک شمع شبے ہزار پروانہ کشد ۔
۶	یکے بود مجنوں ۔ دگر سگ گزید ۔
۶	یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ۔
۶	یکے گر رود دیگر آید بجایش ۔
۶	یکے بر صد آید نہ صد بیکے ۔
۶	یوں بھی صنم واہ واہ ۔ ووں بھی صنم واہ واہ
۶	یہاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر ۔
۶	یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے ۔

حصّۂ دوم

ابیات و افراد

ردیف الالف

غلیاں را بیدل از مشق خموشی چارہ نیست	تنگدستی باز میدارد ز قل قل شیشہ را	بیدل
پرواز و فکر دور بیناں طینت جاہل۔	نمی افتد بہ عینک احتیاج چشم کوراں را	حزیں
محال ست از سر مغز سودا ابر آوردن	کہ نتواں از خمیر آورد بیروں موے چینی را	صائب
شگوفہ ام نہ برگم نہ ثمر نہ سایہ دارم۔	ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا	ذوقی
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دلکا	جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا۔	آتش
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا	فی الحقیقت بس وہ اپنے آپ ہی حیراں ہوا	جرائت
نظارہ کروں دہر کی کیا جلوہ گری کا	یاں عمر کو وقفہ ہے چراغ سحری کا	مصحفی
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا	غالب
نمی شود سخن پست فطرتاں مشہور۔	بلند نیست صدا کاسۂ سفالی را	غنی
فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد	ہما منشور دولت می کند ہر استخوانے را	صائب
آتقدر اے صاف طینت مایۂ جمعیت ست	ہست آرام از پس آئینہ ہا سیماب را	والہ
از خس و خاشاک بگزر گرد گل ہا سیر کن	تا چو زنبور عسل پر شہد سازی خانہ را	صائب
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را	لااعلم
عدم میں رہتے تو شاد رہتے اوسے بھی فکر ستم نہ ہوتا	جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا	مومن
جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا	کل اوس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا	میر
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت	اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا	"
ٹھیکری کو قدر ہے اسکو نہیں۔	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا	"
وہی سمجھو گا میرے زخم دل کو	جگر پر جس کے اک ناسور ہو گا	جرائت
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را	صائب
نصیبے نیست از اہل کرم برگشتہ بختاں را	کہ ہرگز پر نسازد کاسۂ گرداب را دریا	غنی

ز فیض بہرہ نیابد ضمیر کج طبعاں	کجا بہار کند سبز شاخ آہو را	سیر
بجستجو کم کن دلا از دولت دوں ہمتاں	نشۂ آسودگی عنقاست در دوراں ما	نجفی
روزی ما میشود آخر نصیب دیگراں	طالع برگشتہ ہمچوں آسیا داریم ما	غنی
کاملاں را ہمہ سرگشتگی از دست خود است	حاجت گردش پرکار نشد مانی را	عالی
صبح اقبال ہما از استخوان طالع شود	نیست جز سختی نصیبے مردم آگاہ را	علی
الٰہی نرم گرداں از کرم دلہائے خوباں را	دگر نہ عشق را ناپید کن یا عشقبازاں را	لا اعلم
مرواں کنند خوش غم و رنج ہمیشہ را	آب بقاست آتش تب شیر بیشہ را	حزیں
نہیں معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا میں	خدا سے کون بندے پر زیادہ مہرباں ہے گا	آتش
جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انساں بھی	پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انساں کا	ذوق
کس کا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہے کیا احرام	کوچے کے اوسکے باشندوں نے سب کو یہیں سے سلام کیا	میر
جگ میں آکر ادہر اُدھر دیکھا	تو ہی آیا نظر جدہر دیکھا	درد
منظور کب تھا کعبہ و بتخانہ دیکھنا	دونوں جگہ تھا جلوۂ جاناں نہ دیکھنا	مصحفی
غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبہ سے اے دوست	تجھی کو ڈھونڈھ رہا ہوں کہاں کہاں کب کا	رند
ملے اکسیر گر اس کشت و خوں سے میں نہ لوں ہرگز	مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا	ذوق
نیست از موج حوادث ہمچو خس پروا مرا	جنبش گہوارہ باشد موجۂ دریا مرا	فقیر
بسان چشم کہ گرید برائے ہر عضوے	غم ہر کہ رسد می کند ملول مرا	راضی
دریں دریا نظر کن مفلس و منعم یکے بینی	گہر ہم قطرۂ آسا دیدۂ دارد پر آب اینجا	لا اعلم
کافر نعمت کند رزق حلال خود حرام	طفل از پستان گزیدن میکند خوں شیر را	صائب
بہ ترک عشرت امروز چوں کنم کہ کسے	ضماں نمی شود از من حیات فردا را	جامی
ایام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را	حافظ
ژالہ ام ہرگز ندارم تاب احساں کسے	آب گردم گر کسے از خاک بردارد مرا	صائب
نعمتے چوں سیر چشمی نیست بر خوان وجود	بے نیاز از بحر دارد آب ایں گوہر مرا	لا اعلم
قبول ناقصاں را شاہد بیجو ہرے باشد	کہ جز طفلاں خریدارے نہ بینی تیغ چوبیں را	کلیم

زبان لئے بآواز بلند ایں حرف می گوید	کہ می سازد بیکدم چوب را عصا نفس گویا	غنی
اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہے	لیکن اک آشنا نہیں ملتا	مصحفی
بید رواں علاج درد خود جستن بداں ماند	کہ خار از پا برون آرد کسے از نیش عقربہا	صائب
بقدر کار سازاں را بکس در کار خود حاجت	بخار یدن بنا شد احتیاج پشت ناخن را	غنی
خانہ ما زیر بار منت مخلوق نیست	نیست نقشے پیش ما خوشتر ز نقش بوریا	"
جہاں دولت دنیا مذلت بار می آرد	بصد ملک شہنشاہی مدہ گنج قناعت را	مخفی
صحبت خسیس حذر کن کہ مے شود	یک برگ کاہ مانع پرواز دیدہ را	صائب
ختلاط ناموافق سد راہ سالک ست	قفل از پرواز مانع می شود کافور را	اعجاز
یب چوں درد و غن افتد نالہ خیزد از چراغ	صحبت ناجنس باشد متہم آزار ما	علی
من ہر دم فہمیدہ عرض کن صائب	بشورہ زار مکن صرف آب حیواں را	صائب
کدو بوئے شراب آید بد شواری بروں	از سر ہیمغز نتواں برد خست جاہ را	"
زر باطن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست	زاد راہے بر نمید اری ازیں منزل چرا	"
ش عارف حق شناسی در لباس دیگر ست	پیر ما منعاسے زاہد خرقہ پشمینہ را	وحشی
گر بپوشی بہر مکر ایں جامہ را	عاری ست ایں تا فریبی عامہ را	مثنوی
گوشہ گیراں از عبادت صید روزی میکنند	دام را خالی نمی آرند ایں صیادہا	علی
صیاں مگذراں زنہار ایام جوانی را	مکن صرف زمیں شور آب زندگانی را	صائب
کار عاقبت بردم بہرلئے کار دنیا را	برنگ شام ماندم درمیاں امروز و فردا را	علی
ز شرم گنہ داشتہ ام چند سبو	چوں سیرم بہیں آب بشوئید مرا	احسان اللہ
سبو بر کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما	قدسی
ما در آفتاب قیامت غنی چہ باک	دو رخ پرست از عرق انفعال ما	غنی
سخن مخفی شدم مانند بو در برگ گل	میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا	مخفی
الہی بیا مرز ایں ہر سہ را	مولف معلم و خوانندہ را	لا اعلم
صاحب سخن نہ جنبد از بہر قوت ہر جا	دائم بجا نہ خود روزی رسد زباں را	غنی

نیست غم اہل سخن را از جفائے روزگار	بشکند گر ساغر گوہر نریزد آب را	علی
زود ندان ترا دادہ اند آسیائے	کہ سازی ملائم تو گفتار خود را	صائب
من آں مرغم کہ افگندم بصد دام بلا خود را	بیک پرواز بے ہنگام کردم مبتلا خود را	وحشی
پا منہ بیروں ز حد خویش تا بینا شوی	نیست حاجت با عصا در خانۂ خود کور را	صائب
کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن اُن کا	دو دغا بازوں کے پھندے میں ہے جوبن اُنکا	لا اعلم
سینہ ہارا خامشی گنجینۂ گوہر کند	یاد دارم از صدف این نکتۂ سربستہ را	صائب
طبع خاموشاں مکدر مے شود از گفتگو	می شود باد نفس بر دل غبار آئینہ را	علی
ہمچو سوزن دائم از پوشش گریز انیم ما	جامہ بہر خلق می دوزیم و عریانیم ما	غنی
عیب مردم فاش کردن بدترین عیب ہاست	عیب گو اول کند بے پردہ عیب خویش را	صائب
گوہرے چوں خود شناسی نیست در بحر وجود	ما بگرد خویش مے گردیم چوں گرداب ہا	علی
ممنوں شوم ز ہر کہ بمن کج کند نگاہ	تیر کج ست آیہ رحمت نشانہ را	صائب
در جہاں آسایشے گر ہست در درویشی ست	خانہ از کوتاہی دیوار باشد خوش ہوا	لا اعلم
در قفس ہیچکس نبود آشنائے ما	نشستہ غیر گرد کسے در سرائے ما	غنی
کجا فقیر بدل جا دہد تو نگر را	زمین فرو نبرد ہیچ قطرہ گوہر را	سعدی
نبود ز نقش باطل اندیشہ پاک بیں را	آئینہ راست خواند عکس خط نگیں را	شوکت
روشنی از خویش میباشد دل پر نور را	شعلہ شمع از رگ سنگ ست کوہ طور را	لا اعلم
سواد کعبہ کے منظور ارباب نظر باشد	بسنگ سرمہ حاجت نیست ہرگز چشم روشن را	غنی
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوہر را	روح
کاہش تن لازم صاحبدلاں افتادہ است	روغن از مغز ست دائم شعلۂ ادراک را	صائب
نباشد نیک باطن در پے آرایش ظاہر	بنقاشی احتیاجے نیست دیوار گلستاں را	″
می کند کار خرد نفس چو گردید مطیع	دزد چوں شحنہ شود امن کند عالم را	″
بشوے دست ز اصلاح تن بجاں پرداز	کہ دل سفید نگردد ز جامہ شوئی ہا	″
مکن دشوار از تن پروری آزادی جاں را	چہ محکم می کنی چوں ابلہاں دیوار زنداں را	حزیں

بود آرا اینچنان بر جامهٔ ابریشمی ناز د۔	که پنداری زبر دارد مقامات حریری را	صائب
بخود سازی بدل کن اے سیه دل خانه سازی را	که جز گرد کدورت نیست حاصل خاکبازی را	"
نسازد حق شناسان را مقید زیور دنیا	ز انگشت شهادت دست کوتاهست خاتم را	اثر
چو نبود حسن باطن زینت ظاهر چه کار آید	چرا تصویر یوسف می کشی دیوار زندان را	شوکت
نجات از قید محنت نیست ارباب تلون را	بلے بے خار هرگز کس نه بیند پائے گلبن را	غنی
بغیر از زیان نیست در خود فروشی	اگر سود خواهی به بند این دکان را	صائب
دل عارف غبار آلودهٔ کثرت نمی گردد	نیند از دخل در وحدت آئینه صورتها	کلیم
تا خود نشود خاک صوفی نشود صافی	اثبات بخود کردم از نفی خود الا را	حزین
با صاف دل کسے را یارائے همسری نیست	بر خاک می نشاند آئینه آسمان را	جامی
فارغ بود از آفت گیتی دل روشن	از برق زیانے نرسد خرمن مه را	غنی
یک ترشروے برائے دفع صد مهمان بس است۔	چین ابرو چوب دربان ست صاحب خانه را	صائب
غنی از دولت دنیا نگردد عیب کس زائل	که زر نتواند از روے محک بردن سیاهی را	غنی
گر دل خود زنده خواهی خاکساری پیشه کن۔	به ز خاکستر لباسے نیست آتش پاره را	صائب
افتادگی بر آورد از خاک دانه را۔	گردنکشی بخاک نشاند نشانه را	"
عبادتے بجهان به ز خاکساری نیست	به از وضوے عزیزان بود تیمم ما۔	غنی
بود نام تو روشن گر سر تسلیم خم سازی	که نقش راست بنماید نگین واژگون پیدا	نادم
بود افتادگی سرمایهٔ گنج غنا دائم۔	نباشد احتیاجے با صبا گلهائے قالی را	اعظم
خواهی عزیز دهر شوی خاکسار باش	در دیده ها ز سرمه شدن جاست سنگ را	اثر
آب را استادگی آئینه روشن کند	صاف می سازد تحمل طبع برهم خورده را	نظامی
میتوان کردن به نرمی رام از خود رسته را	پنبه سد راه می گردد شرار جسته را۔	علی
میتواند کرد صائب روئے عالم را بخود	هر که چون آئینه سازد پاک لوح سینه را	صائب
زنند باد حوادث ز پائی افتد۔	که دستگیری افتادگی عصاست مرا	ظهیر
بلندی یابد انسان از تواضع برگزیدها	بچشم مردمان جا کرده ابرو از خمیده نها	"

میکند افتادگی آزاد از بند خطر	شیر با این رعب کے ساند هراساں سایه را	ظهیر
دُر شود قطره چو افتاد ز ابر نیساں	رهنما سوے ترقی ست تنزل ما را	لا اعلم
هر که چوں خورشید بنماید کمال خویش را۔	در جهاں هر روز می بیند زوال خویش را	قابل
هر که سازد سرکشی همچوں حباب شوخ چشم۔	زود بیند از هواے خویش مدفن زیر پا	مختار
ز تعظیم و تواضعهاے خصم ایمن مشو صائب	کمر خم کردن صیاد آفتهاست مرغاں را	صائب
نبود گل تواضع دشمن بجز گزند	پابوس تیشه افگند از پا نهال را	غنی
پا مکش از بزم همجنساں اگر خواهی غنا	بگسلد چوں تار از تنبور گردد بے نوا	کاشی
معنی یک بیت بودم در طریق اتحاد	چوں دو مصرع گرچه در ظاهر جدا بودیم ما۔	صائب
دل مکن از دوست گر خواهی بادپیوست باز	کس بگلبن باز کے بندد گل پژمرده را	کلیم
هیچگه در ربخ و راحت نیست از صاحب جدا	حق صحبت کرده بس پابند احساں سایه را	لا اعلم
ماه نو بر همه روشن کند این مضمون را۔	که زوال است ز پے دولت روز افزوں را	اختر
هر کمالی را که دیدم روے دارد در زوال	آرزو از این سبب در سینه باطل شد مرا	ظهیر
نسب صورت نه بخشد گر نداری جوهر ذاتی	که باشد بیشتر با آب نسبت تیغ چوبیں را	مخلص
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر	چوں رشته هاے شمع بهم زنده ایم ما	حافظ
دو دل یک شود بشکند کوه را۔	پراگندگی آرد انبوه را۔	نظامی
ناتوانی ناتوانے را بچشم کم مبیں۔	یاری یک رشته جمعیت دهد گلدسته را	طالب
حرمت روشندلاں از زشت رویاں کم بود۔	مفت نستانند کسے در زنگبار آئینه را	حافظ
بسکه می ترسم از جدائیها۔	توبه کردم ز آشنائیها	لا اعلم
در راه وفا تجربه کردیم سبے را	هرچند دویدیم وندیدیم کسے را	ظهیر
وحشت مالم نگردد ز اجتماع دوستاں۔	چوں الف با هر که پیوندیم تنهائیم ما	صائب
کے سبکروحاں بساز و برگ دارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پرواے ساماں سایه را	رائق
گریه می آید مرا بر طالع فرزانه ها	بیغمی را مفت بردند از میاں دیوانه ها	لا اعلم
مرد کامل در وطن هرگز نمی گیرد قرار	میوه چوں پخته شد از شاخ میگردد جدا	صائب

رفت عمرم در غریبی بر بساط روزگار	گرچه همچون مهرهٔ شطرنج دارم خانه‌ها	غنی
گر نه چشم بد در ساحل غربت نمی باشد	ز دام آز آزادی می سازند دور از آب ماهی را	علی
کلید و قفل چون دیدم ز یک آهن تقسیم شد	که اسباب گشایش در گره دارند مشکلها	عاقل
عروج ماه نو از باعث افزونی نور ست	ترقی می نماید از کمال البته منصب‌ها	لا اعلم
یکبار آبروی زر و سیم ریخت ریخت	در برگ گل دو باره که آرد گلاب را	بیخود
تا رزق خود رسد بدهانت چو آسیا	دائم خموش دار زبان سوال را	غنی
آنرا که نیست وسعت مشرب درین سرا	در زندگی به تنگی قبر ست مبتلا	صائب
گوشمال آخر شود دست نوازش سازرا	سرکش گر گوشمالی میدهد دوران ترا	صائب
چو شد زهر عادت مضرت نه بخشد۔	به برگ آشنا کن هست رنج جانرا	"
مدار دره بگردون روح تا باشد نفس در تن	رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پارا	غنی
اگر نعلین جسم تیره را از پا برون آری	بچشم روشنان عالم بالا نهی پا را	حزین
اندیشهٔ مآل نیاید ز ما درست	در دست دیگریست چو سود و زیان ما	لا اعلم
گلزار از قلم و تقدیر پا بر دل	سرمشق خویش ساز خط سرنوشت را	غنی
برنگردد برات قسمت حق خون مخور	نیست ممکن باز گردیدن به پستان شیر را	صائب
عقل دامنگیر ما را راه روزی بسته است	ورنه هر انگشت پستان ست طفل شیر را	لا اعلم
بر زبان حرف طلب هرگز نمی آریم ما	میهمان بی طلب را دست میداریم ما	صائب
پرده دار و حاجب و دربان نمیباشد مرا۔	خانه چون آئینه بی مهمان نمیباشد مرا	"
تکلف مکن در سلوکی که داری۔	چو خواهی که از خود کنی میهمان را ۱۲	"
میزبانیکه ز جان سیر کند مهمان را۔	چه ضرورست که آراسته سازد خوان را	"
بر میوهٔ رسیده زدن سنگ ابلهی ست	زنهار از سوال مرنجان کریم را	علی
با بخیلان ست دائم دهر ناپاک آشنا	قحبهٔ دنیا شود با اهل امساک آشنا	حزین
شرکت روزی حیسان لاغر یاد آورد۔	بر سر نان پاره سنگ دشمن بود درویش را	صائب
حکمت محض ست گر لطف جهان آفرین۔	خاص کند بندهٔ مصلحت عام را	لا اعلم

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو — نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری نوجوانی کا

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا — سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

طے کر گئے یاران عدم رفتہ تو منزل — سوتے ہی رہے ہم نہ کسی نے بھی جگایا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا — مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا

قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ — سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

گل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا

لڑکپن سے یہ تھی سرگشتگی اپنے نصیبوں میں — ہنڈولے میں تماشا دیکھتے تھے چرخ گرداں کا

ما بروں را ننگریم و قال را — ما دروں را بنگریم و حال را

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں — ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا — موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

نگیں دل کو بغل میں لگا رکھ اے معروف — کبھی تو کوئی بھلا اس رقم کو پوچھیگا

وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مردہ پسند — اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدرداں پیدا ہوا

ہیچ عزت نبود مردم ہرجائی را — ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا — دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے — جس چیز کے ناسخ کوئی قابل نظر آیا

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا — غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز — جہاں میں جب سے کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا

کب لباس ظاہری میں چھپتے ہیں روشن ضمیر — پردۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا — کہ جس کے عوض یوں رلانے لگا

عیب ست بزرگ برکشیدن خود را — واز جملہ خلق برگزیدن خود را

شکر حق واجب بود از بہر ہر نعمت ترا — تا سبک از حق نعمت سازد این منت ترا

چو از قومے یکے بیدانشی کرد — نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

ایک روز جہاں سے جان کھونا ہوگا	گھر چھوڑ کے زیر خاک سونا ہوگا	انیس
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا	کس کا کس کا نہ یاں زمانہ دیکھا	״
برسوں رہا جنکے سر پہ چتر زریں	تربت پہ نہ ان کی شامیانہ دیکھا	״
کیوں آج دلا خیال فردا نہ کیا	بھولا جو برے وقت کو اچھا نہ کیا	״
تیرے قربان کے تو لایق ہوں۔	اور کاموں سے گو ہزار گیا	افسوس
عرصۂ عمر بہت کم ہے دلا گل کی طرح	چمن دہر میں دن کاٹ تو ہنسکر اپنا	״
دنیا میں نہ چین ایک ساعت دیکھا	برسوں نہ کبھی روز فراغت دیکھا	انیس
راحت کا مکاں امن کا گھر خانۂ عیش	دیکھا تو جہاں میں کنج عزلت دیکھا	״
مرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری	صد فلاطوں کو یہاں ہاتھ ہی ملتے دیکھا	لا اعلم
چو از شمع خالی کنی خانہ را	نہ بینی دگر نقش پروانہ را	״
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را۔	حافظ
بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت بہایم۔	کہ روزی میکند از ہم جدا یاراں ہمدم را	مسرت
عوض ہے دلشکنی کا بہت محال اے یار	جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشہ کا	لا اعلم
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را	״
بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا	حافظ
ہر کرا باشد محبت با خدا	کے بداند و اصلانش را جدا	لا اعلم
صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا	حافظ
دولت دنیا ندارد اعتبارے پیش ما	سر بہ شاہی بر نیارد ہمت درویش ما	لا اعلم
غم عالم فراواں ست و من یک غنچہ دل دارم	چساں در شیشۂ ساعت کنم خاک بیاباں را	״
دریاب گر تو عاقلی بشتاب گر صاحب دلی	باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را	״
فلک از رشک نگذارد کہ یکجا خوردہ دو ہمدم را	بسنگ از یکدگر سازد جدا بادام توام را	״
غم روزی مخور برہم مزن اوراق دفتر را	کہ پیش از طفل ایزد پر کند پستان مادر را	״
قدر مردم سفر آید تا بود اندر وطن	در صدف قیمت نباشد گوہر ارزندہ را	״

نہیں اک لحظہ خالی تجھ سے بیرون و درون میرا	کہ دل میں یاد ہے تیری زباں پہ نام ہے تیرا	لا اعلم
اے آمدنت باعث آبادی ما۔	ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما	"
آسایش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست	با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا	حافظ
خدا جب دوست ہے اے دل تو کیا دشمن سے اندیشہ	ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا	لا اعلم
چو استعداد نبود کار از ایجا زنکشاید۔	مسیحا کے تو اند کرد روشن چشم سوزن را	"
رزق ہر چند بیگماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	"
اما نبود وصف اضافی ہنر ذات	ایں فتوی ہمت بود ارباب ہمم را	"
نہ ہوئی کبھی مجھ سے خطا نہ ہوا کرو مجھ پر خفا	نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا	طالب
مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا	طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا	ناسخ
غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے ناداں	دگرگوں حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانے کا	سرور
رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا	مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا	سودا
معلوم ہمکو دل کے سلوکوں سے یہ ہوا	ناداں ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا	سوز
الٰہی بخت تو بیدار بادا۔	ترا دولت ہمیشہ یار بادا!	لا اعلم
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح	کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا	غالب
لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب	زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا	آتش
یہ کہاں تھی میری قسمت کہ وصال یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا۔	غالب
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا	لا اعلم
انتظاری نے تیری خوب دکھایا پہرا۔	صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا	ظفر
جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہ کن بگڑا۔	چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا بھی چلن بگڑا	"
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا	میر
ہوے ہیں ایسے بھی کچھ صنعت آفریں پیدا	جنھوں نے نعل سے کی جوئے انگبیں پیدا	لا اعلم
قسمت نے ساتھ چھوڑا اللہ ہوا مقدر۔	آخر کو پیش آیا لکھا ہوا جبیں کا	"
ہنگامہ گرم ہستی ناپیدار کا۔	چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا	"

وہ چشم کہ بے نم ہے وہ ہو کور تو بہتر ہا	جو دل کہ ہے بے داغ وہ جل جائے تو اچھا	لااعلم
نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونوں رو دیتے	تمہیں کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا	"
دو گونہ رنج و عذابست جان مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلا	"
واہ رے شان کریمی ترے صدقے قرباں	جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا	آصف
مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی	ہیولےٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا	غالب
لبالب ست ز خون جگر پیالۂ ما	دم نخست چنیں شد مگر حوالۂ ما	لااعلم
گفتا کیستی گفتم دعا گوے شما	عزم کجا داری بگو گفتم سر کوئے شما	حافظ
بکعبہ رفتم و شوق ورت فزود آنجا	بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا	آصفی
ہر کہ منظور شد سلیماں را	چوں نداند زباں مرغاں را	لااعلم
وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا	جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا	"
اک آن میں عدم ہے برنگ شمیم گل	کیا اعتبار ہستی بے اعتبار کا	"
میں نے آکے جہاں میں کیا دیکھا	جاں کو آفت میں مبتلا دیکھا	"
قیامت ہوگی جب خورشید نیزے پر کھڑا ہوگا	زمیں تانبے کی ہوگی آسماں فولاد کا ہوگا	"
ایک عالم کو آزما دیکھا	اپنے مطلب کا آشنا دیکھا	"
چڑھی جو شیخ کو افیوں تو دانہ تسبیح	سمجھ الائچی دانے تمام ٹونگ گیا	"
کیا اصل بندے کی جو روٹی دے گا	رازق ہے کوئی اور ہی دینے والا	"
نا اتفاقی شیوہ ہے دور خراب کا	خنداں ہے برق دیکھکے رونا سحاب کا	"
آدمی کا ہے آدمی شیطاں	یہ مثل سچ ہے آزما دیکھا	"
بر تو اضعہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را	غنی
بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک	ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا	غالب
جس سے ہووے ایک وقت بھی فصنا	واسطے اس کے بھی ہے دوزخ لکھا	لااعلم
آہ نے کس کے ساتھ کی اب تک وفا	لے گئے اسکندر و جم کیا بھلا	"
بنائے محمل ہیں کہ روزگار ہنوز	خراب می نکند بارگاہ کسرے را	"

چو نیت نیک باشد بادشا را۔	گہر خیزد بجائے گل گیا را	لا ا
از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنادید عجم را	عرفی
زور بازوے جواں ہے آسرا ہر پیر کا	دیکھ لو دست کماں میں بھی عصا ہے تیر کا	وزیر
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا	آدمی بلبلہ ہے پانی کا؛	میر
کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ	ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا	غالب
اے خوش آندم کہ رسد دست اُمید	بگریبان وصال تو مرا	لا اعلم
در ریاض آفرینش لالہ ساں روئیدہ ایم	پائے در گل داغ بر دل شعلہ در داماں	”
ہر لبش قفل ست و در دل رازہا	لب خموش و دل پُر از آوازہا	”
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را۔	مقبول نماید ازو بانگ و صدا را	”
یک جا قرار ہمت عالی نمی کند	گردش ضرورست سپہر بلند را	”
خلق جہاں پرستش گوسالہ می کند	مجنون ما چرا نہ پرستد غزالہ را	”
حریف بادہ کجا عاشق خراب کجا	جنون عشق کجا نشۂ شراب کجا	”
ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما	حافظ
ہوشمندی کہ بہنگامۂ مستاں اُفتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	لا ا
گرچہ ملا بفسوں دیو بہ بند و لیکن	عشق دیوے ست کہ دیوانہ کند ملا را	”
سر از فرماں حکمت گر بپیچم من دریں گلشن	برآرند از قفایم ہمچو نافرماں زبانم را	”
عزم دیدار تو دارد جان بر لب آمدہ	باز گردد یا برآید چیست فرمان شما	حافظ
بادشاہ چہ نسبتے گدا را	بگذار مرا بمن خدا را۔	لا اعلم
کفر کافر را و دیں آگاہ را۔	ذرۂ حسرت دل ایں ما را	”
اے خامہ حرف زن کہ کسے از کلام ما	شاید باہل راز رساند سلام ما	”
بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردی احسن الی من اسا	سعدی
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد۔	تو مرو در دہان اژدرہا	”
لنگلے زیر و لنگلے بالا	نے غم دزد و نے غم کالا	

ن حسن روزافزوں کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را	حافظ
، دشمن پھر گیا اپنا بگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	
ریار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا	یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا	نظیر
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مر ترا	
آسماں تماشا دیکھنا کچھ ملک امکاں کا	کہ یہ ہو کا مکاں ہے جس میں عالم ہے خموشاں کا	لا اعلم
چرخ گرداں ہرچہ دیدستم دریں عالم	مپرس از من کہ شرحش لال میسازد زبانم را	"
شن میں رہتے تھے قفس میں اب گذرتی ہے	خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا	"
کہ چشم شوق میں وحدت کا نور تھا	جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا	"
رے نرسید از عدم کز و پرسم	کہ پیر چرخ کجا برد نوجواں مرا	"
ں آیا گلستاں میں کہ صیاد آیا	جو کوئی آیا مری جان کا جلاد آیا	"
جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی	سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا	"
ہے غرق کیا کیا کشتی مقصد لب ساحل	ہوے ہیں خشک بارآور نہال آرزو کیا کیا	لا اعلم
ودل از رہ تقلید بہ نیکاں نرسد	پا اگر خواب کند چشم نخواند اورا	عالی
ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا	ذوق
، زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	لا اعلم
یت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
ماف کے خواہاں ہیں نہیں طالب زر ہم	تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا	مومن
ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را	ثریا دہ طارم تاک را	لا اعلم
ں دریائے بے پایاں دریں طوفان شورافزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا	"
ہے گل کاغذ گل تر ہو نہیں جاتا	قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا	"
ایسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا	نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا	آتش
لق روح سے مجھ کو جسد کا ناگوارا ہے	زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا	"
ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش	بلبل کا یہ نالہ ہے یہ افسانہ ہے اس کا	"

ہنر سے نیاریوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہم کو
پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے
تواضع دشمن جاں کی زیادہ قتل کرتی ہے
کہ ایں آگے مرداں خدا کے چل نہیں سکتا
ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
تناہر راہ ہستی موہوم میں وہ چال چل۔
ایذا جو ہوا اس خال و گیسو سے تعجب ہے
سوائے رنج کچھ حاصل نہیں ہے اس خرابے میں
دوستوں سے اسقدر صدمے اٹھائے جان پر
برہنہ آیا تھا یاں عدم کو برہنہ یاں سے چلا عدم کو
خراب مٹی نہ ہو کسی کی کوئی قدر دان دوستاں ہو۔
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا۔
یہ دل لگانے میں نے مزہ اٹھایا ہے
ماتم و ریاد لال شادی تنگ ظرفوں کی ہے
آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
دانت جلتے ہیں گھٹے ہیں موے سر سارے سفید
اچھا نہیں ستانا کسی بے گناہ کا
کارساز ما بفکر کار ما
ستم سہت گر ہوست کشد کہ بسیر سرو دشمن درا
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے
از ہنر خویش کنا سینہ را
چوں نویسم اشتیاق ایں دل مجروح را
اللہ دکھائے نہ الم نور نظر کا۔

مقدر میں جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا — آتش
ہر شجر اس باغ میں لاتا ہے پھل تلوار کا 〃
خم شمشیر معشوقوں کا نچوڑاتا ہے گردن کا 〃
کف داؤد میں یکساں ہے عالم موم و آہن کا 〃
سنبھل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا 〃
اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا 〃
وہ افعی بے دنداں بے نیش یہ عقرب تھا 〃
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا 〃
دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا 〃
نہ بوئے کافور میں نے سونگھی نہ داغ مجھ کو لگا کفن کا 〃
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا 〃
سینے میں داغ۔ داغ میں ناسور پڑ گیا 〃
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا 〃
گریہ مینا ہے باعث خندہ ہائے جام کا 〃
عید ہے جس روز چھٹکارا ہو محبوس کا 〃
گور ہنستی ہے سمجھ کر مجھ کو شادیاں مرگ کا
پہلا مقام عرش ہے بیکس کی آہ کا
فکر ما در کار ما آزار ما
تو ز غنچہ کم نہ دمیدہ در دل کشا بچمن درا
میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا
ما یہ کمن نسبت دیرینہ را
از کجا آرم حیات خضر و عمر نوح را
یہ جیا تا ہے آنکھوں سے لہو قلب جگر کا

نہ ہو جس کام کا انساں میں بوتا۔	مناسب ہے اُسے چھوڑے اچھوتا۔	لا اعلم
جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو کنارے ہیں	ازل نام اس کنارے کا ابد نام اس کنارے کا	"
زمانے نے اونچے سے جس کو گرایا	وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہیگا	"
سنگین دل ست ہر کہ بظاہر ملائم ست	پنہاں درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را۔	غنی
رسد بر اہل ایماں بیشتر آفات از دنیا	گزندے نیست از دنداں جز انگشت شہادت را	لا اعلم
واقف نہیں ہے کوئی تو اہائے راز کا۔	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	غالب
ہوئی ہے تقدیر سے رسائی ضرور ہے قسمت آزمائی	کرینگے اس در پہ جبہ سائی نشان جبتک رہے جبیں کا	امیر
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
مقسوم اہل علم عذابیست زیر چرخ	رسمیست در شکنجہ کشیدن کتاب را	لا اعلم
مسجد میں نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں دیکھا	وہ جلوہ جو اس مٹی کے کاشانے میں دیکھا	میر
مکے گیا مدینہ گیا کربلا گیا۔	جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آگیا	تقی
پودا ستم کا جن نے اس باغ میں لگایا۔	اپنے کئے کا اُن نے ثمرہ شتاب دیکھا	"
عشق ہو انساں کا یا انس ہو حیواں کا ہو	لاگ جس کی جس سے ہو دشمن ہے اپنی جان کا	"
یار ہے بیقدر جب ہو آشنا دس بیس کا	مثل ماہ عید کے پورا جو ہوتے تیس کا	سودا
اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا۔	تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہ ہو پیدا	"
دوست جو اپنا تھا دشمن ہو گیا	راہبر قسمت سے رہزن ہو گیا	مصحفی
کیا کیا بہاریں آئیں کیا کیا درخت پھولے	نخل اُمید ہم نے پر بار ور نہ دیکھا	"
جو ملا اُس نے بیوفائی کی۔	کچھ عجب رنگ ہے زمانے کا	"
مجھے آتا ہے رحم اس طائر بے پر کی حسرت پر	کہ اڑ سکتا نہیں اور ہے قریب آشیاں بیٹھا	"
جیتے تو غم گردش افلاک نے کھایا	اور مر کے چھٹا اس سے تو بس خاک نے کھایا	جرأت
چشم وا کرتے ہی نرگس کی طرح کھلائے	چمن دہر کا کچھ ہم نے نظارا نہ کیا	"
نہ کوئی یار ہے غمخوار ہے مونس نہ ہمدم ہے	سناویں کس کو ہم درد و غم و رنج و الم اپنا	"
نہ آیا چرخ دوں کو کچھ اگر آیا تو یہ آیا۔	گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا	"

وائے قسمت نہ قفس کے ہوئے نہ گلشن کے	کہ رہا اب ہمیں صیاد نے پر بند کیا	جرات
سخت دل جو ہیں انہیں محروم رکھتا ہے فلک	بیضۂ فولاد سے بچہ کہاں پیدا ہوا	ناسخ
خاکساروں سے ملا کرتے ہیں جھکگر سربلند	آسماں پیش زمیں بہر تواضع خم ہوا	״
کچھ بھی حاصل باکمالوں کو نہیں ہے جز زوال	مورد نقصاں ہوا جب کہ ماہ کامل ہو گیا	״
سب کے خالق نے بنائے کاسۂ سر واژگوں	آدمی اس پر بھی پیش آدمی سائل ہوا	״
رنگ عشرت باغ عالم میں نظر آتا نہیں	گل کو گلچیں کا خطر بلبل کو غم صیاد کا	״
تمام عمر یونہیں ہو گئی بسر اپنی	شب فراق گئی روز انتظار آیا	״
ایسا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہوگا	گم ہو وہ نگیں جس پہ کھدے نام ہمارا	״
باراں کی طرح لطف و کرم عام کئے جا	آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کئے جا	آتش
فرو غصہ کیا جس نے پچھاڑا اُس کو اُس نے	اسے رستم کہیں گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا	״
پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہیں	پا بہ گل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا	״
کہاں کہاں تجھے ڈھونڈا بعابد کے بھیس اے دوست	جو شیخ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا	״
شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل	اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا	״
فزوں ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسماں کھٹکا	درخت بارور میں باندھتا ہے باغباں کھٹکا	״
رنج راحت نصیب طبع شیریں کا ہے	بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا	״
ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو	نام اک عالم میں چینی نے کیا فغفور کا	״
ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد میں نہیں گل بہر فرش	خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحب قالیں ہوا	״
نہیں اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی	یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیاں ہوگا	״
روا رکھ کلفت ایام میں بھی قدر نیکوں کی	پھٹے کپڑوں میں بھی ان کو سمجھ لے لعل گودڑ کا	״
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم	اسے گلچیں کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا	״
بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا	جوانوں میں جواں بڈھوں میں بڈھا لڑکوں میں لڑکا	״
حرص و ہوس کو سینہ میں غافل جگہ نہ دے	مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا	״
ہماری قبر سے آئے گی یہ صدا تا حشر	یہ مژدہ آیا کہ مجھ پر کوئی عذاب آیا	״

زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل	محتاج موئے چینی نہ دیکھا خضاب کا	آتش
لاتی ہے واں قضا و قدر مرغ روح کو	پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا	״
دنیا میں نیک سے ہے فزوں بدکا امتیاز	کیا کیا گراں نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا	״
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی سے مجھے	دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا	״
پچھوڑیگا کسی کو آسماں بے گور میں بھیجے	سمجھ زیر زمیں اسکو جو بالائے زمیں آیا	״
ہولے دہر گر انصاف پر آئے تو سن لینا	گل و بلبل چمن میں ہونگے باہر باغباں ہوگا	״
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوے	میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا	״
ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہے تو	دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا	״
ہزار نخل خزاں دیدہ پر بہار آئی۔	نہ اپنا شیب سے پھر عالم شباب آیا	ظفر
پاک دنیا سے رہے اہل صفا دنیا میں	اے ظفر آب میں کب گوہر غلطاں بھیگا	״
لعنت دنیا ہے دنیا میں عجب دام فریب	آیا جو مہماں اس مہانسرا میں پھنس گیا	״
مسافر خانۂ دنیا میں جو آیا ہوا راہی	یہ منزل آمد و شد کی ہے اسمیں ہے وطن کسکا	״
زینت ظاہری جن کو ہے وہ ہیں خالی ہاتھ۔	کوئی بتلادے کہ ہے پنجۂ مرجاں میں کیا	״
دو ہو جاتی حسد سے ہے محبت دیکھو	حال یوسف کا ہوا صحبت اخوان میں کیا	״
ہوتا ہے چودھویں کو ہمیشہ خسوف ماہ۔	جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا	״
جو گھوڑے پر ہوا کے تھا غرور شہسواری میں	زمیں پر اس کو اس گردوں دنی نے پٹکا اُلٹ مارا	״
غیر از خدا ظفر یہاں کوئی نہیں ٹھکانا	منعم کا اور گدا کا چھوٹے کا اور بڑے کا	״
یہ ساری آمد و شد ہے نفس کی آمد و شد پر	اسی تک آنا جانا ہے نہ پھر آنا نہ پھر جانا	״
یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی میں نہ تھا	محفل گلزار میں غیروں کو جا تھی میں نہ تھا	״
رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار	اونچے کوٹھے کیلئے چاہئے زینہ اونچا	״
اے بیخبر و دنیا یہ مزرع عقبیٰ ہے	جز تخم نکوئی کچھ تم اور نہ بو جانا	״
فرصت یہ ایک دم کی حباب اتنی سرکشی	تو اعتبار سمجھے ہے کیا اس وجود کا۔	״
نہ کوئی یار پایا اور نہ کوئی آشنا پایا	جسے یاں دوست جانا اسکو دشمن جان کا پایا	״

نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں وفاداری	محبت اُٹھ گئی ساری عجب یہ دور آیا ہے	ظفر
تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا	״
رتبہ ملا اُسے جو وطن سے نکل گیا	وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا	آباد
قایم یہاں خزاں ہے نہ موسم بہار کا	بدرنگ رنگ ہے چمن روزگار کا	״
اب زمیں پر نام کو باقی نہیں اُنکا نشاں	جن کی نوبت کا برنگ آسماں نقارہ تھا	״
ایک بنتا ہے بگڑ جاتا ہے فوراً دوسرا	دیکھ او ناداں تماشا گردشِ ایام کا	״
دل مرے سینے میں یہ کوئی ستم پیدا ہوا	جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اُسکے غم پیدا ہوا	״
کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیاں اپنا	پڑے گر صد ہزار افسوں نہ ہوگا باغباں اپنا	لا اعلم
اٹھا کر لے چلی بلبل یہ چمن سے آشیاں اپنا	کہا گل سے کہ لے اے بیوفا ہم سے مکاں اپنا	״
مرا جلتا ہے جی اس بلبل بیکس کی غربت پر	کہ گل کے آسرے پر یوں لٹایا خانماں اپنا	״
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغباں اپنا	چمن میں کس بھروسے پر بنایا آشیاں اپنا	״
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزہ سے زندگی کرتے	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا	״
فرشتوں کو کیا مات آدمی نے	قیامت کا یہ مشت خاک نکلا	صبا
چاروں کے لئے کیا کیا نہ ہوا دنیا میں	خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا	״
اے منعم سامان سواری پہ نہ بھولو	اڑ جائے گا اک روز ہوادار تمہارا	״
خوشی وہ کونسی دی جس کے بعد غم نہ دیا	ہمیشہ سر یہ فلک برسر حساب رہا	״
بلبل کہاں بہار کہاں باغباں کہاں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	״
خلاف بلبل گلشن سے یہ زمانہ ہوا	کہ پنجۂ ملک الموت آشیانہ ہوا	״
یہ بخل وہ ہے کہ جس کے سبب سے اے منعم	زمیں کے تحت میں قارون کا خزانہ ہوا	״
آئی بہار اور نہ چھوٹا میں اے جنوں	کیسا تڑپ کے خانۂ زنداں میں رہ گیا	״
عاقبت تنہا گئے ملک عدم مشکل ہوا	کوئی بھی مونس نہ یار و ہمرہ منزل ہوا	״
ہمرہاں پہونچے کبھی کے منزل مقصود کو	دو قدم چلتے ہی میں ہیہات تھک کر رہ گیا	״
کیا کوئی سر بلند کرے دعوی عروج	سایہ ہے پائمال سدا کوہسار کا	״

تنگ ظرفوں سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچے	کہ لب جام حباب بحر سے تر ہو نہیں سکتا	صبا
فرش خاکستر پہ وہ ہیہات سوتے ہیں پڑے	روز و شب رہتی تھی جن کے مسند زر زیر پا	"
سرکش کوئی ہو کر کبھی بر پا نہیں ہوتا	انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا	"
گردش سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا	کس دن تہ و بالا یہ ہنڈولا نہیں ہوتا	"
ایک عالم کو آزما دیکھا	جس کو دیکھا سو بے وفا دیکھا	سرود
حال بد کا شریک نہیں	نہ برادر نہ آشنا دیکھا	"
یار اغیار ہو گئے واللہ	کیا زمانے کا انقلاب ہوا	"
بساں نقش پا بیٹھے جہاں اس سے نہ پھر سرکے	ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم بے ٹھکانوں کا	"
سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	پتہ خانہ بدوشوں کے نہ پوچھو آشیانے کا	"
ہیچ دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا	آپ کئی روز جیا کس لئے دارا مارا	"
اپنی تو زندگی یہاں مثل حباب ہے	گو خضر لاکھ سال جیا پھر کسی کو کیا	نسیم
پاس رہتا تھا ہمارے کچھ نہ تھا ہم کو خیال	اب جدائی سے محبت کا اثر ہونے لگا	سوز
ہم نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر نہ قسمت کا نوشتہ کبھی ٹلتے دیکھا	لااثر
گر یوں ہی یہ دل درپئے آزار رہیگا	اک روز نہ اک روز مجھے مار رہیگا	جوشش
دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا	سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا	قلندر
بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی اب کوئی آسرا نہ رہا	عبرت
تو نے صیاد نہ ظلم یہ اچھا کیا	بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا	غمگین
دشمن کو مری گور پہ لانا نہیں اچھا	مردے کو مسلمان کے جلانا نہیں اچھا	محمود
صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا	گر پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا	نظیر
اوروں کو تو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام	ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا	"
کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار	خوب دیکھا ہارہے انجام الٹی راہ کا	نسیم
باغ میں پل کر ہوا سے جو صدا دیتے ہیں گل	فی الحقیقت ذکر کرتے ہیں تمام اللہ کا	اسیر
بطن میں کودک تو کیڑا سنگ میں پاتا ہے رزق	پرورش کرنا زمانہ کا ہے کام اللہ کا	"

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا	بہار رکیسی نشان بہار تک نہ رہا	عاشق
چمن سے دہر کے مجھ ناتواں کی رخصت ہے	کہو گلوں سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا	"
ملا یا خاک میں گردوں نے کس کس نام آور کو	نشاں ملتا نہیں ہے قبر جمشید و فریدوں کا	صبا
بحر عالم میں ہے آفت لازم اہل کمال	ٹوٹنے کا خوف ہے قطرہ جو گوہر ہو گیا	اسیر
مردہ کچھ سنتا نہیں چلا کے روتے ہیں عزیز	دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا	"
موذیوں کی پرورش ہے باعث آزار خلق۔	خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا	"
خاکساری سے نہیں بہتر جہاں میں منعمی	مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا	"
پاک طینت دب چلیں ذی نخوتوں سے ذکر کیا	نور کا ہوتا نہیں زنہار مسکن زیر پا	عشقی
چشم عبرت کیوں نہ خوں روئے کہ ہنگام خرام	ہر قدم کس کس کا آجاتا ہے مدفن زیر پا	"
ہوئے ہیں خاک کے پیوند مہرباں کیا کیا	ستم سے پیر فلک کے مٹے جواں کیا کیا	عاشق
فلک کب چھین سکتا ہے بضاعت خاکساروں کی	زمیں کے تحت میں ہے تا قیامت گنج قاروں کا	امانت
رکھا کسی کو نہ محروم حق نے رحمت سے	بشر کو دیدۂ تر چرخ کو سحاب دیا	"
عبث ہے پرورش سنگدل زمانے میں	عقیق کے نہ شجر میں کسی نے آب دیا	"
دشمن بھی گر مرے تو خوشی کا نہیں مقام	کوئی جہاں سے آج گیا کوئی کل گیا	"
روشن دلوں کو باد حوادث سے کیا گزند	صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا	"
کیا جانئے گلزار پہ کیا لائے گی آفت	رونا ترا اے بلبل شیدا نہیں جاتا	"
نہ وہ آیا نہ مجھ کو بلوایا۔	اور نہ خط کا مرے جواب آیا	
وہ سدا اشاد رہا جس سے خدا اشاد رہا۔	وہ رہا یاد یہاں جس کو خدا یاد رہا	حلم
دانا کو تو اک حرف نصیحت ہے کفایت	نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالا	زار
باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
ترک عزت کی تو آیا حسن کا جلوہ نظر	آبرو سے مہ ہوا زائل تو ابرو ہو گیا	"
کس طرح وضع غیر محل ہو پسند خلق	دامن لپٹ کے ہاتھ میں کب آستیں ہوا	"
سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا	اے خضر پیچھے مرگ کی منزل میں رہ گیا	آتش

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگیں روح کس خاطر	ملے گا خاک میں وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا	آتش
بتا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں پھل۔	کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا	”
جو جس کے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا۔	مجھ کو فقیر تجھ کو تونگر بنا دیا	رند
غافل مقام رشک نہیں جائے شکر ہے	سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا۔	”
صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کے خواص	چٹکی اٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا	”
خوار کرتا ہے جو امردوں کو سفلوں کو عزیز	سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا	”
قاروں کے خزانے کا طلبگار نہیں میں	ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا	”
سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرا میں	دھوکا ہے وطن میں غریب الوطنی کا	”
آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو	انسان کو خیال رہے گر مآل کا	”
خاکساری سرمہ ساں شیوہ کریگا تو اگر	دیدۂ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائے گا	”
چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اے رند	زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا	”
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمیں پر بھاگ کر پہونچا	وہی واں بھی زمیں پائی وہی واں آسماں نکلا	”
رہا تیرا عاشق مثال نفس کرتے دم۔	کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا۔	”
احاطے سے فلک کے کب کے ہم تو	نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا۔	ذوق
ہو پاکدامنوں کو خلش گر سے کیا خطر	کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگاں کے خار کا	”
اے ذوق گر ہے ہوش تو دنیا سے دور بھاگ	اس میکدہ میں کام نہیں ہوشیار کا۔	”
شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر۔	لیک ناکام اسے آب بقا نے رکھا	”
برنگ غنچہ خونیں دل ہنسے کیا اس گلستاں میں	بھر آیا منہ میں خون اگر اک تبسم زیر لب آیا	”
جاہل مستکبر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی۔	جہل سے بوجہل اپنے نامسلماں ہی رہا	”
آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت	پھر دیکھئے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا	”
جدا حبیب سے ہوں ہم نہ ہوں رقیب جدا	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا	”
قاروں اٹھاکے سر پہ گنج لے گیا	دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لے گیا	ظفر
دل کو تو کر لے غنی دولت سے قناعت کی	بس بہت دست ہوس اپنا نہ اے غافل بڑھا	”

محبت جیتے جی کی ہے وگر نہ بعد مرنے کے	نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکھ بھرتا	ظفر
کوئی آرام سے کیونکر زمیں پر بیٹھنے پائے	رہے جب در پئے گردش فلک آٹھوں پہر تیرا	"
اس کو انساں مت سمجھو سرکشی جس میں ظفر	خاکساری کیلئے ہی خاک سے انساں بنا	"
ہوشمندی کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	"
عیب راہم گر بکاوی نیست خالی از ہنر	باز می دارد تکبر از ریا مغرور را	مخلص
شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست	میل بے رہبر بدریا می رساند خویش را	صائب
نہ ہر آہے قبول افتد نہ ہر اشکے اثر دارد	یکے گوہر شود از صد ہزاراں قطرۂ نیساں را	"
از بوالہوس محبت بے مطلبی طمع مدار	نتواں گرفت از گل کاغذ گلاب را	لا اعلم
عناں بدست فرومایگاں مدہ زنہار	کہ در مصالح خود خرج می کنند ترا	"
ہیچ عضوے بے بصیرت نیست در ملک وجود	ورنہ چوں پہلو شناسد بستر بیگانہ را	"
چو مو سفید شود دست از خضاب بشوے	نہاں مکن بشب تیرہ صبح انور را	"
چشم کرم مدار ز ابنائے روزگار	دشوار میدہند جواب سلام را	"
کاسۂ خود پر مکن زنہار از خوان کسے	داغ از احسان خورشید ست بر دل ماہ را	"
خشم ست خوردن من و عیب ست پوشش	ننگ ست از زمانہ لباس و غذا مرا	"
غریب کوئے توام با وطن چہ کار مرا	سپردہ ام بتو خود را بمن چہ کار مرا	"
آبرو ہوا پرست بہ مقصد نمی رسد	نتواں زدن بہ تیر ہوائی نشانہ را	صائب
دشمن خونخوار را کوتہ ز احساں ساز دست	ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را	"
از علایق فارغ اند آزاد مرداں ہمچو سرو	خار نتواند گرفتن دامن برچیدہ را	"
ہنر شرط ست نے عالی نسب بہر گراں قدری	کہ قیمت یکدرم گل بود دینار عطرش را	رائق
از حباب آموز ہمت را کہ با صد احتیاج	خالی از دریا بروں آرد سبوے خویش را	خالص
اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را	ہمت نخورد نیشتر لا و نعم را	عرفی
نوجوانی بخاک می جوئیم	بے سبب نیست قامت خم ما	عارف
شناور را بہ طوفاں بلا تسلیم می باید	ہجوم موج دریا ختہ ساز دسینہ ور الا	جنہا

تلخیِ از بزمِ وصلت دور میداری مرا	تا بکی آواره و مهجور میداری مرا	لااعلم
شد آرزوی تو از حد امیدوار ازا	چو اشتیاقِ مهِ عید روزه دار ازا	"
چه به خاطر رسید یار مرا	که به هجران سپرد کار مرا	"
احوال خویش عرض نمودن چه حاجت ست	چون روشن است پیش تو مافی الضمیر ما	"
زن خوب و فرمان بر پارسا	کند مرد درویش را پادشا	سعدی
حسودان را سکوت ما دهان یاوه گو بندد	ز خاموشی توان زد بخیه این زخم نمایان را	حزین
کدورت بیشتر آرد که جوهر بیشتر دارد	نباشد غبار زنگ هرگز تیغ چوبین را	حکیم
در صفائی سینهٔ خود سعی کن تا ممکن است	صاف اگر با خویش خواهی سینهٔ احباب را	صائب
اختلاطِ ناموافق سدّ راه سالک است	فلفل از پرواز مانع می شود کافور را	اعجاز
تهی دستان قسمت را چه سود از رهبر کامل	که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را	صائب
صحبت ناجنس کامل را از دبید ماغ	تلخی فلفل کجا ناخوش بود کافور را	موید
عجب نبود اگر فرزند بهتر از پدر گردد	که عطر صندل افزون تر ز صندل میدهد بو را	فائق
خورد شمار گنه را که گناهیست بزرگ	گندمی کرد ز فردوس بدر آدم را	صائب
صائب گهر بسنگ زدن بی بصیرتیست	ضایع مکن بمردم بیهوده پند را	"
گر حق طلب کنی سگ اصحاب کهف باش	بگذار همنشینی اصحاب فیل را	متین
تا نسوزد آرزو در دل نگردد سینه صاف	زنگ از آئینه میگردد ز خاکستر جدا	صائب
ندارد با تعلق سود دست افشاندن از دنیا	که آزادی گرفتن نیست [illegible] رشته پرها را	"
وارثان را کرد مستغنی ز احسان اجل	هر که پیش از مرگ قسمت کرد مال خویش را	"
وقت رفتن نیست در دنبال چشم حسرتش	هر که پیش از خود فرستاده است مال خویش را	"
بزور بازوی اقبال کاری بر نمی آید	نگه دارد مگر دست دعا اقبال دولت را	
ما را برای گریه چو ابر آفریده اند	نازل شده است آیهٔ رحمت بشان ما	مهربان
اندیشهٔ مآل نیاید ز ما درست	در دست دیگریست چو سود و زیان ما	-
براه مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوار است	که فربهی کی بآسانی نماید قطع منزلها	رائق

میکند بیدار احسان دولت خوابیده را	عطسه می سازد سبک مغز گران گردیده را	بدیع
کی سبک روحان بسازد برگ دارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پروای سامان صبا را	"
ده در شود کشاده اگر بسته شد درے	انگشت ترجمان نه بالشت لال را	صائب
آب و نان روشندلان از سنگ پیدا میکنند	گشت از آئینه فرحت این سخن روشن مرا	فرحت
ترا در بوته گل بهر آن داده اند این مهلت	که سیم ناقص خود را کنی کامل عیار این جا	صائب
هر چه رفت از کف بدست آوردن او مشکل است	چون کند گرد آوری گل بوی غارت برده را	"
نگیرد باطن اهل صفا رنگ از نظر بازی	تصرف نیست هرگز در دل آئینه صورت را	مظهر
شکست روزی خسیسان را بفریاد آورد	بر سر نان پاره سگ دشمن شود درویش را	صائب
نیست صائب علم رسمی سینه صافان را بکار	میکند مغشوش جوهر صفحهٔ آئینه را	"
همدم دیرینه میباشد موافق با مزاج	در سبوی کهنه طبع آب می ماند بجا	"
زراستی بنو و خجلت کش ده جبین را	که نقش راست اندازد سیاه روی نگین را	"
چون نیشکر زراستی خویش نگذرد [illegible]	یاران جدا کنند اگر بند بند ما	خوشدل
دست دعا بود سپر ناوک قضا	در کار خیر صرف کن اقبال خویش را	صائب
بیش [illegible] نعم در [illegible] سبقت می برد	خواب تا چشمت نه بندد به که بنمای خواب را	غنی
شد روشنم از شمع که در بزم حریفان	خاموش شدن مرگ بود اهل زبان را	لاأعلم
دهر را امن چنان گشته که چون مردم چشم	تا در خانه نه بندم نه برد خواب مرا	"
تن ساخته پابند درین مرحله جان را	ساکن کنند آمیزش خاک آب روان را	"
در ضلالت تا نیفتادم سعادت ره نداد	راهبر پیدا نشد تا گم نکردم راه را	"
ز اختلاف این و آن سررشته را گم کرده ام	شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرها	ناصر علی
از پے اصلاح مردم عمر خود ضایع مکن	می شود بیکار تر سوهان ازین زنگارها	لاأعلم
میدهد آرام پاس آبرو با مرد را	مشت آبے از تپیدن باز دارد گرد را	"
به پیری سعی کن گر در جوانی رفت کار از دست	زر گم گشته در آتش ز خاکستر شود پیدا	"
مشو با تنگ چشمان هم سفر گر زندگی خواهی	که رشته هر قدم کو نه شود همراه سوزن ها	جامی

شو نومید اے محنی که در ہنگام نومیدی	شود لطف خداوندی پناه بے پناہاں را	محنی
مرگ گوارا شود موئے چو گردد سفید	لذت دیگر بود خواب دم صبح را	غنی
مکن صرف خضاب اے پیر نقد زندگانی را	بموے کے تواں برخویشتن بستن جوانی را	مخلص
آدمی در عہد پیری بے خبر گردد غنی	میشمارم طفل خود را ریخت تا دنداں مرا	غنی
درنگر پس را بعقل و پیش را	ہمچو پروانه مسوزاں خویش را	مثنوی
من نه بینم دام را اندر ہوا۔	گر نپوشد چشم عقلم را قضا۔	"
بند آہن را تواں کردن جدا	بند غیبے را نداند کس دوا۔	لااعلم
گر تو خواہی ہمنشینی با خدا	رو نشیں اندر حضور اولیا	"
ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را ننگریم و حال را	"
ضیافتے که در انجا تو انگراں باشند	شکنجه ایست فقیراں بے بضاعت را	صائب
تا نخوانند مشو مسیز بہرا سب نخنے	که نباشد بچمن قدر گل خود رو را	لااعلم
خنده کردن رخنه در قصر حیات افگندن است۔	میشوی از ہر نسیمی ہمچو گل خنداں چرا	"
اگر حجاب کنی از خدا فرشته شوی	چنانکه می کنی از مردماں حجاب اینجا	"
شد بدام عشق مرغ روح قید	تا نمیرد ننگرد آرام را	"
بنومیدی مده از دست خود دامان شبہا را	که از خاک سیه گلہائے رنگیں می شود پیدا	"
از شتاب عمر گشتم غفلت من کم نشد	زیں صدائے آب سنگیں تر آخر خواب ما	"
کس وقت نزع بر سرم از بیکسی نبوه	شرمنده ام ز عمر که آمد بسر مرا	غنی
ریشه نخل کہن سال از جواں افزوں تر است	بیشتر دلبستگی باشد بدنیا پیر را	صائب
پیوسته زمانه در پناہت بادا	نه طاق سپہر بارگاہت بادا	لااعلم
ہر دولت بیدار که در عالم ہست	پروانه و شمع خوابگاہت بادا	"
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا	آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا	"
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	"
اب تو جاتے ہیں اپنے گھر کو ہم۔	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	"

ہر کہ پابند وطن شد می کشد آزارہا	روئے گل اندر چمن دائم پراست از خارہا	
زبید رواں علاج درد خود جستن بداں ماند	کہ خار از پا بروں آرد کسے با نیش عقربہا	
مشکل بود گرفتن چیزے زتنگ چشم	گرفتہ ست بخیہ زسوزن قبائے ما	غنی
در فیض است بستہ ایں از کشایش نا میداینجا	بہ رنگ دانہ از ہر قفل می روید کلید اینجا	
ایں جہاں کوہ است فعل ما ندا	سوے ما آید ندا ہا را صدا	مولانا روم
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے	وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا	
سودا سنبھال رکھ نہ کر اب خوف حشر کا	پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو گیا	سودا
مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا	ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا	درد
زنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا	چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا	لاعلم
کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو	جس کو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا	"
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا	ہاتھ ملے سر دھنے لالچ بری بلا	"
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا	"
تن عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا	"
افشائے راز میں گو ذلیتں سہی	لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا	"
نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	"
رات دن گردش میں ہیں سات آسمان	ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا	"
عیب است بزرگ بر کشیدن خود را	وز جملۂ خلق بر گزیدن خود را	"
از مردمک دیدہ بباید آموخت	دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را	"
پیار انہیں بیاری کا ہے پیارا	رنج اُس کا ہو کس طرح گوارا	"
گر تو خواہی تا نیفتی در بلا	گو مگو اسرار سلطاں بر ملا	"
گیا حسن خوباں دل خواہ کا	سدا نام رہتا ہے اللہ کا	"
رات کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب	دولت و راحت بڑھا دے عقل کو دے آب و تاب	"
چہ خواب غفلت کند خواب طفل را شیریں	فزود غفلت ما از سفید موئے ما	صائب

راستی تیر کمان راست نگردد	من چون زعصا راست کنم پشت دوتا را	اعظم
انکه از نمک افزون شود جراحت ها	یکے ہزار ز پرسش شود مصیبت ها	صائب
زخم زبان نیست گریز اهل قلم را	بیچاک که دیده است گریبان قلم را	″
نهگار اندیشناک از خدا	به از پارسائی عبادت نما	سعدی
یمان با توانگر هم باحسان پیش می آیند	نباشد چشم برسامان دریا ابر نیسان را	ناصر علی
ـ و بد را امتیازے نیست در بازار دهر	می شود در هر ترازو سنگ با گوهر طرف	غنی
بند هوس حاجت زنجیر ندارد	دام است همین موج عسل پائے مگس را	ناصر علی
سیب جهان کم نکند رتبهٔ ذی قدر	قیمت نشود کم چو گدازند طلا را	قدیر
تقام هرزه گویان را خاموشی گزار	تیغ می گوید جواب مرغ ناهنگام را	صائب
ون سگ گزیده که نیارد باب دید	آئینه می گزد من مردم گزیده را	لااعلم
میوه رسیده زدن سنگ ابلهی ست	زنهار از سوال مرنجان کریم را	″
ید نوروز من اینست که بیتیم باشی	چون نباشی تو چه عیدست و چه نوروز مرا	″
ار انیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را	چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را	ناصر علی
فیض مفلسی قیمت فزاید اهل جوهر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوهر را	روحی
چشم در صنع الهی بازکن لب را به بند	بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را	صائب
زبد گوهر نیاید هیچگه ترک بدی کردن	نگردد کند دندان از گزیدن مار افعی را	ناصر علی
نتوان شناخت نیک و بد هر سرشت را	هرگز کسے نخواند خط سرنوشت را	شفیع
دعوی حق را کند باطل گواه بے شعور	عذر نامقبول ثابت می کند تقصیر را	لااعلم
عزت کیمیا ندهی آبروئے خویش	آب گهر بخاک فروشد کسے چرا	عزت
هر سرے دارد درین بازار سودائے دگر	هر کسے بندد بآئین دگر دستار را	صائب
شد نفس بدگهر زمدارا گزنده تر	ز احسان نمی شود سگ دیوانه آشنا	″
زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست	باب و رنگ و خال و خط چه حاجت روئے زیبا را	لااعلم
توکل پیشه را روزی بدست خویش می باشد	مکد انگشت خود کودک چو نبود شیر پستان را	غنی

بیکاری و توکل دورست از مروت	بر دوش خلق مفگن زنهار بار خود را	صائب
سپردم بتو مایهٔ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را	نظامی
زان آموختم در رو هر رسم آشنائے را	که در هر رنگ شامل میشود بیرنگ صفائے را	نحیف
گفتگوئے کفر و دیں آخر بیک جا می کشد	خواب یک خواب ست و باشد مختلف تعبیرها	صائب
تو در بتخانهٔ اندیشه دینی نمیدانی	که عارف کعبه می داند دل گبر و مسلمان را	حزین
نیست غیر از یک صنم در پردهٔ دیر و حرم	کے شود آتش دو رنگ از اختلاف سنگها	ناصر علی
ساکن گلخن شدم تا صاف کردم سینه را	دادم از خاکستر گلخن صفا آئینه را	وحشی
با صاف دل کسے را یارائی برتری نیست	برخاک می نشاند آئینه آسمان را	جامی
بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر	به بند دام نگیرند مرغ دانا را	حافظ
خشم است خوردن من و عیب است پوششم	این ست از زمانه لباس و غذا مرا	صائب
عدالت کن که در عدل یک ساعت بدست آید	میسر نیست در هفتاد سال اهل عبادت را	"
باندک اوج سبقت بر بزرگان سفله کی یابد	اگر بر روئے شاهاں پشت باشد نیل بانان را	غنی
شود نام تو روشن گر سر تسلیم خم سازی	که نقش راست بنماید نگین وا ز نگون پیدا	نادم
حاصلش چون خندهٔ برق است اشک بیشمار	آنچه صرف عیش زایام جوانی شد مرا	صائب
نشهٔ دولت کا بداطوار کو جس آن چڑھا	سر پہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا	لااعلم
فساد روئے زمیں از شراب می زاید	کدام دیو که در شیشه نیست صهبا را	"
آتشم با هیچ کس چیں بر جبیں هرگز نیم	شاد می گردم چو ابرو خار دشمن زیر پا	فرحت
باهی میتوان از خود برآوردن جهانے را	که یک بمنزل میرساند کاروانے را	صائب
از کدو بوئے شراب آید بدشواری برون	از سر بیمغز نتوان برد حب جاه را	"
دنیا باهل خویش ترحم نمی کند	آتش امان نمیدهد آتش پرست را	"
جهان استخوانیست بے مغز صائب	به پیش سگ انداز این استخوان را	"

دل بدنیای دنی دادن نہ کار عاقل است	میدہی یوسف بسیم قلب ای ناداں چرا	
گل ہرزہ خند و بلبلِ بیدار و ہرزہ نال	دل چوں شود شگفتہ دریں گلستاں مرا	صائب
زیر گردوں گر یکی شاد است می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را	،،
براہ مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوار است	کہ فربہ کی بہ آسانی نماید قطع منزلہا	،،
مجو از سایۂ بال ہما نور سعادت را	کہ سنگیں میکند ایں بالش پر خواب غفلت را	،،
انا الحق گفتن منصور تاویلی نمی خواہد	گدا گم می کند خود را چو دولت می کند پیدا	آزاد
ہرگز نبرد فیض ز خود صاحبِ دولت	بر خویش نینداخت ہما سایۂ خود را	باقر
آیہ بطلاں نشان از زرستاں آمدہ	با طلا صاحب طلا مصداق ہذا باطلا	نجات
مگس را بے تردد عنکبوت آرد بدامِ خود	ید طولیست در تحصیلِ روزی گوشہ گیراں را	لا اعلم
مرغ زیرک در قفس صائب دلِ خود میخورد	بیش باشد وحشت از دنیا دل آگاہ را	،،
راز درون پردہ ز رندانِ مست پرس	کیں حال نیست زاہدِ عالی مقام را	،،
کریں جدا ای کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق	کہ ہونیوالے ہیں ہم سب سے عنقریب جدا	ذوق
طاعت کند سرشک ندامت گناہ را	بارش سفید می کند ابر سیاہ را	صائب
چوں شود دشمن ملایم احتیاط از کف مدہ	مکرہا در پردہ باشد آب زیر کاہ را	،،
در بہشت بریں گر گشادہ می خواہی	بکن بمردمِ محتاج در فراز اینجا	،،
شرکت روزی خسیساں را بقہر یاد آورد	بر سر نان پارہ سنگ دشمن بود درویش را	لا اعلم
نیست غم اہل سخن را از جفائے روزگار	بشکند گر ساغر گوہر نریزد آب را	ناصر
یک زمانے صحبت با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	معنوی
اسپ بے راکب چہ داند رسم راہ	شاہ باید تا بداند شاہ را	،،
کج را بہ تکلف نتواں راست نمودن	کے تیر تواں ساختن از چوب کمانہا	غنی
صاحب سخن نہ جنبد از بہرِ قوت ہرجا	دائم بخانۂ خود روزی رسد زباں را	،،
کار فردا نشد تمام امروز	کارِ امروز بر فردا	امید

ے دوساں قانعاں راحت اتها	ہمارا استخواں در لقمہ باشد مغز نعمتہا	
ر یکے شاد است می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را	
یراں تمول خانۂ معمور را	انگبیں سیلاب باشد خانۂ زنبور را	غنی
ت جز تشویش خاطر حاصلی دیگر	بزرگی مایۂ طوفاں بود پیوستہ دریا را	شہدی
ن دانت میں منجن نت کرائے بابا	کان میں انگلی ناک میں انگلی مت کرائے بابا	
واند داد داد بیقراراں را	سحاب خشک حسرت مشتاق باراں را	
بجز ثنائے تو سخن ها	گنجینہ گوہر ز مدیح تو دہن ها	صائب
کے بکار آید دل افسردہ را	گر رود بر آب نتواں معتقد شد مردہ را	غنی
ورت ریخت بر خلق آسماں اینجا	کہ نتوانست دیدن یک گر را دوستاں اینجا	
بود غافل و ہشیار را	در نفس باشد تفاوت خفتہ و بیدار را	غنی
فکر روزی صاحب شمشیر را	باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را	قبول
ں سازد از خود دور خوئے زشت را		
	لازم افتادہ است خوئے زشت روئے زشت را	صائب
ر علم خیزد ہم ہدا	ہمچنانکہ تلخ و شیریں از ندا	معنوی
رفت و فردا ہم خیاں موجود نیست	درمیان این و آں فرصت شمار امروز را	سعدی
بردار باشد تیغ می گردد	ز مردی سکۂ بہتر نباشد بادشاہاں را	سالک
انہ اندیشۂ دینی نمیدانی	کہ عارف کعبہ میداند دل گبر و مسلماں را	حزیں
بروز مرگ چوں بیدار خواہی شد	نباشد حاجت تعبیر خواب زندگانی را	
ویک آشنا داریم ما	اینکہ می گوئی کرا داری ترا داریم ما	
ہے سب کو طرف اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
بچی جان تو کل خیر نہیں	ایسے ناداں کا خلل ہے سلامت رہنا	اسمٰعیل
ی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا نہیں ناگوار ہوتا	"
دو بدی کرے جو کوئی	اس سے بھی خدا بھلا کرے گا	"

قدمے رنجہ نما چشم براہت دارم	لے فدائے کف پائے تو سرو منزلہا	
نہیں دیکھ بہتر ستانا کسی کا	جلانا کسی کا کڑھانا کسی کا	
ہمہ بادا ہمہ ساغر ہمہ جام ست اینجا	آنکہ دارد خبر از خویش کدام ست اینجا	
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
حق کا اللہ مددگار رہا کرتا ہے	اہل باطل کی طرف روئے ظفر کیا ہوگا	ظفر
اس رشک گل کے جاتے ہی بس آگئی خزاں	ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا	
فروغ شعلۂ ادراک دیری ست کم پیدا	بود این معنی پنہاں ز شمع صبحدم پیدا	
شست و شو سے گو ہوا اجلا رذیل	جامۂ اصلی پہ دھبا رہ گیا	
خضر رہ باشد نصیحت ہر دل آگاہ را	می کند تکلیف راہ راست ہر گمراہ را	
وہ آبائی جب حوصلہ ہم نے چھوڑا	تو پھر کیا کریں لیکے بندوق گھوڑا	
ذی لیاقت ہزار ہو بابا	ابھی ناکردہ کار ہو بابا	
تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را	
بہار عمر ملاقات دوستداران ست	چہ حظ بہ خضر از زندگی و دوام تنہا	
قیامت کرے گی جوانی تمہاری	زمانہ ابھی سے ہے بچپن تمہارا	
اب جو کرنا ہے وہ کرلو تم ستم	بعد کو انصاف دیکھا جائے گا	
دکھا کر باغباں گلشن کو حسرت سے یہ کہتا تھا	ابھی کچھ دن ہوئے ہیں اس جگہ غنچہ تھا گل تھا	
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل	کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را	حافظ
بلوح دل نوشتم حرف بسم اللہ و مجریہا	توکل کردہ افگندم بہ بحر عشق موج افزا	
دل ہمارا اب وطن سے اٹھ گیا	آب و دانہ اس چمن سے اٹھ گیا	
شد منور از فروغت خانۂ ویران ما	رشک صحن طور گشتہ کلبۂ احزان ما	
تجھ سے بیزار ہوں جاتا ہوں اب سوئے خدا	منہ نہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا	
نمایم جو و گندم آرم بجا	نہ چوں جو فروشان گندم نما	
مرے دل سے کوئی پوچھے ترے تیر نیم کش کو	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	غالب

ں ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے	کام دشوار وہ نکلا جسے آساں سمجھا	لااعلم
سس عشق و محبت میں دلِ زار کیسا	خدا پر اپنی نظر ہے تو ناخدا کیسا	"
میری سنیں یا نہ سنیں غم نہیں مجھ کو	رونا تو اسی کا ہے خدا بھی نہیں سنتا	"
ت دن صدمے دئے جائے فلک	ہم نے بھی چھاتی پہ پتھر دھر لیا	"
پر ہے بھروسہ ناخدا کیا	لگا دے گا وہ بیڑا پار میرا	"
ں سوزشِ غم سے دل کا نشاں	جلا اور جل کر بھسم ہو گیا	"
ئے ہیں عشق میں عشاق ۔ سوا چار سو کیا کیا	مٹی ہے آبرو والوں کی اس میں آبرو کیا کیا	"
ت خاموش ہو بک بک نہ کر	سر مرا چکرا گیا بھنا گیا	"
ب ڈھونڈتے ہیں پریشان ہیں رفیق	دیوانہ میکش آج کدھر کو نکل گیا	میکش
ں کو ہم نے اپنے بس میں کر لیا	چل چکا بس اس پہ قابو آپ کا	لااعلم
تو بات بات میں بڑ مارتا ہے کیا	دیوانہ ہو گیا ہے کہ مجذوب ہو گیا	"
الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہاں پھونکا	زمیں کیا آسماں پھونکا مکاں کیا لامکاں پھونکا	"
ہ پشت کے گروند پیراں در جہاں صائب	مگر درخاک می جوئید ایام جوانی را	صائب
ے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز تر	خراب می نہ کند کارگاہ کسری را	لااعلم
س از حاکم عادل کہ عدلش ہیچنیں باشد	بجائے خرد باند نہ و چہ دہقان گاؤ زرا	"
ت گر دشمن شود و چہ بلاکت می شود	خون آہو رہبر یہا می کند صیاد را	"
ور کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما	"
تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا	حافظ رح
میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما	"
میں گل نے جو گل وعوئ جمال کیا	صبا نے مار تماچے منہ اس کا لال کیا	لااعلم
چوں در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ	صحبت ناجنس باشد ثمرہ آزار ہا	"
یہ شکل ہے کل اور ہی صورت ہوگی	میں بھی اک رنگِ زمانہ ہوں بدل جاؤنگا	"

دیکھو تو کہاں آگئے ہیں دل نے دغا دی	سچ ہے یہ مثل کوئی کسی کا نہیں ہوتا	میکش
گولا کھہ بناوٹ کرے ناقص نہ ہو کامل	ہر گھاس کا تنکا کبھی طوبیٰ نہیں ہوتا	״
شریف مرد شرافت سے منہ نہ پھیریں گے	وفا کے بدلے جفا کام ہے رذالوں کا	״
رشتہ زیست کے رشتہ ہیں عزیز و ورنہ	اپنا کہتے ہیں کسے ہوتا ہے کیسا اپنا	ماہ
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
دنیا کی ہوس بھی تجھے عقبیٰ کی بھی ہے چاہ	اے بوالہوس اس طرح گزارا نہیں ہوتا	مہر
اچھوں کو برا اور بروں کو بھی برا	کہتے آئے ہیں لوگ دنیا کے سدا	״
دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ	وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا	ناسخ
ہمیشہ جنس کو رہتا ہے میل جانب جنس	خیال ہے مرے دل کو مدام شیشہ کا	״
نہ ہو نساخ کبھی جوہر ذاتی زائل	لعل سے کر نہیں سکتا ہے کوئی آب جدا	نساخ
پہلے اپنی بات کا پیدا تو کرلے اعتبار	پھر اگر جھوٹوں بھی کہدیگا یقیں ہو جائیگا	نظم
تلخکامی کی حلاوت کو نہ پوچھو ہم سے	اس سے بڑھ کر مزۂ قند و عسل کیا ہوگا	״
یہ سچ ہے وقت پہ بے رونقی بھی کام آتی ہے	نہال خشک کو کھٹکا نہیں ہوتا ہے پت جھڑ کا	نسیم
چاہیئے صاحب اسلام میں تسلیم کی خو	کہ مسلم ہو مسلماں کا مسلماں ہونا	وحشت
اے اہل وفا خاک بنے کام تمہارا	آغاز بتا دیتا ہے انجام تمہارا	״
ہوں اب یہ سیاہ کہ دنیا کا غم نہیں	وہ دن گئے کہ جب مجھے دنیا کا غم نہ تھا	״
دیر ملا تھا راہ میں کعبہ کو ہم نکل گئے	جذبۂ شوق میں دماغ کس کو امتیاز کا	״
زن و آئینہ و اطفال تینوں شعبدہ گر ہیں	بنا دیتے ہیں اپنے بوڑھوں کو یہ لڑکا	״
جو ہاتھ سے جاتی ہے وہ ہاتھ آتی نہیں شئے	ناخن جو ترشتا ہے مگر پھر نہیں لگتا	وفا
الگ ہوا کوئی دل دل سے اگر پھر نہیں لگتا	ٹوٹا ہے شجر سے جو ثمر پھر نہیں لگتا	״
کسی کو جوہر ذاتی نظر نہیں آتا	وگرنہ کون ہے جس کو ہنر نہیں آتا	״
میں نہیں کھانیکا دھوکا کافر و دیندار کا	بھید سب مجھ پر کھلا ہے سبحہ و زنار کا	״
سبکساری بھی دریا نے بچائیں بادشاہت سے	حباب ایسا نہیں جو صاحب افسر نہیں ہوتا	ہمدم

عاقبت دنیا وہ اپنی دونوں کرتا ہے خراب	جو بُرا غائب کہے ہو جا اور منہ پر بھلا	،،
جو سیر چشم ہیں کرتے نہیں طلب وہ کبھی	ادا کہو لب ساحل سے کب سوال ہوا	ہوش
وہ ناداں ہیں کہ قول و فعل پر جنکے ہنسیں مردم	وہ سمجھے ایک سا ہی حال ہر اک نیک کا بد کا	،،
گل کھل کھلا کے صحن چمن میں جو ہنس پڑا	سینہ کے ٹکڑے اڑ گئے داغی جگر ہوا	ہنر
آتش مزاج من بگذار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندیدہ کسے آفتاب را	لااعلم
حافظ گرت زپند حکیماں ملالت ست	کوتہ کنیم قصۂ طول کلام را	حافظ
کم نگرد و تابشِ خورشید اگر	در بدخشان لعل سازد سنگ را	لااعلم
آگاہ نئی تپِ درون را	نشتر چہ زنی رگِ جنون را	،،
کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را	،،
ہزار نعمت و اقبال تندرستی ھا	فدائے یکدم آرام و تندرستی ھا	،،
گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را	تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را	،،
گناہ آئینۂ عفو و رحمت است اے شیخ	مبیں بچشم حقارت گناہگاراں را	،،
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	،،
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	باپیمبر در جناں ہمسایہ بینی خویش را	،،
عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا	غالب
قریب آیا ہے روز محشر چھپے گا کشتہ کا خون کیونکر		لااعلم
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا		،،
آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را	پیوند می کنم جگر پارہ پارہ را	،،
کشتی نشستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	حافظ
ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہر داریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	لااعلم
دیر ست کہ آوازۂ منصور کہن شد	تو بار دگر تازہ کنی دار و رسن را	،،
ہوگئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اسمیں	اس سر خاک سے ہوتے ہیں ہزاروں پیدا	،،
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	،،

اہل بدعت کو کہاں خوف خدا شرم رسول	کوئی بن بیٹھا خدا کوئی پیمبر ہو گیا	بحر
دل شکنی نہ کر جان کہ دل گھر ہے خدا کا	زنہار کسی دل کو تو ناشاد نہ کرنا	تراب
معائب سے ہمیشہ اہل جوہر پاک رہتے ہیں	دھواں دیتا نہیں شعلہ کبھی لعل بدخشاں کا	جاہ
دین و دنیا سے تعلق نہیں رہتا اسمیں	عشق کے نام سے کانپے گا جو عاقل ہوگا	حیرت
خبط ہے اک تم کو کہدوں گر برا مانو نہ تم	آپ جو ہیا را اور اوروں کو دیتے ہو دوا	حالی
اے عشق تونے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا	جس گھر سے سر اٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا	”
بن آئیگی ہرگز نہ یہاں بچھ سے کئے بن	جو کچھ کا ٹنا ہے تو بو نا پڑے گا	”
ہنس کی چال حماقت سے چلا جو کوّا	اپنی بھی چال گیا بھول بقول حکما	”
گھر چھٹا یار چھٹے خویش و بیگانہ چھوٹا	ایک ذلت ملی اور سب زمانہ چھوٹا	”
نخل عمر اپنا کٹا جاتا ہے ہر ہر دم میں	تیرے انفاس کو اک ارہ برّاں دیکھا	خلیق
دنیا کے کام پورے انسان سے ہوں کیونکر	یہ تو وہی مثل ہے یک من ہزار سودا	داغ
دین و ایماں ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس وقت میں	اب تو کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا	ذوق
کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا	جو خود ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا	ذوق
آسودگان خاک بھی سوئے نہ چین سے	کھٹکا نہیں لگا رہا امید و بیم کا	ذاکر
سنو تو تم نے کبھی ہم کو یاد بھی نہ کیا	کبھی پیام و کتابت سے شاد بھی نہ کیا	شور
برا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو	خبر نہیں کہ تمہارا مآل کیا ہوگا	سخن
جاتے ہیں نہیں ساتھ زن و مال و اقارب	ہمراہی کو توشہ ہے عمل کا بہت اچھا	سعید
خلد سے آدم کو شیطاں نے نکلوا ہی دیا	راہ سے بے راہ ہو انساں بہکایا ہوا	”
چاہیے جیسی نہ کی ماں باپ کی قدر اے سراج	حق خدمت یہ ہر اک اولاد پر باقی رہا	سراج
فارغ ہوسے دو جہاں سے پھر بھی	حاصل نہ ہوا فراغ دل کا	
خدائی میں خدا کی دعوئے بادشاہی کا	بشر کے ہاتھ میں خود ہاتھ ہے کا سہ گدائی کا	شریف
جو کہ خونخوار خلائق ہیں وہ خوش رہتے ہیں	لب سوفار کو کس وقت نہ خنداں دیکھا	شرم

جو حکم خدا کا ہے وہی حکم ہے ناطق
دخل اس میں سرمو نہیں زنہار کسی کا

بزرگی دے نہیں سکتی ہے ہمنامی بزرگوں کی
ید بیضا سے کچھ نسبت نہ رکھے پنجہ مریم کا

جو ہیں نیک انکی سختی میں بھی نرمی پائی جاتی ہے
ہوا آہن کی سی کب برش اگر خنجر بنے زر کا

کسی کے دل میں گھر کرنا بہت دشوار ہے صابر
بہت آسان ہے قبضہ میں آنا ربع مسکوں کا

اصل سے اپنے نہیں ہوتی کسی شئے کو گریز
خاک سے تھا خاک ہی پھر مسکن آدم ہوا

لطافت طبع کی کیونکر اٹھائے سختی دوراں
ہوا پر تھم نہیں سکتا کبھی پتھر فلاخن کا

نہ ہوتی عقل تو عصیاں بھی ہوتا فطرۃً ظاہر
جو رہبر ہے تو لازم پھر نہیں ہے رہزنی کرنا

خدا نے عقل دی ہے و نیک و بد پہچاننے والی
سکھایا عقل کو انساں کی سچی رہبری کرنا

بیجا متکلف کا پسندیدہ احمق
ہو گا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

راز دل جس سے کہا دوست سمجھ کر اپنا
ہو گیا دشمن جانی وہی سنکر اپنا

عشق وہ کافر ہے جس کے ظلم کا پایاں نہیں
کعبۂ دل کو ہمارے بے سبب ڈھانے لگا

اپنے اپنے وقت پر ہر اک فنا ہو جائے گا
دیکھ لینا چار دن میں کیا سے کیا ہو جائیگا

ذی جوہروں سے اہل غرض بے نصیب ہیں
آب گہر سے کام نہ ہو تشنہ کام کا

کوئی کسی سے برائی کرے تو کیا ہو گا
نہ ہو گا کچھ بھی جو چاہے مگر خدا ہو گا

بدی کو بس بدی زیبا ہے اور نیکی کو نیکی زیب
میں اپنے دوست کا ہوں دوست اور دشمن ہوں دشمن کا

مجھ کو ہنستے دیکھکر روتے ہیں اعدا رشک سے
ہیں خدا کے فضل سے خنداں و شاداں ہی رہا

سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحاں نہ ہوا

انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا
جس سینہ میں ہو کینہ وہ سینہ نہیں اچھا

سزا اعمال بد کی جب کسی کو ہے خدا دیتا
تو لڑکا ناخلف دیتا ہے یا زن فاحشہ دیتا

اپنی تو اس چمن میں عمر اس طرح سے گزری
یاں آشیاں بنایا واں آشیاں بنایا

منزل مقصود تک اس کا پہنچنا ہے محال
پہلی منزل میں جدا جو کاروان سے ہو گیا

ممکن نہیں جہاں میں زائل ہو تخم تاثیر
جیسا درخت ہو گا ویسا ثمر ملے گا

راہ در رسم ست دوستداران را	کہ بیاد آور رندیاران را	لااعلم
ساقی زیک پیالہ خزانم بہار کرد	عمرے دوبارہ داد شراب دوسالہ را	״
نہ ہوائے باغ سازد نہ کنار کشت مارا	تو بہر کجا کہ باشی بود آں بہشت مارا	״
چند بینہ در کشم آہ جگر شگاف را	ضبط چناں کند کسے خنجر خوش غلاف را	״
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
اس دار مکافات میں سن اے غافل	بیداد کریگا آج کل پائے گا	لااعلم
اے بے خبری ہوش میں آنا نہیں اچھا	دنیا یہ بری ہے یہ زمانہ نہیں اچھا	״
ندانم کہ سنگ سپہر قضا	ترا اشکند بیشتر یا مرا	״
آشیانہ نہ چمن میں نہ قفس میں پایا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا	״
آگاہ نہ تپ درون را	نشتر پہ زنی رگ جنوں را	״
وریں ست عشیں از کشایش ناامید اینجا	برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا	״
زاہد ہم جانتے ہیں عشق بازی ہے گناہ	گھر لٹایا ہے جو وحشت میں وہ کفارہ ہوا	״
یاں خوف کچھ نہیں ہے حساب و کتاب کا	دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا	״
جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے	رہ گیا بجھکے چراغ دل روشن کیسا	״
کہیں کیا جنوں میں جو حال ہے کسے پیرہن کا خیال ہے	جو کہیں لگا کے پنہا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا	״
سختی عشق جھیل لی اے دل	واہ رے بردبار کیا کہنا	״
مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا	وہی تیور رہیں یار کیا کہنا	״
نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی مہوش	چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا	״
جو عالی مرتبہ ہیں ان کو یہ پست اور کرتا ہے	فرشتوں کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا	״
گر ہجر و وصال اختیاری ہوتا	کیوں دیدۂ تر سے اشک جاری ہوتا	״
کچھ انتہا بھی ترے ظلم کی ہے اے ظالم	ہمارے ضبط سے بھی جبر بڑھ گیا تیرا	״
دیوانگان دشت سے پوچھا جو میں پتہ	اک مشت خاک لے کے صبا نے اڑا دیا	״

جو نہ ہونا تھا ہوا ہم پر تمہارے عشق میں	تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا	لااعلم
چال ہے مجھ ناتواں کی مرغ بسمل کی تڑپ	ہر قدم پر ہے یقیں یاں رہ گیا واں رہ گیا	"
گرچہ بدنامی ست نزد عاشقاں	ما نمی خواہیم ننگ و نام را	"
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	"
خار وخس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو گل	کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا	"
در غریبی ہمہ کس می شود انگشت نما	ہر گلے بر سر دستار نماید خود را	"
لب نہیں یہ اُس کے یہ نہیں ہے پان کا لاکھا	نکل آیا ہے کھا کر جوش خوں لعل بدخشاں کا	"
پُر شدہ از جوہر دل جام ما	خندہ زد بر صبح روشن شام ما	"
دل لیا ہے تو جان بھی لے لو	ہم سے بیدل رہا نہیں جاتا	"
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا	"
خلقت کا مرد و زن کی بھی کچھ حال ہے سُنا	شہوانی مادہ ملا عورت کو آٹھ گنا	"
دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر	لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا	"
کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا	"
برق چشمک زن ہے ساقی ابر ہے چھایا ہوا	جام مے دے تو کدھر جاتا ہے مچلایا ہوا	"
نہیں معلوم دیکھا دیکھ کر یہ چاند منہ کس کا	ہوئی ہے عید غیروں کو ہمیں ہے چاند خالی کا	"
تو چہ دانی زبان مرغاں را	چوں ندیدی گہے سلیماں را	"
اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا	"
کیمیا و سیمیا و ریمیا	ایں نباشد جز بذات اولیا	"
میری خاموشی ہے گویا درد پنہاں کی دلیل	مشق ضبط بے قراری نے مجھے رسوا کیا	"
کہیں تجھ کو نہ پایا گرچہ ہم نے اک جہاں ڈھونڈا		"
	پھر آخر دل ہی میں دیکھا بغل ہی میں سے تو نکلا	"
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا	میر
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر	پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا	

عالمے بیگانہ ویک آشنا داریم ما	ایکہ می گوئی کرا داری ترا داریم ما	لااعلم
دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	"
خسروا در عشقبازی کم ز ہندو زن مباش	کز برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را	خسرو رح
بعد مدت کے خیال دل ناشاد آیا	آج بھولا ہوا اک دوست مجھے یاد آیا	لااعلم
سر بریدن لازم ست ایں مرغ بے ہنگام را	آں پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را	"
وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا	"
آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا	معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسے ہو گیا	"
در قفس بسیار ناشادیم ما	از فراموشان صیادیم ما	"
تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را	"
نام منظور ہے توفیق کے اسباب بنا	پل بنا چاہ بنا مسجد و محراب بنا	"
بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا	مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے پایا	.
آگ میں کود کے پروانہ جو بے ہوش ہوا	جسکی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا	
معلوم ہوگا حشر میں مینا شراب کا	دفتر کھلے گا جب کہ حساب و کتاب کا	"
ز تو ناز و عتاب و عشوہ و نامہربانی ہا	ز من عجز و نیاز و بندگی و جاں فشانی ہا	"
نگار پیش مردہ دلاں سر بر دے خاک	بے سجدہ می کنند نماز جنازہ	"
حسن وہ چیز ہے طالب ہے خدا بھی جسکا	ورنہ ہر شے میں نہ اک ہوتی یہ صورت پیدا	"
دیکھا جو برق طور کو موسےٰ نے غش کیا	آساں نہیں ہے جلوہ دیدار دیکھنا	"
سرکش کوئی ہو کر کبھی برپا نہیں ہوتا	انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا	
نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی سے	جز ذات خدا کوئی کسی کا نہیں ہوتا	
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	سعدی
جتنا ہو زار اتنی ہی امید کر قوی	عاجز نواز نام ہے رب جلیل کا	لااعلم
کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائیگا	یار کا ملنا نصیب دشمناں ہو جائیگا	"
نیش کب مارے سے ہے عقرب آپ سے	ہے طبیعت کا یہ اوس کی مقتضا	"

اندوہ دل و ضعف تن و طعنۂ اغیار	این ہا ہمہ سہل است اگر یار بود یار	لااعلم
جس توقع پہ تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا	"
جو مزہ انتظار میں دیکھا	نہ کبھی وصل یار میں دیکھا	"
ہر کہ خواہد تا نیفتد در بلا	گو نگوید اسرار سلطاں بر ملا	"
جو ان کو تشریف لاتے جو دیکھا	اٹھا بہر تعظیم جوبن کسی کا	"
کل تک جو سوتے چین سے مخمل کے فرش پہ	گھٹا نصیب آج نہیں ہے پیال کا	"
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	"
زاہد کے میں ضرور ڈرانے سے ڈر گیا	جام شراب لائے بھی ساقی کدھر گیا	"
محبت جادۂ دارد نہاں در خلوت دلہا	چو تار سبحہ گم گردید این رہ زیر منزلہا	علی
ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ	تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن درآ	لااعلم
امشب بیا تا در چمن سازیم پیمانہ را	تو شمع و گل را داغ کن من بلبل و پروانہ را	"
وحشت نہیں ہوتی ہے کہ سودا نہیں ہوتا	دل جبکہ الجھتا ہے تو کیا کیا نہیں ہوتا	"
ہوشمندے کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	"
چوں ذرا گر نیم شد بیش بود بہائے او	زانکہ خرد فزوں نہد در یتیم را بہا	"
بتوں کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا	خدا کی خدائی تماشا ہمارا	"
از ہجر روزم قیر شد و چوں کماں تن تیر شد	یعقوب مسکیں پیر شد اے یوسف برنا بیا	"
حقیقت چاہ بابل کی ذرا کر یاد اے زاہد	فرشتوں پہ فریب حسن چل جاتا ہے انساں کا	"
زاہد شراب پینے سے کافر میں کیوں ہوا	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	"
مزہ وصال صنم کا اٹھائے گا پھر کیا	ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا	"
سختیاں ایسی اٹھائیں ان بتوں کے ہجر میں	رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا	"
از خیال این و آں سر رشتہ را گم کردہ ام	شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا	"
صحبت عالم بود چوں کیمیا	زاں مس اعمال تو گردد طلا	"
خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	"

تونے ہمیں بے گناہ مارا	بیساختہ دل یہی پکارا	لاعلم
وقف ست ہمہ بہر ہوا خواہی احباب	علم و ہنر و سیم و زر و جان و دل ما	"
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپر کھٹ کا	"
کہاں سے لاؤں صبر حضرت ایوب اے ساقی	خم آئیگا، صراحی آئیگی، پھر جام آئیگا	"
ستم ہی مجھ پہ کیا ادائی بیداد کرنا تھا	کبھی کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرنا تھا	"
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ الٹا	سچ ہے صاحب روش الٹی ہے زمانہ الٹا	"
ہاتھ سے کچھ نہ ترے اے مہ کنعاں ہوگا	ہاں جو ہوگا تو مری موت کا ساماں ہوگا	"
لیا جو ایک دل اوس نے تو دو دئے بوسے	ہزار شکر یہ سودا بہت گراں نہ رہا	"
بعد مرنے کے جہنم جائے گا	ہے یہی ایذا رسانی کی سزا	"
یاد آتی ہے دم بہ دم اوس کی	دھیان آتا ہے ہر گھڑی اس کا	"
دل متحیر کہ چہ داند ورا	عقل دراں گم کہ چہ خواند ورا	"
اب یہ سمجھے کہ اسے کہتے ہیں جانا دل کا	ہم تو سمجھے تھے کہ ہے کھیل لگانا دل کا	"
زمین چھان ماری فلک ڈھونڈھ مارا	ملا پر نہ ہرگز ٹھکانا کسی کا	"
گل نہیں جز داغ حسرت بوستان دہر میں	طوق ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا	"
دیر کو چھوڑ کے کعبے کو چلا ہے زاہد	منہ لگایا نہ بتوں نے تو خدا یاد آیا	"
انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا	جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا	"
تاب نظارۂ خورشید ندارد شبنم	شبنم تشنہ کجا چشمۂ خورشید کجا	"
مجھکو افسوس نہ کیونکر ہو وطن چھٹنے کا	غم ہوا کرتا ہے بلبل کو چمن چھٹنے کا	"
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا	حافظ
برنگ غنچہ ام جز بوئے تو در دل نمی گنجد	برو ایں خانہ را از تنگی خود قفل بر در ہا	لاعلم
کتنے ناداں ہیں یہ اہل فرنگ	بت سیمیں کا نام مس ہے	"
اس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا	دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا	"
پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا	اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا	"

ساتھ چھوڑینگے نہ سایہ کی طرح	ہم بھی جائینگے جدھر جائے گا	
دوست غمخواری میں میری سعی فرمائینگے کیا	زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا	غالب
زلیب روکشیش کو دکھ سکھ سے واسطہ	دنیا رہے کہ جائے جہنم میں ان کو کیا	لاعلم
نہ پکڑیں دامن الیاس گرداب بلا میں ہم	کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہی جینا سہارے کا	״
من نہ گویم کہ یار کشت مرا	دل بے اختیار کشت مرا	״
رہ اون کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی	آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا	״
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہم نے کوئی ساغر پایا	ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا	״
کیا حال ہو گیا ہے دل بیقرار کا	آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا	״
بہار آئی جھکائے سر گلوں نے کیفیتی سے	پڑا ہے گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچیں کا	״
گر زندگی رہے تو خدا پھر ملائے گا	صورت حضور کی ہمیں لا کر دکھائے گا	״
جو حال ہے دل کا وہ بیاں ہو نہیں سکتا	جو درد ہے دل کا وہ نہاں ہو نہیں سکتا	״
بھرا جہاں میں دم جس کی آشنائی کا	دیا اسی نے ہمیں داغ بے وفائی کا	״
دل جس پہ ہے قربان وہ دلبر نہیں ملتا	سب ملتے ہیں اپنا مہ انور نہیں ملتا	״
ہم نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر نوشتہ نہیں تقدیر کا ٹلتے دیکھا	״
ہوئے بے خود غم تنہائی سے	کہئے کس سے ہمیں کیا یاد آیا	״
ہو چکا آج جو کہ تھا ہونا	اب بتائیں گے قہر کا کونا	״
یار اغیار ہو گئے افتد	کیا زمانے کا انقلاب ہوا	״
خفا کیوں تم ہوئے ہم سے ہوا کیا	مری تقصیر کیا میری خطا کیا	״
ہم بھاڑ جھونکنے لگے اک بت کے واسطے	یا رب برا ہو عشق کا الفت کا چاہ کا	״
اچھی صورت کو دیکھتے ہیں سبھی	ہم نے دیکھا تو کیا گناہ کیا	״
اوسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جسکو	جسے یاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا	ذوق
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	لاعلم
من بقربانت روم کن زود قربانی مرا	تیغ جوہر دار باشد جبین پیشانی مرا	״

عقل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال	ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا	لا اعلم
بے ہوش مجھ کو نشۂ الفت نے کر دیا	اب خوف کچھ نہیں ہے حلال و حرام کا	″
اشکم بروں می افگند راز درون دیدہ را	آرے شکایت ہا بود از خانہ بیروں رفتہ را	″
رنج و راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا	مشعل راہِ عدم داغ عزیزاں ہوگا	″
زلف شبگوں کا ہمارے دل کو سودا ہو گیا	کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا	″
سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ پی	آخر مزہ نہ پایا اب اس کے خمار کا	سودا
آساں نہیں ہے رشتۂ الفت کو توڑنا	مشکل ہے بالے پن کی محبت کو چھوڑنا	″
صبح گذری شام ہونے آئی میر	تم نہ جاگے اور بہت دن کم رہا	میر
الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا	″
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا	کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا	آتش
اے اجل کچھ تو میں لطف رہ قاتل کروں	ایک دم اور ٹھہر جا ترا احساں ہوگا	لا اعلم
دل کو برماتا ہوا صاف جگر سے نکلا	ایک تیر نگہ یار نے توڑا کیسا کیا	″
کوئی ہم سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا	ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا	″
بنایا صانع قدرت نے جب پتلا مرے گل کا	بجائے روح بخشا عشق اک زہرہ قاتل کا	″
گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی	یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا	″
دوستوں سے ہم نے وہ صدمے اٹھائے جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا	″
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	″
تر نگردد کام من گر ہفت دریا در کشم	شربت دیدار باید تشنۂ دیدار را	″
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	″
محراب و کے لئے خنجر فولاد آیا	ذبح کرنا بھی نہ تجھ کو مرے جلاد آیا	″
دل کو ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں	کوئی لے لیتا ہے جو نام ترا	″
پھولوں میں ہے شہرہ تری گل پیرہنی کا	غنچوں میں ہے چرچا تری نازک بدنی کا	″
کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے	کام آئے گا ترے یہ کسی دن لیا دیا	″

پھر آج سامنا ہے کسی ماہ عید کا	تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا	لااعلم
دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے	بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا	"
کسی صورت سے دل کو شاد کرنا	ہمیں دشمن سمجھ کر یاد کرنا	"
اے صبا جذب یہ جس دم دل ناشاد آیا	اپنے آغوش میں اڑ کر وہ پری زاد آیا	"
پیشانیٔ عفو ترا پرچیں نسازد جرم ما	آئینہ کئے برہم خورد از زشتی تمثال ما	"
وہ درد دیا تم نے کہ پایاں نہیں جس کا	وہ درد دیا دل کو کہ درماں نہیں جس کا	"
غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را	حافظ
بلبل کو دیا درد تو پروانے کو جلنا	غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	"
دلق تقوے گرد بادہ و جام ست اینجا	سخن از بے مئے و معشوق حرام ست اینجا	"
نوشتہ سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم	جو پیشانی میں لکھا تھا مری وہ پیش سب آیا	"
اس دہر میں الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اس نے مروت کو کیا ہوا	"
زشت باشد دبیقی و دیبا	کہ بود بر عروس نازیبا	"
انساں کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا	"
ہر مرض کی دوا مقرر ہے	مرض عشق لا دوا دیکھا	"
بھرا کسی نے جو دم ان کی آشنائی کا	دیا او غموں نے اوسے داغ بیوفائی کا	"
اے خوشا ہنگامہ ہائے خانہ بربادیٔ ما	نوحۂ غم شد صدائے نغمۂ شادیٔ ما	"
مژدۂ وصل سنانے لگا اب تو قاصد	کچھ نصیب نظر آتا ہے سکندر اپنا	"
آج کل جنس محبت ہوئی اتنی نایاب	نام باقی نہیں الفت کے خریداروں کا	"
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت	یہ نازوں کا پالا لڑکپن کسی کا	"
اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن	یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا	"
سمجھ کے رکھئے قدم وادیٔ محبت میں	یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب رہا	"
ہم نہ سمجھے تھے یہ خط ہر دو اریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	"
جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں	سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا	"

جو مزہ انتظار میں پایا	وہ نہیں وصل یار میں پایا	لااعلم
ما بروں را ننگریم وقال را	ما دروں را بنگریم وحال را	″
دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا	پہنچے کب اس کو ہاتھ ہمارے غبار کا	″
آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز	لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	″
درد یست اجل کہ نیست درماں اورا	بر شاہ و گدا ست حکم و فرماں اورا	″
بدہ ساقی آں جوہر روح را	دوائے دل ریش مجروح را	″
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	″
ہر دم از فغاں و آہ آتشیں و چشم تر	رعد نالاں برق سوزاں ابر گریاں نسیم ما	″
راہ اون کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی	آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا	″
حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ	کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائیں گے کیا	″
گیا ہے عرش معلی پہ شور نالوں کا	خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا	″
محتاجی سے کم رتبہ عالی نہیں ہوتا	عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہیں ہوتا	″
زمیں بدلی زماں بدلا مکیں بدلے مکاں بدلا	تغیر یہ ہوا پیدا کہ رنگ عاشقاں بدلا	″
ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر میں	قاقم و سنجاب و دیبا ہو گیا	″
کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجادوں کا	اڑ گیا رنگ دھواں بن کے پریزادوں کا	″
شوق کہتا تھا اب حجاب ہے کیا	شرم مانع کہ اضطراب ہے کیا	″
شب چو آمد ماہ ما بر بام ما	خندہ زد بر صبح روشن شام ما	″
یکے زبان و ہزاراں شکایت ست مرا	تو شاد زی کہ غم بے نہایت ست مرا	″
شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا	ہم بتوں سے ملے خدا دیکھا	″
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا	یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا	″
محبت مے و معشوق ترک کر آتش	سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا	آتش
سینہ صافاں را غبار کینہ نیست	گل نباشد چشمہ خورشید را	لااعلم
جسے سمجھتے ہیں سب محبت وہ ہے حقیقت میں عین ذلت	کسی کو شیدا کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا	″

میا دنے تسلی بلبل کے واسطے	کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا	لا اعلم
دلربا سینکڑوں ملے لیکن	کوئی معشوق باوفا نہ ملا	〃
ناہ آئینۂ عفو و رحمت ست اے شیخ	مبین بچشم حقارت گنہگاراں را	〃
بکہ باریک تر از موئے میانست آورا	بر کمر بار کمربند گرانست اورا	〃
ھینک دینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا	اوس پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا	〃
ٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردہ	ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا	〃
دست دشمن پھر گیا اپنا بیگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	〃
یں چہ بزم ست کہ لب بر لب جام ست اینجا	بادۂ خورشید و قدح ماہ تمام ست اینجا	〃
ستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	بلا بہمبر و رخاں ہمسایہ بنی خویش را	〃
اب تو جاتے ہیں بتکدے سے میر	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	〃
ے آفتاب من بگزار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندیدہ کسے آفتاب را	〃
داغ یاس سے گھبرا بر آئیگی امید	گلوں کے بعد ہوا کرتے ہیں ثمر پیدا	〃
کمند جلوۂ ناز تو جذبہ دارد	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	〃
اں جی ہاں غیر سے کی ہم نے محبت تمہیں کیا	اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمہیں کیا	〃
ل میرود ز دستم صاحبدلاں خدا را	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	〃
فراق یار میں بیکار سب ہیں اے ساقی	پیالہ شیشہ گزک میکدہ شراب گھٹا	〃
رقت میں ضبط نالہ ہم سے نہ ہو سکے گا	قابو میں دل نہ ہوگا جب اضطراب ہوگا	〃
شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردہ میں بھی عریاں نکلا	〃
کر دی میرے راز کی سب کو خبر	خوب تو نے درد دل رسوا کیا	〃
عشق رخ تو ایجاں نتواں نہفت در دل	آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا	〃
ئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا	〃
نہ ہو کیوں اشک ریزاں وقت لکھنے کے قلم میرا	قیامت کا اثر رکھتا ہے مضمون الم میرا	〃
اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا	درد اٹھ اٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا	〃

غمزہ آموز چشمش شیوۂ بیداد را	طرفہ شاگردے کہ می گیرد سبق استاد را	لاعلم
حال بد کا شریک دنیا میں	نہ برا ور نہ آشنا دیکھا	″
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی	زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا	″
تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را	آہ گر من باز بینم روئے یار خویش را	″
بدن ہے لاغر جگر فسردہ دماغ خشک دل ہے مردہ	الٰہی آجائے کوئی جھونکا کسی نسیم مسیح دم کا	″
واقف ہی تو نہیں ہے نواہائے راز کا	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	″
فراق یار میں جھیلیں مصیبتیں کیا کیا	گزر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا	″
جدائی آتش تیز است می سوزد دل و جاں را	خدا ہرگز نصیب کس نسازد شام ہجراں را	″
اے بتو کل تو ہے اللہ کو منہ دکھلانا	آج منہ ہم کو دکھاؤ گے تو احساں ہوگا	″
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مر ترا	″
آج کل سے ہی نہیں ملک جنوں زیر نگیں	اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا	″
گوارا نہیں ہے جنہیں بات کرنا	سنیں گے وہ کاہے کو قصہ ہمارا	″
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا	″
چو خلاف عقل دیدم رہ و رسم کار خود را	بخدائے خود سپردم ہمہ اختیار خود را	″
وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا	″
ہے قول اک حکیم ستودہ صفات کا	لازم ہے پہلے سوچ لو انجام بات کا	″
سراسر ہمچو مہر و ماہ گردیدیم دنیا را	ندارد منزل آسائشے دیدیم دنیا را	″
اب چین نہیں سینہ میں دل کو کسی پہلو	دزدیدہ نگہ لے گئی آرام کسی کا	″
لئے جاتا ہے نامۂ بیکس	بال بیکا نہ ہو کبوتر کا	″
کند جلوہ ناز تو جذبہ دارد	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	″
بتوں کی گلی چھوڑ کر کون جائے	یہیں سے ہے کعبہ کو سجدہ ہمارا	″
ہوں وہ بلبل کہ خریدار نے پھیر لیا	دام مجھ پر نہ لگانے کوئی صیاد آیا	″
گر آج ہے زندہ تو بھروسا نہیں کل کا	چکھے گا ہر اک ذائقہ تلخیٔ اجل کا	″

قلقل شیشہ ہے بلبل کی صدا سے پیدا	نشہ ہوتا ہے گلستاں کی ہوا سے پیدا	لاالعلم
آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما	بس نازک ست شیشۂ دل در کنار ما	"
خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا	ادھر دیا کہ ادھر داخل خزانہ ہوا	"
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	"
بعد از فنا ببیں اثر انتظار ما	نرگس دمیدہ از سر لوح مزار ما	"
کیا کیجے ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا	روٹھے کو منانے پہ منانا نہیں آتا	"
سمجھے تھے میراب کوئی سرکوب ہی نہیں	فرعون کے لیئے کوئی موسےٰ نہ آئیگا	"
سودائے عشق میں نہ رہی شان خواجگی	محمود بندہ بن گیا حسن ایاز کا	"
کف افسوس ملواتی ہے تیری پاکدامنی	پہنا کر شاہد عصمت پہ جوڑا پارسائی کا	"
کھل گیا جب راز تو پردہ کئے سے فائدہ	کھل گئی چوری تو پھر کیا سود بنا شاہ کا	"
ما بر فتیم و تو دانی و دل غم خور ما	بخت بد تا بکجا می برد آبشخور ما	"
جہاں جاتے ہوئے پیک صبا کے ہوش اڑتے ہیں	لفافہ لے چلا ہے حوصلہ دیکھو کبوتر کا	"
نسب چہ سود دہد چوں تو بے ہنر باشی	ز آب جو چہ برش تیغہائے جوشن را	"
تحصیل علم جور و جفا خوب کردۂ	ظالم وفا و مہر نیاموختی چرا	"
آں روز کہ تعلیم تو می گفت معلم	بر لوح تو ننوشت مگر حرف وفا را	"
قاتل جو کہا میں نے تو شرما کے وہ بولے	للہ نہ بدنام کرو نام ہمارا	"
اے باد صبا محفل احباب میں کہیو	دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا	"
راز درون پردہ ز رندان مست پرس	کیں حال نیست صوفیٔ عالی مقام را	"
سب سے یہی شیوہ ہے جہان گزراں کا	دیکھے گا لحد جس نے شکم دیکھا ہی ماں کا	"
دیر و کعبہ میں ہے جلوہ بت پرفن تیرا	دو گھروں میں ہے چراغ اک رخ روشن تیرا	"
دی موذن نے شب وصل اذاں پچھلی رات	ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا	"
شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا	"
فسوں یقین کے ہوئیں بستر جدا	کہ بیوی الگ سوئے شوہر جدا	"

فقیری میں وزیر آنکھ پریاں پاؤں پڑتی ہیں	یہ نقش بوریا اپنے لیئے ہے نقش عامل کا	لااعلم
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریائے عشق کو	طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا	"
تیرگی دور ہوئی بخت ہمارا چمکا	آپ کیا آئے کہ قسمت کا ستارا چمکا	"
کیونکر اب اس نگہ ناز سے جینا ہوگا	زہر دے اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا	"
کوئے پری رخاں میں تو جاتا ہے شاد شاد	برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا	"
عیش کر دنیا میں غافل زندگانی پھر کہاں	مال و زر رہ جائے گا تو ایکدن مر جائیگا	"
اگر ہے آنکھوں میں آنسو تو دل ہے غم سے بھرا	جگر میں درد ہے تو ہے زبان پہ واویلا	"
تو عزم سفر کردی و خستی جگر ما	بستی مرخویش و شکستی کمر ما	"
ندانم که تیر خدنگ قضا	مرا بشکند بیشتر یا ترا	"
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا	"
سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری نوجوانی کا	"
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	"
خیال خام ہے اپنوں سے فائدہ پانا	صدف کے کام کسی دن گہر نہیں آتا	"
چلے گا مفلسی سے کام اس دنیا میں کیوں اپنا	امیروں نے سمجھ رکھا ہے پیسے کو خدا اپنا	"
گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما	رشک گلزار شود از قدمت خانۂ ما	"
دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی دلیل	یہ نگینہ جس کے ہاتھ آیا سلیمان ہوگیا	"
کون پرساں ہے حال بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا	"
درد دل پاس وفا جذبۂ ایماں ہونا	آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا	"
حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو	که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را	حافظ
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپیٹ	ہاتھ ملے سر دھنے ۔ لالچ بری بلا	لااعلم
گرا جو دامن گلچیں میں گل نے رو کے کہا	کہ میری جان کا دشمن ہے رنگ و بو میرا	"
ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قارون کند گدا را	"

نکلواتے ہو ہم کو بے خطاب اپنی محفل سے
وہی ہم ہیں جسے تم پیار کرتے تھے کبھی دل سے — لااعلم

نہ رہی دل میں اگر تیری محبت تجھے کیا
اپنا جی - اپنی خوشی - اپنی طبیعت تجھے کیا — ″

بشر نے خاک پایا لال پایا یا گہر پایا
مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے بھر پایا — ″

اہل دولت سے کوئی نزع میں اتنا پوچھے
ساتھ کیا کیا لیا اس وقت میں چھوڑا کیا کیا — ″

در ضلالت تا نہ افتادم سعادت رہ نداد
راہبر پیدا نشد تا گم نہ کردم راہ را — ″

وہ بھی دن ہوگا خدایا کہ بر آئے گی امید
وہ بھی دن ہوگا کہ کوئی میرا مہماں ہوگا — ″

حسن سے عشق نہ ہو جس کو وہ انساں کیا
منکر قدرتِ حق صاحب ایماں کیا — ″

آہ ہوتی میرے لب پر نہ یہ نالہ ہوتا
ایک بھی تو نے جو ارمان نکالا ہوتا — ″

گیا حسن خوبان دلخواہ کا	ہمیشہ رہے نام اللہ کا	″
دل عجب شہر تھا خیالوں کا	لوٹا - مارا ہے حسن والوں کا	″
اے دوست کسی کو بھی جو کلپاویگا	یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا	″
اس دیرِ مکافات میں سن لے ظالم	جو آج کرے گا آپ - کل پاوے گا	″

کنکر چن چن محل بنایا - لوگ کہیں گھر میرا
نا گھر میرا - نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا — ″

مسجدے ہست اندرون اولیاء	سجدہ گاہِ جملہ است آنجا خدا	″

…بولے وہ خوش رقیب ان سے راضی	برا کہے میں کیوں ہوں دشمن کسیکا	لاعلم
…ں نے کچھ احسان کیا ایک بوجھ سر پر رکھدیا	سر سے تنکا کیا اتارا۔ سر پہ چھپر رکھدیا	,,
…سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	بس ہجوم یاس سے جی گھبرا گیا	,,
…ب کبھی اندازہ دنیا کیا	غم بقدر آرزو پیدا کیا	,,
…ے نور خدا در نظر آر روئے تو ما را	بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را	,,
…زخار غم نہ رست زگلزار بخت ما	آں ہم خلید در جگر لخت لخت ما	,,
…لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا	کسی کے درد کو ہمدم مٹا نہیں سکتا	,,
…فن از مطرب مے گو و راز دہر کمتر جو	کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بحکمت این معمہ را	,,
…ے دل پھنسے گا ناحق دنیا کے مخمسوں میں	اس دہر غمکدہ میں بیدار ہو نہ سو جا	,,
…نصب کیا ترے وعدہ پر اعتبار کیا	تمام رات قیامت کا انتظار کیا	,,
…مت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند	دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا	,,
…ب کو یاد آتا ہے جب وہ مہ انور اپنا	چاندنی میں بھی بچھا لیتا ہوں بستر اپنا	,,
جلوہ دیکھا تری رعنائی کا	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا	,,
ہم نشینی ساعتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	,,
کوئی سنگی سہائے نہیں ہے۔ تو کرے میرا تیرا	میرا تیرا بھول بھرم ہے۔ بھرم کا کیوں بناتا ہے	,,
…دولت جاوید یافت ہر کہ نکونام زیست	کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را	سعدی
…پرواز تو مے بیکے بیدا النشی کرد	کہ را منزلت ماند نہ مہ را	,,
…نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	,,
…رزق ہر چند بے گماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	,,
…گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا	
تواضع زیادت کند جاہ را	کہ از مہر پر تو بود ماہ را	
…ہے زبان اسلئے تا اس سے کریں شکر خدا	نہ کہ ہو تذکرۂ ماہ رخاں ورد سدا	,,

ب

نہ ہرگز کبھی ایسی پڑھیے کتاب	طبیعت ہو جس سے کہ اپنی خراب	لاعلم
آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید از وے رو متاب	″
خدا بھی دیتا ہے اک بار پھر نہیں دیتا	اسی ہی کہتے ہیں عصمت کو گوہر نایاب	″
باغباں بے درد ہے گل بیوفا گلچیں رقیب	کون سنتا ہے چمن میں نالہ ہائے عندلیب	″
دانی چہ گفتہ اند بنی عوف در عرب	نسل بریدہ بہ کہ موالید بے ادب	″
جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب	نہیں اُن کے دل کو یہاں پیچ و تاب	″
ہر دشمنے کہ ہست قوی بایدش شمرد	گر پشہ ضعیف بود پیل در عذاب	″
ائے ہے جس کا مال اُسے دیجئے شتاب	خائن جہاں میں آپ نہ کہلائے جناب	″
و انساں ندانند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
گر پسر شد بہ از پدر چہ عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	″
از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	″
اہل دنیا را ز غفلت زندہ دل پنداشتم	خفتہ دائم مردگاں را زندہ می بینید بخواب	″
بہ نطق آدمی بہتر ست از دواب	دواب از تو بہ ۔ گر نگوئی صواب	″
ردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت	چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب	لاعلم
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب	″
پڑھوگے، لکھوگے تو ہوگے نواب	جو کھیلوگے، کودوگے ہوگے خراب	″
چنیں ست رسمے سرائے فریب	کہ گہہ در فراز و گہے در نشیب	″
اگر برکہ پُر کنند از گلاب	سگے در وے افتد کند منجلاب	″
کسے کو ندانند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
اربانی میکند بر کاخ کسریٰ عنکبوت	بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب	″
قاریا بر من مکن چندیں عتاب	گر خطائے رفتہ باشد در کتاب	″

هرکه تامل نکند در جواب	بیشتر آید سخنش ناصواب	سعدی
بنطق آدمی بهتر است از دواب	دواب از تو به گر نگوئی صواب	"
تشنه گان را نماید اندر خواب	همه عالم به چشم چشمهٔ آب	"
سخن بر بدیهی نیاید صواب	بوقت خودش داده باید جواب	نظامی
مهل که عمر به بیهوده بگذرد حافظ	بکوش حاصل عمر عزیز را دریاب	حافظ
حارصان را حرص زر باقیست تا روز حساب	تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب	لا اعلم
از خدا خواهیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	معنوی
نیست خفاشک عدوئے آفتاب	او عدوئے خویش آمد در حجاب	شوکت
هست بر ذرات یکسان پرتو خورشید فیض	لیک باید جوهر قابل که گردد لعل ناب	"
آزاده دل اسیر تکلف نمی شود	حاجت بفرش نیست به کاشانهٔ حباب	فائق
نیست قدر هیچ کس را در دیار خویشتن	آب تا در گل بود آب ست در مینا گلاب	قاسم
خود نمائی کے کند آنکس که واصل شد بدوست	چون نیاید مه که گردد متصل با آفتاب	وحشی
شام کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب	جسم کو دے تندرستی عقل کو دے آب و تاب	
عیبها رنگ هنر گیرد چو دل روشن شود	صبح نورانی بود دود چراغ آفتاب	ناصر علی
عالمے را می توان از خلق خوش تسخیر کرد	بوئے گل زنجیر می گردد بپائے عندلیب	والا
خون دل در جام دیدم از شراب	آبرو بر باد دادم از شراب	حافظ
نیست سیرابی ز خون خلق ظالم را بمرگ	هر که خسپید تشنه لب آب روان بیند بخواب	صائب
خشم مردان خشک گرداند سحاب	خشم دلها کرد عالم را خراب	معنوی
اهل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم	خفته دائم مردگان را زنده می بیند بخواب	ناصر علی
پوشیده است عیب توانگر ز مال خویش	چون کوزهٔ شکسته که باشد میان آب	
گر پسر شد به از پدر چه عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	
می شود تبدیل خوئے بد ز صحبتهائے نیک	سرکه می گردد اگر افتد نمک اندر شراب	احقر
گر طریقه خواهی از زبانت رخ متاب	با تو گفتم گفتنی واللہ اعلم بالصواب	

ز دل خود گرد و غبار ہستی	بہ درِ خانۂ نارفتہ تو جہاں طلب	لا اعلم
شنبہ، دوشنبہ، جمعہ یکشنبہ غروب	سہ چہار اندر شمال و پنجشنبہ در جنوب	″
طلبی کار تو آید بزیاں	سود اگر خواہی از اندازہ زیادی طلب	″
ستگاں دارد ثواب	عاصیاں را میرہاند از عذاب	″
نداند بجز خرد و خواب	کہ اش فضیلت بود بر دواب	″
رعلم صحبت ہائے رنگیں صد کتاب	کردہ ام ایک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب	″
ماندگان را بر رحمت قریب	القضرع کنان را بدعوت مجیب	″
رے ٹھگ بسیں او چکے بسیں سمیت	جس ا پوچاسے ہر ملیں وہ پوجا کسے نصیب	تلسی داس
ہاں میں خوشی سے تمام روز	کھٹکی کئی زمانے میں بے غم تمام شب	میر تقی
ہیں بدوں کے نیک بعد مرگ بھی	طعمۂ زاغ و زغن ہے استخوان عندلیب	″
ر شتب نہیں اور جھوٹ برابر پاپ	جاکے من میں سانچ ہے وا کے من میں آپ	لا اعلم
گر برکہ پر کنند از گلاب	سنگ در وے اثر کند نہ گلاب.	سعدی

—— ——

پ

جھ لیں چاک اگر اس دل ناکام سے آپ
میرا ذمہ جو نہ رہ جائیں جگر تھام کے آپ

ہاں دیا تہاں دھرم۔ جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ تہاں کال ہے۔ جہاں چھما تہاں آپ

ت کا بھلا نہ برسنا ات کی بھلی نہ دھوپ
ات کا بھلا نہ بولنا ات کی بھلی نہ چپ

—— ——

ت

هوا خوش ست و حریفان خوش و بهار خوش ست	بنوش جام و طرب کن که روزگار خوش ست	لااعلم
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت	مبارکباد بر تو عید بر من دیدن رُویت	״
ور دست طبیب است علاج همه دردے	دردیکه طبیب دهد آنرا چه علاج ست	״
شمع میگوید باہل بزم با سوز و گداز	سر بریدن پیش این سنگین دلان گلچیدنیست	״
ظهوری شکوه ات از یار بیجاست	تو بے طالع فتادی جرم او چیست	ظهوری
شوق مشتاق آرزو و مشتاق جان	چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق نیست	لااعلم
هرآنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست	״
سگے را چون کلوخے بر سر آید	ز شادی برجهد کان استخوان نیست	״
رشتهٔ در گردنم افگنده دوست	می برد هرجا که خاطر خواه اوست	״
چوب تر را چنانکه خواهی پیچ	نشود خشک جز بآتش راست	״
تا خود نرسد وعده هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	״
داد حق را قابلیت شرط نیست	بلکه شرط قابلیت داد اوست	״
عیب نادان در زبان خامشی گویاترست	پستهٔ بیمغز در لب بستگی رسواترست	صائب
می برد دل بے خرد را بهر اوج اعتبار	طفل نا افتاده را اندیشهٔ از بام نیست	کلیم
هر دلیل بے بصیرتر اگر د و خضر راه	کور کے روشن شود گر صد عصا آرد بدست	تقی
اطفال غنچه را خبر از گوش مال نیست	آنجا که عقل نیست گزند ملال نیست	حزین
قرب سرداران برائے خاکساران کیمیاست	میرسد تا بر جبین صندل نامش طلاست	تاثیر
دریاب دمے صحبت نیکان که دگر بار	چون رفت نیاید بکمند آدم و ساعت	سعدی
زهر ماران مار را باشد حیات	قسمتش با آدمی باشد ممات	معنوی
هرکه غافل را نصیحت میکند دیوانه است	خواب غفلت برده را طبل رحیل افسانه است	صائب
بیهوده مکن سعی که مهتی نه کند سود	آنرا که زنقد ازل بخت زبون ست	مخفی

...نیکہ سوراخ دارد نحست	بوم و سر یشم نگردد درست	معنی
...ان نیکی اے نیک بخت	در شورہ ناداں نشاند درخت	"
...بیکند لب خاموش کار تیغ	دادن جواب مردم ناداں چہ حاجت است	صائب
...د باہل حق ز مردان خداست	آہن پیوستہ با آہن ربا آہن رباست	"
...فلس کردن جمع در بحر وجود	بہر قتل خویشتن انشائے محضر کردن است	"
...از تو سر زد در پشیمانی گریز	از خطا نادم نگردیدن خطائے دیگر است	"
...توبہ کن تا از ندامت برخوری	نیست چو دندان لب خود را گزیدن مشکل است	"
...ہ و سنجیدہ گوئے بے سوگند	کہ شاہد سخنان دروغ سوگند است	"
...را بلب نہ نہد مہر خاموشی	نگین دل اند مردم و گفتار نازک است	"
...عیبہائے خلق پنہاں کردنست	آتش سوزندہ را برخود گلستاں کردنست	"
...یست کز آئینہ زو بنہاں کند	دل چو روشن شد کتاب و دفتری درکار نیست	"
...بسر دہی نام او بسر صائب	کہ چیز خود طلبیدن کم از گدائی نیست	"
...و ہیچ کسے خورد نباشد	تا چند بود ساکن ویرانہ بزرگ است	"
...شنیدی کہ اخواں چہ کشید	چہ توقع ز عزیزان دگر باید داشت	"
...ستاں باہم دعائے جوشن است	سختی از دوراں نہ بیند دانہ تا در خرمن است	"
...عالم آزادگیست بر یکحال	ز برگ ریز خزاں سرو فارغ البال است	"
...ور وطن ہرگز نگیرد اعتبار	گل چو از گلشن بروں افتاد جایش بر سر است	"
...دی شود کار مرداں درست	ز سستی شود عاقبت کار سست	"
...عمر رفتہ حاصل من آہ حسرت است	جز رنگ او شمردن ایں رہ بدست نیست	"
...آب رخ خود برائے ناں صائب	کہ آبرو چو شود جمع آب حیوان است	"
...نش رسد ز عالم بالا بپائے خویش	صائب کسیکہ ہمچو صدف پاک طینت است	"
...اطفال را ز تحصیل روزی فارغ اند	مانع رزق مقدر خانۂ دربستہ نیست	"
...راست روزی میرسد از خوان غیب	عقدہ دندانہا کلید رزق را دندانہ نیست	"

ارباب همت را چه غم از بے پر و بالیست — بال و پر و این طائفه از همت عالیست

دست گنج عالم اگر است دل غنی — دل چون توانگر است بدنیا چه حاجت است

در بساط خاک گنجے را که می باید نهفت — ریزش خود را ز چشم خلق پنهان کرده است

همین بس است ز قهر خدا سزائے بخیل — که فقر دارد و از مجد فقیر نومید است

پے نیک مردان بباید شتافت — که هر کس سعادت طلب کرد یافت

دو چشم از پے صنع باری نکوست — ز عیب برادر فرو گیر دوست

شب هر توانگرے به سرائے همی رود — درویش هر کجا که شب آمد سرائے اوست

عارفان درویش صاحب درد را — پادشاه خوانند اگر نانیش نیست

طریقت بجز خدمت خلق نیست — به تسبیح و سجاده و دلق نیست

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است — تو معتقد که زیستن از بهر خوردن است

سعدیا چون بت شکستی خود مباش — خود پرستی کمتر از اصنام نیست

ما را بهشت صحبت یاران همدم است — دیدار نامناسب جهنم است

بسوگند گفتن که زر مغربیست — چه حاجت محک خود بگوید که چیست

منعم بکوه و دشت بیابان غریب نیست — هر جا که رفت خیمه زد و بارگاه ساخت

بگرگی ز گرگان توانیسم رست — که بر جهل جز جهل نارد شکست

زن سیمتن گرچه روئین تن است — ز مردی چه لافد که زن هم زن است

جز این نیستم چاره در سرشت — که سر بر نگردانم از سرنوشت

فرض ایزد بگزاریم و به کس بد نکنیم — وانچه گویند روا نیست نگوئیم رواست

حسن ز بصره بلال از حبش صهیب از شام — ز خاک مکه ابوجهل این چه بوالعجبیست

ز قسمت ازلی چهره سیه بختان — بشست و شوئے نگردد سفید این مثل است

دو چیز را که نباشد غم از آسیب و زوال — بے تکلف بشنو دولت درویشان است

مزن ز چون و چرا دم که بندهٔ مقبل — قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت

به درد و صاف ترا حکم نیست دم در کش — که هر چه ساقی ما ریخت عین الطاف است

اده بده و زجبین گره بگشائے	که بر من و تو در اختیار بگشاد است	حافظ
مستمع چون نیست خاموشی به است	نکته را از نا اهل گر پوشی به است	کلیم
ب و زینت گیتی هنر پرور نبست	غیر نقش بوریا بر خویشتن زیور نبست	″
خون حیا بگردن اهل طلب بود	قتل گدا بقصد قصاص حیا بود	″
ت زندگی و نهنگش حوادث است	تن کشتی است و مرگ بساحل رسیدن است	″
بر توسن اراده خود کس سوار نیست	در دست اختیار عنان گسسته است	″
طلب مکن تو چه دانی که آن کجاست	تیر از چه افگنی چو نیابی نشان کجاست	لا اعلم
وش است آب انگور خوش است	آواز دہل شنیدن از دور خوش است	″
ار دمیوه تا خام است دست از شاخ	زاهد ناپخته را از خود بریدن مشکل است	″
از کرامات پیر ما چه عجب	گر به را شاشید و گفت باران است	″
سخاوت بخشایش داو راست	نه در جنگ و بازوئے زور آور است	″
لب خامش بود دلیل کمال	قفل بر در نشان اسباب است	″
رو در خلق میگر و د قبول خاطر است	وقت آنکس خوش که ما را از نظر افگنده است	″
ارستان دنیا انچه می باید گرفت	شاهباز دیده روشندلان را عبرت است	″
مرید نفس دون گردیدن از چیست	ندانم سنگ پرستی مذهب کیست	″
ست، دوست نه رنجد به هیچ تقصیرے	اگر برنجد و گوید که دوستم غلط است	″
ے را زوالے ہست در زیر فلک	ماه ناقص بدر و گر بدر کاهیدن گرفت	″
عیر کسے را که شمع در شب تار	بر راز عصائے بلند است گرچه کوتاه است	″
وش است مال عزیز است و جان شریف	لیکن رفیق بر همه چیزے مقدم است	″
آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد هیزم است	″
پروانه را بشمع دلالت که می کند	در کاروان شوق همه شوق رهبر است	″
سان نتوان نشان سیر چشمی یافتن	چشمهٔ خورشید هم محتاج آب شبنم است	″
سرخ همین نالی اگر بخت نداری	بے طالعی طفل ز تقصیر پدر نیست	″

نیست پروائے عدم دل زدۂ ہستی را — از قفس مرغ بہر جا کہ رود بستان است
در رہ فنا قافلہ اہل جہان را — دیں ماندن دنیا ہمہ یکروزہ مقام است
فزوں چوں ز قسمت نیاید بدست — زنے برہم گرچہ بالا و پست
سرنوشت ماز دست خوش نویس — خوش نویس است نخواہد بد نوشت
باکمال احتیاج از خلق استغنا خوش ست — بادہان تشنہ مردن بر لب دریا خوش ست
اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئے کس — خیمۂ افلاک بے چوب و طناب استادہ است
امروز بخشش از پے فردا خزانہ ایست — دست کرم براہ فنا پیش خانہ نیست
بریاضت نتوو ردل سالک بخود شد راہ حق — طبل را تا پوست باشد تا نہ خالی ز صدا ست
صحبت صاحبدلاں اکسیر قلب عیبہاست — بر در شاہان تکبر در فقیران کبریاست
چوں از قفا گریز تواند کسے کہ بود — دست قضا عنان کش او ہر کجا گریخت
سیل چوں آمد بدریا بحر گشت — دانہ چو آمد بمزرع کشت گشت
زہدان را بر در ارباب معنی راہ نیست — طاعت اہل ریا مقبول این درگاہ نیست
ابر برناید پئے منع زکات — وز زنا افتد وبا اندر جہات
جامہ پوشاں را نظر بر گازرست — جان عریاں را تجلی زیور است
دشمن از چہ دوستانہ گوید ت — دام داں گرچہ زدانا گوید ت
مرد گر لاف ابوجد میزند بے شرب ست — زانکہ ابجد در حقیقت بہر طفل مکتب ست
آبرو را گر طلب داری مرو از جائے خویش — آنچہ گل را در چمن آبست در بازار نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است — جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست
گویم آئین وفا در مردم عالم کم است — باز میگویم کہ شاید بودہ باشد عالم است
تا بہ سنگ اندروں بود گوہر — کس چہ داند کہ قیمتش چند ست
اگرچہ از افتادن دندان شود گفتار سست — چو دنداں طمع کندی سخن گوئی درست
پنجۂ اہل سخا بر جانب اہل طلب — وقت رفتن غنچہ و در وقت بر گشتن گل ست
جہاں از پئے شادی و دل خوشی ست — نہ از بہر بیداد و محنت کشی ست

وش گزرد زندگی خضر کم ست	در بہ تلخی گزرد نیم نفس بسیار است	رفیع
ت خوش کہ دست دهد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست	حافظ
ودگی از خلق ترک حاجت ست	زیر سر بگذار دستے را کہ زیر منت ست	حزیں
عمرش تلف شد هر کہ از کس زر گرفت	داد سر بر باد چوں در شمع آتش در گرفت	
لی ز منت دوناں رمیدن ست	قطع امید دست طلب را بریدن ست	کلیم
خورد ز بهشت سیر چشمی سیر کن	گرد خجلت بہر گندم بر رخ آدم نشست	صائب
اے قناعت توانگرم گرداں	کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست	سعدی
ہر سفلہ پے بگنج قناعت کجا برد	ایں نقد در خزانۂ ارباب ہمت ست	جامی
نہ چشماں را بہ نعمت سیر کردن مشکل ست	دشت گر دریا شود ریگ رواں سیراب نیست	صائب
ناکس نپذیرد اثر از تربیت کس	ہر چند عصا راہ رود پا شدنی نیست	
شتاق آرزو مشتاق جاں مشتاق تست	چشم مشتاق آشکارا دل نہاں مشتاق تست	
اساس جہان عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	
ہر کس را بپا خارے کند سوزن علاج	می خورد خوں بیشتر ہر کس کہ او بیمار ست	
را چو زر بر روئے محک کس نمی کشد	سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست	
ناری خلاصے نیست اہل عقل را	ہست اگر آزادئے زیر فلک در مکتب ست	صائب
رت را سبک کے می کند دست تہی	ظرف چینی گر ہمہ خالی ست بے مقدار نیست	
از یاراں چو دل یار نیست	چو دل تنگ شد جائے گفتار نیست	
ے زمیں ہیچکس آسودہ نباشد	گنجے بود آرام کہ در زیر زمین ست	
عید می بینی دمن پیوستہ ابرویت	مبارکباد بر تو عید و بر من دیدن رویت	
زیک شاخ سیم اگر شیریں و گر تلخ	زیک تخم اگر ہشیار و گر مست	
اہل بصیرت از شکنجۂ رنج می برند	مو در میان دیدہ کم از نوک خار نیست	والا
مقام عیش میسر نمی شود بے رنج	بلے بحکم بلا بستہ اند روز الست	حافظ
ہر عدو باشد ہمیں احسان نکوست	کہ باحسان بس عدو گشتہ است دوست	معنوی

هر یکے را داده حق در مرتبت	صد هزاران حشمت و رسم کرمت	معنوی
زندگی در مردن و در محنت ست	آب حیواں در درون ظلمت ست	"
اے بسا کاریکه اول صعب گشت	بعد ازاں بکشاد و سختی در گذشت	"
کار بخت ست آں و آنهم نادرست	کسب باید کرد تا تن نادر است	"
وز طلب زن دایما تو هر دو دست	که طلب در راه نیکو رهبر ست	"
وقت آں کس خوش که چوں برق از گریبان جهد	سر برون آورد بر وضع جهاں خندید و رفت	"
نه هر سر تاج و تخت و سروری یافت	نه هر اسکندرے پیغمبری یافت	"
ترک گویائی ز دخل نکته گیراں رستن است	بستن لب از سخن خوشتر ز مضمون بستن است	غنی
دلا آنکه دانا است از مغز و پوست	شناسد بد از نیک دشمن ز دوست	"
زور بازو مرد را وابسته مشت زر است	دست خالی در حقیقت آستین بے پنجه نیست	"
ز شرم انگشت دارد در دهن طفل	سر پستاں گرفتن هم گدائیست	"
عدو شود سبب رزق گر خدا خواهد	خمیر مایهٔ دوکان شیشه گر سنگ است	"
اطفال غنچه را جز از گوشمال نیست	آنجا که عقل نیست گزند ملال نیست	حزیں
ز دانندہ کم گفتن اکنوں نکوست	جهاں پر ز ناداں بسیار گوست	"
مردمی باید که گیرد دست صاحب جوهری	تیغ را بے قوت بازو کشیدن مشکل است	آذریں
با کوری باطن چه کند دیدهٔ ظاهر	نرگس همه چشم آمده بینا شدنی نیست	امین
وز شکست خویش کوش از عزت افزوں بایدت	بر سر خوباں دهندش جا چو گل از پا شکست	"
هر سبز بخت شاد شود بهر شکست خود	در گوشم این سخن لب خنداں پسته گفت	ظهیر
گیرد شکار دام زمیں گیر چوں شود	تسخیر جز نیاز درین روزگار نیست	"
مردم از نادانی از گردوں شکایت میکنند	قبض و بسط کارها در پنجهٔ افلاک نیست	"
بغیر اهل کرم نام او مبر زنهار	چراکه بهتر ازیں مرد را کمالے نیست	"
زاهد نه داشت تاب جمال پری رخاں	کنجے گرفت و ترس خدا را بهانه ساخت	میلے
قیمت نیشکر و بید مساویست ز ابر	نیک و بد در نظر اهل کرم هر دو یکیست	وحید

مفلس ترشح ز توانگر ندیده است	کس رشته را به آب و گهر تر ندیده است	طاهر
چوں حل نمی شود به سخن مشکلات من	درچیدم تم که فائدهٔ قیل و قال نیست	هلالی
وستی ملاحظهٔ مرگ و زیست نیست	دشمن به آنکسیکه نمیرد برائے دوست	"
سیاه روشود آں کس که عیب بیں گردد	چو جامه بر سخن هیچ کس مدار انگشت	فائق
بسکه از وضع جهاں بیگانگی مارو نماست	هرکرا دیدیم چوں آئینه صورت آشناست	"
تو از خرابی خود مفلسی چنیں دانه	چه گنجها که دریں کنج محنت آبادیست	صائی
نصیب ما ز ازل کاتب قضا و قدر	چه جائے جنگ و جدال خوش و لیم هرچه نوشت	"
هرکه همت گمارد آخر کار	تا بآنجا رسد که همت اوست	"
ما چیزے گرفتن با توکل دشمن است	پس بود گز دوستاں گاهی خبر باید گرفت	نعمت خان عالی
بکعبه رو کن و خواهی بسومنات	از اختلاف راه چه غم رهنما یکیست	صائب
ے آئینه باشد راه خوب و زشت را	هیچکس در مشرب اهل صفا بیگانه نیست	بینوا
بتکده و شمع خانقاه یکیست	اگرچه دیده دو آمد ولے نگاه یکیست	
خود حسد نقصان عیب دیگر است	بلکه از جمله کمیها کمتر است	معنوی
چه گفت دهقان حمدیده پشت	که سوهاں روح است خوی درشت	حزین
ں از کدورت لوح دل را پاک کن	زانکه ایں آئینه را از غیر تاب آه نیست	
ی اهل عالم بر سر دنیا بهم	جمله بی اصلست و جنگ طفلهای مکتب است	کلیم
فید و روی سیه عیب مشک نیست	با خلق خوش بصورت زیبا چه حاجت است	صائب
عزم کعبه داری گر بدست آری دلے	منزل مقصود نزدیک است و چنداں دور نیست	
خیره که در رفتن است عمر عزیز	بخور که روزه گرفتن حرام در سفر است	اثر
خلق میتواں شد با تن تنها طرف	ملک گیری سهل باشد گوشه گیری مشکل است	غنی
. کر شاه برافروخت شمع کافوری	چراغ خانهٔ درویش ماه تاباں است	ناصرعلی
یقت هرچه پیش سالک آید خیر اوست	در صراط المستقیم اے دل کسے گمراه نیست	حافظ
ی رنگ پیدا کرد عشرت هم غم است	چوں حنا رنگ سیاه گیرد لباس ماتم است	

نشاط عیش چو برچیده می شود آخر
به پیش جام زند و کاسهٔ سفال یکیست

فکر شنبه تلخ دارد جمعهٔ اطفال را
عشرت امروز بی اندیشهٔ فردا خوش است

عیش دنیا را بقائی نیست دیدی غنچه را
یک تبسم کرد عمرش در پریشانی گذشت

میرقصی از نشاط می ناب غافلی
کین قفس با طپیدن بسمل برابر است

نقد دیگه بود مرا صرف باده شد
قلب سیاه بود از آن در حرام رفت

میازار موری که دانه کش است
که جان دارد و جان شیرین خوش است

بغیر ظلم توقع مدار از ظالم
که نخل شعله اگر بار میدهد شرر است

از شکست خاطر نازک دلان ایمن مباش
شیشه را چو بشکنی هر ذره آن خنجر است

مردم آزاران جاهل روز پیری بدتراند
افعی قاتل بعهد کهنه سالی اژدر است

مردم آزار از حماقت مال مردم میخورند
مار را قوت به از مغز سر ضحاک نیست

بداختر تر از مردم آزار نیست
که روز مصیبت کشش یار نیست

ظاهر آلوده را با فیض باطن کار نیست
پیرهن چون بی نماز افتاد طاعت نارواست

جهان ای پسر ملک جاوید نیست
ز دنیا وفاداری امید نیست

مهر از جهان مبر که غذای لطیف او
خون است در لباس اگر شیر مادر است

بآب و خاک زبان دل مبند و غره مشو
که عمر شمع و جهان چون گذر که باد است

هر روز ز اختیار جهان پیش دیگر است
دنیا مگر گداست که هر روز بر در یست

آفت دولت با بنای زمان معلوم نیست
لقمه چون افتاد فربه استخوان معلوم نیست

چند مغرور درین مسکن دنیا باشی
خیز اسباب سفر ساز که این منزل نیست

بارها دیدیم وضع دهر را دیدن نداشت
جز گل عبرت درین بستان سر اچیدن نداشت

هرگز مبند دل بفریب جهان حزین
دنیای سفله دشمن مردان عالم است

داند کسیکه محنت دنیا کشیده است
در روی تیر زد در سر روزگار نیست

جهان منزل درد و جائے غم است
درین دام گه شادمانی کم است

طفل داند دایه را حور بهشت و جوی شیر
زشتی زال جهان بر ناقصا معلوم نیست

گویند زمین بر سر گاوست بلے	گاوست کسیکه بار دنیا بر داشت	بیخود
ابنای دهر وقت کسی خوش نمی شود	خوش وقت آنکه معتکف کنج عزلت است	جامی
بنیاد دلباس عاریت طبع غیور	جمع کردن دل ز اسباب جهان سامان ماست	ناصرعلی
ح خواهی دلت اسباب جهان تفرقه کن	تخم جمعیت دل تفرقهٔ اسباب است	
چو بر تخت جاوید نتوان نشست	ازین بیشتر تخت باید شکست	نظامی
زندگی بکوش که فرصت همین دم است	زیرا که روز مرگ بکس آشکاره نیست	
چنان میر که چیزی نماند از تو بجائے	بغیر نام نباید بیادگار گذاشت	کلیم
زما از راستی نواره سان ستور نیست	بر زبان ماست جاری آنچه مارا در دلست	
راستی موجب رضای خداست	کس ندیدیم که گم شد از ره راست	سعدی
صدق ز دوری مکن اندیشه در پرسش	تیری که بود راست در آغوش نشان است	صائب
بوان ازست پیوندان بآسانی برید	در جوانی از دهن دندان کشیدن مشکل است	صائب
کلید ظفر چون نباشد بدست	بباز و در فتح نتوان شکست	
چه داند مردم که در جامه کیست	نویسنده داند که در نامه چیست	سعدی
پسر کو میان قلندر نشست	پدر گو ز خیرش فرو شوی دست	سعدی
محاسن چون مردان نداری بدست	نه مردی بود پیش مردان نشست	"
کسے قول دشمن نیارد بدوست	جز آنکس که در دشمنی یار اوست	"
نظر بعیب کسان از کمال بے بصریست	بعیب خویش نظر کن که عین بینائیست	مخفی
سخن گفتن و بکر جان سفتن است	نه هر کس سزائے سخن گفتن است	نظامی
نگه دار فرصت که عالم دمیست	دم پیش دانا به از عالمیست	
قابل درین زمانه ز آدم نشان مخواه	چندین هزار سال ز آدم گذشته است	قابل
یک اهل دل که مرهم داغ درون شود	در هیچ شهر و هیچ ولایت نمانده است	صائب
مردم منعم کی بتعظیم گدا خیزد ز جا	دامنش گوئی بزیر سکهٔ زر مانده است	واعظ
هنوز آن ابر رحمت در فشان است	خم و خمخانه با مهر و نشان است	

دنیا خوش است لیک باندازهٔ وجود	پیراهن زیاده ز قامت برید نیست
نیست جز ترک تکلف زینت روشندلان	گر لباس اطلس است آئینه عریان بهتر است
جنگ و زور آوری مکن با مست	پیش سر پنجه در بغل نه دست
آنکه در راحت و تنعم زیست	او چه داند که حال گرسنه چیست
آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه	کانچه از روزن او میگذرد دود دلست
الا نخواهی بلا بر حسود	که آن بخت برگشته خود در بلاست
جوان گوشه نشین شیر مرد راه خداست	که پیر خود نتواند ز گوشهٔ برخاست
جفا که با عقوبت دوزخ برابر است	رفتن به پائے مردی همسایه در بهشت
خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد که زیستن از بهر خوردن است
معده چو گر پر گشت و شکم درد خاست	سود ندارد همه اسباب راست
مرغ بریان بچشم مردم سیر	کمتر از برگ تره بر خوان ست.
منعم بکوه و دشت بیابان غریب نیست	هر جا که رفت خیمه زد و خوابگاه (یا بارگاه) ساخت
چون مرد بر افتاد ز جائے و مقام خویش	دیگر چه غم خورد همه آفاق جائے اوست
شب هر توانگرے بسرائے همی رود	درویش هر کجا که شب آمد سرائے اوست
از خداداں خلاف دشمن و دوست	که دل هر دو در تصرف اوست
برادر که در بند خویش است	نه برادر ست و نه خویش است
اے پسر ترا پرسند روز قیامت	که هنرت چیست نگویند که پدرت کیست
هر که آمد در جهان ز اهل فناست	لایزال و لم یزل فرد آن خداست
سعدی حجاب نیست تو آئینه صاف دار	زنگار خورده کے بنماید جمال دوست
مرد عالم گر پریشان حال باشد عیب نیست	قدر مصحف کم نگردد گر سراسر ابتر ست
آهے که غم ز دل نبرد نا کشیدنی ست	مرغیکه نامه بر نبود پر بریدنی ست
مشو بمرگ ز امداد اهل دل نومید	که خواب مردم آگاه عین بیداری ست
دوران رہے که بمستی توان سلامت رفت	قدم شمرده نهادن دلیل هشیاری است

ت از دوش کسے بار تواند برگرفت	گر ہمہ عیسیٰ ست در بند خر و بار خود ست	
، دنیا حق پرستی از برائے آخرت	از ہوائے نقل کردن در ہوائے دیگر ست	
، دیوار آسمان ست بیروں آمدن	دامن از دست گران جاناں کشیدن مشکل ست	
، دل را بدل و اہل نظر را بہ نظر	دوستداران زبان را بزباں باید جست	
دشاہد می فزاید در تنگ ظرفاں غرور	شیشہ ہا را بے نفس ساماں بالیدن کجاست	
ادگی ست بفرزند ہر کہ خورسند ست	کہ مادر و پدر عنصر وجود فرزند ست	
ف بد گو باز میدارد ز بد کردن مرا	میکند ہموار سوہاں گرچہ خود ہموار نیست	
ں بلائے می شود نازل مزن چیں بر جبیں	در بروئے میہماں غیب بستن خوب نیست	
ت باز و نیاید بے صفائے دل بکار	تیغ تا در زنگ باشد برگ بیدی بیش نیست	غنی
ت تا پاک از غرض ہا در سخاوت سود نیست	در تلاش نام سیم و زر فشاندن جود نیست	صائب
ں محبت درمیاں باشد تکلف گو مباش	شیر مادر در حلاوت بے نیاز از شکر ست	غنی
وز ابر کہ چوں وقت می پرستان ست	بیار بادہ کہ امروز روز مستان ست	
بود رہ یک قدم بے رہنما دور ست دور	بے اجل نتواں رسیدن گرچہ منزل زیر پاست	واحد
وانہ خموشش بہ عاقل برابر ست	دریائے آرمیدہ بساحل برابر ست	صائب
ر مقام حرف بر لب مہر خاموشی زدن	تیغ را زیر سپر در جنگ پنہاں کردن ست	
۔ئے کز و دے نکشاید ندیدنی ست	حرفے کہ مغز نیست درو ناشنیدنی ست	
ں شکم نامرد را پر شد تواضع را گزاشت	زن چو آبستن شود او را خمیدن مشکل است	عالی
نیا خوش ست لیک باندازۂ وجود	پیراہنے زیادہ ز قامت بریدنی ست	
مقلہ را مسطور نتواں ساختن گو خوش روست	تیغ را در دیدہ نتواں کوفتن گو از زر ست	فرید
. دوستان زبانی مدار چشم وفا	ز برگ بید محال ست بر توانی یافت	صائب
قابل دریں زمانہ ز آدم نشاں مخواہ	چندیں ہزار سال ز آدم گزشتہ است	قابل
ہر کہ خود تربیت خود نکند آدم نیست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	آرزو
بسرد و گرم جہاں خاطرت چو راضی شد	تمام عمر ترا آب سرد و ناں گرم ست	سلیم

از خس و خار غرض گر پاک باشد سینه ها
تا بکف چو طائر عشرت ز دست رفت
هر چه باید آدمی با خویشتن آورده است
بد از رفاقت نیکان نکو نخواهد شد
تاب بوکردن ندارم طاقت چیدن کراست
زبان تیغ به نرمی نمی شود کوتاه
پیوند عمر بسته بموئیست هوشدار
دور نشاط زود بانجام می رسد
هیچ کارے گرچه صائب بے تامل خوب نیست
از بهر قطع کردن نخل حیات من
دستے که ریزشے نکند شاخ بے برست
شکایت از ستم چرخ ناجوانمردی ست
قرض از کریم کن که وفایش گرفتن ست
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست
هر که آمد عمارتے نو ساخت رفت
چشم همت داشتن از سفرهٔ گردون غلط
تواضع ز گردن فرازان نکوست
دل منه بر الفت دنیا که تا گرم است
علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد
کسری نماند قصر ایوان او نماند
تنگدستی فی الحقیقت مایهٔ دیوانگی ست
گر عظیم ست از فرودستان گناه
هر سرے که یافت افسری از گوهر ثبات

هیچ باغ دلکشا چون دیدن احباب نیست
رنگے ز رخ پریده کسے را شکار نیست
خواب چون افتاد سنگین بسترے در کار نیست
سموم را سر همراهی صبا عبث ست
باغبان بیهوده بر رویم در گلزار بست
ملایمت به حریفان بیحیا عبث ست
غمخوار خویش باش غم روزگار چیست
یک هفته شادمانی گلزار بیش نیست
بے تامل آستین افشاندن از دنیا خوش ست
چون ارهٔ دو سر نفس اندر کشاکش ست
نخلیکه میوه ندهد خشک بهتر ست
کر گوشمال پدر خیره خواهی پسر ست
مانند قرض روزه ادایش گرفتن ست
این رشته را مسوز که چندین دراز نیست
رفت و منزل بدیگرے پرداخت
نان خشکے دارد آنهم صبح هست و شام نیست
گدا اگر تواضع کند خوے اوست
گر میوه شد یا آتش لیک با او دشمن ست
دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست
نعمان برفت و ذکر خورنق هنوز هست
بید از بیحاصلی در باغ مجنون گشته است
عفو کردن از بزرگان اعظم ست
در اقتدار بگذار داز چرخ ناثبات

خلاق کاں دنیا و دیں راز یور است	یا فقیری خویش بود یا پادشاہی خوشترست	
شمشیر یکے تا صد تواں کشت	بہ رائے لشکرے را بشکنی پشت	
ے کہ درویش در پناہ کسے است	کہ پادشاہ جہاں در پناہ درویش است	
ت تو صد شربت شیریں بخشیدم	یک شربت تلخ از بچشم باک نیست	
ل دہی مرد بدست آیدت	ورنہ دہی زود شکست آیدت	
وزیرے کہ او نکو سیرت	ملک را زیب و زینت دیگرست	
عُول توانا توانا ترست	بدانا ہم از جنس دانا ترست	
خار کہ سر بر زند از گلشن ملک	فی الحال سرش بہ تیغ برباید داشت	
بن بت پرست مسلماں خدا پرست	پوجیں ہیں ہم اسی کو جو ہیں میکدہ پرست	
وفائے وعدہ چو آں شوخ سست نیست	لکنت گواہ اوست کہ قولش درست نیست	
م تو موقوف زاری دل ست	بے تضرع کامیابی مشکل ست	معنوی
وستی با دشمن دانا نکو ست	دشمن دانا بہ از نادان دوست	
عیادت رفتن تو فائدہ است	فائدہ آں باز با تو عائدہ است	
ندہ دار باش کزیں باغ دلفریب	آں غنچہ فیض برد کہ پیش از سحر شگفت	صافی
احت در حقیقت مایۂ دردسرست	ہر کہ دارد ایں مرض پیوستہ صاحب بسترست	
بدور باش ندارد حریم تو	شرم تو با ہزار نگہباں برابرست	صائب
ں حرف سرگوشی زدن با یکدگر	در زمین سینہ ہا تخم نفاق افشاندن ست	
یا رب اسیر جذبۂ الفت مباد	مرغ دست آموز در پرواز ہم آزاد نیست	عاقل
س کشیدن جہاد مرداں ست	نفس شمردہ زدن ذکر اہل عرفان ست	صائب
بر بہتر مرد را از ہر چہ ہست	تا بیاید بر مراد خویش دست	
ید حکیم صیقل آئینہ دل ست	مقصود ہر دو عالم ازاں بند حاصل ست	
ف شکن قلب سپاہی حیاست	راہزن خیل ملاہی حیا ست	
غفلت نگشت مانع تعجیل عمر را	در خواب نیز قافلۂ ما روانہ است	

بے درد و اثر شد دل غفلت گرفتہ ام	قفلے کہ زنگ بست شکستن کلید اوست	ناصر علی
زروزگار جوانی خبر چہ می پرسی	چو برق آمد و چوں ابر نوبہار گذشت	
ہشیار باش خواجہ کہ از مرگ چارہ نیست	غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست	صائب
قبول خاطر معشوق شرط دیدارست	بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیست	
نامہ ام را میبری قاصد زبانی ہم بگو	خامہ شد فرسودہ ورنہ شکوہ پایانے نداشت	صائب
دوستی و دشمنی باخلق صائب آفتست	از جدل آسودہ شد ہر کس ز ہر کیں گذشت	سعدی
ترا ایں قدر تا بمانی بس ست	چو رفتی جہاں جائے دیگر کس ست	سعدی
خدا دوست را گر بدرند پوست	نخواہد شدن دشمن دوست دوست	
بسا اہل دولت ببازی نشست	کہ دولت ببازی برفتش ز دست	
گرچہ دست اہل دولت ہست در ظاہر بلند	دست ارباب دعا بالاترین دستہاست	صائب
چرخ را جام نگوں داں کز مے عشرت تہیست	بادہ از جام نگوں جستن نشان ابلہیست	جامی
فردا چو غم زیادہ ز امروز می رسد	امروز خوردن غم فردا چہ حاجتست	صائب
خوئے بد در طبیعتے کہ نشست	نرود تا بوقت مرگ از دست	سعدی
در یک سخن حقیقت ہر کس عیاں شود	بہر نمونہ از صدفے یک گہر بس ست	صائب
بشنوائے خردمند از اں دوست دست	کہ با دشمنانت بود ہم نشست	سعدی
نے تار عمر محکم و نے تار دوستی	افسوس زیں دو رشتہ کہ بسیار نازک ست	صائب
دست کوتہ را مکش از آستیں	پائے چوں شد لنگ در داماں خوش ست	
فریاد دوستاں ہمہ از دست دشمن ست	فریاد سعدی از دل نامہرباں دوست	
امروز عجب مضطربم بے سببے نیست	گر یار بسر وقت من آید عجبے نیست	
نماز پارسا بے مطلبی نیست	سلام او سلام روستائی ست	غنی
ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت	سعدی
برگ عیش بگور خویش فرست	کس نیارد ز پس تو پیش فرست	سعدی
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت	کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت	سعدی

مراه اگر شتاب کند ہمرہِ تو نیست	دل در کسے مبند کہ دل بستۂ تو نیست	سعدی
بد در طبیعتے کہ نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست	״
بتہ چو پرشد بزند پیل را	باہمہ مردی و صلابت کہ اوست	״
مورچگاں را چو بود اتفاق	شیر ژیاں را بدر آرند پوست	״
خم دنداں دشمنان تیز است	کہ نماید بچشم مردم دوست	״
ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست	گلست سعدی و در چشم دشمناں خارست	״
دانا را از ناداں نفرت ست	ناداں را از دانا وحشت ست	״
خاکساری پیشہ کردن ہیچ میدانی کہ چیست	مشت خاکے را بچشم دشمناں افگندن ست	ناصرعلی
بردار ذقیرے از توانگر مشکل ست	مورگرد خرمن گوہر فند بے حاصل ست	
ہماں کس بدانی نکوخواہ تست	کہ گوید فلاں خار در راہِ تست	سعدی
چو دل بیناست بکشا دیدہ از ہم	نگاہِ تند را عینک حجابست	ناصرعلی
شہرت نام آوری سرمایۂ آرام نیست	جز خراش دل نگیں را حاصلے از نام نیست	نصرت
بعہد ما تحمل پیشہ خوار ست	بود حمال ہر کس بردبار ست	حزین
ہرکس در حقیقت نقش حال زندگی ست	ہر چہ کس بیند بہ بیداری ہماں بیند بخواب	
گر باکسے بالا نشیند عیب نیست	خس بود بالائے دریا زیر دریا گوہر ست	مظہر
زرپوش را در مجلس خود جا مدہ	کفش زریں گر بود بر سرنمی باید گزاشت	سعدی
زبر دست را زور دست	نہ مردی بود پنجۂ خود شکست	
اہ ساعت بروں شد زدست	غنیمت شمر چند روزیکہ ہست	
ان طفلے کہ در خاک رفت	چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت	
شم بزرگاں تہی ز رحمت نیست	غبار چہرۂ گردوں دلیل باراں چیست	راسخ
خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو	گیر و دار حاجب و دربان بدیں درگاہ نیست	
برو بجوے دگر کس قرار گیر	در عہد نامۂ من و تو ایں قرار نیست	
ہی مکن اشعار را وسیلۂ رزق	ببیں زمین سخن قابل زراعت نیست	سعدی

چون مرد برفتاد ز جاے و مقام خویش	دیگر چه غم خورد همه آفاق جاے اوست	
قیمت هر کاله میدانی که چیست	قیمت خود را ندانی احمقی ست	معنوی
در گذر از نام و بنگر در صفات	تا صفاتت راه نماید سوے ذات	
فضل مردان بر زن اے عالی پرست	زان بود که مرد پایان بین ترست	
مخور فریب صلاح توانگران صائب	که روزه داشتن مسئلهٔ صرفهٔ نان ست	صائب
ولا تا بزرگی نیاری بدست	بجاے بزرگان نباید نشست	نظامی
غرور جوانی چو از سر گذشت	ز گستاخکاری فرو شوے دست	
سر گران مردم از مردمی ست	وگرنه همه آدمی آدمی ست	
میان دو کس جنگ چون آتش ست	سخن چین بدبخت هیزم کش ست	سعدی
چو شد جامه بر قد فرزند راست	نباید دگر مهر فرزند خواست	نظامی
همه چیز را اصل باید درست	که باشد خلل در بناهاے سست	لا اعلم
زمانه به نیک و بد آبستن ست	ستاره گهے دوست گه دشمن ست	
رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست	کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست	
ناصحا بیهوده میگوئی که دل بردار ازو	من بفرمان دلم یا دل بفرمان منست	
سر مار را کوفتن طاعت ست	ز ره خار و خس رفتن حکمت ست	حزین
هر که چشم رغبت از نظارهٔ مرغوب بست	بر دل آسوده راه یک جهان آشوب بست	صائب
ترا برتر از حد خود راه نیست	که نقش از نگارنده آگاه نیست	حزین
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین	زانکه شاهنشاه عادل را رعیت لشکرست	سعدی
بعهدهٔ دانش خود در زمانه دانستم	که استراحت دنیا بقدر نادانی ست	شامی
ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار	که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکی ست	سعدی
بعذر توبه توان رستن از عذاب خدای	ولیک می نتوان از زبان مردم رست	
بسکه نادیدنی از مردم عالم دیدم	روشنم گشت که آسایش نابینا چیست	کلیم
از نور خرد کس نرسیدست بجائے	این عقل چراغیست که در خانه تمام ست	لا اعلم

...ه دهر چیزے بد عا نیست	نعمت بود فراوان جائیکه اشتها نیست	حزین
...ر نعمت دنیا چه حاجتست	تا آبرو بجاست بدریا چه حاجتست	
...ت ار حقیر بود صورت فقیر	کوته نظر مباش که در سنگ جوهرست	سعدی
...اه اگرچه نبود اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش و گو گناه منست	حافظ
...چه گم کرده ام که بجویم تو	درین دیار که بوئے ز آشنائی نیست	
...اکه با عقوبت دوزخ برابرست	رفتن بپایمردی همسایه در بهشت	سعدی
...ه بلب گور کجروی بگذار	نگشته راست بسوراخ هیچ مار نرفت	صائب
...روغن از چو نرے که بمغز افتاد	خوابهائے پوچ را تعبیر کردن مشکل ست	
...لند ان سخن بسوئے خود ست	تف بروئے فلک بروے خود ست	حزین
...ب تخت فیروز فیروز کیست	باین پیچ روز عمر بهروز کیست	حافظ
...وی سخن اهل دل مگو که خطاست	سخن شناس نه دلبرا سخن اینجاست	
...قطره آبست چون از چهره ریخت	پایه ایوان عزت را کم از سیلاب نیست	وحید
...شلق زنده را عارست	مرده بر دوش مردمان بارست	
...رلے عمے ز مردن بیکاران نیست	نخل بے بار بدوش چمن آرا بارست	صائب
...ان تماست ضمیر منیر دوست	اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجتست	حافظ
...صف تو گفتن نه حد امکان ست	چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصافست	
...مه خلق بصاحب زر اعتقاد	هر کس که مالک دو درم شد ابوزرست	اثر
...هیچو بلبل مدح خوانند	چو گل تا در گفت مشت زرے هست	صائب
...ش نهفته که در سینه منست	خورشید شعله ایست که در آسمان گرفت	
...ر درد من بعالم رفت	آں جفا جو هنوز بے خبرست	
...انه را برسم تکلف کنند دوست	جائیکه دوستی ست تکلف چه حاجتست	یمین
...ق شدی ترک نسب کن جامی	که درین راه فلان ابن فلان چیزے نیست	جامی
...ان چیزے دایم در دل تست	همان هشدار آخر حاصل تست	

حق از بہر باطل نشاید نہفت	شیر قالین دیگر و شیر نیستان دیگر ست	لا اعلم
ازل سے جو جوڑی ملائی گئی ہے	یہ اوس کو سلامت وہ اس کو سلامت	"
گزیدند فرزانگاں دست فوت	کہ در طلب ندیدند دارو ے موت	"
مباش غرہ و ہرگز درون کس میازار	کہ در طریقت ما ہیچ ازیں گناہے نیست	"
یک سجدۂ مستانہ و صد سالہ عبادت	فہمیدن آں مسئلہ موقوف دو جام است	"
ہمچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست	سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست	"
کہ بچشمان دل مبیں جز دوست	ہر چہ بینی بدان مظہر اوست	"
بلبل سنے قفس میں نہ کیونکر چمن کی بات	آوارۂ وطن کو لگے خوش وطن کی بات	جرأت
معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت	لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت	ذوق
رہا گر کوئی تا قیامت سلامت	پھر ایک روز مرنا ہے حضرت سلامت	غالب
سنتا ہے ولا اہل جہاں کی یہ عادت	منہ پر تو خوشامد کریں تحقیر پس پشت	لا اعلم
اشتیاق شوق را تحریر کردن مشکل است	بحر را از موج در زنجیر کردن مشکل است	"
شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گل ہمہ پروردۂ تست	"
آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیوں نہ ہیت	اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت	لا اعلم
مایہ کو مایہ ملے کر کے لمبے ہاتھ	تلسی داس غریب کو کوئی نہ پوچھے بات	تلسی داس
پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است	لا اعلم
ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است	"
در بہاراں زاد و مرگش در دے است	پشہ کے داند کہ ایں باغ کے است	"
راست میگویم و یزداں نہ پسندد جز راست	حرف نا راست سر و دل روش اہرمن است	"
فقیہ مدرسہ دے مست بود و فتویٰ داد	کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است	"
کریماں را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست	"
گر جان طلبی مضائقہ نیست	زر می طلبی سخن درین است	"
نیست در قانون حکمت ضعف قسمت را علاج	طشت فکر بو علی اینجا ز بام افتادہ است	"

وتجکو مری ناصح بیدرد کیا شناخت	رکھتا ہے دردمند کی درد آشنا شناخت	۱۵علم
ہر گاہ چو آں شاہ فکر تاراج داشت	سحر شد نہ سر تن بہ سر تاج داشت	″
ر دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحۂ وصد دانہ کدام است	″
کس بہ منزل مقصود رہ نمی یابد	مگر بہ سعی تمام و دگر بہ عزم درست	″
رص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش	آنچہ ما در کار داریم اکثر در کار نیست	″
ے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم	یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت	″
ل کہ رنجد از کسے خرسند کردن مشکل است	شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است	″
سنگے و گیاہے کہ در و خاصیتے ہست	از آدمی بہ کہ درو منفعتے نیست	″
رشتہ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	″
یکے را بسر بر نہد تاج بخت	یکے را بخاک اندر آرد ز تخت	″
سر ارادتے ما آستان حضرت دوست	کہ ہرچہ بر سر ما رود ارادت اوست	″
ریا دلیم سینۂ ما معدن دراست	گر دست ما تہی ست ولے چشم ما پر ست	″
یر تا بہ ہی اے حسود کیں رنجیست	کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست	″
تبارے نیست ہرگز طائر اقبال را	ایں کبوتر روز و شب مشتاق بام دیگر ست	″
طنت سلطاں کند فریاد بر جلاد چیست	مرغ را دانہ بلا کند طعنہ بر صیاد چیست	″
تو بجاے پدر چہ کردی خیر	تا ہماں چشم داری از پسرت	″
د چہ میبری اے سست نظم بر حافظ	قبول خاطر لطف سخن خداداد ست	حافظ
ہ کس طالب یار ند چہ ہشیار چہ مست	ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت	
خدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش	ما خدا داریم ما را نا خدا در کار نیست	″
ہر آں کرمیکہ در گندم نہان ست	زمین و آسمان او ہمانست	″
کہ سہل است لعل بدخشاں شکست	شکستہ نشاید دگر بارہ بست	″
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	″
ات متکلم از کلامش پیدا است	از کوزہ ہماں برون تراود کہ در دست	″

این ہم رفت آں ہم رفت	در پئے جاناں جاں ہم رفت	
قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت	نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت	
کسے را کہ طرز بیانش خوش است	دہد گرچہ دشنام ہم دلکش است	
نہ در ہر سخن بحث کردن روا است	خطا بر بزرگاں گرفتن خطا است	سعدی
ہر کہ در خردیش ادب نکنی	در بزرگی فلاح از و برخاست	〃
چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ	نشود خشک جز بآتش راست	〃
منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی	منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتند	〃
ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت	خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت	〃
بیچارہ ہر کہ عمر در باخت	چیزے نخرید و زر بینداخت	〃
سخنے در نہاں نباید گفت	کہ بر انجمن نشاید گفت	〃
امروز بکش چو میتواں کشت	کآتش چو بلند شد جہاں سوخت	〃
کریماں را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست	〃
گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم	کون خرش شمار اگر گاؤ عنبر است	〃
بشوئے خردمند زاں دوست دست	کہ با دشمناںت بود ہم نشست	〃
چو دست از ہمہ حیلتے در گسست	حلال است بردن بشمشیر دست	〃
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	〃
بروز معرکہ ایمن مشو ز خصم ضعیف	کہ مغز شیر برآرد چو دل ز جاں برداشت	〃
بداختر تر از مردم آزار نیست	کہ روز مصیبت کسش یار نیست	〃
میانِ دو کس جنگ چوں آتش است	سخن چین بدبخت ہیزم کش است	〃
ایماں کا گلا کاٹے وہ شمشیر ہے رشوت	چھیدے جگر عدل کو وہ تیر ہے رشوت	
فرزند اگرچہ عیب ناک است	در چشم پدر ز عیب پاک است	
گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است	جہود مردہ می شویم چہ پاک است	
باول فارغ چو باشی تندرست	دیگر از دنیا نباید ہیچ جست	

بران عقل و دانش بباید گریست	کہ پیدا کند نو زدہ خنج بست	
خط خوش اے برادر دلپذیر است	چو روح اندر تن برنا و پیر است	
ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست	
چہ دانا ہمچو نادان گشت غرقست	ز دانش تا بنادانی چہ فرقست	جامی
دریں رہ حاصلے جز یکدلے نیست	دو دل بودن بجز بے حاصلے نیست	،،
ادیم زمیں سفرۂ عام اوست	بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست	سعدی
مینفگن انگول گرچہ عار آیدت	کہ ہنگام سرما بکار آیدت	نظامی
بحکم شرع آب خوردن خطاست	وگر خون بفتوی بریزی رواست	سعدی
دور مجنوں گزشت و نوبت ماست	ہر کسے پنج روز نوبت اوست	
برائے خدمت آنکس کہ نشناسد حق خدمت	مکن اوقات خود ضائع کہ نے سود نے منت	
بدریا در منافع بے شمار است	اگر خواہی سلامت بر کنار است	
چراغے کہ بیوہ زنے بر فروخت	بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت	
عزیزیکہ از درگہش سر بتافت	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت	
کھوتہ تو کار ناثواب میں وقت	زندہ درگور کرتے خواب میں وقت	
گرامی داشتم اے نفس از آنت	کہ یکساں بگذرد بر دل جہانت	
گنج صبر اختیار لقمان ست	ہر کرا صبر نیست حکمت نیست	
قناعت بہر حال اولیٰ تر ست	قناعت کند ہر کہ نیک اختر است	
ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت	ملتی ہے قضا و قدر سے دولت	
ہوس از سرم یک سر مو نرفت	سیاہی ز مو رفت و از رو نرفت	سعدی
آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست	
آنچہ بر جستیم و کم دیدیم و بسیار است و نیست	نیست جز انساں دریں عالم کہ بسیار ست و نیست	
منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمے کنم	منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت	
اگر بہ سیر چمن میروی قدم بردار	کہ ہمچو رنگ حنا میرود بہار از دست	

از خدا داں خلاف دشمن و دوست	که دل هر دو در تصرف اوست	لاعلم
نفس اژدرهاست این کی مرده است	از غم بی آلتی افسرده است	"
بس کنیم و زیرکانرا این بس ست	تا نگ رو کردیم اگر در ده کس ست	"
این قدر را که دیده جزو بیت	کار کلی هنوز در قدرست	"
دریاب کنوں که دولتست بدست	کاین دولت و ملک میرود دست بدست	"
نخبی خیز و با زمانه بساز	ورنه خود را نشانه ساختن ست	عطا
زیرکان زمانه میگویند	زیرکی با زمانه ساختن ست	لاعلم
آنرا که عقل و همت و تدبیر رای نیست	خوش گفت پرده دار که کس در سرای نیست	"
چوں طفل نی سوار بمیدان کارزار	دارم عناں بدست و بدستم اراده نیست	"
حدیث همیں بس که سوختم بی تو	سخن یکیست دگرها عبارت آرایست	"
از زبان دیگران پیغام زهرآلود چیست	مدعا معلوم شد این حرف دود اندود چیست	"
راه راست برو اگرچه دوراست	زن بیوه مکن اگرچه حور است	"
رهرواں را خستگی راه نیست	عشق هم راه است و هم خود منزل است	"
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	که هرچه ساقی ما ریخت عین الطاف است	"
چو خرما شیرینی اندوده پوست	چه بازش کنی استخوانی دروست	"
آه سے اساس خانهٔ عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	"
بس کنم خود زیرکانرا این بس ست	نکته کافیست گر سامع کس است	"
مکن جمع کتب کاین ناصواب است	که دل اندر برات ام الکتاب ست	"
دریا بوجود خویش موجی دارد	خس پندارد که این کشاکش با دست	"
غم فرزند و نان و جامه و قوت	باز دارد ز سیر ملکوت	"
ای نغمه بی دل که کباب از تو شد ست	وی عشق بی خانه خراب از تو شد ست	"
هنر بخیه لازم خاموشی ست	کی زبان لبتها در گفتگو ست	"
حنا کو نقش را سیه سیاه است	وگر باور نداری نی گواه است	"

ما تنگ ظرفان حریف ایقدر سختی نه ایم	دانهٔ اشکیم ما را گردش چشم آسیاست	لااعلم
من کجا و سیر باغ و بوستان و راغ و کوه	نالهٔ بلبل مرا اینجا بزور آورده است	″
بر وضع ما بچشم حقارت نظر مکن	ما را نجاک تیره محبت نشانده است	″
نوروز و نوبهار و می لاله فام هست	یا بر بعیش کوش که عالم دوباره نیست	″
تا خود نرسد وعدهٔ هر کار که هست	سودی نکند یاری هر یار که هست	″
خدای جهان را جهان تنگ نیست	کمیت مرا نیز پا لنگ نیست	″
دروازهٔ شهر می توان بست	نتوان دهن مخالفان بست	″
مسکین خر اگرچه بی تمیز است	چون بار همی برد عزیز است	″
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت	که او چون تو بسیار پرورد و کشت	″
میان عاشق و معشوق رمزیست	کرام کاتبین را هم خبر نیست	″
نه در هر سخن بحث کردن رواست	خطای بزرگان گرفتن خطاست	″
نیش عقرب نه از پی کین است	مقتضای طبیعتش این است	″
هر چه هست از قامت ناساز بی اندام ماست	ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست	″
هر کجا در جهان فلک زده ایست	کار او شاعری در مالیست	″
هر که اوردے بہ بہبود نداشت	دیدن روی نبی سود نداشت	″
همه اندرز من بتو این است	که تو طفلی و خانه رنگین است	″
چو شمع از پی علم باید گداخت	که بی علم نتوان خدا را شناخت	″
سنگ اسود کا لیا بوسہ بتوں کی یاد میں	ہم نہ بھولے جا کے بتخانہ میں کبھی بتخانہ کی بات	″
ز فرق تا بقدم هر کجا که می نگرم	کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجاست	″
دل بدست آور که حج اکبر است	از هزاران کعبه یکدل بهتر است	″
بس گرسنه خفت و کس ندانست که کیست	بس جان بلب آمد که بر وی کس نگریست	″
در بیضه نمی کنند مرغان فریاد	هر چند که بیضه از قفس تنگتر است	طالب آملی
بکوی یار بریز اشک و حاصلی بردار	پی زراعت تخم امل زمین این است	

آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد هیزم ست	لاادری
آنچه در طبع تو نیاید راست	تو نه فهمیده مگو که خطاست	"
هر کرا بر سماط بنشینی	واجب آمد بخدمتش برخاست	"
هر کرا زر در ترازو ست	زور در بازو ست	"
آن که در راحت و تنعم زیست	او چه داند که حال گرسنه چیست	"
تو بر اوج فلک چه دانی چیست	چوں ندانی که در سرائے تو کیست	"
سخاوت مس عیب را کیمیاست	سخاوت همه دردها را دواست	"
شتر را که شور طرب در سر است	اگر آدمی را نباشد خر است	"
عشق چه آساں نمود آہ چه دشوار بود	ہجر چه دشوار بود یار چه آساں گرفت	"
باپ بیچارے نے مر مر کے کمائی دولت	ناخلف بیٹے نے دو دن میں اڑائی دولت	"
آن جان جہاں بجاں نہانست	واں روح روان انس و جان ست	"
مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت	مثل ہے جوگی ہوئے کسکی میت	"
بخانه آمدنت عید عشرت افروز ست	مبارک ست که امروز روز نوروز ست	"
روئے مقصود که شاہاں بدعا می طلبند	پیش بندگی حضرت درویشان ست	"
لیے سربلندم ز احسانِ دوست	دل و جان من ہر دو قربان دوست	"
شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار	که اگر خار و گر گل همه پرورده تست	"
مجروانِ طریقت به نیم جو نخرند	قبائے اطلسِ آنکس که از ہنر عاری ست	"
در مشرب دوستی پسند ست ہمیں	خاطر بدست تفرقه دادن نه نیکو ست	"
ما بیا و تو سلامت بخیال تو خوشیم	غیر نا دیدنِ تو ہیچ پریشانی نیست	"
بریں مژده گر جاں فشانم رواست	که ایں مژده آسایشِ جان ماست	"
آنکس که اولش عدم و آخرش فناست	در حقِ او گمان ثبات و بقا خطاست	"
در حیرتم که دشمن کفر و دیں چراست	از یک چراغ کعبه و بت خانه روشن ست	"
بغیر سبزه نپوشد کسے مزار مرا	که قبرپوش غریباں ہمیں گیاه بس است	نورجہاں

هزار بار بشویم دهن ز مشک و گلاب	هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست	نورجہاں
بظاہر منگر گرچہ سرو سبزم	مگر چون رنگ حنا باطنم پر از خونست	لاعلم
جز آستان توام در جہان پناہے نیست	سر مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست	"
ندانم حدیث نامہ چون است	ہمین بینم کہ عنوانش بخون است	"
چنین است رسم جہان درشت	گہے زین بہ اسپ و گہے زین بہ پشت	"
سہ شنبہ، چہارشنبہ شمالی خطاست	بہ پنجشنبہ رفتن جنوب بلاست	"
زانکہ اگر از پنجہ پنجہ بجست	عاقبت الامر در افتد بشست	"
سفر کن چو جایت ناخوش بود	کزین جاے رفتن بدان تنگ نیست	"
دولت اگر دولت جمشید نیست	سوئے آیت نومید نیست	"
شخصے ہمہ شب بر سر بیمار گریست	چون روز آمد بمرد و بیمار بزیست	"
دہل در فغانست دایم ولے	چہ حاصل چو اندر میانش ہیچ نیست	"
سخن تا نگفتی توانیش گفت	ولے گفتہ را باز نتوان نہفت	"
منزل یار قرین است چہ دوزخ چہ بہشت	سجدہ گر بہ نیاز است چہ مسجد چہ کنشت	خواجہ
ہمراہ اگر شتاب رود ہمرہ تو نیست	دل در کسے مبند کہ دل بستہ تو نیست	"
ہیچ کارے بے تامل گرچہ صائب خوب نیست	بے تامل آستین افشاندن از دنیا خوش است	صائب
اندر سفر مشقت و دل ملامت است	گر نیست خوش دلی و فرح در اقامت است	"
سفر اہل این جہان سقر است	زان سبب صورت سفر سقر است	
بعد از وفات تربت ما در زمین مجو	در سینہ ہاے مردم عارف مزار ماست	جلال الدین رومی
صحبت ابلہا چو دیگ تہی است	کز درون خالی از برون سیہ است	
مورچگان را چو بود اتفاق	شیر ژیان را بدر آرند پوست	سعدی
بگذر ز طمع کہ آفت جان و دل است	طامع ہمہ جا ز ہمہ کس منفعل است	"
سفر بہتر از آنکہ در جاے خویش	دلش از غم این و آن ابتر است	"
پشہ چو پر شد بزند پیل را	با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست	"

تا دم نخورد دور دنیفزد و قدر مرد	تا لعل خوں نگردد جگر نیستی نیافت	لا اعلم
ملت عاشق ز ملت ہا جدا است	عاشقاں را مذہب و ملت خدا است	"
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	ایں رشتہ را مسوز کہ چندیں دراز نیست	"
شخصے کہ ازو نفع نہ دنیا و دین ست	ہیچ است اگر بادشہ روئے زمین ست	"
مرا ز تجربہ کاری شد ایں سخن معلوم	کہ ہیچ عشق بعالم بلائے دیگر نیست	"
ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست	ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست	"
با مخالف شربان یکجا نشستن خوب نیست	ایں خلط مجموعہ را شیرازہ بستن خوب نیست	"
ابر ناید از پے منع زکات	از زنا افتد وبا اندر جہات	مولانا روم
ہمہ تن خوں شوم ز دیدہ چکم	گر بدانم کہ گریہ را اثر ست	لا اعلم
ہیچ کس بر قدرت اسرار او آگاہ نیست	در حریم کبریائی عقل و جا ترا راہ نیست	"
ایں مراتب کہ دیدۂ جزویست	کار کلی ہنوز در قدر ست	"
شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز	بر حسب آرزو ست ہمہ کاروبار دوست	"
اگر جز تو داند کہ راز تو چیست	بریں عقل و دانش بباید گریست	"
عنایت کن و ما را بکار ما بگذار	کہ کار ما ہمہ موقوف بر عنایت تست	"
بمردان طریقت بہ نیم جو نہ خرند	قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاری ست	"
ما تنگ ظرفان حریف اینقدر سختی نہ ایم	دانہ اشکیم ما را گردش چشم آسیا است	"
زمین و آسمان تا برقرار ست	بدنیا نام نیکو یادگار است	"
شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردۂ تست	"
اے برادر نقد را بر طاق نسیاں در منہ	بادہ گوئی فرع نارانیست اصلش ہیچ نیست	"
خطا ز مرد بہ تنگ ہر کہ اصل او ز خطاست	ببیں بلفظ حلال و حرام راہم راست	"
توبہ ہمے کہ در آئی بخت	رخنہ بیروں شدنش کن درست	"
یوسف از بیمہری اخواں بچاہ افتادہ است	بیحسد نبود برادر گر پیمبر زادہ است	صائب
صاف چوں آئینہ میباید شدن با نیک و بد	ہیچ چیز از ہیچ کس در دل نمی باید گذاشت	"

قوت بازو نیاید بی صفائی دل به کار	تیغ تا در زنگ برگ بیدے بیش نیست	صائب
ایک اہل دل که مرهم داغ درون شود	در هیچ شهر و هیچ ولایت نمانده است	״
نیست عاقل را کمالے بهتر از اظهار عجز	دست گیر ناشناور دست و بالا کردن است	״
از آمد و رفت نفس آگه نمی گردد کسے	زین کاروان بیخبر بانگ درائی برنخواست	حزین
غرض از ظرف اگر خوردن آبست و طعام	کاسهٔ چوب من و کاسهٔ فغفوری کیست	لااعلم
آب دریا زیر کشتی پشتی ست	آب در کشتی هلاک کشتی ست	״
از احمقان بگریز چون عیسیٰ گریخت	صحبت احمق بسے خونها بریخت	״
ترا چون من هزاران بندگانند	مرا جز کوے تو راه دگر نیست	״
خوشتر بجهان ز بیغمی نیست	دردا که هیچ آدمی نیست	״
نماز عاشقان ترک وجود ست	نماز جاهلان سجده سجود ست	״
درياب کنون که دولتت هست بدست		״
کین دولت و ملک میرود دست بدست		״
عبادت باخلاص نیت نکوست	وگرنه چه آید ز بے مغز پوست	״
اہل همت را نباشد تکیه بر بازوے کس	خیمهٔ افلاک بے چوب و طناب استاده است	״
چشمت نگران و دل بخوابست	در دست چه شد اگر کتابست	״
کینه بهر سینه که پنهاد رخت	دل شود تپش از پے آزار سخت	״
چون ز دشمن کسے فراغت یافت	جانب خوشدلی عنان برتافت	״
تیمار غریبان سبب ذکر جمیل ست	جانان مگر این قاعده در شهر شما نیست	״
از ورطهٔ ما خبر ندارد	آسوده که بر کنار دریاست	״
اگر بلطف بخوانی مزید الطافست	وگر بقهر برانی درون ما صافست	״
مجو درستی عهد از جهان سست نهاد	که این عجوزه عروس هزار داماد است	״
گیرم به یار نامه نویسم برنده کیست	جز رنگ آفتاب بکویش رونده کیست	״

مے خوردن وخوش زیستن و توبہ شکستن	این ہا ہمہ در مذہب رندان ضرورست	لااعلم
ہر کہ از تقصیر خود شد منفعل	آب رحمت از جبین خویش یافت	"
رفتم اندر تہ خاک انس بتانم باقیست	عشق جانم برد و آفت جانم باقیست	"
بنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد	بر گردن او ماند و بما بگذشت	"
از کرشمہ ہا جانم تیر زد بمژگانم	چون نہ مرحبا خوانم وقت مرحبا اینست	"
نرسد عاشقی بہ بوالہوسان	عاشقی دیگر و ہوس دگرست	"
عیدست ونشاط وطرب و زمزمہ عامست	مے نوش کند برہمن اگر بادہ حرامست	"
عشق تا خامست لبستہ ناموس و ننگ پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست		"
ہوشیار اے شیشہ رہ پرسنگہاست	ایکقدم زین رہگذر فرسنگہاست	"
شب وصال رکھے خیال معصیت	کریں نہ آپ خدارا گناہ بے لذت	"
تھام لیتا ہے کلیجہ منہ سے کچھ کہتا نہیں	نامہ بر سے پوچھتا ہوں جب نشان کوئے دوست	"
بیا بیا کہ دگر طاقت و قرارم نیست	بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست	"
زخم دل مجروح جگر سوختگان را	سازندہ تر از صبر دوائے دگرے نیست	"
دریں سرائے کہن خوئے کن بخوش سخنی	کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست	"
گر کار تو نیک ست بتدبیر تو نیست	ور نیز بد است بہ تقصیر تو نیست	"
دریں حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش ست	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست	"
خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست	"
این نکتہ سربستہ بیادم ز حباب ست	کاین عمر بیک چشم زدن نقش بر آب ست	"
ما را ہوائے گلشن و باغے نماندہ است	اے بوئے گل برو کہ دماغے نماندہ است	"
راست میگویم من واز راست سر نتوان کشید		"
ہرچہ در گفتار فخر تست آن ننگ نیست		"
افسوس کہ عمر رفت و ہوشیاری نیست	دردا کہ خیال خویشتن داری نیست	"

روئے مقصود کہ شاہاں بدعا می طلبند	مبیش بندگیٔ حضرتِ درویشان ست	لااعلم
آگاہ بود خضر ز آفات زندگی	دانستہ آب را ز سکندر دریغ داشت	″
ن شب قدر ے کہ گویند اہل خلوت امشب ست	یا رب این تاثیر دولت از کدامی کوکب است	″
ہان و حیات این ہمہ بے وفاست	فنا را طلب کن کہ آخر فناست	″
شراب کہنہ کہ دشمن گر روان منست	مصاحب من و پیر من و جوان منست	″
نا در ترسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست	″
ز سر بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست	″
ے ترک شوخ این ہمہ ناز و عتاب چیست	با دل شکستگان ستم بے حساب چیست	″
دگر تنگ باشد ترا جایگاہ	خدائے جہان را جہان تنگ نیست	″
چو نتوان عدو را بقوت شکست	بنعمت بباید در فتنہ بست	″
مہر از جہان ببر کہ غذائے لطیف تو	خون ست در لباس اگر شیر مادر ست	″
غافل مرد کہ منزل بیت الحرام عشق	صد منزل ست و منزل اول قیامت ست	″
اے آنکہ باقبال تو در عالم نیست	گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست	″
برائے یکدمہ شہوت کہ خاک بر سر آن	زبون زن شدن آئین شیر مردان نیست	″
این ہستیٔ تو ہستی ہست دگر ست	این مستیٔ تو مستی مست دگر است	″
از فروغ عشق جان تابندہ است	جسم عالم زین حرارت زندہ است	″
اے سیر ترا نانِ جوین خوش ننماید	معشوق منست آنکہ تو نزدیک تو زشت ست	″
ز زندگی بکوش کہ فرصت ہمین دم ست	زیراکہ روز مرگ بکس آشکار نیست	″
روے تو گل و لب تو قند ست	گلقند علاج دردمند ست	″
پارۂ دل ما ہیچ گوشہ خالی نیست	کدام سنگدل این شیشہ بر زمین زدہ است	″
غنیا سازند گنبد از طلا و سیم و زر	بر سر گور غریبان گنبد گردون بس ست	″
ہمہ کار ما پُر ز عیب و خطاست	کہ بے عیب ذات خدا وند ماست	″
افروختن و سوختن و جامہ دریدن	پروانہ ز من شمع ز من گل ز من آموخت	″

توبه زمے کردم و آمد بہار	ساقی توبه شکنم آرزوست	لا اعلم
عشق جان را سوے جانان رہبرست	در میان جز دل پیغمبر ست	"
دامنش مده آنکه بے نازست	گرچه دہنش ز فاقه بازست	"
خوش کنی خاطر وحشی به نگاہے سہل ست	سوے تو گوشه چشمے ز تو گاہے سہل ست	"
بر تنم ہر موز بانے جز بیاد یار نیست	مو بمو ظاہر نماید حاجت گفتار نیست	"
وفاداری آئین شاہنشہی ست	غم عہد خوردن ز کار آگہی ست	"
صوفی از پرتو مے راز نہانی دانست	گوہر ہر کس ازین لعل توانی دانست	"
حاصل ز گریه اے دل خانه خراب چیست	آخر ترا چه می شود این اضطراب چیست	"
ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تمنا چه حاجت ست	"
صحبت آنکس که بصدق و صفاست	دامن او گیر که ز اہل وفاست	"
خسے را که تیمار خر بنده کشت	به جو در شکم به که سی من به پشت	"
قطع صحبت کردن از یاران ز دوری خوشتر ست	کز حضور ناموافق بیحضوری خوشتر ست	"
دست طلب از دامن صحبت مگسل	تنہا نشین که ہمه دیوانگی ست	"
که کس بمنزل مقصود ره نمے یابد	گر نیمی تمام و دگر بعزم درست	"
سخن تا نگفتی توانیش گفت	ولے گفته را باز نتوان نہفت	"
جنت که رضاے مادران ست	اندر ته پاے مادران ست	"
زاہد نداشت تاب جمال پریرخان	کنجے گرفت و یاد خدا را بہانه ساخت	"
شرف آدمی چو از ہنرست	ہر که والاترست بالاترست	"
ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست	این سخن داند کسے کو آشناست	"
عنان عزم بہر جانبے که بر تابی	مکن بدست تردد عنان خود ز دست	"
که کرد قطع تعلق کدام شد آزاد	بریده ز ہمه با خدا گرفتار ست	"
روے دل از دو طائفه بر تافتن نکوست	از دوستان دشمن و از دشمنان دوست	"
ز کید زنان پر حذر بادت	ز الطاف ایشان خطر بادت	"

پرتو نیکاں نگیرد آنکہ بنیادش بدست	تربیت نااہل را چوں گردگاں برگنبدست	سعدی
توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے	حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست	"
بادشاہے کہ روادارد ستم بر زیردست	دوستداش روز سختی دشمنِ زورآورست	"
با رعیت صلح کن در جنگ خصم ایمن نشیں	زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیت لشکرست	"
اے سیر ترا نان جویں خوش ننماید	معشوق من است آنکہ بنزدیک تو زشت است	"
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف	از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت ست	"
نترسد آنکہ بر افتادگاں نبخشاید	کہ گر ز پائے درآید کسش نگیرد دست	"
ببازوانِ توانا و قوتِ سردست	خطاست پنجۂ مسکین ناتواں بشکست	"
ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست	
ز گوش پنبہ بروں آر و داد خلق بدہ	وگر تو می ندہی داد روز دادے ہست	"
راستی موجب رضائے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست	"
بدریا در منافع بے شمار است	اگر خواہی سلامت برکنار است	"
ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار	کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکی ست	"
قاروں ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت	نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت	"
مسکین خر اگرچہ بے تمیزست	چوں بار ہمی برد عزیزست	"
گوسپند از برائے چوپاں نیست	بلکہ چوپاں برائے خدمت اوست	"
دریاب کنوں کہ نعمت ہست بدست	کیں دولت و ملک میرود دست بدست	"
اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست	کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست	
بخت و دولت بکاردانی نیست	جز بتائید آسمانی نیست	
عابدانِ جزائے طاعت خواہند	بازرگاں بہائے بضاعت	
چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست	"
صورت حال عارفاں دلق است	ایں قدر بس کہ روئے در خلق است	.
بعذر و توبہ تواں رستن از عذاب خدائے	ولیک می نتواں از زبان مردم رست	"

گر آدمی صفتی ز ملک گرو ببری	که سجده گاه ملک خاک آدمی زاد است	لااعلم
بے تکلف در بلا بودن به از بیم بلاست	قعر دریا سلسبیل و روئے دریا آتش است	״
احوال پریشانیم اندازهٔ کس نیست	اجزائے مرا نسبت شیرازهٔ کس نیست	״
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیکن کس را دید جاں دستور نیست	״
هرچه آمدت بدست بدادی تو پیش ازاں	ایں جود آں کس ست که از فقر عار نیست	
خلق میگوید که خسرو بت پرستی میکند	آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست	״
چیست هندو یا مسلماں کوزهٔ یک کوزه گر	گرچه کوزه دو شمار آید ولیکن گل یکی ست	״
کم سلطنت نباید بست	هر کرا رغبت تن آسانی ست	״
کینه بر سینه که نهاد رخت	دل شودش از پئے آزار سخت	״
شتاب و بدی کار آهرمن ست	پشیمانی بجان و رنج و تن ست	״
بردباری خزینهٔ خرد ست	هر کرا حلم نیست دیو و دد ست	״
گر حیا نبود برافتد رسم عصمت از میاں	در حجابے در میان ست از تقاضائے حیا ست	״
صف شکن قلب مناهی حیاست	راهزن خیل ملاهی حیاست	״
سعی مفلس کجے بجائے میرسد	آدم بے برگ تیر بے پر ست	״
شاخ گل هرجا که میروید گل ست	خم مل هرجا که میجوشد مل ست	״
ما غریباں را تماشائے چمن درکار نیست	داغهائے سینهٔ ما کمتر از گلزار نیست	״
ملت عشق از همه ملت جداست	عاشقاں را مذهب و ملت خداست	״
خوش ست سرود لیکن دل فراغ کجاست	دل از گلے که تسلی شود بباغ کجاست	״
چو خوں بها طلبند از کشتگاں در حشر	تبسمے کن و بگذر همیں ادا کافی ست	״
شاد باش اے دل که فردا روز بازار جزا	مژدهٔ قتل ست گرچه وعدهٔ دیدار نیست	״
هیچ از تقوائے خشک حاصل بجز افسردگی	کلفت چل سالهٔ من برد یک جام باده رفت	״
اندر سفر مشقت و ذل و ملامت ست	گر هست خوشدلی و فرح در اقامت ست	״
نه هر بازیچه رمزے می تواں خواند	ز هر افسانه فیضے می تواں یافت	״

ثواب یک نفس عدل شاہ خیر اندیش	بہ از عبادت ہفتاد سال عبادت	لاعلم
کار امروز میںداز بفردا زنہار	کہ بفردا چو رسی نوبت کار دگر ست	〃
بر احوال آنکس بباید گریست	کہ آمد بود نوزدہ خرج بیست	〃
با بخت نیک ہیچ کسے را ستیز نیست	بہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست	〃
زندگی مقصود ہمہ بندگی ست	زندگی بے بندگی شرمندگی ست	〃
ملاحت آں قدر ہا داشت ساقی	کہ مے خوردن ز دست او حلال ست	〃
لذت ... دنیا بکام ہیچ کس پایندہ نیست	چوں زبان قحبہ ہر دم در دہان دیگر ست	〃
لذت عبادت ارچہ بشکل عبادت ست	لیکن بنقطۂ ز عبادت زیادت ست	〃
لذت ... صحبت را زبید روال مپرس	قدر صحت راند اند ہر کہ او بیمار نیست	〃
...ان دل مبین جز دوست	ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست	〃
... خوب نیست و کمال ہنر و دامن پاک	لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست	〃
مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست	پرستاران بت را طعنہ از چیست	〃
... نومیدی بسے امید ست	پایان شب سیہ سفید ست	〃
آنکہ عیب تو گفت یار تو اوست	وانکہ پوشیدہ داشت مار تو اوست	〃
... بہتر بر چہرۂ قدرت نماید خال زہد	ظلمت عفت بقدر کامگاری خوشتر ست	〃
... بیان چہ متاع ست کہ سازیم فدایت	الا چہ تواں کرد کہ موجود ہمیں ست	〃
...ری در قبول فرمان ست	ترک فرماں دلیل حرمان ست	〃
معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت	لیتے نہ کبھی بھول کے بھی نام محبت	〃
من چرا گریہ کنم از سبب شومی بخت	بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت	〃
دولت اگر دولت جمشیدی ست	موئے سفید آیت نومیدی ست	〃
بہر گوشہ افتم ثنا خوانمت	بہر جا کہ باشم خدا دانمت	〃
پیماں مشکن کہ ہر کہ پیماں بشکست	از پائے در افتاد بروں رفت ز دست	〃
ہاتھ یاں آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت	بلکہ ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت	〃

همیشه از لب فواره این سخن جاری ست	که اوج منصب نیالے دون نگونساری ست	لااعلم
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	هر رگ من تار گشته حاجت زنار نیست	″
سر احقر باوج عزت افراشت	ز دست مرحمت از خاک برداشت	″
بس شہ کے تاج شاہی میں ہوں گوہر ثبات	اُن کی چمک دمک سے منور ہو کائنات	″
صدف چرا نه کند سینه چاک اے صائب	درین زمانه که گوهر شناس کمیاب ست	صائب
دعوے محبت ظہوری ز	ثابت شده مدعی گواه است	لااعلم
هر جا نجابت ست تواضع دلیل اوست	تیغ اصیل را خمیدن تواں شناخت	″
گر زهر دهی شکر تواں گفت	ور سنگ زنی ثمر تواں گفت	″
چوں رد و قبول همه در پرده غیب ست	زنهار کسے را مکن عیب که عیب ست	.
سخن نزد سخنداں برابر جان ست	حدیث نیک بجاں گر خرند ارزاں ست	″
کشتگان خنجر تسلیم را	هر زماں از غیب جان دیگر ست	″
جستن گوهر در همه عمر ضائع کردن ست	روئے بر خاک سیه آور که گنجینه پیاست	
حق پرستی قطره را در قعر دریا کردن ست	خود شناسی بحر را در قطره پیدا کردن ست	
هیچ کار از ما حسبة لله نیست	این ریاضت ها که می بینی برائے مطلب ست	″

هرکرا پرورد گیتی عاقبت خونش بریخت
حال آں فرزند چوں باشد که خصمش مادر ست ″

دل اگر دانا بود در هر سخن اسرار هست	چشم گر بینا بود یوسف بهر بازار هست	″
پند حکیم صیقل آئینه دل ست	مقصود هر دو عالم ازاں پند حاصل	″
بیفائدہ ہیں چارہ گروں کی مشقتیں	اچھے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست	″
خوش ست عهد محبت بدوستاں بستن	ولے چه سود که آں عهد را وفائے نیست	″
مشو ایمن از زن که زن پارسا ست	ز خوابیده گرچه بود آشناست	″
مطرب و باده و گل جمله مهیا ست ولے	عیش بے یار مهیا نشود یار کجاست	″
مه نور فشاند و سگ بانگ می زند	سگ را چه ز خشم تو با مهتاب چیست	″

غضب از شعلہ ہائے شیطانی ست	عاقبت موجب پشیمانی ست	لاأعلم
بیرون زگور لاف کرامت چہ می کنی	ایمان اگر بگور بری صد کرامت ست	〃
چو عیسیٰ تا توانی خفت بے جفت	مدہ نقد تجرد را ز کف مفت	〃
لہ خود تربیت خود نکند حیوان ست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	〃
دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحہ صد دانہ کدام ست	〃
ادب پاس ایجا کہ عجب درگاہ ہست	سجدہ گاہ ملک روضۂ شاہنشاہ است	〃
بیش معشوق شد و شوہر ہشت	زن زیبا چہ کند شوہر زشت	〃
سلوک صاحب باطن کسے آگاہ نیست	میرود در آب و نقش پائے او در راہ نیست	〃
ان کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت	ہجوم بوسہ لب نے دہ دی اک بات کی فرصت	〃
ن پایں رفتار شیریں عمر خود در باختم	عمر من میرفت و من پند اشتم رفتار اوست	〃
ریت چلے تو یہی چال چل او یار ست	کرتے ہیں نشہ میں چلتے ہیں اگر میخوار ست	〃
تعلیم ناز چند دہی چشم مست را	دل آنقدر بہر کہ توانی نگاہ داشت	〃
عالم یاس میں گھبرائے نہ انسان بہت	دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت	〃
ابلہے را کہ تخم حنظل کاشت	طمع نیشکر نباید داشت	〃
ستیزندگی با خداوند بخت	ستیزندہ را سر برد چون درخت	〃
نعمت دہر گرچہ بسیار ست	نعمتے بہتر از رفیق کجاست	〃
در دلم عشق لیلی کافی ست	خواہش وصل زنا انصافی ست	〃
پالا پڑا ہے مجھ کو عجب بد مزاج سے	جھگڑے تمام دن ہیں لڑائی تمام رات	〃
ام زلف تو دل مبتلائے خویشتن ست	بکش بغمزہ کہ بس این سزائے خویشتن است	〃
ن زمان نیست کہ نفعے رسد از کس بکسے	این زمان ترک ضرر ہر کہ کند احسان ست	〃
جنت کہ رضائے مادران است	اندر تہ پائے مادران است	〃
گر آنست منشور فرمان اوست	در اینست توقیع فرمان اوست	〃
ستہ در گہ محمود زابلی دریاست	چگونہ دریا کان را کنارہ پیدا نیست	〃

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست	〃
ہزار غوطہ زدم و اندران ندیدم در	گناہ بخت من است این گناہ [illegible] نیست	〃
شکستن کمر کوہ قاف چندان نیست	بمور ہر کہ مدارا کند سلیمان است	صائب
سالکان اکثر لگد کوب حوادث میشوند	[illegible]دگان راہ را از [illegible] جا [illegible]یست	اشرف
از بہر قطع کردن نخل حیات من	چو ارہ دو دم نفس اندر کشا[illegible]	لا اعلم
ملامت شحنۂ بازار عشق است	[illegible] صیقل زنگار عشق ا[illegible]	〃
آسمان در دہر دونان را کند دائم مدد	[illegible] جیب انگشت کوچک صاحب انگشتری است	〃
از صحبت ناجنس مرا گرچہ نفور است	لیکن چہ توان کرد کہ آں جا [illegible] ضرورت است	〃
آب خواہی تشنگی آور بدست	تا بجوشد [illegible]	〃
بگیر رسم تعلق دلا ز مرغابی	کہ چون ز آب برخاست خشک [illegible]	〃
دل گزرگاہ جلیل اکبر است	[illegible]بت گاہ خلیل آزر است	〃
صبح دمید و شب گزشت ماہ بشیبہ خانہ رفت	[illegible] سحر بیاد کنید یار این بہانہ رفت	〃
بات کرنے میں گزرتی ہے ملاقات کی رات	[illegible] کیا ہے جو ہم [illegible] کی رات	〃
خشک چوب و خشک تار و خشک پوست	[illegible] میآید این آواز دوست	〃
خرقۂ پشمین بہ برنی طاعت [illegible]	[illegible] چہ سود کار چو [illegible] نیست	〃
گزشتہ [illegible] آئندہ خیال است	[illegible] ہمیں حالے کہ [illegible] است	〃
شراب ناب [illegible] من است	[illegible] پیر من وجو[illegible] است	〃
شراب ناب کہ [illegible] من است	[illegible] جان من و نقص من [illegible] من است	〃
من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت	[illegible] ہی راگ اور دویش ہے من [illegible] پریم پریت	〃
نہ تلخ است صبرے کہ بر یاد اوست	کہ تلخی شکر باشد از دست دوست	〃
سرشت ما بدست خود نوشت	خوش نویس است و نخواہد بد نوشت	〃
عبادت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح سجادہ و دلق نیست	〃
برخیز کہ ایں غمکدہ پر [illegible] است	[illegible] کہ اندوختہ اندوختنی است	〃

ث

بے نشاں دنیا میں جب خود ہو گئے	نام ہے پھر صورت عنقا عبث	صبا
کل کی کل کے ہاتھ ہے اے غافلو	آج تم کو ہے غم فردا عبث	
علم دیں فقہ ست و تفسیر و حدیث	ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث	معنوی
غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی	اس خطرگاہ میں تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث	لا اعلم
ہر زمانم درد دیگر میرسد	زیں حریفاں بر دل و جاں الغیاث	
گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر	تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث	″

میحا تم تو تھے اے جانِ جاں سارے لہنوں کے
نصیب دشمناں کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث

ج

صحبت ناراستاں ناراست سازد مرد را	می نماید چہرہ در مرآت ناہموار کج	انور
دنیا طلب مباش و مکن جستجوے گنج	قارون نجاک تیرہ شد از آرزوے گنج	لا اعلم
ز قسمت ازلی سر نمی تواں پیچید	نصیب کرد ہمارا باستخواں محتاج	″
نخل قد ظہیر ز پیری خمیدہ نیست	واحسرتا کہ گشتہ ز بار گناہ کج	ظہیر
تا چند بہر سود زیاں دردِ سر کشیم	داریم یک سرایں ہمہ سودا چہ احتیاج	ہلالی
نخشد داغ دل لالہ ز مرہم منت	درد خونی جگراں نیست بمرہم محتاج	فرحت
نتواں بہ قیل و قال ارباب حال شد	منعم نمی شود کسے از گفتگوے گنج	صائب
منتِ غیر کجا صاحب جوہر گیرد	نیست یکاں زمرد پئے باراں محتاج	مخلص
عرض مطلب زمیٔ گفتار انشا می کند	حرف ناموزوں ما را کرد موزوں احتیاج	بیدل
از تواضع کم نگردد رتبۂ صاحبدلاں	نیست عیبے گر بود شمشیر جوہر دار کج	صائب

مثنوی

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج — احتیاج ست احتیاج ست احتیاج
دیوانہ از جنون بہ دیوانہ می رود — عاقل کسے کہ پا نہ گذارد بہ کوے گنج

ظہیر

نزد سلطان و زیر با تدبیر — لو ہیے مسا [illegible]
در شجاعت آدمی ہرچند چوں رستم بود — میشود چوں [illegible] داستان
شنیدم ز پیراں دنیا رنج — [illegible]
اٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج — تو ملتا نہیں [illegible]
حاصل اسی سے کچھ نہیں ہوتا سوا رنج — دنیا میں [illegible]
چوں مخبط شد اعتدال مزاج — نہ غوبت [illegible]
خشت اول را نہد چوں بر زمیں معمار کج — گر رسانند تا [illegible]
کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج — ابلہ [illegible]
کہ گز نارست رسد ز خلق مرنج — کہ نہ [illegible]
بیمار عشق کا جو تجھ سے ہوا علاج — کہنے لگے [illegible] کیا علاج
میتوان داشت نہاں عشق ز مردم لیکن — زردی رنگ [illegible] چہ علاج
چو بیند کہ از اژدہا نیست رنج — خردمند [illegible]
نزد اہل معنی ایں کاخ سپنج — ہست چوں ویرانہ [illegible]
ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج — ما کز [illegible] سبب را چہ علاج
کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند — جو گنہ [illegible] ثواب [illegible]
آدمے باغ خلد چھٹا ہم سے کوے یار — وہ [illegible] انتہا [illegible] رنج
ممکن نہیں مزاج رہے ایک حال پر — گر [illegible] ہے [illegible] رنج

صبا

دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج
پیدا کیا ہے ہم کو خدا نے برائے رنج

چ

…ا سے جا کے مصر میں یوسف ہوا عزیز	عزت کسی کی ہوتی نہیں ہے وطن کے بیچ	منیر
…دہ میں دیکھ کر شعلہ ہے بیقرار	آرام دل حصول نہیں ہے وطن کے بیچ	سود
…ہد صیاد مجو فیض کہ این پوچ	ریش است ہمیں جبہ و دستار دگر ہیچ	صائب
بلبلیں آگئیں چمن کے بیچ	آیا غربت زدہ وطن کے بیچ	

ح

…سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب	اس کر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	لا اعلم
…ے غفلت سے کوئی دم جاگ لو زیر فلک	جا کے سونا غافلو زیر زمیں اچھی طرح	"
…بائے واں بنے ہے نہ بن جائے چین ہے	کیا کیجئے ہمیں تو ہے مشکل سبھی طرح	"
…ں سفید شیخ پہ دھوکہ نہ کھائیو	اس کر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	"
…ب ہجر میں ہے نہ آرام وصل میں	کم بخت دل کو چین نہیں ہے کسی طرح	"
…ے گھلا دیا مجھے آزار کی طرح	بیمار رہوں میں نرگس بیمار کی طرح	"
…پینا چاہئے انسان کو انسان کی طرح	بد تمیزی چاہیے ہرگز نہ حیواں کی طرح	"
…ی کار جوانی ست بہ پیری گذار	در شب تار برہ رو کہ بیابی تو صبح	"
…پہ پیچ پڑا کاکل پیچاں کی طرح	حال ابتر ہے مرا زلف پریشاں کی طرح	"
…ق اور بھی ہیں بتادے جہان میں	کرتا ہے کون ظلم کسی پر تری طرح	"
…روے زیباست آواز خوش	کہ این حظ نفس است واں قوت روح	سعدی

خ

ہم وہ بتواضع کرم جو کرتے ہیں ؛	ثمر نہ پھیر کے دے ہے جو نہ ثمر ہو شاخ	سودا
فضیلتوں کو کرتا ہے بالانشیں فلک	اونچی ہے آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ	ذوق
نہ رہ سکتا زمانہ میں نہیں ہے ایک طور	کچھ سے کچھ کر ڈالتا ہے انقلاب دہر میں چرخ	ظفر
اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے	برآورند غلامان او درخت از بیخ	سعدی
بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد	زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ	"
قرب نیکاں راتمی باشد سرایت در بدن	گز ھنگر شیر نیا گردد چوں بود یا داو تیغ	صائب
بسیار کردہ است دم شعلہ را دراز	روزے شود عمامہ کمند گلوے شیخ	قاآنی
ہر دم از عمر گرامی ہست گنج بے قیاس	می رود گنج چنیں ہر لحظہ بر باد آخ آخ	جامی

د

محبت است کہ دل را نمی دہد آرام	وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد	ناجلیم
قانع بہ تجلی نہ شود شایق دیدار	پروانہ بمہتاب تسلی نتواں کرد	"
گر نخل رفت میوۂ او پائدار باد	دریا اگر گذشت بہ تشنہ ہرا باد	"
میدار سرے بخاکساران جہاں	شکرانۂ آں کہ سرفرازت کردند	"
تا زندہ ام ز لطف خود از ما مکن دریغ	بعد فنا کسے بحسن احساں نمی کند	"
آں کس کہ خدا منصب خواریش دہد	ابلیس بکار و بار یاریش دہد	"
ما کار خویش را بخداوند کار ساختہ	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	"
روز ما بغم و شب بالم میگذرد	عمر ما ہمہ با محنت و غم میگذرد	"
دراں بزمے کہ شمع روئے تو نیست	چراغ دیدہ را گل میتواں کرد	"
غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاہد ہمیں نفس نفس واپسیں بود	"

زبان خوش دلی دریاب دریاب	که هر دم در صدف گوهر نباشد	لا اعلم
بلبل ز ادب پا ننهد در صف گلزار	تا گل بطلب گاری او لب نگشاید	؍؍
دل من نقط و یاد تو معنیست	معنی از نقط کے جدا باشد	؍؍
زہے سعادت آنکس که یارش آرد یار	کنم ز بند غم و محنت و الم آزاد	؍؍
نخواهد این چمن از سرو و لاله خالی ماند	یکے همیرود و دیگرے همی آید	؍؍
لحن داودی چنان محبوب بود	لیک بر محروم بانگ چوب بود	؍؍
خار رنگین نه شد ز صحبت گل	اثر نیک کے به بد باشد	؍؍
عالم که کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم است کرا رهبری کند	سعدی
علم را تا نفروشی و عمل را نخری	تا ابد کے ز ذلت گرد جهالت برود	صافی
مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس	توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند	حافظ
تا که از جانب خورشید نباشد کششے	کوشش ذرهٔ بیچاره بجاے نرسد	لا اعلم
ش گردون گردان گردگان را گرد کرد	به سر اهل تمیز ان ناقصان را مرد کرد	؍؍
ب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد	که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد	؍؍
دانی بجهان قسمت نادان گشته	هر کجا بود غمے بهر دل دانا شد	؍؍
ل کرم که عزت مهمان شناختند	خجلت کشند گر غمے از دل برون کنند	کلیم
ا حت مند را باشد گوارا سختی عالم	هما را در گلو هرگز ندیدم استخوان گیرد	حزین
ه شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد	دانه با خاک چو پیوست سرے پیدا کرد	؍؍
ر خود را بر ضعیفان آزماید روزگار	تیغ را دائم براے امتحان بر موز نند	سلیم
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند	حافظ
طلوع اختر دولت نصیب ناکس شد	سر چراغ به امداد خس بلند شود	لا اعلم
مگو عاقل کجا در محنت ایام می افتد	که مرغ زیرک اینجا بیشتر در دام می افتد	؍؍
نی باشد نگین قیمتی را نقش در طالع	هنر هر کس که دارد در جهان گمنام میگردد	؍؍
غا دار و جهان تا دل ز کلفت پاک میباشد	شود ماتم سرا عالم چو دل غمناک می باشد	؍؍

بعالم هر که را بینم بدل درد و غمے دارد	دلا مست غم منال ایدل که غم هم عالمے دارد	لا اعلم
درین دنیا کسے بے غم نباشد	اگر باشد بنی آدم نباشد	″
هوائے گلشن هستی شگفتن بر نمی تابد	نصیب غنچهٔ خندان نباشد تا نفس دارد	″
نه از دنیا خسے دارم نه پروائے کسے دارم	دلے دارم چه سرا هر غوغائے [illegible]	″
دنیا المغفلات و عقبی غنیمة الاعمال	آسوده کسے که از دو جهان فارغ [illegible]	″
خداوند از آن بنده شادان بود	که راضی بداد خداوند بود	حزین
شکر منعم واجب آید در خرد	ورنه بگشاید در خشم ابد	معنوی
شکر نعمت نعمتت افزون کند	کفر نعمت از کفت بیرون کند	
چون نباشد دل خرسند که اکسیر غناست	زین چه حاصل که زر و سیم فراوان باشد	حافظ
غم فردا مخور امروز که تا روز دگر	تکیه بر صحبت دیوان قضا [illegible]	صافی
بر نمی دارد شراکت ملک تنگ بے غمی	زان سبب اطفال را دو [illegible]	[illegible]
ندارد حاصلے جز تیره روزی بر تو منت	که ماه از شهره نور عاریت [illegible]	[illegible]
فروغ ماه محالست پاندار بود	[illegible]	″
صیاد نه هر بار شغالے ببرد	یک روز بود که پلنگش بخورد	سعدی
هر که بر خویشتن نبخشاید	گر نبخشد بر او کسے شاید	
فضل و هنر ضائعست تا ننمایند	عود بر آتش نهند و مشک بسایند	″
اگر بهر سر مویت دو صد هنر باشد	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	″
وجود مردم دانا مثال زر طلاست	که هر کجا رود قدر و قیمتش دانند	″
بزرگ زادهٔ نادان بشهر وا مانند	که در دیار غریبش بهیچ نستانند	″
چو در پسر موافقت و دلبری بود	اندیشه نیست گر پدر از وے بری بود	″
بدوزد طمع دیدهٔ هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند	″
هر که با فولاد بازو پنجه کرد	ساعد سیمین خود را رنجه کرد	″
زمان خوشدلی دریاب دریاب	که دائم در صدف گوهر نباشد	حافظ

هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنی را که بدگهر باشد	سعدی
این تکبر و غرور خشم تا چند	هست از تو بزرگ‌تر خداوند	”
نرود مرغ سوی دانه فراز	چو دگر مرغ بیند اندر بند	”
پندگیر از مصائب دگران	تا نگیرند دیگران ز تو پند	”
آنانکه غم خویش با حبیبی گفتند	چون نای باستخوان خود شکایت کنند	”
دولت همه عیب مرد پوشد	چون پادشه عیب گدا پوشد	”
گر همین مکتب است و این ملا	کار طفلان تمام خواهد شد	”
دوستان و دشمنان یکسان باشند	که به سفره همه دشمنان دوست نمایند	”
مرد بعد مردن نه مجلس بر من کفن پوشند	که چون آتش میرد خویش را از خویشتن پوشد	”
تشنگان را تا بنوشاب از نعمت شاهان	هر دو آینه در بزم سلطنت را آب و نان از خرد	”
نیاز از اسباب تعلق چاره نیست	تا بود سر منت دستاری باید کشید	”
هر که باشد از بود چون زنبور	همه ایام حیاتش بجلاوت گذرد	صائب
تا سبز شد در مجلس ما عاشقان صائب	ترا چون سرو گرد چار موسم یک قبا باشد	”
زر گر نبود گنج قناعت باقی است	آن که آن داد بشاهان به گدایان این داد	حافظ
بیهوده مبر رنج پی افزونی رزق	چون مرد به یک گرده نان قانع شد	لا اعلم
هرچند غم احسان از خسیسان هست قانع کو	محال است استخوان را از دهان سگ جدا گیرد	”
بر دستگاه قناعت نمی رسد	در چشم مور ملک سلیمان نمی رسد	”
بنشسته در محیط صدف کرد زندگی	قانع را همین منت حاتم نمی شود	”
کاسه چشم حریفان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد	”
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	همیشه آتش سوزنده اشتها دارد	”
سازد ترش صاحب طمع از حرف تلخ	سگ ز حرص طمع سوزن همره نان می خورد	”
مرا ترک طلب سرمایه صاحب کلاهی شد		
چو کشکول گدائی وا نگون شد تاج شاهی شد		

قندی که مردم بصورت خورند	که ارباب معنی به کاغذ برند	لاالسلم
فتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود	گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود	
زر و سیم نه لعل و گهر خواهد ماند	در بساط تو همین گرد سفر خواهد ماند	مشهدی
رو ملال بقدر مال هر کس را	بقدر [illegible] هر [illegible] میسوزد	لاالعلم
زبید هر که سود دیگران را از زیان خود	باندک فرصتی صائب ز آتش سود میگردد	صائب
شود صاحب کرم را دولت افزون تر	[illegible] هر چاه را آب از کشیدن بیش میگردد	لطف
فیض هر چه ز هر کس فن در [illegible]	دشنام اگر [illegible] یاد [illegible]	سعدی
بخیلان از کریمان بیشتر	گره امساک حفظ آبرو بیم می کنند [illegible]	صائب
ل به اما بخیل به ز کریم [illegible]	بخیل هر آئینه کس را گدا نمی خواهد [illegible]	کلیم
کمالست دلیل عزت	ورنه افتادگی از خار و خسی می آید [illegible]	رسا
پس از قطع محبت لذتی باشد	که نخل شاخ پیوندی به از اول ثمر دارد	صائب
وب و زفت جهان می کن نظر	آنرا که هیچو آتش [illegible] همواره گرد [illegible]	مخلص
ال کس که گردون بغم مال دهد	پسی بر نیاید که فرمان برد	سعدی
نفاق مگس شهدی شود پیدا	خدا چه لذتی شیرینی در اتفاق نهد	صائب
طینت کامل از تنهانشینی می شود	قطره که همراه [illegible] دولت نشینی می شود	"
معف بهر جا که نشستند نشستند	خیز ند چسان [illegible]	
را چنانکه هستی بنما عیب جو یان	چون [illegible] ندارد [illegible] پرده در نباشد	کلیم
ل اگر واری بچشم کم مبین دیوانه را	یکتن تسیم بیابان را مسخر می کند	"
فی ها هنرمند نقص هنر نه باشد	گر رشته تار رسا شد عیب گهر نباشد	"
ساحتها خوش است که کم کرفته بدست	زمست رو زیگا [illegible] می سد	"
هر خویش دشمن عریان بدن ندارد	هر گز کسی نخواهد به کس کفن ندارد	"
گروه که از ساغر وفا مستند	ز ما سلام رسانید هر کجا هستند	"
نه عمر بمقراض دو لب قطع شود	بر بشر خلق جهان بر سر گفتار شدند	"

عیب پاکان زود بر مردم هویدا می‌شود	در میان شیر خالص موی رسوا می‌شود	لا اعلم
وربند آن نیم که بدشنام یا بعیب	یادش بخیر هر که مرا یاد می‌کند	〃
ل جسم نازیدان ندارد حاسدے	اینهاست بواـ … زنگ شکست فردا بشکند	〃
زاده ظالم ستمگر میشود	تیغ چون بشکست خنجر میشود	〃
…جانان را بگری نرم کردن مشکل است	آب گرد آهن اما باز آهن می‌شود	〃
…س بر سر افتادگی آید مشو غافل	کو کار خویش خواهد کرد آتش هر کجا افتد	〃
شد کند از ملایمت تیغ زبان خصم	دندان مار را به نرمی توان کشید	〃
به سختهای دشمنان و حسود	دوستان را از دست نتوان داد	〃
… از قطع محبت …	کز شاخ نخل پیوندی یار از دل ثمر دارد	〃
با تند نظر چون …	خالی از سفتن نباشد قطره چون گوهر شود	〃
و بازوی کسب و هنر بود	دست پر آبله صدف پر گهر بود	〃
ابرو ز حیات ابر قناعت کن	که خضر وقت بود هر که آبرو دارد	〃
…شواری ندارد راه فنا و لیکن	راهی که بی رفیق است دشوار می‌نماید	〃
ره ز ناخن تدبیر کے کشاده شود	که از کلید غلط بستگی زیاده شود	〃
…ت ازلی باش از جهان شرمسار	که چون فضول شود میهمان گران گردد	〃
تدبیر بتدبیر کسے وا نکند	ورنه در زیر فلک اهل خرد بسیار اند	〃
نصیب گر بود همچو صدف رزق از آسمان ریزد	چو قسمت نیست روزی از دهن چون آسیا ریزد	〃
…ا روزی رسان مقدار هر پیمانه داد	خوشه را چندین شکم داد و بهر یک دانه داد	〃
چه کار از یاری دوران بر آید	بهمت کارها آسان بر آید	〃
سوال کریمے که واقف است	نیست جز لب کشودن سائل نمی دهد	〃
پوشیدن زد نیا بر خسیسان مشکل است	نیست ممکن کاسهٔ خود را گدا واژون کند	〃

...ریاضت نتوان شهرهٔ آفاق شدن	مه چو لاغر شود انگشت نما میگردد	لا اعلم
...له دارد همت والا بجائے میرسد	رفته رفته شمع را استادگی رفتار شد	،،
...شتهٔ سعی قوی کن که رسیدن نتوان	بسر منزل مقصود بجمعیت کم	جامی
مرغ پر نارسته چون پران شود	لقمهٔ هر گربهٔ دران شود	معنوی
هر که خدمت کرد او مخدوم شد	هر که خود را دید او محروم شد	،،
بے ادب تنها نه خود را داشت بد	بلکه آتش در همه آفاق زد	
چون قضائے حق رضائے بنده شد	لطف حق را لائق و زیبنده شد	،،
خوا[هی] امید امکه روزی ده دهد	این امید اندر روزی [illegible]	لا اعلم
...ویسوے هر که آرام رود بگرداند ز من	[illegible] چون گردد زبون برتن قویا دشمن شد	[illegible]
...ن اندیشهٔ ماضی مشو در فکر مستقبل [illegible]	غنیمت دان [illegible]	،،
...یق اهل غفلت عاقبت از کار میماند	چه یک پا [illegible] میماند	
...مان شیشهٔ خالی که بگذارند بر طاقش	بود بیتاب [illegible]	غنی
هم هیچ مضمون بزیب سخن نمی آید	[illegible]	
...ن ساز و غذاے چرب زائل ضعف پیری را	کمان را گرچه روغن [illegible]	،،
...ید زبان شیشه نهانی بگوش جام	هر کس که [illegible]	،،
من از قدم سعی بمقصود رسیدم	هر آبله پائے [illegible] نما شد	،،
زراه حرص محبت [illegible] گر بخاک فتند	سیلاب که چون [illegible] بلند پرواز	،،
بصورت همه آدمی پیکر اند	بسیرت بسے لم زگاو و خراند	،،
با خاطر افسرده دلان چند توان بود	با مرده بیک گور چسان بند توان بود	،،
...ر بظاهر زاهد از دنیا کند پهلو تهی	از فریب او مشو غافل که میدان میکند	،،
ورسنگ خارا نیز سخن میکند اثر	کوه از صدا همین سخن اظهار میکند	،،
...م از کثرت نباشد اختلاط تلخ گفتاران	گزیدن چون زبان عادت نماید نیش میگردد	،،
...دا و شاه را از خاکساران ست آسانش	زمین چون نمی لپید ویرانه آباد میگردد	،،

دل چو خالی شد از خیال خودی	حرم خاص کبریا باشد	″
با ہمہ ذرہ پرتو فیض ازل یکیست	ہرکس بقدر ہمت خود کار می برد	″
م من ز نعمت عمر دو روزہ سیر	از روزگار خضر و مسیحا چہ دیدہ اند	″
و ہگراں بہ تربیت آدم نمی شوند	شبنم بہ بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
زباں شمع مرا روشن ایں سخن	چوں شمع میخورد سر خود ہرکہ سر کشید	شوکت
از معدن فولاد بدر دل می آید	لیک ز آمیزش او قابل جوہر نشود	ظہیر
بر تن لباس معرفت آرایش ست	زن طبیعت میل بر دیبائے زرکش می کند	″
ز جمع زر کم شود حرص ممسک	کسے از نخوردن کجا سیر گردد	کاشفی
مرد بجود ست و کرامت بہ سجود	ہرکہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود	وحید
ـہ دور است و من بس ناتواں	بار عصیانم گرانی می کند	مجذوب
ـین ہرگز نماند جوہر قابل نہاں	بوئے گل تا غنچہ لب وا کرد عریاں می شود	مہرباں
ـن گفتن خطائے جاہلاں پیدا شود	تیر کج چوں از کماں بیروں رود رسوا شود	صائب
ـد خموشی کدام شیریں ست	کہ از حلاوت آں لب بیکدگر چسپید	″
ـیبا نباشد پوشش آزادگاں	در لباس عیب پوشی زندگانی میکند	″
ـں را بہ بدی یاد مکن بعد از مرگ	خواب و بیداری ایں طائفہ یکساں باشد	″
ـمیتواں دریافت صائب عیب خویش	وائے برآں کس کہ ایں آئینہ را دور افگند	″
ـ پائے خویش ندیدیم ہمچوں شمع	تا دیگراں ز دیدۂ بینا چہ دیدہ اند	″
ـسیکہ عیب تراشی چشم بنگارد	ہوس دیدۂ او را کہ بر تو حق دارد	″
ـیرسد فیض سبکروحاں باطراف جہاں	می شود آفاق روشن صبح چوں خنداں شود	″
مردم کوتہ نظر در انتظار محشر اند	دیدۂ روشن دلاں آئینۂ محشر بود	″
ـبندہ از آزاد مرداں زود میگردد	ایاز از حسن خدمت عاقبت محمود میگردد	″
ـاب عدم تیرہ رواں برخیزد	ہرکہ شب سیر خورد صبح گراں برخیزد	″
رشتہ دارو راہ پیمایان عالم را	زخود ہرکس کہ پا بیروں گذارد بہنا گم گردد	″

آنکه مایه دار بود خود نمائی نیست	هرگز گلے کسے به سر باغبان ندید	صائب
مشو از شکر حق غافل که حق از خلق نعمت را	نمیگردد بکف اما به کفران باز می گیرد	
مرد حق را چون شناسد زاهد حق ناشناس	چون رسد در دیگرے هر کس که از خود باز ماند	
عجز و فنا و گیست سر انجام سرکشی	چون شعله شد ضعیف بخس التجا برد	
مانند نور دیده عزیز است در نظر	هر خورده را کسیکه چو عینک بزرگ دید	
صحبت یاران یکدل رہنمائے مطلب ست	آبها یکجا شوند و روئے در دریا کنند	
اگر دو یار موافق زبان یکے سازند	فلک بیک تن تنها چه می تواند کرد	
در وطن فیض سفر نیست قدم بیرون نه	قطره در آب محال است که گوهر گردد	
می شود روشن ز آتش بوئے هر هیزم که هست	نیست ممکن عیب خود کس ز سفر پنهان کند	
در قبضهٔ سعی ست کلید در روزی	شیر از کشش طفل ز پستان بدر آید	
دهان هر که بد آموز شد بحرف سوال	جراحتیست که هرگز بهم نمی آید	
ز فریاد و فغان طبل تهی سیری نمیدارد	ندارد گوش من آنکس که در بند شکم باشد	
آسمان را دل نسوزد بر شکایت پیشه گان	دایه بیزار است از طفلیکه پستان میگزد	
سختی پذیر باش که گردد سفید رو	هر دانه که در دهن آسیا فتاد	صائب
سپهر نیک و بد از یکدگر جدا نکند	تمیز گندم و جو از هم آسیا نکند	
دل ز قید جسم چون آزاد گردد وا شود	چون حباب از خود کند قالب تهی دریا شود	
معلوم شد ز خواب گران گذشتگان	کاسودگی نهفت به زیر زمین بود	
زخم شمشیر قضا از سینه می روید چو گل	از زره پوشی چه حاصل از سپرداری چه سود	
ز مشرق میشود هر اخترے در وقت خود طالع	رسد چون نوبت طفل را دندان برون آید	
لطف حق در سنگ روزی میرساند بیدریغ	بهر روزی آدمی چندین چرا غم میخورد	
بهر کارے که همت بسته گردد	اگر خارے بود گلدسته گردد	
بهشت آنجا که آزارے نباشد	کسے را با کسے کارے نباشد	
عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم که مغز استخوان سوزد	

چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور	گٹھڑی کی پگ تھکے رہوں بسور بسور	لا اعلم
ونق خوبی ست اید ل مگسل از زرد شدن ال	گل جدا از شمع چو افتاد بد بو می شود	کلیم
ہن ار چہ تیرہ و بے نور بود	صیقلے آں تیرگی از روئے ر بود	
یق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار می ماند	غنی
و دناں کسے بخود در ماند گاترا کار بکشاید	گرہ امکاں ندارد باز از انگشت پا گردد	محمود
خاطر افسردہ دلاں چند تواں بود	با مردہ بیک گور چساں بند تواں بود	حزیں
چوں مزاج آدمی گل خوار شد	زرد و بدرنگ و سقیم و خوار شد	"
ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد	در کمی افتاد و عقلش دنگ شد	"
ندگانی غافلاں خواب خیال آتش نیست	حیف اوقاتیکہ صرف صحبت جاہل کنند	مخفی
کس نیاموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد	سعدی
بے جوہراں بہ تربیت آدم نمی شوند	شبنم بہ بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
لزام پیا پے ابلہے ملزم نمی گردد	اگر صد سال الزامش دہی آدم نمی گردد	صائب
ر ذکر خدا بہ کہ شود حرف چو تسبیح	ایام حیاتیکہ بہ صد سال بر آید	"
امت ہر کہ شود خم ز عبادت صائب	خاتم دست سلیمان جہاں می گردد	"
بہار جوانی پس اطاعت کن	کہ چوب خشک چو گردید خم نمی گردد	"
ز عصائے خود خطر دارند کوراں وقت جنگ	بے بصیرت از دلیل خویش ملزم می شود	"
ر دست چہ دارند عجب دیدۂ نگراں	آنہا کہ دریں باغ چو نرگس نگرانند	"
تواں را صحبت پیراں حصار عاقبت گردد	بخاک و خوں نشیند تیر چوں دور از کماں گردد	"
صحبت نیکاں خسیاں را دعائے جوشن است	امین ست از سوختن تا خار در بستاں بود	"
ناقصاں را صحبت کامل عیاراں کیمیاست	خاک را از پرتو خورشید تاباں می کند	"
پذیرائے نصیحت نیست دل اہل تنعم را	چو کاغذ چرب باشد نقش را دشوار می گردد	"
بہرۂ خواجہ ز اسباب بجز محنت نیست	عرق از بار گراں قسمت حمال بود	"
از چشمۂ خورشید مجو آب مروت	کیں چشمہ ز چشم دگراں آب برآرد	"

نیست غیر از خوردن خوں روزی ارباب نصیب	آسیا بیدانہ چوں گردید خود را می خورد	صائب
میتوانی دوزخ خود را بہشتی ساختن	کوثر نقد از چشم اشک بارت دادہ اند	”
باران بے محل ندہد نفع کشت را	در وقت پیری اشک ندامت چہ میکند	”
سخن از مستمعاں قدر پذیرد صائب	قطرہ در گوش صدف گوہر شہوار شود	”
نکشد سر بگریباں خجالت صائب	ہر کہ امروز در اندیشۂ فردا باشد	”
از پایۂ خود پائے نہد ہر کہ فروتر	مستی است کہ پروائے لب بام ندارد	”
نہ ہمیں روزی خورد مہماں ز خوان میزباں	میزباں ہم رزق خود از خوان مہماں میخورد	”
آنچناں کز کاوش آب چشمہ می گردد زیاد	دخل ارباب کرم افزوں ز سائل می شود	”
زیر شیر ابر نباشد بہ فشردن موقوف	از کریماں چہ ضرورت ست طلب باید کرد	”
ہیچ صیقل نکو نداند کرد	آہنے را کہ بد گہر باشد	سعدی
با گرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عناں از کف تقوی بستاند	”
بپوش گر سخنانے رسی و طعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود	”
اے حمال عیب خویشتن آید	طعنہ بر عیب دیگراں مزنید	”
ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد	بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد	”
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنہ پاکاں برد	”
مر استاد را ہر کہ محکوم شد	بسے بر نیاید کہ مخدوم شد	”
نمیدانی اے کودک بے پسند	کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند	”
عدو را بالطاف گردن بہ بند	کہ نتواں برید بہ تیغ ایں کمند	”
چو دشمن کرم بیند و لطف وجود	نیاید دگر خبث زو در وجود	”
اگر چہل سالہ را عقل و ادب نیست	بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند	”
یا وفا خود نبود در عالم	یا مگر کس دریں زمانہ نکرد	”
بہ سرو گفت یکے میوہ نمے آری	جواب داد کہ آزادگاں تہی دست اند	”
گرچہ بیروں ز رزق نتواں خورد	در طلب کاہلی نباید کرد	”

هر که نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد	سعدی
خردمند مردم هنر پرورند	که تن پروران از هنر لاغرند	″
…هر موییت دو صد هنر باشد	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	″
…بایدت بخشندگی کن	که دانه تا نیفشانی نروید	″
…گر او در خرد رائے باشد بلند	نگوید سخن ہائے ناسودمند	نظامی
…نرسیده هر کو سخن باد کرد	همه گفته خویش بر باد کرد	″
تو بندگی چو گدایان به شرط مزد مکن	که خواجه خود روش بنده پروری داند	حافظ
گوهر پاک بباید که شود قابل فیض	ورنه هر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود	″
…فهم و دانش داد سخن توان داد	چوں جمع شد معانی گوئے سخن تواں زد	″
…تجلی و نفس اہل دل یکے ست	منصور دار شجر طور مے کند	″
…ری منگر اے منعم ضعیفان و نحیفان را	که صدر مسند عزت فقیر ره نشیں دارد	″
…سخوریم دلے سنجاے شکایت است	روزی ما ز خوان کرم ایں نواله بود	″
…سجد و جهد نهادند وصل و بست	قومے دگر حواله به تقدیر می کنند	″
…را در جنگ دانش لشکرے در کار نیست	صد فلاطوں را یکے کج ملزم می کند	کلیم
هر چند خرمی جہاں را سبب ہم	مانند ابر ہیچکسے شاداں ندید	
…دانست که منزلگه مقصود کجاست	ایں قدر ہست که بانگ جرسے می آید	حافظ
نیک و بد چوں ہمی بباید مرد	خنک آں کس که گوئے نیکی برد	سعدی
هر که مزروع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشه باید چید	″
هر که شاه آں کند که او گوید	حیف باشد که جز نکو گوید	″
…کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں بیشتر که بانگ برآید فلاں نماند	″
تا مرد سخن نگفته باشد	عیب و هنرش نهفته باشد	″
هر بیشه گماں مبر که خالیست	شاید که پلنگ خفته باشد	
پسر نوح با بداں بنشست	خاندان نبوتش گم شد	

سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد	سعدی
دیدیم بسے کہ آب سر چشمہ خرد	چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد	〃
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	〃
پادشاہے کہ طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند	〃
بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جوہر اند	〃
بروے خود در طماع باز نتواں کرد	چو باز شد بہ درشتی فراز نتواں کرد	〃
ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آیند	〃
ہمائے بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد	کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد	〃
اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یکدم اندراں افتد بسوزد	〃
منشیں ترش از گردش ایام کہ صبر	گرچہ تلخ است ولیکن بر شیریں دارد	〃
خدائے راست مسلم بزرگی و الطاف	کہ جرم بیند و ناں بر قرار میدارد	〃 .
بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانہ تا نیفشانی نروید	/
آتش سوزاں نکند با سپند	آنچہ کند دود دل دردمند	〃
گرچہ تیر از کماں ہمی گزرد	از کماں دار بیند اہل خرد	〃
زور مندی مکن بر اہل زمیں	تا دعائے بر آسماں نرود	〃
حذر کن ز دود درونہائے ریش	کہ ریش درون عاقبت سر کند	〃
بہم بر مکن تا توانی دلے	کہ آہے جہانے بہم برکند	〃
تا توانی درون کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	〃
کار درویش مستمند بر آر	کہ ترا نیز کارہا باشد	〃
بناداں آنچناں روزی رساند	کہ دانا اندراں حیراں بماند	〃
تشنہ سوختہ در چشمہ روشن چو رسد	تو مپندار کہ از پیل دماں اندیشد	〃
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خواں	عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد	〃
بزرگش نخواہند اہل خرد	کہ نام بزرگاں بزشتی برد	〃

عیب دگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد	سعدی
در قزاگند مرد باید بود	بر مخنث سلاح جنگ چه سود	״
پارسا بین که خرقه در بر کرد	جامهٔ کعبه را جل خر کرد	״
ای بسا اسپ تیزرو که بماند	که خر لنگ جان بمنزل برد	״
میفتد آخر بدستش دولت دنیا و دین	هر که پای او بدامان توکل میرسد	حزین
گفت پیغمبر بآواز بلند	بر توکل زانوی اشتر ببند	مثنوی
موج را سررشته میگردد بدریا منتهی	راه های مختلف آخر بیکجا میرسد	صائب
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
ببین کرامت بتخانهٔ مرا ای شیخ	که چون خراب شود خانهٔ خدا گردد	برهمن
مهر و رقت وصف انسانی بود	خشم و شهوت وصف حیوانی بود	مثنوی
نیست جا در سینه‌های صاف رنگ کینه را	گرد از آتش تهی سنگینهٔ مینا می شود	ناصر علی
صورت نه بست در دل ما کینهٔ کسی	آئینه هر چه دید فراموش می کند	״
کلفت طبع ندارند نهان صاف دلان	درد در شیشهٔ شفاف نمایان باشد	״
بیاموز ازین چهرهٔ لاجورد	که با سرخ سرخ است با زرد زرد	نظامی
آدم ز خلق خوش بمقام ملک رسید	خونیکه مشکناب شود پاک می شود	صائب
از زبان نرم صورت میپذیرد کار سخت	خامهٔ نقاش کوهی را بموی میکشد	مخلص
بنرمی با درشتان میتوان ساخت	زبان همخانهٔ دندان ازان شد	کلیم
خو کن بچرب و نرمی تا آفتی نه بینی	بنگر که نخل مومی باک از خزان ندارد	راسخ
مشکل بود گرفتن چیزی ز دست خلق	دست کسی بگیر اگر دست میدهد	غنی
حسن تو همیشه در فزون باد	رویت همه سال لاله گون باد	״
نمی آید بکار تیز طبعان جوهر ذاتی	ز آب خود لب شمشیر هرگز تر نمیگردد	غنی
در ره وحدت حشم در کار نیست	مه ز گردون خیمه بر سر می شود	نامی
رفیق خوب نایابست چون اکسیر عالم	بدست هر که افتد کیمیاگر میتواند شد	

از تسلیم دل بزور میسر نمی شود	این فتح بی شکست میسر نمی شود	صائب
رها کن رهی کاں زیاں آورد	زه بد خلل در کماں آورد	نظامی
دور نشاط زود بانجام میرسد	می چوں دو ساله عمر کند پیر می شود	صائب
هشیار با مجلس مستاں که میبرد	از بهر عیب خویش نگهباں که میبرد	″
غنیمت شمر ای شمع وصل پروانه	که این معامله تا صبح دم نخواهد ماند	حافظ
سیماب از قرار بود قابل گداز	آرام نیز باعث آزار می شود	رسا
نشوید باده از دل گرد کلفت دردمنداں را	نه دستی از رخ آئینه بی زنگار کے گردد	صائب
بجوں نتواں زروی تیغ شستن خط جوهر را	بزور باده از دل ریشه غم بر نمی آید	″
علم و عقل آں که ندارد می و افیونش ده	هر دو پا لنگ چو باشد دو عصایی باید	حزیں
هر حبابیکه سر از باده بر آرد گوید	بر سر ساغر خانه تواں داد بباد	غنی
دهن خویش بدشنام میالا صائب	کیں زر قلب بهر کس که دهی باز دهد	صائب
غنی زخم زباں را هیچ مرهم به نمی سازد	مگر جرح زباں خاصیت زخم دهاں دارد	غنی
بکند زخم زباں بیخبراں را بیدار	پای خوابیده چه پروای مغیلاں دارد	صائب
هنر زاده بی هنر چوں بود	پدر اژدره باشد پسر ثوں بود	لا اعلم
شرف مرد بجود است و کرامت بسجود	هر که ایں هر دو ندارد عدمش به ز وجود	″
عاقبت گرگ زاده گرگ شود	گرچه با آدمی بزرگ شود	سعدی
مبیں بچشم حقارت هیچ خصم ضعیف	که پشه مغز برآورد از سر نمرود	صائب
باز گردیدن ندارد سود جاهل را ز جهل	قلب ناداں گر کنی صد بار ناداں می شود	بیگ
دشمن زندگیست موی سفید	روی دشمن سیاه باید کرد	
بجود محتاج خواهد پیش فطرت دردمنداں را	طبیب از صحت بیمار خود رنجور می گردد	صائب
فریب پرورش باغباں نخوری ای گل	که آب میدهد اما گلاب می گیرد	″
مخند ای نوجواں بهلو بهر موی سفید ما	که ایں ابر پریشاں بر لب هر بام می ریزد	″
گر صفای حرم کعبه ز زمزم باشد	زمزم کعبه دل دیده پرنم باشد	

همت درویش از غم نشدن کمتر شود	از چکیدن باز ماند قطره چون گوهر شود	ناصر علی
زشت ست همان زشت بعیبے خیزد	کور از خواب محال است که بینا خیزد	صائب
لرزاند خشک ست رهبر بے تمیزان را	که نابینا عصا را رهنمائے خویش میداند	غنی
...ان امروز از بس قدر اہل زر بود	میزند پہلو بہ عیسے ہر کہ صاحب زر بود	صانع
کسب کمال اہل جہان کسب زر بود	علامہ آن بود کہ زرش بیشتر بود	صائب
زر پرستی می کند دل را سیاه	آخر این صفر السود امی کشد	بیدل
آنانکه خاک را بہ نظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند	لا اعلم
...ے کہ بہ تعظیم کساں کاستہ گردد	...درے بجہان قدر کسے آراستہ گردد	"
خراں راکسے در عروسی نخواند	مگر وقت آن کا بدو ہیزم نماند	نظامی
کہ داند کہ فردا چہ خواهد رسید	زدیده کہ خواهد شدن ناپدید	لا اعلم
بکام جوانی توانی رسید	چو پیری رسد گوشہ باید گزید	"
دری را کہ از غیب شد ناپدید	بجز غیب داں کس نداند کلید	"
بسا قفل کا زانی بی کلید	کشاینده ناگہ آید پدید	"
بیک تاجور تخت باشد بلند	چو افزون شود ملک یابد گزند	"
نکو رائے چوں رائے راہد کند	خرابی در آبادی خود کند	"
بشغل جہاں رنج بردن چه سود	که روزی بکوشش نیابد فزود	"
در خرج بر خود چناں بر مبند	که گردی ز ناخوردنش دردمند	"
چو عضوے شود گنده باید برید	دگرنه کند عضو دیگر پلید	"
...ں دولت دنیا بآئینے اثر بخشند	بہر برجے رسد خورشید تاثیرے دگر بخشد	رضا
...دریادلاں را احتیاج عذر نیست	زخم روئے آب کے محتاج مرہم می شود	غنی
...ہل بصیرت از برائے دیگراں محزون	گرفتار بلا گر دل شود از دیده آب آید	خالص
...امانت ظالم ز ساده لوحی ها	که تیغ سنگ فساں را سیاه رو سازد	صائب
...بم کسے از کوئے او دل شاد می آید	فریبے کز وے اول خورده بودم یاد می آید	"

شر انگیز مردم سوی شر رود	که کژدم سوی خانه کمتر رود	لا اعلم
غنیمت حسن بی بقا شمارید دلبستگی	با چراغ برق یک پروانه همراهی نکرد	غنی
جوهر قابل بود از تربیت بس بی نیاز	رفته رفته شیر در بادام روغن می شود	ناصر علی
ز دست تهی بر نیاید امید	بزر بر کنی چشم دیو سفید	سعدی
ز رفعت بیشتر باشد صلابت خاکساران را	ز بالا سوی پستی هر که بیند هراس آید	جودت
گفتمش چیست کتخدائی گفت	ساعتی عیش و غصه سالی چند	عمر خیام
نباشد پیش اهل دل فروغی اهل دعوی را	ندارد شمع از میان چو مهر نور افشان برون آید	حزین
ز طعنهٔ دشمن نشود رنجه دل ما	خاطر ز ستایش گر نادان گله دارد	لا اعلم
بمایه توان از پسر سود کرد	چه سود افتد آنرا که سرمایه خورد	״
زن و فرزند و یار و خویش و پیوند	برادر خواندگان کاروانند	״
سعدیا مرد نکونام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند	سعدی
هر که بگل درماند تا که نگیرند دست	هر چه کند جهد بیش پای فروتر شود	لا اعلم
تا رنج تحمل نکنی گنج نبینی	تا شب نرود صبح پدیدار نگردد	״
ای جوان بر قامت خم گشته پیران مخند	رفته رفته زندگی بار گرانی می شود	واثق
خر عیسی اگر بمکه رود	چون بیاید هنوز خر باشد	سعدی
غافل نیم ز صورت واماندگان خاک	در پای من ز آبله آئینه بسته اند	
آنانکه دل بغیبت ما شاد می کنند	بارے بدان خوشم که مرا یاد می کنند	حاجب
در بند آن نیم که بدشنام یا بغیبت	یادش بخیر هر که مرا یاد می کند	کاشی
دولت چو یافت بدگهر اندیشه کن از او	درنده تر شود چو سگ سفله سیر شد	لا اعلم
با سفلگان شراکت روزی زیان بود	سگ دشمن گدا است بیک پاره نان بود	حزین
هر چه بر نفس خویش نه پسندی	نیز بر نفس دیگران مپسند	سعدی
سر آنگه ببالین نهد هوشمند	که خوابش به قهر اندر آرد به بند	لا اعلم
خر عیسی اگر چه هست خرے	بر خر دیگران شرف دارد	״

ده مرده مرد را احمق کند	عقل را بے نور و بے رونق کند	معنوی
چوں ز نامردی دل آگنده بود	ریش و سبلت موجب خنده بود	لا اعلم
هر که افعال دام و دد بود	بر گریبانش گمان بد بود	״
هست تنهائی به از یاران بد	نیک چوں با بد نشیند هست بد	״
خاکساران جهاں را بحقارت منگر	تو چه دانی که دریں گرد سوارے باشد	حافظ
سخن گفتن آنکه بود سودمند	کزاں گفته آواز گردد بلند	نظامی
اگر نخل خرما نباشد بلند	ز تاراج هر طفل یابد گزند	لا اعلم
ز هر آدمی سرفرازی کند	سر آں شد که مردم نوازی کند	״
چو باراں که یک یک چیما شود	شود سیل و انگه بدریا شود	״
عشاق دیگر از که وفا آرزو کند	دل نیز رفته رفته بآن بے وفا رسید	״
ل صائب ز سعد و نحس و انجم فارغند	صلح کل با ثابت و سیار انجم کرده اند	صائب
بمرد آخر و نیک نامی ببرد	زہے نیک نامے که نامش نمرد	لا اعلم
بر اند از بیخے که خار آورد	درختے بپرور که بار آورد	״
نیک سهل است زنده بیجاں کرد	کشته را باز زنده نتواں کرد	״
ند بد مرد هوشمند جواب	مگر آنگه کز و سوال کنند	سعدی
ر انیک دار اے مرد هشیار	که نیکاں خود بزرگ و نیک روز اند	لا اعلم
ظراں تحیر نکردند خلق یاد	از یاد رفتگاں همه کس یاد می کنند	״
پند گیر از مصائب دگراں	تا نگیرند دیگراں ز تو پند	״
بزرگان مسافر بجان پرورند	که نام نکوئی بعالم برند	سعدی
بیهده دار و ز سخن چشم سعادت	از سایه خود نفیض کجا بال هما گرد	لا اعلم
رهنما در دولت ز حال دوستان غافل	که ایں خواب گراں با دولت بیداری باشد	״
ج از امکان عقل روز و شب کوشیده ام	حاصل دانش مرا جز عین نادانی نبود	״
قدر ارباب مذلت بیش می باشد	کف سائل ز اعضائے دگر و بیش می باشد	״

در بزم وصال تو به هنگام تماشا	نظاره ز جنبیدن مژگان گله دارد	لا اعلم
منگر بچشم کم بعزیزان عزیز من	یوسف غلام کس بخریدن نمی شود	صائب
دنی بآزار بی رنج کسان امان نمی یابد	چو رگ تا نریزد خون مردمان نمی یابد	اثر
اصیل زاده چو مفلس شود از و مپیوند	درخت گل چو تهی گشت خار گردد	لا اعلم
در جوانی میتوان برخورد صائب از حیات	در بهار ار تخم نمی کاری چه سود	صائب
بد را کدورت از دل بی کینه میرسد	زنگی خجل شود چو بآئینه میرسد	״
هوس چون بی نهایت شد نماند جای آسایش	چو دریای کنار افتاد طوفان بیشتر باشد	حزین
خود را بهر که سنجی چیزی زخویش کم کن	خواهی که زر تو افزون کس در هنر نباشد	کلیم
چو کم خوردن طبیعت شد کسی را	چو سختی پیش آید سهل گیرد	سعدی
رتبه عالی نسب از عجز افزون تر شود	قطره از بالا به پستی چون رسد گوهر شود	لا اعلم
برصدر بود چشم تواضع طلبان را	آسوده بود هر که بپایان نشیند	״
دل بدشمن چون ملایم شد مصفا می شود	سنگ با آتش چو نرمی کرد مینا می شود	״
گوشه گیران کامیاب از عالم بالا شوند	فکرها از گوشه گیری آسمان پیما شوند	״
از تواضعهای مردم سخت حیرانم غنی	هر که می افتد بپایم کنده پای می شود	غنی
کلفت زدای کینه دلها تواضع است	از تیشه میتوان گره سنگ باز کرد	لا اعلم
بدین رواق زبرجد نوشته اند بزر	که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند	حافظ
با کریمی گر کنی احسان سزد	هر یکی را او عوض هفصد دهد	معنوی
ز ما بیحاصلان از حاصل دنیا چه میپرسی	که هر کس تخم افشانده است از حاصل خبر دارد	صائب
کرم پیشه کن کآدمی زاده صید	باحسان توان کرد و وحشی بقید	سعدی
بعالم کسی سر بر آرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند	״
آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند	السی
نیست در گل شوخی بوئیکه در عطر گل است	فیض پاکان از گداز دل دو بالا می شود	مهربان
بار اسباب توان برد از پیش راه حق را	موسی صلاح دیگر غیر از عصا ندارد	صائب

فی ولاں نداند آئین پردہ پوشی	آئینہ زشت و زیبا ناچار می نماید	حزیں
آں کس کہ جور بزرگاں نبرد	نتوزد و دلش بر ضعیفاں خورد	سعدی
نہ آئین عقل است و رائے خرد	کہ دانا فریب مشعبد خورد	״
ہ چوں رشتہ زباریک خیالاں گردد	روزیش تنگ تر از رشتہ سوزن باشد	صائب
نہ دانا ہمی اسپ جان برد	نہ داناں بنا ساز خوردن بمرد	سعدی
دراں فیض مجالست بہ نیکاں برسد	تیر کج باعث آرام نشاں می گردد	لااعلم
باکہ زخم از سنگ خاموش خوردہ اند	از نفس آرمیدہ حضر بیشتر کنند	صائب
ل نباشد نتواں خرج نمودن	کز بستگی گوش زباں لال بر آید	״
یگانگاں چشم زن کور باد	چو بیروں شد از خانہ در گور باد	سعدی
بن دل ز صحبت روشندلاں طلب	آئینہ بیقراری سیماب می برد	مخمور
ں یوسف از امداد حسیناں مر از راہ	کز چاہ بر آرند و ببازار فروشند	صائب
ں بر مردہ کشیدن زجواں مردی نیست	غیبت مردم پیشینہ نمی باید کرد	״
چراغ دیدہ من آب روشن می شود	بخت چوں باشد چراغ از آب روشن می شود	״
ن سخن باہل سخن گو می رسد	از نافہ بوئے مشک باآہو نمی رسد	غنی
بیت شعر نکو عمر جاوداں دارد	قول مرداں جہاں ست سخن جاں دارد	صائب
ید سنگ لعل شود در مقام صبر	آری شود ولیک بخون جگر شود	حافظ
دہ را قیاس کن از حال خود ببیں	کز رفتگاں بخیر کجا یاد می کنند	صائب
حاضراں بخیر نہ کردند خلق یاد	از یاد رفتگاں ہمہ کس یاد می کنند	لااعلم
دستاں را باحسان یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخل بپائے خود ثمر می افگند	״
ب ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	حافظ
ں را نوازش کن اے نیک مرد	کہ سگ پاس دارد چو نان تو خورد	سعدی
ں سعادت ازلی ایذا نمی شوند	بر بستر ہیچ کس پر و بال ہما ندید	لااعلم
م بر زیردستاں مر سرکشی اخطر دارد	فلک را شیوہ عاجز کشی زیر و زبر دارد	آفریں

تار و پود موج این دریا بهم پیوسته است	میزند بر هم جهان را هر که یک دل بشکند	صائب
غیبت ارباب ستم را بهره از رزق حلال	تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد	راقم
زبردست اضطراب و زیر دست آسودگی دارد	و شاهد بر کلام من دو سنگ آسیا باشد	لا اعلم
زینهار ایمن مباش ای ظالم از خشم حلیم	چون زمین در جنبش آید خانها ویران کند	غنی
ز بند سخت ناصح ظلم ظالم میشود افزون	دم شمشیر چون بر سنگ ساید تیزتر گردد	لا اعلم
نیست ظالم را بس از مظلوم چندان فرصتے	شمع با پروانه در یک شب ز محفل میرود	〃
پادشاهے کو طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند	سعدی
با مردم فتاده مکن دشمنی که برق	بر خرمنی نتاخت که خود هم فنا نه شد	لا اعلم
جفا جو یا ستمگارا حذر از آه مظلومان	که تیر آه مظلومان نهان در سنگ جا دارد	〃
دولت دنیا که تمنا کند	با که وفا کرد که با ما کند	〃
سکندر شد هفت کشور نماند	نماند کسے چون سکندر نماند	نظامی
دل چون اطفال مبند در پی نقش و نگار	کین بهاریست که یکدست خزان خواهد شد	لا اعلم
عقدهٔ دل بستگے را اندکے باز کن	ورنه مرگ این رشته را یکبارگی وا میکند	〃
دل در جهان مبند که این نو نهال را	از بهر سر زمین دگر آفریده اند	〃
فلک اسباب دنیا زان برائے ناکسان دارد	هما گر سایه دارد بر ای استخوان دارد	〃
جهان در جهان خلق بسیار دید	رسد از همه با کسے نارسید	〃
دل تاریک را از فکر دنیا نیست دل گیری	که باغ و گلستانی چغد جز ویران نمی باشد	〃
مالداران جهان سرمست غفلت گشته اند	نقش دنیا رود رم اینجا طلسم خواب شد	فاروق
اهل عالم طفل طبعان نند و بیمار هوس	کی تواند طفل چون بیمار شد پرهیز کرد	کلیم
ترک آسایش اگر لذت ندارد پس چرا	گل بآن نازک تنی از خار بستر میکند	〃
دل را مکن بصحبت اهل زمانه بند	مثل حباب در برج از کرانه بند	اظهر
خوشا شمعیکه سر تا پا بسوزد	بسا زد با خود و تنها بسوزد	لا اعلم
مئے صرف وحدت کسی نوش کرد	که دنیا و عقبا فراموش کرد	〃

دست چوں عیسیٰ از دنیا پاک میباید فشاند	گرد رہ در دامن افلاک می باید فشاند	صائب
مقید دو جہاں کی شود بیک سرمو	کسیکہ شیوۂ اہل قلندری دارد	صافی
ہمایہ کہ امروز مردم خورند	کہ فردا ایس از من بغارت برند	سعدی
خانہ عمر تو میریزد شب و روز از فلک	تا بکی غافل نشینی خانہ ویراں میشود	مخفی
تار و پود عالم امکاں بہم پیوستہ است	عالمی را شاد کرد آنکس کہ دل را شاد کرد	لا اعلم
احساں منہری نیست بہ امید تلافی	نیکے بکسے کن کہ بکار تو نیاید	صائب
چو از افلاس کس بیمار باشد	علاجش شربت دینار باشد	حزیں
عاقلاں را مالش ایام ہوش افزا شود	چشم بے مالیدن از خواب گراں کے وا شود	سرخوش
تقدیر قطع رشتۂ تدبیر مے کند	تدبیر سادہ لوح چہ تقدیر میکند	صائب
بجام خضر اگر دسترس بود زنہار	چو نیست از کف ہم مشرب احتراز کنید	صافی
یا کعبہ یا کنشت بروزیں سر دو راہ	یکدل نمی تواں بدو قبلہ نماز کرد	صائب
میکند نان بخیل آئینہ دل را سیاہ	وائے برآں کس کہ بر نان خسے مہماں شود	لا اعلم
فریب جود فرومایگان مخور زنہار	کہ می کنند ترا خرج تا عطا بخشند	״
مرنج از طعنۂ خصم و مکن عرض کمال خود	کہ خود عیب و ہنر بہتر کند اظہار حال خود	حزیں
نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند	لا اعلم
پیش لا یعقل ز دانش دم زدن دیوانگی ست	گفتگوئے عقل را با مردم عاقل کنید	مخفی
کینہ قدر چو پا بدز راستی گزرد	پیادہ پیشہ کند کجروی چو فرزیں شد	بیدل
گفتار صدق باعث آزار می شود	چوں قول حق بلند شود دار می شود	صائب
بچشم سرمہ بایں خیر خواہی خوش نمی آید	کند ہرگاہ احسانے بمردم خودنما باشد	لا اعلم
مرد تمام آنکہ نگفت بکرد	وآنکہ بگوید بکند نیم مرد	״
بخت بد کسے کہ یار بود	سگ گزد گر شتر سوار بود	״
مکن تکبر و فخر اے جواں کہ عالم پیر	بسے ز نخوت شداد و عاد دارد یاد	״
اہل دنیا را ز دنیا بیشتر باشد خطر	زن چو با غیر آشنا شد دشمن شوہر شود	״

نباید از دعائے زاہدان خشک ترسیدن	کہ از شمشیر چوبیں ہیچ بوئے خوں نمی آید	فانی
حباب از سربلندی پائمال موج میگردد	غبار از خاکساری سربراوج آسماں دارد	قاسم
سرکشی سرمایۂ نقصان دولت می شود	نیشکر را نیز بالا کم حلاوت می شود	آزاد
یاریٔ ظاہر چہ کار آید خوشش آں یاریکہ او	ہم بظاہر یار بود و ہم بباطن یار بود	وحشی
کدام چیز عزیزان زکید گر گیرند	بغیر آں کہ زاحوال ہم خبر گیرند	آشنا
این سخن از پیرِ کنعانم بخاطر ماندہ است	دیدن روئے عزیزاں چشم روشن میکند	حسن
کامل نشود ہیچ ہنر گردد دکانہ بند	آرد چو باز پر نشود آشیانہ بند	والا
نباشد مردم صاحب طمع را ہمت عالی	کہ مقناطیس را چیزے بجز آہن نمی گیرد	لا اعلم
جوہر نمائے گوہر ذاتی خویش باش	تاکش بسر کہ زندہ بنام پدر بود	
دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد	دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد	سعدی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پایہ بر او کتابے چند	"
قاصد خوش خبر امروز نوا ساز آمد	کز سفر یار سفر کردۂ ما باز آمد	
خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر	زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند	سعدی
کار بر وقت نگہدار کہ نافع بود	نوش دارو کہ پس از مرگ بہ سہراب دہند	
دانی کہ پسند کہ رسوا کیست	عمر عزیز ماست کہ بر باد می رود	لا اعلم
از دست گدائے بینوا نامد ہیچ	جز آں کہ بصدق دل دعائے بکند	"
غافل یہ لوگ چین سے بیٹھے ہیں ہے غضب	کوس رحیل کی ہے صدا روز بہاں بلند	افسوس
گر پیر نود سالہ بمیرد نہ عجب نیست	ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد	لا اعلم
شاہ ما را وہ دہ منت نہند	رازق ما رزق بے منت دہد	"
با صاف دل مجادلہ با خویش دشمنیست	ہر کس کہ بر آئینہ خنجر بہ خود کشد	"
ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دیں بیفزاید	"
بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید	"
حلم حق با تو مواسا کند	چونکہ از حد بگذرد رسوا کند	"

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر	کماں چوں تن بکشیدن دہد کباو شود	لا اعلم
اگر صد عیب دارد مرد درویش	رفیقانش یکے از صد ندانند	״
کار دنیا کسے بتمام نکرد	ہر چہ گیرید مختصر گیرید	״
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند	حافظ
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	اگر ناخدا جامہ بر تن درد	لا اعلم
مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد	کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	״
اے بسا اسپ تیزرو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	سعدی
چہ داند کس کہ چندیں در چہ کارند	ہمہ تن رو شدہ رو در کہ آرند	جامی
ذوق جہاں ندارد بے دوست زندگانی	بے دوست زندگانی ذوق جہاں ندارد	حافظ
ذکر ایشاں ذکر آں یزداں بود	یاد نیکاں یاد آں سبحان بود	لا اعلم
رہ برو بے راہ مرو ہر چند رہ پیچاں بود	زن مکن دختر مکن ہر چند زن ارزاں بود	״
لقمہ کہ سر پوش نہ برے بود۔	از مگس و مور اماں کے بود	״
ذرہ را تا نہ بود ہمت عالی حافظ	لائق خطرہ خورشید درخشاں نبود	حافظ
رحم کردن بر ضعیفاں رحم بر خود کردن است	وائے بر شیرے کہ آتش در نیستاں افگند	لا اعلم
بہیں کرامت تبخانۂ مرا اے شیخ	کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد	״
در کعبہ و تبخانہ سنگ شد و چوب شد	یک جا حجر الاسود یک جا بُت ہندو شد	״
ز رنج و راحت گیتی مشو غافل مرنجاں دل	کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد	״
مسجد و در کعبہ و تبخانہ یکے است	ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغائے تو بود	״
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد	سعدی
اگر دہ عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	لا اعلم
شیران جہاں اسیر یک زن شدہ اند۔	اے وائے بر آنکس کہ دو زن میطلبد	״
مفلساں را کس نمی پرسند دنیا کن قیاس	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے بود	״
گویند مرداں غم دیوانہ میخورند	دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد	״

هرچه نصیب است بهم می رسد	گر نستانی به ستم می رسد	لاعلم
هرگیاہے کہ بر زمیں روید	وحده لاشریک له گوید	فیضی
چوں باراں کہ یک یک مہیا شود	شود سیل و آنگه بدریا شود	لاعلم
به دنبال روزی چه باید دوید	تو بنشین که خود روزی آید پدید	״
کار نه ایں گنبد گردوں کند	هرچه کند همت مرداں کند	״
سگے را نشانی به تخت بلند	بلیسیدن آسیای رود	״
دشمن دانا که پے جاں بود	بهتر ازاں دوست که ناداں بود	״
دوستاں در زنداں بکار آیند	که بر سفره دشمناں هم دوست نمایند	״
همت اگر همت مرداں بود	مور تواند که سلیماں بود	״
بس قامت خوش که زیر چادر باشد	چوں باز کنی مادر مادر باشد	״
بسیار آسیا کو غریواں بود	چوں بیند مزدور دیواں بود	״
دلبر آں نیست که موے و میانے دارد	بندهٔ طلعت آں باش که آنے دارد	״
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند	״
تا مرد سخن نگفته باشد	عیب و هنرش نهفته باشد	سعدی
عاقبت گرگ زاده گرگ شود	گرچه با آدمی بزرگ شود	״
شپره گر وصل آفتاب نخواهد	رونق بازار آفتاب نکاهد	״
حسد هرجا که آتش بر فروزد	هم از اول حسوداں را بسوزد	״
دریں باغ سروے نیامد بلند	که باد اجل بیخش ازبن نکند	لاعلم
هرکه بیهوده گردن افرازد	خویشتن را بگردن اندازد	״
دانه زیر افتد زبر دستش کند	خوشه سر برکشد زیر افتد	״
هرکه شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد	سبز شد دانه که با خاک سری پیدا کرد	״
هرکه با فولاد بازو پنجه کرد	ساعد سیمیں خود را رنجه کرد	سعدی
درهمه کار مشوره باید	کار بے مشوره نمی شاید	لاعلم

چون بنده خدائے خویش خواند	باید که بجز خدا نداند.	سعدی
چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی	بده وگرنه ستمگر بزور بستاند	〃
آواز خوش از کام و دہان و لب شیرین	گر نغمه کند ور نکند دل بفریبد	〃
ترک دنیا بمردم آموزند	خویشتن سیم و غله اندازند	〃
عالم آنکس بود که بد نکند	نه بگوید بخلق و خود نکند	〃
عالم که کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم است کرا رہبری کند	〃
ہزار خویش که بیگانه از خدا باشد	فدائے یک تن بیگانه کاشنا باشد	〃
گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد	در طلب کاہلی نباید کرد	〃
آسیا زیرین متحرک نیست	لاجرم تحمل بار گراں میکند	〃
صیاد نه ہر بار شغالے ببرد	باشد که یکے روز پلنگش بدرد (یا بخورد)	〃
شب پره گر وصل آفتاب نخواہد	رونق بازار آفتاب نکاہد	〃
ہر که دل پیش دلبرے دارد	ریش در دست دیگرے دارد	〃
وفاداری مدار از بلبلان چشم	که ہر دم بر گل دیگر سرایند	〃
زن کز مرد بے رضا برخیزد	بس فتنه و جنگ از آن سرا برخیزد	〃
سگ بدریائے ہفتگانه بشوے	که چون تر شد پلیدتر باشد	〃
اگر ریگ بیابان در شود	چشم گدایان پر نشود	〃
ہر که با اہل خود وفا نکند	نشود دوست روے و دانشمند	〃
فرشته خوے شود آدمی بکم خوردن	وگر خورد چو بہایم بیوفتد چو جماد	〃
کمن نماز بر آن ہیچکس که ہیچ نکرد	که عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	〃
سمند بادپا از تک فرو ماند	شتربان ہمچنان آہسته می راند	〃
سنگ بدگوہر اگر کاسه زرین شکند	قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود	〃
دوستے را که بہمه عمر فراچنگ آرند	نشاید که بیک دم بیازارند	〃
در خرمی بر سرائے ببند	که بانگ زن از وے برآید بلند	〃

حال درماندگان کسے داند	که باحوال خویش درماند	سعدی
هرکه بر زیردستان نه بخشاید	بجفائے زبردستان گرفتار آید	"
چو کم خوردن طبیعت شد کسے را	چو سختی پیش آید سهل گیرد	"
سخندان بخور کز دهانت بر آید ز	سخندانکه از ضعف جانت بر آید	"
گر گل شکر خوری بتکلف زیاں کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	"
هرکه نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد	"
عاجز باشد که دست قوت یابد	برخیزد و دست عاجزان برتابد	"
آنکس که توانگرت نمی گرداند	او مصلحت تو از تو بهتر داند	"
سخن نزد سخندان ادا مکن حافظ	که تحفه کس دُر و گوهر به بحر و کان نبرد	حافظ
سود و زیان مایه چو خواهد شدن ز دست	از بهر این معامله غمگین مباش و شاد هم	"
مزن دم ز حکمت که در وقت مرگ	ارسطو دهد جان چو بیچاره شد	"
گفتگو از عقد دندان گوهر غلطان شود	پوچ گو گردد دهن سالیکه بے دندان شود	صائب
چند بتوان ساخت موی خویش چون قیر از خضاب	چون نمی گردد جوان دل از سیه کاری چه سود	"
خضاب پردهٔ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیله خزان را بهار نتوان کرد	صائب
ریخت دندانهاے سگ چون پیر شد	ترک حیوان کرد و سرگین گیر شد	معنوی
مرد در کشور ها روے بخون رنگ کنند	کیں خضابیست کز و پیر جوان میگردد	مخلص
نمی سازد غذائے چرب نرم اهل ضعف پیری را	کمان را اگرچه روغن میدهی فربه نمیگردد	ناصر علی
مشورت در کارها واجب بود	تا پشیمانی در آخر کم شود .	معنوی
عذر احمق بدتر از جرمش بود .	عذر دانا در پے علمش بود	"
پاے استدلالیاں چوبیں بود	پاے چوبیں سخت بے تمکیں بود	"
چون غرض آمد هنر پوشیده شد	صد حجاب از دل بسوے دیده شد	"
کلید گنج وجود ست معرفت ایدل	بکوش تا بکف آری کلید گنج وجود	"
هرکه دشمن کوچک را حقیر شمارد .	بدان ماند که آتش اندک را مهمل گرداند	"

حقوق خدمت صد ساله لعب طفلان ست

چون که اسرار تو نهان در دل بود
زانکه چون سگ سیر شد سرکش شود۔

مهر زن بر دهن خنده که در بزم جهان
چارهٔ دل عقل پر تدبیر نتوانست کرد

اهل غفلت را بد نیاید نیک و بد معلوم نیست
بخنده زندگی خویش را بده برباد

هرزه گویان بر سر خود خود بلا می آورند
تا ل خندهٔ شادی بود پشیمانی

ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود
در دل پیر تمنای خزان بسیار ست

آدمی پیر چه شد حرص جوان می گردد
بشکنده است پیری خواجه را این رعشه در اعضا

گفتم نکنم میل نکویان چو شوم پیر
داغ دشمن کاتی از دوران کم فرصت ندید

بے ادب تنها نه خود را داشت بد۔
تا ز این قدر به نعمت و نیاز بهر چیست

تنگدستی فی الحقیقت مایه دیوانگی ست
بے مگس هرگز نباشد عنکبوت

دوستی با ناتوانان مایه روشن دلی ست
بگذر ز جمع مال که زنبور بے نصیب

ز آمیزش کجان نشود طبع راست کج
ایمن ز کجروان نتوان شد بما سیح حال

یکشورے که در و کودکان خدا و ندانند — حافظ

آن. ادب ت زو دز رحاصل شود — "
کے سوئے صید و شکار خویش دود — "

سر خود می خورد آن پسته که خندان باشد — صائب
خزان ویرانه را تعمیر نتوانست کرد — "

خواب شب تعبیر خواهد یافت چون فردا شود — عالی
که در چمن گل نشگفته بیشتر ماند — صائب

خندهٔ کبکان دلیل راه شاهین میشود — راسخ
گلاب تلخ ز گل یادگاری ماند — صائب
زانکه شمع از گریه روشن تر شود

این بهاریست که در فصل خزان می باشد — صائب
خواب در وقت سحرگاه گران می گردد — لاعلم

کز دلبستگیها بر سر اسباب می لرزد — "
فریاد که چون پیر شدم حرص فزون شد — "

دوستان را هر که در ایام دولت یاد کرد — "
ملکه آتش در همه آفاق زد۔ — "

این تحفه را بدست تو در خواب داده اند
بید از بے حاصلی در باغ مجنون می شود — کلیم

رزق را روزی رسان پر می دهد۔ — "
موم چون با رشته سازد شمع محفل می شود — "

با خویشتن ز شان عمل تیغ می برد۔ — "
وز اتصال حرف الف خم نمی شود۔ — "

خط بزر بین از رفتن خود و مار می کشد — "

بحرف هیچ کس انگشت بر اعتراض منه	که مستفیض شود از تو و عدو گردد	لا اعلم
جادهٔ سرمنزل ما راستی ست	چون برون افتد خط از مسطر پریشان میشود	″
در زیر بار قرض نماند کف کریم	بادستگیر خلق خدا یاری شود	″
باادب باهمه سرکن که دل شاه و گدا	در ترازوی مکافات برابر باشد	″
ز فکر بیش و کم رزق غم مخور صائب	که راه طی شود و توشه در کمر ماند	صائب
هرکسی که بی رفیق موافق سفر کند	باخود هزار قافله تشویش میبرد	″
هزار بار شود آشنا و دیگر بار	مرا به بیند و گوید که این چه کس باشد	″
حضور قلب بود شرط در ادای نماز	حضور خلق ترا در نماز می آید	صائب
روزی اگر به دیر رسد تنگدل مباش	رو شکر کن مباد کزین هم بتر شود	حافظ
کریم اوست که خود را بخیل میداند	عزیز اوست که خود را ذلیل میداند	صائب
سعادت ازلی را بکسب نتوان یافت	که زاغ از خورش استخوان هما نشود	کلیم
مکن با دوستان از آشنائی اختلاط افزون	در آید چون درون دیده مژگان خاری گردد	غنی
به پستان آمدن خون جگر را شیری سازد	جوان را کدم اندوه غریبی پیری سازد	حزین
از در حق بدر خلق مبر حاجت خویش	شکوهٔ یار با اغیار نمی باید کرد	عاقل
سخت گفتن بمحل به ز خوشامد باشد	هر سخن وقتی و هر نکته مکانی دارد	صائب
جواب تلخ به نقد از لب ترش رویان	هزار بار به از قند انتظار آمد	لا اعلم
بزرگش نخوانند اهل خرد	که نام بزرگان به زشتی برد	سعدی
از ابلیس هرگز نیاید سجود	نه از بدگهر نیکوئی در وجود	″
بکار کس نمی آید نسب مخفی درین عالم	خریطه حسب بندست گر در کیسه زر دارد	مخفی
تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار	که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند	حافظ
حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست	که آشنا سخن آشنا نگه دارد	لا اعلم
من این مرقع پشمینه بهر آن دارم	که زیر خرقه کشم می که کس این گمان نبرد	″
مرا بجا داغ یادت فرمود	چون تو مرا هم نهی بدارد سود	″

تہی دست گر مایہ داری کند	چو لنگیست کو راہواری کند	والہ
بداصل راچگونہ توان کرد تربیت	کس در درون جامہ چرا مار پرورد	"
ناصح از روے درشتی سخن ار گفت چہ باک	صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد	"
شوق در گفتگو نمی آید	بحر اندر سبو نمی آید۔	"
گر قلم قصہ شوق تو نویسد ہمہ عمر	عمر آخر شود و قصہ بپایاں نرسد	"
کردہ عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	"
ہر کہ آسودگی و راحت جست	دل خود را ز بخت شاد نکرد	"
مرا اے کاش کے مادر نمی زاد	وگر می زاد پس شیرم نمی داد	"
علاج نفس کافر ابہنگام جوانی کن	کہ ایں مار سیہ چوں پیر گردد اژدہا گردد	"
جوانمرد ہموارہ باکس بود	کس او را نباشد کہ ناکس بود	"
عمرت دراز باد کہ ایزد برائے خلق	دست ترا کلید در رزق آفرید۔	"
بنام آنکہ او نامے ندارد	بہر نامے کہ خوانی سر برآرد	"
ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ	از یمن دعائے شب و ورد سحری بود	حافظ
محتاج بزیور نبود حسن خداداد	دنداں گہر حاجت مسواک ندارند	صائب
می افتد رود سبک سر ز معراج غرور	چقدر کوزۂ خالی بہ لب بام بود	"
زمین نرم بود پردہ دار دام فریب	ز فکر دشمن ہموار احتراز کنید	"
رسد بظالم دیگر ذخیرہ ظالم	نصیب تیر شود پر چو از عقاب آید	"
حرص از طینت پیراں نبرد موے سفید	ایں چنے نیست کہ ساکن بہ تباشیر بود	"
نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند	"
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ میروم و ہمرہاں سواراند	"
ما بایں ہمت عالی نتوانیم رسید	ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند	
ز قدر و شوکت سلطاں نگشت چیزے کم	کلاہ گوشۂ دہقاں بآفتاب رسید	
ہرچہ گیرد علتے علت شود	کفر گیرد ملتے ملت شود	[illegible]

جهانت بکام و فلک یار باد	جهاں آفرینت نگهدار باد۔	لااعلم
لاف دانش میزنی خود رامی دانی چه سود	دعوے از خود میکنی خود رامی دانی چه سود	"
در راه خدا که رهزناں اند.	حقا که همی زناں زناں اند	"
معاذ اللہ عجب کاریم افتاد	بسر نا برده دیواریم افتاد	"
آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود که گوشه چشمی بما کنند	"
تا سه بند هم پا نه کشم از سر کوشش	نامردی و مردی قدمے فاصلے دارد	"
شد غلامے که آب جو آرد	آب جو آمد و غلام ببرد۔	سعدی
چو شبها نشستم دریں سیر گم	که حیرت گرفت آستینم که قم	"
روزگارم بشد بنادانی	من نکردم شما حذر بکنید	"
مصلحت نیست که از پرده بروں افتد راز	آنکس است اهل بشارت که اشارت داند	"
امید فیض از نو دولتاں هرگز مجو صائب	پیاده چوں شود فرزیں براه کجروی گردد	صائب
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی واں بھی	گو شیشۂ ساعت میں ہے ریگ رواں بند	آتش
جہاں گیا میں گیا دام لیکے واں صیاد	پھڑک پھڑک کے قفس ہی میں دونگا جاں صیاد	رند
بعد مرنیکے مری قبر پہ وہ آیا میر	یاد آئی مرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد	میر تقی
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے	یاد آوے گی تجھے میری وفا میرے بعد	خاں
از اختلاط حیاں بیگانہ کئے شود خویش	ہر چند جامہ تنگ است جز و بدن نگردد	لااعلم
گر ہمیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواہد شد	"
للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید	"
من از بیگانگان ہرگز نالم	کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد	"
محمد سے صفت پوچھو خدا کی	خدا سے پوچھئے شان محمد	"
مشکلے نیست کہ آساں نشود	مرد باید کہ ہراساں نشود	"
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد	"
نوشتہ بماند سیاہ بر سفید	نویسندہ را نیست فردا امید	"

ہر آں مرد کہ گرد بادہ گردد	اگر رستم بود کون دادہ گرد	لا اعلم
سکین خر آرزوئے دم کرد	نایافتہ دم دو گوش گم کرد	״
گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود	گفتا چہ تواں کرد کہ تقدیر چنین بود	״
زاہداں کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند	چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند	״
ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب	چو زن پستاں خود مالد حظوظ نفس کے یابد	صائب
مار کثر دم را گفت گزیدن مردم	کفر است زیرا کہ مے میرند۔	لا اعلم
دندان تو جملہ در دہانند	چشمان تو زیر ابرو انند	״
حق کسے را اگر ببیند از و	کششش از خیل خانہ ننوازد	״
بخت چوں خنداں بود سنداں بدنداں بشکند	بخت خواب آلودہ را نالودہ دنداں بشکند	״
اگر رفیق نباشد عصا بگیر عزیز	کہ ہیچو موسے ترا نیز غمگسار بود	״
دریغا کہ عمر جوانی نماند	جوانی چہ از زندگانی نماند	״
حریفان بادہا خوردند و رفتند	تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند	״
طلبگار گوہر کہ کانے کند۔	بہ پندار و امید جانے کند	״
آبروے بزم ما اے جان جاناں با تو بود	رونق این گلشن لے مرغ سحر خواں با تو بود	״
سفر از غم خلاصی کے دہد محنت نصیباں را	ہماں در بحر باشد گرچہ کشتی بر کنار آید	״
بدی چہ کنی بجائے کسے۔	کہ او نکند بجائے تو بد۔	״
ہر دم زمانہ داغ دگر گوں در دہد۔	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد	״
شب عشرت غنیمت داں و داد خوشدلی بستاں	کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند	״
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکساں نکرد	سعدی
چناں پہن خوان کرم گسترد۔	کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد	״
اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند۔	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	״
چہ داند کس کہ چندیں ورچہ کار اند۔	ہمہ تن رو شدہ رو در کہ آرند	جامی
پسر نوح بابداں بنشست	خاندان نبوتش گم شد	״

وفاداری مجو از بلبلان چشم	که هر دم بر گل دیگر سرایند
باش با شخص سیاست سر بشوید از غرض	باش تا این دردمند آخر بدرمان برسد
دردمندے که کند درد نهان پیش طبیب	درد او بے سببی قابل درمان نشود
اینکه می بینی خلاف آدم اند	نیستند آدم خلاف آدم اند
بدوزد طمع دیدهٔ هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند
من ز وضع زمانه در فکرم	که مبادا ازین بتر گردد۔
از دست و زبان که بر آید	کز عهدهٔ شکرش بدر آید
دانی که بر نگین سلیمان چه نقش بود	خطے بزر نوشته که این نیز بگذرد
چشمے داری و عالمے در نظر است	دیگر چه معلم و کتابت باید۔
خدائے راست مسلم بزرگی الطاف	که جرم بیند و نان برقرار می دارد
این نه مردانند اینها صورت اند	لبستهٔ نان اند و مرد شهوت اند۔
حقوق خدمت صد ساله لعب اطفال است	بکشوریکه در و کودکان خداوند ند
بگو دل را که گرد غم نگردد	از یرا غم ز خوردن کم نگردد
بمانا داں دوست کو دوستان را	غذائے دل و راحت جان فرستد
کمال صدق محبت ببین نه نقص گناه	که هر که بے هنر افتد نظر بعیب کند
حجاب نوعروساں در بر شوهر نمیماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند
پند حکیم عین صوابست محض خیر	فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید
چشم دارم که هم ز روے کرم	کرمت عذر خواه من باشد
وعدهٔ تو هر که باور کند	انتظارش خاک بر سرے کند
هر بیشه گماں مبر که خالی ست	شاید که پلنگ خفته باشد
اے دوست بر جنازهٔ دشمن چو بگذری	شادی مکن که بر تو همیں ماجرا رود
داد غفلت روزگارم را بباد	داد داد از دست غفلت داد داد
طلوع شهرت رسوائی مجنوں پیش است	ورنه طشت من و او هر دو زیک بام افتاد

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد	
گر ز ہر دو ہند نوش می باید کرد	دشنام و ہند گوش می باید کرد	"
ترا اے عندلیب آں دم شود عید	کہ سر از تن جدا گردیدہ باشد	"
بے آہ و نالہ بر دل ما نگذرد شبے	میراث عندلیب بما از کجا رسید	"
تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے	کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد	"
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	حافظ
مست مے بیدار گردد نیم شب	مست ساقی را قیامت بامداد	لااعلم
مبارک منزلے کاں خانہ را ماہی چنیں باشد	ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہی چنیں باشد	"
از مکر و فریب زن نباشی ایمن	رم از آہو رمد چرا مکاں دارد	"
ستم ظاہر او لطف نہانی دارد	صید را زود کند ذبح کہ لاغر نشود	"
خشم ہشیار شد چہ باید کرد	فتنہ بیدار شد چہ باید کرد	"
منہ راز نہاں خود در بر زند	کہ آں راز دستے بدستے برند	"
چوں قضا آید طبیب ابلہ شود	آں دوا در نفع خود گمرہ شود	"
چو ترک سر نکنی ترک یار باید کرد	ازیں دو کار یکے اختیار باید کرد	"
عشق نہ سرسریست کہ از دل بدر شود	با شیر اندر آمد و با جاں بدر رود	"
بے دولت اگر مسجد آدینہ بسازد	یا طاق فرو افتد و یا قبلہ کج آید	"
پدرکش پادشاہی را نشاید	دگر شاید بجز ششماہ نپاید	"
خوارا کسے در عروسی نخواہد	گر آں زماں کاب در ہنرش نماند	"
چراغے را کہ ایزد بر فرازد	ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد	"
کار مرز و ر چرخ بساماں نمی رسد	خوں شد دلم ز درد و بدرماں نمی رسد	"
اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں	بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد	"
نہ ظالم نہ ظلم شقاوت بماند	کہ لعنت برو تا قیامت بماند	"
بسا جواہر خوش آب در تہ دریا	فتادہ است کہ کس ہیچ زاں ندارد یاد	"

سلطنت سہل ست خود را آشنای فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود	لااعلم
بلند و پست جہاں را چو اعتبارے نیست	زمین شدیم چہ شد آسمان شدیم چہ شد	״
دل ویراں طلب گنج سعادت گر ہوس داری	کہ چغد این خراب آباد اقبال ہما دارد	״
ندہد مرد ہوشمند جواب	مگر آنگہ کزو سوال کنند۔	״
و کریمے دو صد گناہ دارد	کرمش علیہا فند و پوشد	״
ہر کہ بر خود در سوال کشاد	تا بمیرد نیاز مند بود۔	״
ہر کہ بزندگی نانش نخورند	چوں بمیرد نامش نہ برند	״
ہر سخن کاندران نباشد صدق	ہیچ خیرے در آن سخن نبود	״
از دست گدائے بینوا آید ہیچ	جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند	״
ہر دم زمانہ داغ الم بر جگر نہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد	״
خضاب پردۂ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
آن ناکسان کہ فخر باجداد میکنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد میکنند	لااعلم
نخواہد این چمن از سرو و لالہ خالی ماند	یکے ہمیرود و دیگرے ہمی آید۔	״
زہے سعادت آنکس کہ یارش آرد یار	کنم زبند و غم و محنت و الم آزاد	״
نخست موعظت پیر مجلس این سخن است	کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنند	״
ہر کہ او نیک مے کند باید	نیک و بد ہر چہ میکند باید	״
میدار سرے بخاکساران جہاں	شکرانہ آن کہ سرفرازت کردند	״
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند	حافظ
بذلہ گوئی و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن	خوبروئے کیں چنیں باشد بلائے جان بود	لااعلم
بسے خانہ خراب از مے شد آباد	بسے خانہ کہ دادش بادہ برباد۔	״
آن زنے را کہ پشت شد چو کماں	نفس راست ہمچو تیر شود۔	״
صحبت دخترے کہ جاں بخشد	زہر قاتل بود چو پیر بود۔	״
در خری بر سرائے بر بند	کہ بانگ زن از وے بر آید بلند	״

زنامحرماں چشم زن کور باد	چو بیروں شد از خانہ در گور باد	لااعلم
زن چو زینجہ قدم آنسو نہد	مرد ہماں بہ کہ بنیک سو جہد	"
علاج دینی و دنیاست صحبت زن نیک	زہے سعادت مردیکہ زن چنین دارد	"
زاہمنشین نکو کام دل تواند یافت	کسے کہ طالع فرخندہ ہمنشین دارد	"
صبح پیری می دمد آخر دمے ہشیار شد	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شد	"
چوں توانستم ندانستم چہ سود۔	چوں بدانستم توانستم چہ بود	"
مباد اکس از زن مہر جوید۔	از شورہ بیاباں گل نروید۔	"
خواجہ بیمار شو ذبین چہ کساں میآیند	بہر پرسیدن بیکس کمساں میانید۔	"
سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد	ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد	"
حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر۔	گل بر بخندید کہ آنکہ ہمہ خار پرورد	"
زن آن یکہ در پردہ پنہاں بود	کہ آہنگ بے پردہ افغاں بود	"
درد آکہ طبیب صبر مے فرماید	ویں نفس حریص را شکر مے آید۔	"
دست خود و دہان خود ۔	گر نخوری زبان خود۔	"
سنجیاں زاموال بر مے خورند	بخیلاں غم سیم و زر مے خورند۔	سعدی
سرسبزی تو زشر خروئی خیزد	زاں گونہ کہ زنگار زمس می زاید۔	لااعلم
سنگ بدریائے ہفت گانہ بشو	چوں کہ تر شد پلید خواہد شد	سعدی
سنگ بر بارۂ حصار مزن	چہ بود کز حصار سنگ آید	"
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ باید کہ حد خود داند۔	"
شب بحر بہ سمور مے نماید	زنگی بچہ حور مے نماید	"
ظالم بہرگی دست نہ دارد از ستم	آخر رعقاب پر تیر مے شود۔	"
کلاغے تگ کبک در گوش کرد	تگ خویشتن ہم فراموش کرد	"
محبت است کہ دل کلمند بہ آرام	دگر نہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد	"
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان	عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد	سعدی

من و مربی من هردو آنچنان مفلوک	که هردو را دو مربی خوب می باید	لااعلم
ممتع متاعیکه فراوان بود.	گر بمثل جان بود ارزان بود.	″
هرکه آمد بجهان زاهل فنا خواهد بود	آنکه پاینده و باقیست خدا خواهد بود	″
هرکه سلطان مرید او باشد	گر همه بد کند نکو باشد.	″
هرکه عیب دگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد	سعدی
هرکه گریزد ز خرابات شاه.	بارکش غول بیابان بود	
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن تا پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند	عرفی
آنکس که بداند و بداند که نداند	اسپ طرب خویش بمنزل رساند	لااعلم
آنکس که بداند و بداند که بداند	آن هم خرک لنگ بمنزل برساند	″
اگر این بار جان برم ز غمت	دیگرم عاشقی هوس نبود	″
چشم ازرق موی سگون رنگ زرد	این چنین کس با کسی نیکی نکرد.	″
در برابر چو گوسفند سلیم	در قفا همچو گرگ مردم در.	″
رشته چو گسست میتوان بست	لیکن بمیان گره بماند	″
شاه اگر لطف بی عدد راند	بنده باید حد خود نگاه دارد	″
کلبهٔ احزان تسلی بخش نیست	در بیابان می توان فریاد کرد	″
قدم نامبارک و مسعود	گر بدریا رود برآرد دود.	″
هردم زمانه داغ دگرگونه در دهد	یک داغ نیک ناشده داغ دگر دهد	″
امروز دیگرم بفراق تو شام شد	در آرزوی وصل تو عمرم تمام شد	″
کاری که بعقل بر نیاید	دیوانگی درد بیاید.	″
سرّت همه دارای فلک میداند	کو موی بموی رگ برگ میداند	″
دشمن دانا که غم جان بود	بهتر از آن دوست که نادان بود	″
بداندیش هم در سر شر رود	چو کژدم که تا خانه کمتر رود.	″
ما را ز تو چشم بد ایام جدا کرد	چشم بد ایام چگویم که چها کرد	″

تو جان منی و عزم رفتن داری	چون جان برود این تن بیجان چه کند	لا اعلم
دولت چو به پیشکاری آید	هر کار چنان کند که شاید	"
ازین نوید مبارک که ناگهان آمد	بشارتی به دل و مژده بجان آمد	"
خدای که بالا و پست آفرید	زبردست هر زیردست آفرید	"
سگ اصحاب کهف روزی چند	پی نیکان گرفت مردم شد	سعدی
کلاغی تگ کبک درگوش کرد	تگ خویشتن را فراموش کرد	لا اعلم
نرخ متاعیکه فراوان بود	گر به مثل جان بود ارزان بود	"
هر کجا چشمه بود شیرین	مردم و مرغ و مور گرد آیند	سعدی
زمانه دگرگونه آئین نهاد	شد آن مرغ کو بیضهٔ زرین نهاد	نظامی
گر مصور صورت آنجا بجان خواهد کشید	حیرتی دارم که نازش را چسان خواهد کشید	لا اعلم
خط دمید و مطلب عاشق تمام شد	ای ترک من مناز که ترکی تمام شد	"
نازک بدن چنانکه اگر بگذرد در آب	چون پای بر حباب نهد آبله فتد	"
گر نمی پرسی که یاری داشتم حالش چه شد	کشتهٔ من نیم جانی داشت احوالش چه شد	"
عید اگر نزدیک باشد ما غریبان را چه سود	چون از آن مه وعدهٔ دیدار می افتد بعید	"
دلی که افسرده شد از سینه برون باید کرد	مرده هر چند عزیز است نگه نتوان کرد	"
بعالم هر کرا بینیم بدل دردی و غمی دارد	ز دست غم منال ای دل که غم هم عالمی دارد	"
دل بمهرش چه نهم تکیه بعهدش چکنم	که بیک صحبت اغیار دگرگون گردد	"
در همه کار مشورت باید	کار بی مشورت نکو ناید	"
بدی چه کنی بجای کسی	که او نکند بجای تو بد	"
دامان نگه تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بهار تو ز دامان گله دارد	"
از سفرها بنده کیخسرو شود	بی سفرها ماه کی خسرو شود	"
فکر آینده مکن بیهده تصدیع مکش	خود بخود هر چه نصیب است همان خواهد بود	"
چه می پرسی ز من حال دل غمدیده ام چون شد	دلم شد خون و خون شد آب و آب از دیده بیرون شد	"

ور افتادگان را گاہ گاہے یاد میکردی — لاعلم

مگر گم کرد قاصد رہ کہ پیغامی نمی آرد ۔ — 〃

جواب نامہ ام زان شاہ خوباں دیر می آید ۔ — 〃

جواں گر مے رسد قاصد ز کوشش پیر می آید — 〃

شب ہجران تو از روز قیامت کم نیست / غالباً روز قیامت شب ہجران باشد — 〃

اگرچہ وعدۂ خوباں وفا نمیدارد / خوش آں حیات کہ در انتظار میگذرد — 〃

بگوشم مژدۂ وصل از در و دیوار می آید / دلم ہم می طپد در سینہ امشب یار می آید — 〃

دردم ز حد گذشت بدرساں خبر کنید / کارم بجاں رسید بجاناں خبر کنید — 〃

گویند روز حشر بپایاں نمی رسد / صد روز ازاں یک شب ہجراں نمیرسد — 〃

تا کے از وعدۂ وصلم دہی اے شوخ فریب / ایں سخن را بکسے گو کہ ترا نشناسد — 〃

من بند کساں نمی کنم گوش / ایں را بہ کسے دگر بہ گویند — 〃

ندانم من ترا در دل چہ افتاد / کہ دادی صحبت دیرینہ برباد — 〃

رفت آں بیوفا از نامہ ام شادم نکرد / من بے یادش چو کردم او مرا یادم نکرد — 〃

مگر آب و ہوائے آں زمیں خاصیتے دارد / کہ ہر کس میرود آنجا فراموشکار میگردد — 〃

مدتے شد کہ رہ مہر و وفا مسدود است / نہ کسے میرود آنجا نہ کسے می آید ۔ — 〃

بیا بیا کہ جدائی نہایتے دارد ۔ / طپیدن دل بے صبر غایتے دارد — 〃

از درد ہجر شکوہ ز جاناں نمی کنم / گیرم ہماں کہ وعدہ نمودہ وفا نکرد — 〃

نمی آئی نمیخواہی نمی جوئی نمی پرسی / چرا از آشنایاں اینقدر کس بے خبر باشد — 〃

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض / ورنہ ہر سنگ و کلوخے در و مرجاں نشود — 〃

گر جاں بدہی سنگ سیہ لعل نہ گردد / با طینت اصلی چہ کند بدگہر افتاد — 〃

اے کبک خوش خرام کجا می روی بایست / غرہ مشو کہ گربہ عاجز نماز کرد — 〃

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر / آرے شود ولیک بخون جگر شود — 〃

اشقیا را دیدۂ بینا نبود / نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں بود — 〃

عروس ملک نکوروی دختریست ولے	وفا نمی کند این سست مہر با داماد	لااعلم
عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند	〃
زخورده گیری روز حساب آزادم	ورق سیاه چناں کرده ام کہ نتواں خواند	طاہر
حسود را نتواں کرد از جدل خاموش	مگر بہ تیغ تغافل زباں بریده شود	عزت
غمناک نباید بود از طعن حسود ای دل	شاید کہ چو وابینی خیرے تو درین باشد	حافظ
تا دخل نباشد نتواں خرج نمودن	کز بستگیٔ گوش زباں لال برآمد	صائب
از گلوی خود بریدن وقت حاجت ہمت است	ورنہ ہر کس وقت سیری پیش سگاں نان افگند	لااعلم
سر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت۔	در حیرتم کہ باده فروش از کجا شنید	〃
بیا تا درصف رندان بیانگ چنگ می نوشیم	کہ ساز شرع زین افسانہ بیقانوں نخواہد شد	〃
راز بکشاے برکس کہ درین مرکز خاک	سیر کردیم بسے محرم اسرار نبود	〃
روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد	〃
تعلق احسان نمودن موجب آخر نکو باشد	خدا از دستگیری مردم آخر سرخرو باشد	〃
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	تا نسوزد شمع کئے پروانہ شیدا می شود	〃
بہ تدبیر رستم درآید بہ بند	کہ اسفندیارش نجست از کمند	〃
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	ہمیشہ آتش سوزنده اشتہا دارد	〃
غفلت بجہاں اگر نمی گشت	از عمر و می بسر می شد۔	〃
توانگری نہ بود مال دیگراں خوردن	نظر بنان گدائے توانگران نکنند۔	〃
چار من آبست اگر خواہی کنی غسل بدن	قطرهٔ زیں آب بہر غسل دل کافی بود	〃
یوسف از تعبیر خواب خویش آگاہی نداشت	کارساز دیگراں در کار خود بیچاره بود۔	〃
شاد باش اے دل کہ آخر عقده وا میشود	قطرهٔ ما می رسد جاے کہ دریا میشود۔	〃
مملکت با معدلت خوشتر بود	ثمرهٔ دارین ازان حاصل شود	〃
ہر کہ تعجیل کند پیر و پشیمان گردد	آخر از فعل بد خویش پشیمان گردد	〃
گوش بر گفتہ بیہوده غماز منہ	کو ز بدخوئی خود خانہ براندازد۔	〃

وقت از دست رفته باز نه آید	غافلے این چنین نمی شاید۔	لااعلم
در تعجیل مکشا در امورات	قدم سنجیده نه کز جا نلغزد	״
شرط عقل است انکه سعی بناید	تا بتقدیر او چه می آید۔	״
هر ضعیفے که با قوی پیچد	آب دانسته زهر را نوشد	״
نیک را عاقبت همان نیک است	بد بماند آنکه خوے بد دارد	״
صحبت نیک چو شیر است در آب	نه چو هیزم که همه نار شود	״
تواضع ترا ارجمندی دهد	ز روے شرف سربلندی دهد	״
خیر کن یا دلیل خیرے باش	تا ترا هم دران ثواب دهند۔	״
دولتیان رخ زجهان تافتند	دولت باقی زکرم یافتند۔	״
همه خلق جهان خلق پسندیده نماے	که سوے خلد برین راه بدان خواهد بود	״
ملک منی طلبی پیروی ولها کن	لشکرت گر نبود ملک مسلم نشود	״
هر شاه که او نیت خود راست کند	یابد زخداے انچه درخواست کند۔	״
بناے کار نه بر ثبات و امین باش	که هر بنا که بر اصل ست پایدار بود	״
در فراغت کوش و در لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانے پدید ۔	״
بناے دولت خویش آن کسے خراب کند	که شام می خورد و صبحگاه خواب کند۔	״
سخی را شرم می آید که زسائل	خجل از در گه او باز گردد۔	״
تقدیر چو سابق ست تعلیم چه سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود	״
ماکار خویش را بخداوند کارساز	بگزاشتیم تا کرم او چها کند	״
گرت چو نوح نبی هست صبر در غم طوفان	بلا بگردد و کام هزار ساله بر آید	״
نه بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرا سبد باید کرد	״
شکر سوے شهر سعادت برد	هر که کند شکر زیادت برد	״
هر که باخلاص قدم میزند	یلئے دقیقت که دم میزند	״
نکورو تاب مستوری ندارد	درار بندی سراز روزن برآرد	״

ہرکارکہ عارست ملال افزاید	درحالت احتیاج بہ نہ بنماید	لاالم
دلیرے کہ او شیر را پے کند	نہ ہچوں توئی عاجزی کے کند	"
جراحتے کہ زتیغ زباں رسد بدل	بہ ہیچ مرہم راحت نکو نخواہد شد	"
انچہ داری بخور امروز غم دہر مخور	چوں بفردا برسی روزی فردا برسد	"
کار درویش مستمند برآر	کہ ترا نیز کارہا باشد۔	"
چوں توانستی ندانستی چہ سود	چوں بدانستی توانستی نہ بود	"
چوں خداوند از تو خوشنود است	حشم دیگرکساں ضرر نکند	"
شکر نعمت نعمت افزون میدہد	مفلساں را گنج قاروں میدہد	"
گر جانب حق نگاہ داری	حق نیز ترا نگاہ دارد	"
زاں پیشتر کہ مرگ بناگہ فرا رسد	خورشید عمر بر سر کوہ فنا رسد	"
بد اصل را چگونہ کسے تربیت کند	در جیب خود چگونہ کسے مار پرورد۔	"
قلم رخت جائے تواند کشید	کہ شمشیر نتواند آنجا رسید	"
بجائے خار گلبن می نشاند	بجائے زہر شکر می چشاند.	"
مرد قانع بزرگوار بود	طامع البتہ خوار و زار بود	"
ترا شب بعیش و طرب میرود	چہ دانی کہ بر ما چہ شب میرود	"
ہرکہ از سودائے شہوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	"
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود	بار اگر نکشد مرنج از یار خود۔	"
آتشے را کہ خلق از و سوزند	جز بکشتن علاج نتوان کرد.	"
گر تیغ سیاست سلاطین نبود	در عالم خاک آب خوش کس نخورد	"
سخن کہ آن زغرض پاک و از طمع خالیست	اگر بسنگ بگوئی دراں اثر دارد	"
خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں	تا سیہ روئے شود ہرکہ درو غش باشد	"
من آنم کہ سر از خط وفا بر دارم	گرچہ سازند جدا چوں قلم بند از بند	"
کارہا راست کند عاقل کامل بسخن	کہ بصد لشکر جرار میسر نشود	"

رازِ خود با کسے نباید گفت	کہ بسے اندران خطر باشد	۱۱ظم
راستی راہست راہِ مستقیم	گر دراں خارے فتد دور افگند	〃
ز فیضِ خدمتِ پیرِ خردمند	شود شاگردِ فرزانہ برومند	〃
فضلِ او یک لحظہ سازد ذرہ را چوں آفتاب	ابرِ رحمت قطرہ را مانندِ دریا می کند	〃
شجاعت ہم سخاوت ہم تواضع	کہ ہر سہ در دلِ سلطاں بباید	〃
تواضع کن تکبر دور گرداں	بریں رہ رو کہ راہ راست باشد	〃
عدلِ سلطاں موجبِ امنِ خلائق میشود	شہرۂ آسودگی از شرق تا مغرب رود	〃
گرچہ تبدیلِ خوئے گردد	لیک صحبت عجب اثر دارد	〃
ہر کہ احساں کرد و بادے بد کند	تیشہ را از خود بپائے خود زند	〃
عدل کردن زیبِ سلطانی بود	در ممالک نام با نیکی برد۔	〃
ہر قدر بیشتر طمع باشد	ہوشمندی بہ پند گوش بہ بند	〃
مشو غافل بظاہر ہائے دشمن	کہ چوں صباغ ہر دم رنگے آرد	〃
مرد بد اطوار از تزویرِ خود۔	مالِ ہر کس از فریبی میخورد	〃
مرد ابلہ در فریبِ زن شود	وائے بر آں کو ز خود غافل بود	〃
متاعِ خوب ہر جائیکہ یابید	بجان منتِ خریداری نمائید	〃
تدبیر بمصلحت بر آرد	گر خواہشِ انتقام دارد۔	〃
گوش بر پندِ بزرگاں بنہید	تا کہ از رنجِ صعوبت برہید	〃
دوستی بعد امتحاں شاید	نہ بہر چیز خود بیالاید۔	〃
عقل برتر ز صد گہر باشد	ہمچو خر تھیرہ کہ سیم و زر باشد	〃
قولِ بزرگانست کہ خوش گفتہ اند	صحبتِ ہم جنس اثر می کند	〃
جو مانوگے عورت کا کہنا مزید	تو دنیا میں کہلاؤگے زن مرید	〃
ہر آہِ جگر سوز کہ از سینہ بر آید	دود ست کز بوئے گلاب جگر آید	〃
اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد۔	〃

...ق چشمک زن زطرف کوهساران میرسد	ساقیا سامان ساغر کن که باران میرسد	لااعلم
هر کجا روم وصف دوستان گویم	برائے یار فروشی دکان نمی باید	//
ساقیا عمر دراز و قدحت پرمے باد	که بسعی تو ام اندوه خمار آخر شد	//
چناں زی که ذکرت بتحسین کنند	چو مردی نه بر گور نفریں کنند	//
...افظ صبور باش که در راه عاشقی	هر کس که جاں نداد بجاناں نمیرسد	حافظ
زمرگ میندیش و غم رزق مخور	کیں هر دو بوقت خویش ناچار رسد	//
طلبگار گوهر که کانے کند	به پندار و امید جانے کند.	//
کس ندانداز اں جہاں که تا پسم ازد	کہ احوال مسافراں عالم چوں شد	//
ما کار خویش را بخداوند کارساز	بسپرده ایم تا کرم او چه کند	//
...وز ہجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم ایں فال و گزشت اختر و کار آخر شد	//
...ہاں خوش ست و لیکن حیات می باید	اگر حیات نباشد جہاں چه کار آید.	//
...بجہ ز عشقت لباس پارسائی پاره شد	طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظاره شد	//
...ر زمینے که نشان کف پائے تو بود	سالہا سجده صاحب نظران خواہد بود	//
ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد	زخوبی سرو او چوں سرو آزاد	//
...مال را چوں دید زاہد سبحہ از دستش فتاد	از برائے دانہ صد دانہ را بر باد داد	//
...روٹیں لے لے کے کہتے ہیں شب فرقت میں ہم	کس طرح سے خفتگاں خاک آجاتی ہے نیند	//
گر ہمیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواہد شد	//
ہیچ صیقل نکو نداند کرد	آہنے را کہ بد گہر باشد.	//
فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال	کہ چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود	//
...رست و بہارست و ہوا ہم مزہ دارد	برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد.	//
...یں سبزہ و ایں چشمہ و ایں لالہ و ایں گل	آں شرح ندارد کہ بگفتار در آید	//
...ر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید	گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید	//
...ں ناکساں کہ فخر با جداد می کنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد می کنند	//

غم هجر تو پایانے ندارد	چه درد است این که درمانے ندارد	لااعلم
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو	ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود۔	"
از دست و زبانے که بر آید	کز عهدهٔ شکرش بدر آید	"
امید نیست دگر دفع این ملال شود	مگر بمیرم و اے جان بتو وصال شود	"
نکے ست کلام خوش که گویند ازاں	چنداں که کرم نمود درویش نشد	"
از بیاباں عدم بر سر بازار وجود	بتلاش کفنے آمده عریانے چند	"
نه کس می دهاند نه کس میدهد	خدای دهاند خدا می دهد۔	"
هر که او در انفس توسن رام شد	از خردمندان نیکو نام شد	"
هر که مزرع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشه باید چید	"
اے بسا اسپ تیز رو که بماند	که خر لنگ جاں بمنزل برد	"
عاقل آن باشد که او شاکر بود	و انکه بر نفس خود قادر بود	"
شاه گر لطف بے عدد راند	بنده باید که قدر خود داند۔	"
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	گر نسوزد شمع کے پروانه شیدا می شود	"
هر چیزے که دل بداں گراید	گر جهد کنی بدست آید۔	"
فلک بے رحم و عالم دشمن و معشوق بے پروا	مرا بر آرزوہائے نظیری خنده می آید	نظیر
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواهد	عجائب کشمکش دارم که جانم مفت میکاهد	"
چوں هلال ابروش را ماه نو از دور دید	خم شد از تعظیم تا گوید مبارکباد عید	"
غلط ست آنکه گویند که بدل رهست دل را	دل من ز غصه خوں شد دل تو خبر ندارد	"
کسی طرح سے سمجھتا نہیں دل ناشاد	وہی بکا ہے وہی زاری اور وہی فریاد	"
مطلبے گر بود از ہستی ہمیں آزار بود	ورنه در کنج عدم آسودگی بسیار بود	"
تو بادشاه جهانی جهاں زدست مده	که بادشاه جهاں را جهاں بکار آید۔	"
ز راه خاکساری گر کسے بر خاک بنشیند	چو خورشید جهاں افروز بر افلاک بنشیند	"
اے کبک خوش خرام که خوش میروی بناز	غره مشو که گربهٔ عابد نماز کرد۔	"

...وم نه مسلمان نه محتسب نه فقیه	بخیر تم که سر انجام ما چه خواهد بود	لااعلم
حسن تو همیشه در فزوں باد	رویت همه سال لاله گوں باد	〃
از سربلندی پائمال موج میگردد	غبار از خاکساری سر به اوج آسماں دارد	〃
نمیدانم ترا در دل چه افتاد	که دادی صحبت دیرینه بر باد	〃
هرکه جان را عزیز می دارد	با بچها ندارشیں چه کار بود	〃
سودائے شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	〃
...ورد دلاویزد استانے هست	که ذوق بیش دهد چوں دراز تر گردد	〃
...دهٔ ز زن وفا می طلبی	اسپ وزن وشمشیر وفادار که دید	〃
خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند	〃
باهمیں مردماں بباید ساخت	چه تواں کرد مردماں این اند	〃
هرچه از پیش شه آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود	〃
...برشوائے خضر پے خجسته که من	پیاده میروم وهمرهاں سوار انند	〃
...ت تنگدستی مایهٔ دیوانگی ست	درچمن بید از غم بیحاصلی مجنوں شود	〃
زر نهاں داشتن بود مشکل	گرچه دارند حیله ها سازد	〃
...درد اسیری کی داستاں صیاد	سنی نه جائیگی تجھ سے مری فغاں صیاد	〃
...پاے پر آبله و منزل عشق ست دراز	آیا ایں بادیه انجام شود یا نشود	〃
...ز عالم کسے سر برآرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند	〃
...باگرسنگی قوت پرهیز نماند	افلاس عناں از کف تقوے بستاند	〃
...صبور باش مخور غم که عاقبت	ایں شام صبح گردد وایں شب سحر شود	〃
قانع به تجلی نشود طالب دیدار	پروانه به مهتاب تسلی نتواں کرد	〃
بطرف جاناں بیا به دیده ام منشیں	که در بزم سیه بختاں بلا بالانشیں باشد	〃
اگر ده هردو جانب جاهلانند	وگر زنجیر باشد نگسلانند	〃
...ایزد که میان من وا و صلح فتاد	حوریاں رقص کناں ساغر شکرانه زدند	〃

بجو دست وکرامت بسجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود	لااطم
نیز که دل بهاں گر اید۔	گر جهد کنی بدستت آید۔	″
کا فرا بهنگام جوانی کن	که این مار سیه چوں پیر گردد اژدها گردد	″
ں کا حال تو کہنا یہ نامہ بر	تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد۔	″
خداوند از تو خوشنود ست	خشم دیگر کساں ضرر نکند	″
دار و زبونی مکن که چرخ	هر جا زبوں تری ست برو چیره تر شود	″
آسودگی و راحت جبت	دل خود را ز بخت ش دنگرد	″
کسے کن که وفایت کند	جاں هدف تیر ملامت کند	″
لت یافته ز دست مده	که بداں دولتت نه باز آید۔	″
ها راست کند عاقل کامل سخن	که بصد شکر چرا سیر نشود	″
ساخت موے خویش حسن تیز تر خضاب	چوں نمی گردد جواں دل زیں سیه کاری چه سود	″
کج کلهاں صلح و صفا نیز کنند	غنچه سازند دل و کار صبا نیز کنند	″
دمن هیچ به انسان نکند	مرگ با جاں نکند کفر به ایماں نکند	″
ند که این دهمه دام دود	چه بازیچه ها دارد از نیک و بد	″
نیت داں و داد خوشدلی بستاں	که در عالم کسے احوال فردا را نمی داند۔	″
یوق گنبد به گردوں رسید	چو پیرے که او را پراند مرید	″
ارخت چشم بسته می آید	ادب به بزم تو صد جا نشسته می آید	″
د عالی تو توانیم رسید	ہاں مگر پیش نهد لطف شما گامے چند	″
دشد و دیده همه دل گردید	که مرا دل و دنیا ز تو حاصل گردد	″
از مرگ انتظار آمد	نه پیام آمد و نه یار آمد	″
دعد خوباں وفا ندارد	خوش آں حیات که در انتظار می گزرد	″
یم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم که غم با من درین غمخانه می رقصد	″
ت وصل جاناں یاد می آید	ز چشم اشک می بارد ز دل فریاد می آید	″

تواضع ترا ارجمندی دہد	زروے شرف سربلندی دہد	۱۸۱۷
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود	یار اگر نکشد مرنج از یار خود	〃
ن کہ آں زغرض پاک واز طمع خالیست	اگر بسنگ تو گوئی دراں اثر دارد۔	〃
حدیث سرّ دل دل داند و بس	زبان و لب دراں محرم نباشد	〃
ہرکہ بدی کرد بجز بد ندید	آفت آں زود بوے دررسید	〃
دوستی را چنیں کسے باید	کہ ازو کار بستہ بکشاید	〃
فتہ رفتہ موج اشکم درگلو زنجیر شد	اشک وا منگیر ما آخر گریباں گیر شد	〃
مرد قانع بزرگوار بود۔	طامع البتہ خوار و زار بود	〃
قدرے کہ بتعظیم کساں کاستہ گردد	مردے بجہاں قدر کے آراستہ گردد	〃
ہرکس کہ بقول خصم مغرور شود	شمع و خردش تیرہ و بے نور شود	〃
نیست در عالم بدے چوں یار بد	یار بد بدتر بود از مار بد۔	〃
...شں بود گر محک تجربہ آید بمیاں	تا سیہ روے شود ہرکہ درو غش باشد	〃
...ب نگاہ غلط انداز زچشم ساقی	کار صد شیشہ و صد ساغر و صد جام کند	〃
ما نامہ بہ برگ گل نوشتیم	باشد کہ صبا بادر ساند۔	〃
وعدۂ وصال غم از دل نمیرود	نتواں بہ بوے بادہ علاج خمار کرد	〃
...ب دفور ضعف سے ضبط فغاں ہوتا نہیں	فاش ہو جائے نہ کیوں راز نہاں اہل درد	〃
...نے زر و سیم نہ باغ و نہ مکان می باید	انچہ در راہ خدا میدہی آں می باید	〃
چنیں گفت شاہ جہاں کیقباد	کہ نفریں بد بر زن نیک باد	〃
نباید بست دل با مال و فرزند	بباید بود تنہا با خداوند	〃
...ے اجل گر ہمتے داری بیا امشب بکش	ورنہ بے منت فراق یار فردا می کشد	〃
...نا بیش تو مجرم تو در پیش خدائے	گر عفو کنی حق ز تو ہم عفو کند۔	〃
...اصل را چگونہ کسے تربیت کند	در جیب خود چگونہ کسے مار پرورد	〃
...شاہ کہ او نیت خود راست کند	یابد ز خدائے انچہ درخواست کند	〃

شکر خدائے را کہ تواند شمار کرد
تا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

تا توانی درون کس مخراش
کاندریں راہ خارہا باشد

چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

غافل ز بیقراری عشاق نیست حسن
فانوس پردہ داری پروانہ می کند

آواز خوش از کام و دہانے کہ بر آید
گر نغمہ کند ورنہ کند دل بفریبد۔

رنج و غم کی ہے کہانی دوستاں اہل درد
غیر بھی روتے ہیں سن سن کر بیاں اہل درد

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

با بداں کم نشیں کہ صحبت بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند

وصلے کہ درو ملال باشد
ہجراں بہ ازاں وصال باشد

برگ سبز است تحفۂ درویش
چہ کند بے نوا ہمیں دارد

ابر باید کہ بصحرا بارد
زاں چہ حاصل کہ بدریا بارد

نہ قندی کہ مردم بصورت خورند
ارباب معنی بہ کاغذ برند

چوں رشتہ گسست میتواں بست
لیکن بمیاں گرہ بماند

پس ز پے آنچہ نخواہد رسید
رنجش بیہودہ چہ باید کشید

ہر کجا داغ باید ت فرمود
چوں تو مرہم نہی ندارد سود

سبک سر ہمیشہ بخواری بود
ستوں خرد بردباری بود

شہا تخت اقبال جائے تو باد
سر بر فلک متکائے تو باد

درخت دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد
نہال دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد

از ستم ہر کو دلے را ریش کرد
آں جراحت بر وجود خویش کرد

ہمت بلند دار کہ مردان روزگار
از ہمت بلند بجائے رسیدہ اند

من ز خود رفتم و یارم آمد۔
بیخودی طرفہ بکارم آمد۔

کرم پیشہ کن کادمی زادہ صید
باحساں تواں کرد وحشی بقید

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔

نہ داغ دگرگونہ می دہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد	۳۳
ستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ	معاذ اللہ غلط کردم کہ دوزخ زان نشاں باشد	”
ادمن زاہد لیکن بہ تبسم دل را	با طائفہ خوباں وز دیدہ نمے دارد	”
یم صبح کہ دیوانہ وار می گزرد	ندامت زگدایی دیاری گزرد	”
اغ آنچناں آتشے بر فروزد	کہ از تاب آں ہر چہ باشد بسوزد	”
سفرہا بندہ کنجے و شود	بے سفرہا ماہ کے خوش رو شود	”
شد پسندیدۂ عقل و شرع	کہ بے بینہ شاہ فرماں دہد	”
بانب حق نگاہ داری	حق نیز ترا نگاہ دارد	”
شورت زیرا کہ ارباب خرد	مشورت را پیشکار اہل دولت گفتہ اند	”
بیت کہ خدائی گفت	ساعتے عیش و غصہ سالے چند	”
چاں اسیر یک زن شدہ اند	اے وائے بر آنکس کہ دو زن می طلبد	
و محبت ہم وفائے زن پلید	چشم مور و پائے مار و نان ملائکس ندید	
دۂ پیری نمی شود صائب	بہ مکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
م دو دم سہ دم باشد	نہ کہ میراث جد و غم باشد	”
باشد کہ آدم می خورد	شیر آں باشد کہ آدم می خورد	”
را بخت راہبر باشد	در ہمہ کار باظفر باشد	”
ین نشان خرد آن بود	کہ از بد ہمہ سال ترساں بود	”
م ما دل تو از عشق ہر دو سوختہ ایم	ترا تجلی و ما را نقاب می سوزد	”
ب بہتر از گنج قاروں بود	فزوں تر ز ملک فریدوں بود	”
برس ملک کسے در کنار گیر چسپ	کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند	”
سند ناز کے نشیند بمراد	آنکس کہ رہ مراد بر دل نکشاد	”
کر سو شہر سعادت برد	ہر کہ کند شکر زیادت برد	”
ں کہ فخر براجداد می کنند	چوں سگ بہ استخوان دل خود شادمی کنند	”

...سان راکس نمی پرسد زیناکن قیاس — چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد

ہر آں گہر کہ با مہر ستیزد — چناں افتد کہ ہرگز بر نخیزد۔

ہر کہ زبہر دگراں چاہ کرد — بہر خود او زیر زمیں راہ کرد۔

از دوست سود گر رسد و گرزیاں رسد — نیکوست ہر چہ از طرف دوستاں رسد

ایں بادہ کہ روزگار دارد — یک مستی و صد خمار دارد

فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ — معاذ اللہ غلط کردم کہ دوزخ زاں نشاں باشد

ما کار خویش را بخداوند کارساز — بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

ہر کہ عاقل بود از خوبیٔ عنواں داند — کہ دریں نامہ خبرہائے نکو خواہد بود۔

وزیدست نسیم وصل خوش در گلشن جانم — چناں شادم کہ غم با من دریں غم خانہ بی قصد

گشتنے کہ عشق دارد نگزاردت بدنیساں — بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

بیک آمدن ربودی دل وجاں صد چو خسرو — چہ شود اگر بدنیساں دو سہ بار خواہی آمد

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم — پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

بے تو آمد جاں بدل از دل کنوں آید بلب — ایں مسافر تا قدم منزل بمنزل میرود

بس نامور بزیر زمیں دفن کردہ اند — کز ہستیش بروئے زمیں یک نشاں نماند

سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش — کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند

تو چناں زی کہ چو میری برہی — نہ چناں گر تو میری برہند۔

مپرس حال دل آندم کہ در سخن آئی — کریم چوں گہر افشاں شود گدا چہ کند۔

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش — شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

گر نفس بخواہد از تو گلقند — خاکش بدہی تو لقمہ چند

بشنو از نے چوں حکایت می کند — وز جدائی ہا شکایت می کند

سخی را شرم می آید کہ سائل — خجل از درگہ او بازگردد۔

عقل کل ہے صلح کل کی پسند — پائے دنیا میں نہ کوئی بھی گزند

کشاکش گرہ مدعا مبارک باد — ثمر فشانی نخل دعا مبارک باد

ت سائل بز عیتم در کرد	بے زری کرد من انچه بقارون زر کرد	صائب
ن وحدت کسے نوش کرد	که دنیا و عقبیٰ فراموش کرد	لااعلم
ست دیدهٔ دل بر کشاید	ہر آں حالے که باشد او نماید	"
م در داہ ہیچ شہر و دیار	نیافتم که فروشند بخت در بازار	عرفی
حبت آنکس کز خلقے بیازارد	بہ آتش ہر که شد نزدیک ہیم سوختن دارد	لااعلم
.و تا گہہ ز تعظیمش مشو غافل	کماں خیزد انکه خم گردد فندکش کارگر آید	"
.خدمت کرد او مخدوم شد	ہر که خود را دید او محروم شد	"
.ر اگر بپرورند چو عود	بر نیاید نسیم عود ز بید	"
وزگارم طرۂ محبوب می ماند	بلے حال پریشاں را پریشاں خوب می داند	"
بناں بزی که بعد از مردن	انگشت گزیدنی بیاران ماند۔	"
بر میں ہو پھر اس کو کیا آتی ہی نیند	کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند	"
ول عشق ست جاناں گریہ کمتر کن	که ایں طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد	"
.بنہ بر ثبات و ایمن باش	که ہر بناکه بر اصل ست پایدار بود	"
نکوشم ار یابم زہے بخت بلند	ور نیابم عذر من افتد بزرگان را پسند	"
ز وفاقه ہر دم آموزند	خویشتن سیم و غله اندوزند	"
. در بند دل آزاری بود	در عقوبت کار او زاری بود	"
با پنجهٔ شیر پنجه کند	یقین بازوے خویش رنجه کند	"
رجا شد خرم را نیز جا شد	زن دہقان بزاید یا نزاید	"
. بے فکر و تانی عملے گیر و پیش	آخر الامر ازاں کرده پشیماں گردد	"
راکار چو افتاد خدا ساز شود	گره قطره بدریا چو رسد باز شود۔	"
داند رتبهٔ خار مغیلاں	سیه روزے که داماں نه دارد	"
مقادیر در خزانه اوست	نه در بازوے تدبیر کس درے بکشاد	"
ارزق ہوے میگوں روے زرد	ایں چنیں کس باکسے یاری بکرد	"

[...] و بجود دست و کرامت بسجود
هر کرا هر دو نباشد عدمش به ز وجود

نقصان را کس نمی خواهد زینهار کن تبلیس
تا تهی شد دیگرش کس دست در گردن نزد

نکالیو نہ قدم آشیاں سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد

جهان برابروی عید از هلال وسمه کشید
هلال عید برابروی یار باید دید

دامان نگه تنگ و گل حسن تو بسیار
نظاره ز گل چیدن مژگان گله دارد

قضا کشتی آنجا که خواهد برد
وگر ناخدا جامه بر تن درد

چو خانه خالی و معشوق مست ناز بود
توان گریست بر آنکس که پاکباز بود

چنان زندگانی کن اندر جهان
که گر مرده باشی نگویند مرد

افسوس دلا که جان جانان رفتند
سیمین بدنان و گلعذاران رفتند

ندانم ترا در دل چه افتاد
که دادی صحبت دیرینه برباد

اینی از خصم محنت های بسیار آورد
تخم غفلت هر که کارد رنج دل بار آورد

مے خورے خور اگر خدای خواهی
ناکرده گناه پیش قاضی ببرند

دولت همه عیب مرد پوشد
چون بارش آب گرد پوشد

زخم شمشیر قضا از سینه میر دید چو گل
از زره پوشی چه حاصل از سپرداری چه سود

هر که با خلاص قدم میزند
عیسی وقتست که دم میزند

از پنجهٔ من چاک گریبان گله دارد
وز گریهٔ من گوشهٔ داماں گله دارد

از قضا سرکنگبین صفرا فزود
روغن بادام خشکی می نمود

عیب مے جمله بگفتی هنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

تا چند ترا ز خانی و بیهوده درمیاں
ای ترک من مناز که ترکی تمام شد

دیگران را هنر بزر باشد
پیش ما بے زری هنر باشد

غافل مشو ز عشوهٔ دنیا که این عجوز
مکاره می نشیند و مکاره می رود

مهر تو در وجودم و عشق تو در سرم
با شیر اندرون شد و با جان بدر شود

تقدیر چو سابق است تعلیم چه سود
جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود

۱۷ جنگجو کج کلهان صلح و صفا نیز کنند | غنچه سازند دل و کار صبا نیز کنند
زودرت از پیش میرود با ما | با خداوند غیب دان مرود
حسد رنجیست سوزنده که آتش بجهان افتد | چه جای جان که از حساد آتش در جهان افتد
هر که از سودای شهوت مست شد | کارا و یکبارگی از دست شد
ابر ست و بهار ست و هوا هم مزه دارد | برخیز که نوشیدن پا هم مزه دارد
پنجه زد عشقش لباس پارسائی پاره شد | طاقت صد ساله ام تاراج یک نظاره شد
خوش دلم کرد سرشیشه سلامت باشد | دختر رز که مرا کرد جوان پیر شود
زعالم کسے سر برآرد بلند | که در کار عالم بود هوشمند
نے خط نه پیام دنے سبب آمد | جانم ز تغافلت بر آمد
گنج زر گر نبود گنج قناعت کافیست | آنکه آن داد بشاهان بگدایان این داد
کس نامرادان جهان که بر سم از وے | کاحوال مسافران عالم چون شد
یار را اگر رسیدن بیمار غم ست | گو بیا خوش که هنوزش نفسے می آید
بد کسے دان که دوست کم دارد | بدتر آن کو گرفت و بگذارد
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | دگر دم درکشم ترسم که مغز استخوان سوزد
۱۳ هر که آموخت علم تیر از من | که مرا عاقبت نشانه نه کرد
۱۱ قلم رخت جائے تواند کشیدن | که شمشیر نتواند آنجا رسید
نیراقی اے کودک خود پسند | که مردان ز خدمت بجائے رسند
ناپاک اصل گرچه در اول وفا کند | آخر ازان بگردد و قصد جفا کند
چشم خونخوار تو از بسکه سیه کار افتاد | آنقدر باده کشی کرد که بیمار افتاد
انچه کردی تو بمن هیچ بانسان نکند | مرگ با جان نکند کفر به ایمان نکند
۱۲ چه خود کردند بر خویشتن فاش | عراقی را چرا بدنام کردند
یاری که ظاهر چه کار آید خوش آن یاری که او | هم بظاهر یار بود و هم بباطن یار بود
۱۱ خشم و شهوت مرد را احول کند | ز استقامت روح را مبدل کند

ناکردہ ہیچ سود تن اندر زیاں دہد	مردیکہ ریش خویش بدست زناں دہد	لااعلم
عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند۔	بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند	”
بکوشش نروید گل از شاخ بید	نہ زنگی بہ گرمابہ گردد سفید	”
ناگرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عناں از کف تقوے بستاند	”
لائق محفل نباشد ہر کہ خندد بے محل۔	کفش چوں دنداں برآرد دور از پای کنند	”
زکم خوردن کسے راتب نگیرد	زپرخوردن بروزے صد بمیرد	”
سحرم دولت بیدار ببالیں آمد	گفت برخیز کہ خسرو شیریں آمد	”
غمش در نہاں خانۂ دل نشیند	بنازے کہ لیلے بمحمل نشیند	”
کسیکہ دست لغبر اک دولت تو زند	ہزار آرزو از روزگار بر بندد	”
ستارۂ درخشیدہ ماہ مجلس شد	دل رمیدۂ ما را انیس و مونس شد	”
دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را۔	چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کرد	”
آرے جماع جملہ مرنمان جماع نیست	کون را بکون نہند وہمی سعتری کنند	امیر خسرو
ہماے گو مفگن سایۂ شرف ہرگز	بران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد	”
ایں نزہت عمر ما چو گل دہ روز است	خنداں لب و تازہ روے می باید بود	”
کلاغے تگ کبک در گوش کرد	تگ خویشتن ہم فراموش کرد	”
آدمی بنتا ہے انسان ٹھوکریں کھانیکے بعد	رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانیکے بعد	”
سرخنی زعارف کامل کسے نہ گفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید	”
خرگہ زندہ کار کسے نکشاید	مطبخ زندہ و ناں بکسے نماند۔	”
گر دل دوست بجر کان باشد	دل دوست خدایگاں باشد	”
گر گل شکر خوری تکلف زیاں کند	ورنان خشک دیر خوری گل شکر بود	”
یار باید سرو قد۔ امانہ چنداں سرو قد	کز برائے بوسہ نردبان باید نہاد	”
قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند	قومے بہ تماشائے خط و خال خوش اند	”
بیدل ہمہ را بہ حال بد می بینم۔	خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند	بیدل

ہر آنکس کہ در تو نظارہ کند	ورق ہائے بیہودہ پارہ کند	لااعلم
گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود	آب و گل را کے ملک کردے سجود	〃
بے مگس ہرگز نباشد عنکبوت	رزق را روزی رساں پر می دہد	〃
پھنسایا کنج قفس میں ہے آب و دانے نے	وگرنہ دام کہاں میں کہاں۔ کہاں صیاد	〃
بنوش بادہ کہ ایّام غم نخواہد ماند	چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند	〃
چوں صحابہ جاہ و حشمت یافتند	مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند	〃
گفتم ز بلبلے کہ علاج فراق چیست	از شاخِ گل شنید و فتاد و طپید و مرد	〃
گفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر	یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد	〃
گردشِ گردونِ گرداں گردگاں را گرد کرد	بر سرِ اہلِ تمیزاں ناکساں را مرد کرد	〃
مصلحت دین آنست کہ یاران ہمہ کار	بگذارند و خمِ طرۂ یارے گیرند	〃
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	〃

ر

نماند ستمگار بدروزگار	بماند برو لعنت پائدار	〃
نیم نانے گر خورد مردِ خدائے	بذلِ درویشاں کند نیم دگر	〃
ہرچہ دانا کند کند ناداں	لیک بعد از خرابیٔ بسیار	〃
یا در ہر دو دست کند خواجہ در کنار	یا موج روزی افگندش مردہ بر کنار	〃
دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر	راحت کوئی آرامِ جگر سے نہیں بہتر	〃
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر	نکہت کوئی بوئے گلِ تر سے نہیں بہتر	〃
گفتگوئے چرب و نرمی کا عجب دیکھا اثر	موم کر دیتی ہے گو کیسا ہی پتھر ہو بشر	〃
چل رہی ہے لسن کی ہر سو ہوائے خوشگوار	ہو نہ اب کہدو خزاں سے رخنہ اندازِ بہار	〃
نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن	تا بماند نامِ نیکت برقرار	〃

ہر آں طفل کو جور آموزگار	نہ بیند جفا بیند از روزگار	لاعلم
عاقل است آں کہ گیرد اندر گوش	در نوشت ست پند بر دیوار	″
مرد خردمند ہنر پیشہ را	عمر دو بایست دریں روزگار	″
اے صبا گر کوچہ جاناں میں ہو تیرا گذر	عرض کر میرا سلام شوق با صد انتظار	″
دل را بدل رہے ست دریں گنبد سپہر	از سوے کینہ کینہ واز سوئے مہر مہر	″
درحقیقت ہیں زمانے میں وہی خوش تقدیر	نام مرنے پہ بھی مٹتا نہیں جن کا زنہار	″
آدمی را بچشم حال نگر	از خیال پری ودی بگزر	″
دوستی را ہزار شخص کم ست	دشمنی را یکے بود بسیار	″
مثل ایں چنیں گفتہ آموزگار	مکن بد کہ بد بینی از روزگار	″
بوقت نفاذ قضا و قدر	ہمہ زیرکاں کور گردند و کر	″
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار	وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بے کار	
کند بنیاد دلم دتیش ببیں	کعبہ ویراں کرد ایمانش نگر	واقف
ذوق دشنام یار گشت مرا	قاصد آں حرف را مکن تکرار	ذوق
پرستار زادہ نیاید بکار	اگرچہ بود زادۂ شہریار	لاعلم
چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال	چو شصت آمد نشست آمد بدیوار	″
دربرابر چو گوسپند سلیم	در قفا ہمچو گرگ مردم در	سعدی
کسے کو ندارد نشان پدر	تو بیگانہ خوان ومخوانش پسر	لاعلم
پان کھا کر لب اعجاز دکھا تو صاحب	تا چمک جائیں گہر لعل بدخشاں ہو کر	″
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر	نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر	″
راز دل را از دو کس پنہاں مدار	از طبیب حاذق و از یار غار	″
کت انبہ کت انبلی کت سرور کت نیر	جوں جوں بڑتی اوستاتوں توں سہیں سیر پر	لاعلم
تلسی جگ میں آن کر دکھ سنکٹ ہیں چار	بہوں چھٹے بھائی مرے بہتر مرے اک نار	تلسی داس
قدیمان خود را بیفزائے قدر	کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر	لاعلم

اگر پائے پیل ست وگر پر مور	بہر یک تو دادی ضعیفی و زور	
زترکتازِ حوادث دریں فتن مارا	نہ خانہ ماند نہ مایہ نہ رخت نہ کا چار	فخری
بیندیش ازاں طفلک بے پدر	وزآہِ دل دردمندش حذر	سعدی
چو دیدی کار رد و رکار گزار	قیاس کار گر از کار بردار	جامی
بر سرِ ملک مباد آں ملک فرمانده	کہ خدا را نبود بندۂ فرماں بردار	لاعلم
ہر کہ سبک بار ربک خیز تر	مرغ سبک پر بپرد تیز تر	"
محشرستاں کیا نہیں ہے عالم کون وفساد	واعظِ ناداں نہ کر اندیشۂ روز شمار	"
یاد ہے اے زندگی جو کچھ کیا تو نے سلوک	وقت آخر کہہ سنائینگے اجل کو حال زار	شاطر
دھوپ دن کی و رات کی گرمی	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار	لاعلم
علم سے عقل سے تدبیر	اس سے حاصل مرادہائے کثیر	"
ہوس ہے یہی سب کی بس سیم و زر	جہاں تک ملے اپنے ہی جیب بھر	"
ترا دیدہ بیں و دل ہوشیار	زخود داز ہمہ بیشتر شرم دار	"
چہ مایہ رنج کشیدم زعشق تا ایں کار	باآب دیدہ و خون جگر گرفت قرار	"
زن نو کن اے یار ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار	"
علم کز تو ترا از بستاند	جہل ازاں علم بہ بود بسیار	حکیم سنائی
سمجھتے نہیں اس کا کیا ہے نتیجہ	سراسر بھرا ہے دماغوں میں گوبر	لاعلم
علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار	ہر کہ می گوید کہ من دانم ازو باور مدار	"
بنا پریم ریجھے نہیں تلسی نند کشور	رام رام سب کوئی کہے ٹھگ ٹھاکر اور چور	تلسی
کرم بیں ولطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار	سعدی
اول اندیش آنگہی گفتار	پائے پست آمدست و پس دیوار	"
یار ناپائدار دوست مدار	دوستی را نشاید ایں غدار	"
نیم نانے گر خورد مرد خدائے	بذل درویشاں کند نیمے دگر	"
ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ	ہمچناں دربند اقلیمے دگر	"

مکن زیردستاں بجور زینهار	بترس از زبردستی روزگار	سعدی
چو عضوے بدرد آورد روزگار	دگر عضو ہا را نماند قرار	”
چہ مردی کند در صف کارزار	کہ دستش تہی باشد از روزگار	”
گاوان وخران بار بردار	بہ ز آدمیانِ مردم آزار	”
نماند ستمگارِ بد روزگار	بماند برو لعنتِ پائدار	”
ناسزائے را کہ بینی بختیار	عاقلاں تسلیم کردند اختیار	”
افتادست در جہاں بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	”
نام نیک رفتگاں ضائع مکن	تا بماند نام نیکت پائیدار	”
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بر سینہ پیش امیر	”
ہر کرا جامۂ پارسا بینی	پارسادان و نیکمرد انگار	”
عاصیاں از گناہ توبہ کنند	عارفاں از عبادت استغفار	”
دلق بہر چہ کار آید و تسبیح و مرقع	خود از عملہائے نکوہیدہ بری دار	”
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	ور نبشت است پند بر دیوار	”
نماند حاتم طائی ولیک تا بہ ابد	بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور	”
زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رزرا	چو باغباں بزند بیشتر دہد انگور	”
نور گیتی فروز چشمۂ ہور	زشت باشد بچشم موشک کور	”
نگفتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	”
سود دریا نیک بودے گر نبودے بیم موج	صحبت گل خوش بُدے گر نیستی تشویش خار	”
چوں پیر شدی ز کودکی دست بدار	بازی و ظرافت بجواناں بگذار	”
استاد و معلم چو بُود بے آزار	خرسک بازند کودکاں در بازار	”
چو انساں را نباشد فضل و احساں	چہ فرق از آدمی تا نقشِ دیوار	”
بدست آوردن دنیا ہنر نیست	یکے را گر توانی دل بدست آر	”
مہیا کن روزئے مار و مور	اگرچند بے دست و پایند زور	”

بلبلاں مژدۂ بہار بیار	خبر بد بہ بوم شوم گذار	سعدی
اندک اندک بہم شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	״
ے جان من اتنے تو نہیں ناکارہ	ہو جو کچھ کام کبھی ہم سے بھی فرمایا کر	مصحفی
دی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے	غیروں پہ لطف کرنا ہم کو دکھا دکھا کر	جرات
جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر	بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر	ناسخ
ر بد میں ساتھ ہے کوئی ہم نشیں	پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں چمن سے دور	״
یں ہی فیض سے اعلےٰ کے بے نصیب	مہتاب ہے زمیں پہ مہ آسمان پر	״
س کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر	اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر	ذوق
نفس کو اور کرے اپنے غصہ کو زیر	بنائے سانپ کو کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر	״
یاں آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے	یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنائے کر	״
مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور	کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور	حسن
دی ہے چین سے یہ گردش چرخ	آسیا بنکے سدا کھائے ہے پتھر چکر	ظفر
جا میں بھی گردش طالع نہ گئی	کھاتے ہیں دیکھو فلک پر مہ و اختر چکر	״
وں آوارہ برنگ بوئے گل	ایک جا ہرگز نہیں مجھ کو قرار	״
خاک ہی کیا خاک ہم پوچھیں کہ اب	مسند و افسر کہاں ہے زیر پا بالائے سر	نظیر
سرانہ ہے سر قاروں یہاں تلک	باندھو نہ غافلو پئے تحصیل زر کمر	صبا
بت سے بزرگوں کے ہی خردوں کو فروغ	قطرہ بنتا ہے گہر دامن دریا ہو کر	״
ی طرح کوئی دم میں خزاں آئیگی	زر گل باغ سے اڑ جائیگا پارا ہو کر	״
شامیانہ منعموں کو چاہیئے	ہم بسر کر لیں گے کمبل تان کر	صبا
ارہ رہتا ہے جس کو حرص دنیا کی	کبھی بوٹی نہیں چڑھتی ہے جسم بد دیانت پر	״
پائیداری نہیں کچھ دولت دنیا کو ولا	لے گیا تخت اٹھا کر نہ سلیماں سر پر	״
ں کا بیاں حال کیا کرے رنجور	لبوں پہ سینکڑوں چھالے جگر میں ہیں ناسور	
اں کو ہے لازم کس حقیقت پر بھلا	بعد مرنے کے پھریگا اک جہاں بالائے سر	کوثر

دنیا سے یہ تحفہ لے چلے ہم روسیاہ	ہاتھ میں اعمالنامہ بار عصیاں پیٹھ پر	عشقی
گر خودی کو تاب تجھے حاصل کمال ہو	موہوم جب ہوئی تو ہوئی نا مور کمر	
ی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گرمیاں	چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار	نسیم
کومت ٹھکراؤ بس چلئے سنبھل کر دیکھ کر	چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر	احسان
چو زیرک بود شاہ آموز گار	ہمہ زیرکاں آورد روزگار	لاعلم
کریم سائل خود را غنی کند یک بار	دوبارہ لب نکشاید صدف ز ابر بہار	〃
ں ہوں بشر کلام بشر ہے مرا کلام	حاسد کو اعتراض ہو حق کے کلام پر	〃
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	گر نبشتہ است پند بر دیوار	〃
کیا جانوں سب چمن کہتے ہیں کسکو آشیاں کیا ہے	کھلیں آنکھیں تو میری خانۂ صیاد میں آکر	〃
جہاں میں نہیں ہے کسی کو قرار	خزاں اس چمن کی ہے آخر بہار	〃
چلا جا قبلہ رو گردن جھکا کر	کئے جا کام اپنا دل لگا کر	〃
ے ان کے واسطے مددبخت کارساز	ہے جن کو اپنی قوت بازو پہ اعتبار	〃
زش ہے اپنی خوبی تقدیر پہ مجھے	پھونچا ہے آسماں پہ مرا پائے افتخار	〃
ں کو ہے آرزوئے وصال عروس فتح	لیتے ہیں بوسہ دم شمشیر آب دار	〃
ہوں نہ تھک جائے شب و روز کی محنت سے دماغ	متصل کام سے کیسے نہ پڑے طبع پہ بار	〃
ودوں کا نام صفحۂ ہستی پہ رہ گیا	شہرت پذیر سارے جہاں میں ہے ان کا وار	آصف
ے فضل کرتے نہیں لگتی بار	نہ ہو اس سے مایوس امیدوار	لاعلم
مردی از سفلہ مداں استوار	کایں ہمہ گفتہ است سرانجام کار	〃
چو حرفے پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از تعنت مدار	〃
رہنر داری و ہفتاد عیب	دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر	〃
زروں یک دو روزے گر بکام ما نبود	دائما یکساں نباشد کار دوراں غم مخور	〃
دو چیز آدمی را براند بزور	یکے آب و دانہ گر خاک گور	〃
زحمت خود را ز مردم دور دار	بار خود بر کس میفگن زینہار	〃

کہاں باغ دنیا میں ایسا شجر	کہ پہونچا نہ جس پر قضا کا تبر	لااعلم
چو تیرہ شود مرد را روزگار	ہمہ آں کند کش نیاید بکار	"
…پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ یک شد در نوشتن شیر شیر	"
ترا گر بود اژدہا یار غار	ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار	"
نیست بر مردم صاحب ہنر	خدمتے از عہد پسندیدہ تر	"
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ کہ مہر پدر	"
…ت بکلاہ برکی واشتنت نیست	درویش صفت باش و کلاہ تتری را	"
…گیا وہ مہر خشاں زم و راں چھوڑ کر	چلدیا وہ ماہ کنعاں قید زنداں چھوڑ کر	"
برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار	سعدی
…نیند آگئی آخر مسافران رہ عدم کو	جو ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر	میر
…ں سی نہ اڑے پہونچے نہ ہم دام تلک	ہم تو بے بال و پری سمجھے ہیں پر سے بہتر	سودا
قدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اس قدر	مہربانی اس قدر نامہربانی اس قدر	درد
…سا کوئی عدم کو دل شاداں لیکر	جو گیا یاں سی گیا حسرت و ارماں لیکر	مصحفی
…ستی تھی مجھے دونوں سے گئے تا در قبر	دوش پر نعش مری گبر و مسلماں لیکر	"
…ن فقیر کی ہے سینہ بختی فقیر	گرتی ہے برق بھی تو گلیم سیاہ پر	"
…کیا کام بیقدر و سے نکلے گر امیروں کا	رفوئے شال ہے موقوف اک وصلی کی سوزن پر	"
…ند قامت بقدر ریشہ ہر نخل کہ ہست	ہر قدر پستی فزوں تر سرفرازی بیشتر	غنی
…میت را خور و چشم و ردیار زندگی	عالمے رامی تواں آتش زدن از یک شرار	"
…بہتر در زمین نرم بالا می کشد	سرفرازی بیشتر چوں خاکساری بیشتر	رفیع
…ر ہر دم عزلت گزیں دہد عزت	کہ ہست زیب دہ تاج خسرواں گوہر	شایق
نانک دکھیا سب سنسار	سو سکھیا جس نام ادھار	نانک
…ں منت بر ندارد گردن آزادگاں	ترک احساں از بزرگانست احسان دگر	صائب
…آب آسا قناعت کن بناں سوختہ	لقمہ ہائے چرب و ناں را بہ دوناں واگزار	علی

میان بلبل و پروانہ فرق بسیارست	کجا برتبۂ کردار میرسد گفتار	حافظ
ہر کہ دارد روشنی دائم چراغش روشن است	از صدف دارم بخاطر این سخن را گوش دار	جامی
دکھانا جوش و خروش اتنا سر چڑھ کر	گئے جہاں سے ہیں دریا بہت اتر چڑھ کر	ذوق
او فتادست در جہاں بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	لااعلم
کہ تیزی و تندی نیاید بکار	بہ نرمی برآید ز سوراخ مار	״
بسا قفلہاست کانراہست ناچار	ز مفتاح خرد از دست ہشیار	
نبشتہ است برگور بہرام گور	کہ دست کرم بہ کہ بازوئے زور	سعدی
گرفتیم عالم بمردی و زور	ولیکن نبردیم با خود بگور	لااعلم
پشت من بشکن و پیمان مشکن	خون من می خور و زنہار مخور	
سامان دہر را ہمہ اسباب غم شمار	ہر چیز از تو فوت شود مغتنم شمار	صائب
چو بنیاد عمرست ناپائدار	بہ نقد این نفس را غنیمت شمار	
دریغا کہ بے ما بسے روزگار	بروید گل و بشگفد لالہ زار	سعدی
دلا در جہاں دل منہ زینہار	کہ کس بر سر پل نگیرد قرار	
نخل را در برگ ریز از خود فشاندن جود نیست	درہم و دینار را در زندگانی کن نثار	صائب
ہر آں کو نماند پسش یادگار	درخت وجودش نیاورد بار	سعدی
چوں نمی ماند جہاں بریک قرار	نام نیکو بہ کہ ماند یادگار	لااعلم
شکوہ کردن از شتاب عمر کافر نعمتی ست	عمر چوں آبست و باشد آب خوشتر در گزار	״
ہست بر آبادی و ویرانہ یکساں فیض ابر	نیست عالی ہمتاں را باکسے در دل غبار	حشمت
دروغ اے برادر مگو زینہار	کہ کاذب بود خوار بے اعتبار	سعدی
خرقہ پوشاں را ز مردم بردباری لازم است	رخت حمالی برون کن چوں نداری اعتبار	
ہمیں تا برآید بتدبیر کار	مدارائے دشمن بہ از کارزار	سعدی
چو از زر تمنائے زر بیشتر	توانگر تر آنکس کہ درویش تر	نظامی
بریدن ز ہر آشنائی شمار	بس است آشنائی من آموزگار	لااعلم

ن ازاں کس طلب کہ طاعت را
عندلیباں بانگ افسوس نخاست
ثمار کرد جفائے زمانہ را
لب پس از رنج تمام از دست نقد
مہ بروں آید ز شرم کاستن
دشمناں و از کینہ اش ایمن نشیں
بقرہ سپید است و نیز
این خلق از خود اے پسر
ہم رنگ باشد در نظر
ت گیرد از عقل دگر
لن از ملک سلیماں خوش تر
بہ مصر بادشاہی می کرد
ون ہے جو نہیں مبتلائے زر
ے جگ بھیا بھیک دوارہ دور
ہے زیر زمیں کچھ تو لے جا
انان شائستہ و نجت ور
آتی ہے مجا و حضرت انساں پر
وط عالم قابل اصلاح نیست
عزلت غرض زاہد را جز حمید خلق
گفتگوئے اہل حق را گوش کن
رسد کیسۂ سیم و زر
ست دلی در سینہ دارد اضطراب
کش از بہر نام و غرور

کند ز دیدۂ خلق از گناہ پنہاں تر — لا اعلم
چوں ورق برگشت چشم یاری از یاراں مدار — "
لیکن ہزار شکر کہ نبود بیک ہزار — "
گل نمی ریزد بروں تا نگردد دل فگار — "
خویش را در مفلسی منما باہل روزگار — "
سنگ را تا نشکنی بیروں نمی آید شرار — ناصر علی
دست و جامہ زاں سیہ گردد چو قیر — مثنوی
لاجرم گویند عیب یک دگر — "
میوہا ہر یک بود نوع دگر — "
نیشکر کامل شود از نیشکر — "
خار وطن از سنبل و ریحاں خوش تر — لا اعلم
می گفت گدا بودن کنعاں خوش تر — "
جتنے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر — "
گٹھڑی کی یک تھکے رہوں بسور بسور — "
کہ آنا نہیں ہے دوبارا زمیں پر — جرأت
ز گفتار پیراں نہ پیچید سر — سعدی
فعل بد تو ان سے ہو لعنت کریں شیطان کو — انشاء
وقت خود ضائع مکن بر طاق نسیانش گزار — صائب
عنکبوتاں را مگس در غار دارد گوشہ گیر — "
خالی از سر چشمۂ حیواں سبوئے خود میار — "
نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور — "
شمع بے فانوس در دریا نمی گیرد قرار — "
کہ طبل تہی را از عدد بانگ دور — "

ت از رُوے بہ پرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	صائب
رگنہ اے پسر	کہ حال عاجز بود در سفر	〃
ہے انساں کو فربہی	معذور نطق سے ہو زباں جیسے پھوڑ لکر	اسیر
ں ہے کوئی چارہ گر	مگر تو کہ ہے سب کی تجھ کو خبر	اسمٰعیل
سے غنیمت ہے منفعت ہے	رکھے خدا جہان کے رنج و تعب سے دور	تراب
سے رسوا ہوا آدمی	اسواسطے اٹھاتے ہیں انگلی ہلال پر	جویا
یا ہے کہ جس میں ہو اثر	ورنہ بے صرفہ نصیحت سے خموشی بہتر	حالی
یارب نہ تھی کوئی بلا	تھا مگر ثروت میں اس سے بھی زیادہ شور و شر	〃
ہے دولت خدا نے تمہیں	کرو صرف اللہ کی راہ پر	حامد
سائل کو کس واسطے	نہ بندوں کی شرم نہ اللہ کا ڈر	〃
حاجت کو تقسیم مال	کہ ہے جمع کرنا بہت پر خطر	〃
نخاروں سے تو کیا ملا	سخاوت سے حاتم ہوا نامور	〃
گے نخل سخاوت یہاں	قیامت میں پاؤ گے اس کا ثمر	〃
سے اہل جہاں ہو بیدار	ہوں خبردار سفر ہے تیار	داور
یہ تری تیرا غرور	ایکدن تجھ سے یہ ہو جائینگے دور	〃
عظم پر اڑاتے ہیں مرید	کیا غضب لائیں خدا جانے جو ہوں پیر تو بے پر	ذوق
وش ہیں دیکھکر حال زبوں	غیر روتے ہیں مری تقدیر پر	ذاکر
لی کا بدی کا بد ہے	طالب خیر نہ ہوئے کوئی بد ظن ہوکر	سعید
ہے طوفان حوادث کا یہ زور	بحر ہستی میں جہاز عمر پر ہم ہیں سوار	شاطر
یں خاک مل کر خاک میں	پاؤں رکھدینا بھی جن کو خاک پر تھا ناگوار	〃
سے فرصت کب ملی ہمکو یہاں	لوٹنے بھی پائے نہ ہم جی بھر کے لطف بہار	〃
مت کہہ سرائے دہر میں غافل	وہی آواز پھر آئے گی گنبد کی صدا ہوکر	عاجز
یں بزم عیش یار و غمگسار	ہم کو بھی جانا پڑیگا ہو گی جب اپنی پکار	عزیز

و کہ صفحۂ دل پر	کبھی جاتا نہیں ہے اس کا اثر	کمال
ہے لازم تدبیر	گر کیجے دعا تو ہے امید تاثیر	لمعہ
تی ہی حال دل انساں	ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور	مجبور
ل بد کاری ہے بیکاری	مسلط ہو نہیں سکتا ہے شیطاں مرد شاغل پر	محب
چلوں ہی یہ ڈر مجھے	پھوٹیں کہیں نہ آبلے ٹوٹیں کہیں نہ خار	میر
رنا ہے کل تو دیکھیو	جائے گا بناش تیری لاش عزیزاں چھوڑ کر	ناسخ
ہے دنیا سے ہے نفور	بستی میں آئے خضر نہ ویرانہ چھوڑ کر	نظم
الم کی داستاں ہو کر	رہا یک چند میں بھی عبرت صاحب دلاں ہو کر	وحشت
زمرگ بھی ملتا ہی اوج	دیکھے نیزوں پر ہیں اکثر صاحب افسر کے سر	ہمدم
لطیف خوئے دلدار	بہتر ز فقیہ مردم آزار	سعدی
بر مرد بسیار خوار	کہ بسیار خسپ است بسیار خوار	〃
نیم خوردہ سگ	گربہ سختی بمیرد اندر غار	〃
ارگی و گرسنگی	بنہ و دست پیش سفلہ مدار	〃
ود بنعمت و ملک	بے ہنر را بہ ہیچ کس مشمار	〃
ہیچ برنا اہل	لاجورد و طلاست بر دیوار	〃
چو بر نیاید کار	سر بہ بے حرمتی کشد ناچار	〃
یم براحتے برساں	خویشتن ہم بہ محنتے برگیر	〃
من دولت بزور	کوشش بیفائدست وسمہ برابروئے کور	〃
ایمی تحمل بسیار	کہ سہلے بہ بندد در کار زار	〃
ایرا ز ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید ز استغفار	〃
یم و دولت خواہ	بہر چہ حکم رود بندہ ایم خدمتگار	ابراہیم
ی نزد انگشت گر	از وجز سیاہی نیابی دگر	〃
ست می آید	نہ شود کم زیادہ از تقدیر	〃

یا رب من اگر بدم سراسر	از نیکی خویشتن تو نگذر	لا اعلم
در محفل نباشد ہر کہ خندد بے محل	کفش چوں دنداں نماید میشود از پا دور	"
عید است و دارد ہر کسے عزم تماشائے دگر	ما را نباشد غیر تو در دل تمنائے دگر	"
قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید	در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار	"
غش مجھے آیا جو میں پہنچا در دلدار پر	پاؤں کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر	ناسخ
در بیاباں گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم	سرزنشہا گر کند خار مغیلاں غم مخور	حافظ
داد مظلوماں بدہ مقصود محروماں برآر	دین و دنیا را بدین او دو ہش معمور دار	لا اعلم
سر برآوردی بدولت پائمردی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگاں را دست گیر	"
آنچہ یک پیرزن کند بہ سحر	نکند صد ہزار تیر و تبر	"
ہست طواف حرم کردگار	در دو جہاں واسطۂ اقتدار	"
امور مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینے ترا بدخل چہ کار	"
ندیدم ز غمت از سر گشتہ تر	نگوں طالع و بخت برگشتہ تر	"
ہر کس ز دولت کرانہ گیرد	اورا اشک از میانہ بردار	"
تکبر کند ہر کہ شد بے ہنر	مالش ندامت بود سر بسر	"
در امور سلطنت از عدل بہ تر ہیچ نیست	نام سلطان زان نماید تا قیامت یادگار	"
خدمت مخدوم ہر کس کرد از دل اختیار	نام خود در ہر دو عالم میگزارد یادگار	"
اقبال شود یاور صد عیب شود دور	بر تخت سلیماں بکند جلوہ گری مور	"
اول اندیشش و بعد از اں گفتار	نرسد لغزشت در آخر کار	"
کبھی فصل گل کی چمن میں بہار	کبھی خشک سبزہ خزاں کا غبار	"
شاہا ز کرم بر من درویش نگر	بر حال من خستہ و دلریش نگر	"
ہر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر	"
کرم بین و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار	"
تا بہ یکے تجربہ آموختی	زاں دگرے تجربہ بردی بکار	"

...فتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	
...یحے کنمت بشنو بہا نہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر	
...روز بود عید بیک سال یکبار	ہموارہ مرا عید ز دیدار تو ہموار	
...ہاں بگشتم و در دا ہیچ شہر و دیار	نیافتم کہ فروشند بخت در بازار	عرفی
...با تو مارا ہست پیوند دگر	جای یوسف را نگیرد ہیچ فرزند دگر	
...ان جواں بخت و روشن ضمیر	بدولت جوان و بہ تدبیر پیر	
...پست فطرت را نباشد ہیچ باک	بیم افتادن نباشد ہر کہ باشد نے سوار	غنی
...س را از مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی بروں کن چوں نداری تاب بار	صائب
...روند در دست من اختیار	کہ من خویشتن را کنم بختیار	سعدی
...رختیکہ بخشش بود برقرار	بپرور کہ روزی دہد میوہ بار	"
...خر جوانی صاحب تمکیں شود	میرسد در گوش ما را ایں صدا از کوہسار	فرحت
...ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر	غنی
...گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور	کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور	لااعلم
...بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر	جو دل کہ ہو بے نور وہ جل جائے تو بہتر	"
...روز عید و ہر شب شب برات	ہر صبح لطف بادہ و ہر شام یک نگار	"
...سع زرست و یکے کہ میماند	ہماں زرست پس اینجا زرست بر سر زر	"
...اندر محل خود نکوست	جائے گل گل باش و جائے خار خار	"
...سوختم از غصہ دریں نو بہار	بادہ من در خم و من در خمار	"
...کسے را امتحاں ناکردہ صد بار	مگرداں پیش خویشش صاحب اسرار	"
...زمانہ نازک ہے	دونوں ہاتھوں سے تھام لو دستار	میر
...جاناں راز عارض بوسہ می چیدم	دعائے صبحدم دیدی کہ چوں آمد بکار آخر	لااعلم

...شب جوانی بس آن پہنچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر۔ "

زن حائضہ سے کرو بس حذر	نہیں تو مرض کا ہے اس سے خطر	۱۲اعلم
اوروں کے عیب دیکھ کے ہنستا ہے جو بشر	اے یار و دو جہاں میں ہے مغرور بشتر	//
یہ مشت خاک بھی کس کس طرح کا رنگ لاتی ہے	تماشا ہے نہیں رہتا ہے یہ اک صورت پر	//
فتنہ پرداز جفا ساز ستمگر عیار	ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر	//
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختہ بر کنار	//
برآوردن کار امیدوار	بہ از قید بندی شکستن ہزار	//
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بندی بہ پیش امیر	//
چہار چیز زدل غم برد کدام چہار	شراب و سبزہ و آب رواں و روئے نگار	//
کمان عشق ہر جا افگند تیر	سپرداری نباشد کار تدبیر	//
ایکہ وقت میرسد کارے بکن	پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار	//
بہ لشکر شود ملک عالم میسر	بہ مال ست ترتیب لشکر میسر	//
پھر بہار آئیگی تجھ میں اے گلستاں غم نکھا	وہ چلی آتی ہے فوج عندلیباں غم نکھا	//
جو ہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب	خوب تو آپ کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر	//
بہر چہ امر رود چاکریم و دولت خواہ	بہر چہ حکم شود بندہ ایم و خدمت گار	//
ہے مضحکہ جہاں میں جو ہو عشق بے محل	دل دیجئے تو یار طرحدار دیکھکر	//
مشورت با دوستان ذی شعور	ہست در ہنگام حاجت بالضرور	//
بہار آئی ہے جو بن ہے گل نسرین و سوسن پر	جوانان چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر	//
مملکت معمور خواہی خلق را معمور دار	وز سر ایشاں بلائے ظالماں را دور دار	//
بیتاب ہو کے روح زلیخا نے آہ کی	سنسان حسن و عشق کا بازار دیکھ کر	.
با آہستگی کار عالم برآر	کہ در کار گرمی نیاید بکار	//
از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز	عطر آگیں تا بدامن عنبر فشاں تا کمر	//
اندک اندک ہمی شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	
رزق تو در خور خواہش ہے پہونچتا سب کو	مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر	//

...فیں ہیں رُخِ رنگین جاناں پر
...لسی چو نباشد بدست یک دینار
...ویک اسکا برہنسرور
...ویدے رُخ آں ماہ پیکر
...ے سخن میں ہے لگانا بہتر
...دا ز ہیچکس دریغ و بگو
...بد ہائے بس عظیم ست
...ساقی قدرت ز جام دہر
...یں ان کو ملازمت موزوں
...ار د ہوا تا نہ گوئی بسیار
...بد چوں واقف نہ ز اسرار غیب
...ن لیتا ہے قیافہ دیکھ کر
...ں بد خود جزع مکن زنہار
...یدم ز غما ز سر گشتہ تر
...سے بڑھا دس کی خرابی آئی
...بسر دار ہشیار رہے ذی وقار
...ضا چوں زگردن فروہشت پر
...قر کلبۂ احزاں میں ہمارے
...تو نہیں ہیں جو سر اپنا پھوڑیں
...دعا دل رہے گا تو شام و سحر
...ک کے ملتے ہو مگر سی قتل کرتے ہو
...نسو بہے سینہ میں دل جلے ہوا
...قر قلیل آمد و عسلم کثیر

ترشح کا ہے عالم اچھایا ہے گلستاں پر
چہ سود گر بفروشند بخت در بازار — سعدی
عیبے نہ بود زبخل بدتر — لاادری
خلیل بت شکن می گشت آذر — "
آگے تقدیر سے خر مہرہ ملے یا گوہر
اگرچہ از طرف مستمع بود تقصیر
زکید زن شود دانا گرفتار
گہ صاف لطف می دہد و گاہ دُردِ قہر
تجارت ان کو ہے شایاں جو لوگ ہیں زردار
زمیں تا ورد تا نہ گوئی بسیار — نظامی
باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور — لاادری
خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر — "
صبور باش کہ نیکو شود با خر کار — "
نگوں طالع و بخت برگشتہ تر
خاک پر لوٹتے ہیں یار کے گیسو ہو کر
طوائف کا ہرگز نہیں اعتبار
ہمہ عاقلاں کور گردند و کر
رہ جا کسی غضب اپنا ہی کاشانہ سمجھکر
چوم کر چھوڑ دیا کرتے ہیں بھاری پتھر
کہیں گے تجھے خر و داد گر
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کہاں ہو کر
رو دیا جب ماں سے بھائی کو بھائی کہکر
انچہ ضرورست چوں پیش گیر

حیرت ہر کس دریں عالم بہ بینش ست	ہر کہ دانا تر دریں ہنگامہ حیراں بیشتر	لااعلم
ابھی گل ہنس رہے تھے اور غنچے چہچہاتے تھے	یکایک چھا گئی کیسی اُداسی باغ عالم پر	//
باطل ست آں کہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار	//
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور	//
میان جاہل و عاقل تفاوت ایں قدر ست	کہ ایں کشیدہ عناں باشد آں گسستہ مہار	//
سخن تا نپرسند لب بستہ دار	گہر کشنی تیشہ آہستہ دار	//
گر سلف بھی ہیں ہمارے زندہ ہو کر اب کہیں	آئے نسبت اور قرابت سے ہماری ان کو عار	//
جنگ و صلح بے محل ناید بکار	جائے گل گل باش و جائے خار خار	،
بادل تواں کرد اصلاح کار	ازاں پیش کز کف رود اختیار	،
غمے کاں روشن ست از غبار	شود نقش غیبے درو آشکار	//
چو وقت آید نماز وقت بگذار	فرائض با جماعت ہوش میدار	//
بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر	ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر	//
حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے	آج وہ سب مٹ گئے گور غریباں دیکھ کر	//
ز نہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار	//
فرق ست میاں آنکہ یارش در بر	با آنکہ دو چشم انتظارش بر در	//
نظر خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا	تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈ نکالا گوہر	،
نہ ہر ہوشمند روشن رائے	بفرو مایہ کار ہائے خطیر	،
ہم کو تو دل کے حسینوں سے بڑے رنج ہوئے	خوش رہا کرتے تھے پریوں میں سلیماں کیونکر	..
تباہی میں نہ ڈالے گردش بخت آسماں کیونکر	مدد اے خانہ بردوشی چلا ہوں لامکاں ہو کر	،
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے	بچھا دی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر	//
ہست در ہنگام حاجت پر ضرور	مشورت با دوستان ذی شعور	//
برو بعلم و عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش	مباش غرہ بہ تزئین چہرہ و دستار	//
چو دور طاس رخشندہ افتاد مور	رہانندہ را چارہ باید نہ زور	//

ہرکرا جامہ پارسا بینی	پارسا داں و نیک مرد انگار	۱۱علم
ہرکہ از ناکس طمع دارد وفا	از درخت بید می جوید ثمر	״
…چہ خرد بود از طریق حزم	اورا بزرگ داں و غم کار خویش خور	״
…ے ہے جیسی بات خوشتر	بڑی بات کہنے سے چپ رہنا بہتر	״
…ناتوانی زور باش از سو خوار	زانکہ ہست از دشمناں کردگار	״
…تو قاہر دلیل دانش نیست	زباں گویدم و کردم ز گفتہ استغفار	״
…رہ دین بہر یک قدم و سیر	دل میرود بہ کعبہ و من میروم بہ دیر	״
…بیٹھے ہیں رادھا کے کھنڈر پر	اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر	״
…تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار	״
…لطے ہیں کچھ اشتیاق کے طور	رخ میری طرف نظر کہیں اور	״
…رہ ساقی آں تلخ شیریں گوار	کہ شیریں بود بادہ از دست یار	״
…کار بھی نہیں ان کا بناوٹ سے خالی	نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر	״
…با وفادار نہ پاؤ گے کہیں	گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لیکر	״
…باہ پیاسے تک نہیں آتا کبھی	دوڑ کر جاتا ہے پیاسا چاہ پر	״
…دی بدولت پا یمردی کن بلطف	دسترس داد ست خدا افتادگاں را دست گیر	״
…ر ذرا جھانک کے تم دیکھ تو لو	ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر	״
…اغ بیک پائے قادست نگر	برکاب تو دو گر بودش پائے دگر	״
…چشم او فارغ ز نور	چشم باطن بیند از نزدیک و دور	״
…منجنیق فلک سنگ فتنہ می بارد	تو ابلہانہ گریزی بہ آبگینہ حصار	״
…جنیق آہ مظلوماں بہ صبح	سخت گیر و ظالماں را در حصار	״
…ٹوٹ پڑا میری جان پر	آیا اگر نہ حرف شکایت زبان پر	״
…ق اذیت ہیں فلک غور سے سن	زخم کھاتے ہیں امید نمک افشانی پر	״
…ر عقدہ کشائی ہو تو کیونکر ہو	رقیب روسیہ رہتا ہی مار آستیں بنکر	״

ماحب کا گھر ڈور ہے جیسے لبنی کھجور | چڑھے تو چاکھے پریم رس گرے تو چکنا چور | لااعلم

مجال گفتگو کس کو فنا کا جب پیام آیا | ہوئی خاموش جس آن شمع بھی آتش زباں ہوکر | "

نگہ دار داں شوخ در کیسہ زر | کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر | "

بڑا ہوا تو کیا ہوا جیسے لبنی کھجور | پنچھی کو چھایا نہیں [illegible] لاگے اتی دور | "

گل کھلائے گی نئے گلشن میں اب باد بہار | رنگ ہو گا چمن میں لیکن بو نہ ہوگی زینہار | "

جب جب بھیڑ پڑیں بھگتن پر | بھاگ گئے بھگوان [illegible] | "

کس را بے قراری داں نجون [illegible] | [illegible] | "

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر | کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

نہ پھول بن زندگی یہ تماشا [illegible] | [illegible] | "

ہوگئی ثابت دو رنگی گلشن ایجاد کی | گل کو خنداں دیکھ کر شبنم کو گریاں دیکھ کر | "

بکیر بابا رو کھڑی دو دھیس کی دا آثار | [illegible] | "

خدائی بھر کو جل دیں ظاہر دیکھو تو بھولے ہیں | [illegible] | "

سمجھانے سے تھا نہ مجھے [illegible] کار | [illegible] تم ہو مختار

کریں کس سیر دنیا عدم سے نکل کر | [illegible] آنکھوں سے بچہ آیا چلکر

از من مسکین درویش کین ہوا | گر جہانے در تہ پاشد آہو گیر | "

گفت چشم تنگ دنیادار را | یا قناعت پر کند یا خاک گور | "

چو تیرہ شود مرد را روزگار | ہمہ آں کند کش نیاید بکار

ہرچہ رفت از کف بدست او [illegible] | چون کند گرد آوری [illegible] | حکایت

عمر قلیل آمد و کارت کثیر | آنچہ ضرور است بدو شغل گیر | لااعلم

گرچہ برخود را نباشد نیش کژدم کار گر

از بدی نفس خود ہرگز ندارد [illegible] گذر | "

کہاں سلیماں، کہاں سکندر، کہاں ہے جم و کہاں ہے دارا

یہ سب ہیں خاک کے تلے [illegible] ڈالے بنا بنا کر | "

ز

اگر صد سال مانی ور یکے روز	بباید رفت ازیں کاخ دل افروز	
دل جلوں پہ روتے ہیں جنکو ہی کچھ سوز جگر	شمع کرتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز	میرتقی
فیض نیکوں سے نہ ہو اون کو وہ جو ہیں بدسرشت	کیا کرے باراں زمین شور میں اشجار سبز	"
نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز	میں ہوں اپنی شکست کی آواز	آتش
مجکو پوچھو تو یہ عجب کیا ہے	میں غریب اور تم غریب نواز	غالب
ہوں گرفتار الفت صیاد	ورنہ باقی ہے طاقت پرواز	"
ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے	ایدل کجا حلاوت وصل نگار روز	صبا
مرا خود دلے دردمند ست خیز	تو نیز از نمک بر جراحت مریز	لااعلم
اگر میخواہی کہ نشود چو یوز	مخور آب دوشینہ کمن خواب روز	"
کلید در دوزخ ست آں نماز	کہ در چشم مردم نماید دراز	"
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز	کبوتر با کبوتر باز با باز	"
چوں نداری ناخن درندہ تیز	با بداں آں بہ کہ کم گیری ستیز	سعدی
دل من داند و من دانم و داند دل من	داغ فرزندے کند فرزند دیگر را عزیز	
مٹ گئے تیرے مٹانیکے نشاں بھی اب تو	لے فلک اس سے زیادہ نہ مٹانا ہرگز	
موئے بہ تلبیس سیاہ کردہ گیر	راست نخواہد شدن ایں پشت گوز	سعدی
ہر چند جفا کند کہ شکایت نہ کنیم	گوئیم کہ جرم از طرف ماست ہنوز	
وقت ضرورت چو نماند گریز	دست بگیرد سر شمشیر تیز	سعدی
چو جنگ آوری با کسے برستیز	کہ از وے گزیرت بود یا گریز	"
اسپ تازی دو تک زود شتاب	اشتر آہستہ میرود شب و روز	"

میراث پدر خواہی علم پدر آموز
کیں مال پدر خرچ توان کرد بہ دہ روز — سعدی

مرغک ز بیضه برون آید و روزی طلبه — ″
آدمی زاده ندارد خبر و عقل و تمیز

گر بغریبی رود از شهر خویش — ″
سختی و محنت نبرد پنبه دوز

کرم لطف کن آنجا که بینی ستیز — ″
نبرد قز نرم را تیغ تیز

ز تقوی چراغ روان بر فروز — ″
که چوں نیکبختاں شوی نیک روز

میفزاید ظلمت دل صحبت افسرده دل — آذین
چوں زمستاں بیشتر گردد شود شبها دراز

از خود آرا طمع سیرت شائستہ خطاست
که برون سازد روں ساز نگردد هرگز — صائب

صدف دار گوهر شناسان راز — ″
زبان جز بگوهر نه کردند باز

به بستاں گل راست کردن فراز — نظامی
که بوئے و رنگے دہد دلنواز

جہاں بہ نزد خردمند محنت آباد است
فراغت از طلبی از سر جہاں برخیز — لا اعلم

او سجده پیش آدم وایں پیش حق نکرد
شیطاں ہزار مرتبہ بہتر ز بے نماز

چو خاکت می خورد چندیں مخور غم — بروشادی کن اے یار دلفروز — سعدی

از نم احسان کس دست طلب را پر مکن	آبرو خواہی بنان خشک چون آئینہ ساز	فنی
سرتا قدمش کرشمہ و ناز	ہم سرکش حسن و ہم سرانداز	لااعلم
یار ستمگار مشو اے عزیز	تا کہ ازاں قوم نباشی تو نیز	″
دریں گنبد بہ نیکی برکش آواز	کہ گنبد ہرچہ گوئی گویدت باز	″
از صحبت بادشہ بپرہیز	چوں ہیزم خشک ز آتش تیز	″
ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز	″
منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گومیت اے کارساز بندہ نواز	″
دل ست اے خرد مند زندان راز	چو گفتی نیاید بزنجیر باز	″
بخت رمیدہ رو بسوئے من نہادہ باز	بر من در سعادت و دولت کشادہ باز	-
بلبل وہ ہوں چھپا نہ پس مرگ بھی چمن	گلبن تلے پڑے ہیں مرے مشت پر ہنوز	″
تو باز ساعد شاہی باستخواں منگر	ہمائے ہمت خود را بلندہ پرواز	″
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	″
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوئے یار	جوں گرد راہ پھرتے ہیں ہم دربدر ہنوز	″
روز عیش و طرب و ماہ صیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز	″
برو منال ز شامیکہ صبح در پئے اوست	کہ نیش و نوش ہم باشند و نشیب و فراز	″
آتشے از عشق در جان بر فروز	سر بسر فکر عبادت را بسوز	″
یاد آن رونق بازار ہنر در بغداد	یاد آن گرمی ہنگامۂ فن در شیراز	″

س

چو کنجشک در باز ار دید از نفس — قرارش نماند در آں یک نفس	″
حسرماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا اک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس	″

شمع روتی ہے کہ ہنستی ہے مگر جلتی ہے	یہی رونیکی ہوس ہے یہی ہنسنے کی ہوس	لا اعلم
شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے	ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس	״
ہم وہ آوارۂ وہ سرگشتہ ظفر ہیں کہ ہمیں	یہی رونے کی ہوس ہے ہی ہنسنے کی ہوس	ظفر
ہے لباسوں میں لباس اپنا لباس	اور سب شو خنّے بے دسواس	״
گر تو میخواہی کہ باشی خوش نویس	می نویس و می نویس و می نویس	״
تلسی کا گھر دور ہے گنٹھ کترن کہیاں	کریگا سو ہی بھریگا، تم کیوں بھئے اداس	تلسی داس
بنفیض سے مرغی بھلی جو انڈے دیوے تیس	بیگن سے چکی بھلی جو عالم کہاوے پیس	سلاک رام
نیچ کریں ہمیں بانسے اور کریں سب ریس	بنج کیا تھا بھاٹ نے سو کے بانٹے تیس	لا اعلم
دھولے دھولے سب بھلے اک دھولے بھلے نہیں	ناری ڈورے نیرتی ڈورے اور سگھنے ہمیں	گنگ
عمل گر دہی مرد منعم شناس	کہ مفلس ندارد ز سلطاں ہراس	لا اعلم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولاں بلاغ باشد و بس	״
دلم خانۂ مہر یار است و بس	ازاں می نگنجد درو کین کس	״
نیاساید اندر دیار تو کس	چو آسایش خویش خواہی و بس	״
یا سبے پروا و فریاد دل من بے اثر	ہم ز دل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس	״
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس	سعدی
ندارم طمع بر زر و سیم کس	اگرچہ بیابم بر آں دست رس	نظامی
غنیمت شمار ایں گرامی نفس	کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس	حافظ
بالباس فقر ناید خلعت شاہی درست	زشت باشد جامہ نیمی اطلس و نیمی پلاس	جامی
برنمی آید بقا تیغ زور بازوئے حریص	از لعاب عنکبوتے می شود عاجز مگس	حباب
فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد	تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس	حافظ
در بیابان توکل توشۂ درکار نیست	زاد ایں رہ دانۂ دل بس بود ہم چو جرس	صائب
دام آفت داں مکن بر نعمت دنیا ہوس	می شود زنجیر آخر شہد بر پائے مگس	والا
دل کندن و کام دل از و ہر دو محال است	با تجربۂ مستورۂ دنیا چہ کند کس	حزیں

بیندیش و آنگہ برآور نفس وزاں پیش بس کن کہ گویند بس — سعدی

جہاں اے برادر نماند بکس دل اندر جہاں آفریں بند و بس — ״

ترک دنیا شہوت ست و ہوس پارسائی نہ ترک جامہ و بس — ״

اٹھیں ہم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس
یوں بے بلائے ہم تو نہ جائیں خدا کے پاس — لا اعلم

ایں ہمہ زینت زناں باشد
مرد را کبر و خایہ زینت بس — ״

ر مقابلہ جرم لطف بیند کس
شود خجل زدہ و ایں خجالت او را بس — ״

ست شاہ را ز روئے قیاس
ہم چو دریائے بے کرانہ شناس — ״

ب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس — صائب

ستم کن ز ندامت بترس
وز فزع روز قیامت بترس — ״

سنوں غم فرقت کی کریں کچھ باتیں
دل بہل جاتا ہے بیمار کا بیمار کے پاس — ״

نہ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس — ״

ش

نیم یک لحظه از یاد تو خاموش	فراموشی شده از دل فراموش	لا۱۴۱
بود دلکش تازه و دوست ریش	کسی کش بود دشمن از دوست بیش	،،
سر بر خط تو نهاده بودم زین پیش	اکنون خط تو نهاده ام بر سر خویش	،،
بعقل مثل طفل شو فکرت خدا کند	آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	،،
سفله هر چند غنی گشت به عزت نرسد	یکدان گرچه ز زر باشد تف در دهنش	،،
مسلمانی کسی داند که در یک رنگی وحدت	ز هر موی چشمه خون ریزد از توانی مسلمانش	،،
تا بهمواری برآید کار در تندی مکوش	بد خماری دارد از پی این شراب جام جوش	صائب
چو غنچه گرچه فروبست گیست کار جهان	تو همچو باد بهاری گره گشا می باش	حافظ
بهر خدمت پیش ارباب سخن آماده باش	نقش خود را چو قلم بنشان و خود استاده باش	غنی
کار خود کن راست چون فواره از امداد غیر	خود نهال خویش و خود آب روان خویش باش	اشرف
ببیس که فتنه عالم زیاده می زاید	بصد هزار غم آبستن است مادر عیش	لا۱۴۱
مکن تا توانی دل خلق ریش	وگر می کنی می کنی بیخ خویش	سعدی
خواجه در عیب است غرق تا بگوش	خواجه را مالست و مالش عیب پوش	لا۱۴۱
گرت هواست که با خضر هم نشین باشی	نهان ز چشم سکندر چو آب حیوان باش	،،
بستان ز خلق خام و بده پخته در عوض	سرگرم خوی معاملگی چون تنور باش	راسخ
یکی جامه در نیک نامی بپوش	به نیکی دگر جامه ها می فروش	نظامی
ره راستی گرم امروز پیش	که آگاه هم امروز فردای خویش	سعدی
خداوند تدبیر و فرهنگ و هوش	نگوید سخن تا نه بیند خموش	،،
تا که شاهین زبانت تیر از وی دو گوش	سخن خویش نسنجیده بسخندان مفروش	غنی
خواهی که بی حساب بجنت ترا برند	صائب بشمرده زن و بیحساب باش	صائب
زندگانی دم مردنش بد بود	که نماند و بماند سیم و زرش	سعدی

ں راچشم کم ببیں	از مروت بر سر خوان تہی سرپوش باش	لاأعلم
نا ـــے بر پا نیستش	بہتر ازاں کس کہ وفا نیستش	″
یل جان من زخم نیش	قناعت نکوتر بدوشاب خویش	″
ا حفظ بیا با ما بہ سے خانہ	کہ شنگولاں سرمست بیاموزند کار خویش	″
صاحب تدبیریں وپیش	پر دیکھئے کیا کرتی ہے تقدیریں وپیش	ظفر
ہم فقیروں کی بسر ہو جائیگی	اپنے محلوں میں ہیں اے آسماں زر واز خویش	صبا
روہ شد خصم ایمن مباش	خراشیدہ را ہست قصد خراش	لاأعلم
صلحت ملک خسروان انند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش	حافظ
متا ہے فغان درویش	قہر درویش بہ جان درویش	″
سر بازیچہ حرفے	کزاں پندے نگیرد صاحب ہوش	سعدی
ت پیشش ناداں	بخوانند آیدش بازیچہ در گوش	″
بان کن یا بفکر سود باش	اے ز فرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش	لاأعلم
تم رفتہ ماہ و ہفتہ خویش	کجا بایم عمر رفتہ خویش	″
ی نباشد ز خویش	چو بیگانگانش براند از پیش	″
مے آید گلوئے او بگیر	داد او بستان و میر داد باش	″
ی ہمہ روز پند مردم	میگوید و خود نمی کند گوش	″
متا ہے فغان درویش	اور وہ بھی بزبان درویش	″
بسر و در کسب معاش	چیزے بسوئے خود کش و چیزے می پاش	″
ودک حلوا فروش	بحر لطف حق نمی آید بجوش	″
نسب و نسبت خاکش	وانراکہ نبود ہیچ گواہے جو فغالش	″
یا تختہ بندم کردہ	باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش	″
ے کو بات حق سنے دے ہمکو گوش حق بطرف جسکے ہو آج نہ ہیو خموش		″

عزیزے کہ پر فتنہ بینی سرش	میازار و بیروں کن از کشورش	لاعلم
آنکس کہ ترا بجنت باز آید پیش	شاید کہ دلش بسوخت بر گفتهٔ خویش	〃
سفله چو جاه آمد و سیم و زرش	سیلی خواهد بضرورت سرش	〃
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را	تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس	〃
بندهٔ حلقه بگوش ار ننوازی برود	لطف کن لطف کہ بیگانه شود حلقه بگوش	〃
دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند	آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش	〃
تا نسازی راست و روں حرف را بر لب میار	تیر نتست بیروں از کماں غافل مباش	صائب
نباشد ہر کرا امروز در خاطر غم فردا	شب آدینهٔ اطفال باشد جمله ایامش	〃
به ز خاموشی نباشد بیکساں را دورباش	در چها شد بسته در بار اگر نباشد گو مباش	〃
کدام جامه به از پرده پوشی خلق است	بپوش چشم خود از عیب خلق و عریاں باش	〃
پردهٔ مردم دریدن پردهٔ عیب خود است	عیب خود می پوشد از چشم خلائق عیب پوش	〃
مخور بہ ہیچ دل زار و ہر چہ خواہی خور	بپوش چشم خود از عیب و ہر چہ خواہی پوش	〃
می کند زہر ہلاہل کار خود در انگبیں	از گزند دشمن شیریں زباں غافل مباش	〃
چشم من نیست بآسودگی خود صائب	ہست در راحت ارباب مرا راحت خویش	〃
فرش ما افتادگی اسباب ما آزادگی	خانهٔ ما را نگہباں اگر نباشد گو مباش	〃
شود عیار بد و نیک در سفر ظاہر	بکیست تیر کج و راست تا بود در کیش	〃
ایکه می جوئی کشاده کار خود از آسماں	آسماں از ما بود سرگشته در کار خویش	〃
چہ آسودگی خواہی از آسماں	کہ بے آب گرداں بود آسیاش	〃
چو باحساں میتواں آزادگاں را بنده کرد	از بخیلی بندهٔ سیم و زر دنیا مباش	〃
ترا خامشی اے خداوند ہوش	وقارست و نااہل را پرده پوش	سعدی
مکن عیب خلق اے خردمند فاش	بعیب خودش از خلق مشغول باش	〃
خانه آباداں درون باید نه بیروں پرنگار	مرد عارف اندروں و گو بروں ویرانه باش	〃
ہر آں کس کہ عیبش نگویند پیش	ہنر داند از جاہلی عیب خویش	〃

رکه نه مدراه عزیزان بود	بارگرانست کشیدن بدوش	سعدی
ا هرچه خواهد کند بنده باش	رضا پیش گیر و سر افگنده باش	"
بان را نگه دار و در کار خویش	نفس بر مزن جز بهنگام خویش	نظامی
راست ادراک و هوش	که خر نغمه سنج است و بلبل خموش	حافظ
ست که زاهد کند خروش	سیلاب چون به بحر رسد می شود خموش	لا اعلم
کند استاده برشته سلام	فروتنی کن و از جمله عزیزان باش	"
یم زنهار پر خذر باش	چوں سگ خموش افتد ناگاه گزباش	"
رائیده که خود نگرد خموش	ولیکن نه هر وقت باز است گوش	"
غ کاب شور باشد مسکنش	او چه داند جائے آب روشنش	مغربی
فیب خود دیدے ز پیش	کے بدے فارغ وے از اصلاح خویش	"
گوش سخن داں چو نیابی	جائیکه هنر پرده نشنو نیست خمش باش	حزین
پیچیں برابر وسے مردی	بزیر تیغ بلا هم چو زخم خنداں باش	"
انم کنوں از کردهٔ خویش	چها دیدم ز پیش آوردهٔ خویش	غنیمت
ن شاهی و بندگی برخاست	چوں قضائے نوشته آمد پیش	لا اعلم
ل سخن تا بینی ز پیش	به بیهوده گفتن مبر قدر خویش	"
ارنده بسوئے غیر خستنده مباش	چوں تیشه بسوئے خویش تراشنده باش	"
تیر قضا از شست تقدیر بجست	هرگز نه کند رد سپر تدبیرش	"
ر نه خیزم ز جائے خویش	من بسته ام صفائے قناعت ز پائے خویش	"
سے را که آری بزنهار خویش	نگه دار اندازهٔ کار خویش	"
د بد در فکر بد بینی بود	عاقلی از مکر او هشیار باش	"
می سی کار گر کند همه عمر	نه برد ذرهٔ از قسمت بیش	"

جرأت و تدبیر مصائب لازمست
تا که زود آساں شود هر مشکلش آید ز پیش — صائب

راهست دراز بار بر دوش — در خوابم واز خودی فراموش — لااعلم

ما آزموده ایم درین شهر بخت خویش — بیرون کشیده باید ازین ورطه رخت خویش — ،،

نه گویمت که همه سال مے پرستی کن — سه ماه می خورد نه ماه پارسامی باش — ،،

قدم برون نه گذارم ز آستانهٔ خویش — چو مرغ قبله نمای پرم بخانهٔ خویش — ،،

هر که فریادرس روز مصیبت خواهد — گو درایام سلامت بجوانمردی کوش — سعدی

در عمل کوش هرچه خواهی پوش — تاج بر سر نهی علم بردوش — ،،

نه بیند مدعی جز خویشتن را — که دارد پردهٔ پندار در پیش — ،،

گرت چشم خدا بینی ببخشد — نه بینی هیچکس عاجز تر از خویش — ،،

بزور باید نه زر که بانو را — گزرے سخت به که صد من گوش — ،،

درسخن با دوستان آهسته باش — تا ندارد دشمن خونخوار گوش — ،،

پیش دیوار آنچه گوئی هوشدار — تا نباشد در پس دیوار گوش — ،،

مشو غره بر حسن گفتار خویش — به تحسین نادان و پندار خویش — ،،

ضعیفے که با قوی دلاوری کند — یار دشمن ست در هلاک خویش — ،،

خاتون خوبصورت پاکیزه روئے را — نقش و نگار و خاتم فیروزه گو مباش — ،،

طاؤس را به نقش و نگارے که هست خلق — تحسین کنند. او خجل از پائے زشت خویش — ،،

زدرویشی منال اے مرد ازین بیش — سخن بشنو زمن خوش باش درویش — طوسی

درون خانهٔ خود هر گدا شهنشاهے ست — قدم برون منه از حد خویش سلطان باش — صائب

زبهر لذت دنیا مکش مذلت خلق — بعزتے که تراهست شکر کن درویش — صانی

زانکه محنت کشیده می گفت — محنت خویش به ز منت خویش — اثر

ائے مردم بسیار کردے	اکنوں چناں شدم کہ ندانم دوائے خویش	اعتماد
ست عیب نمایاں نمی شود	ماہ است داغدار مدام از کمال خویش	واجد
ا ہرچہ کار آید دل افسردہ را	نقش بر دیوار زنداں گر نباشد گو مباش	صائب
رفلک کن تا برآئی روسفید	دانہ چوں در آسیا افتد تحمل بایدش	لا اعلم
اس بیروں کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردوں خروش	″
بند مکن قصد دل آزردہ خویش	ورنہ بسیار پشیماں شوی از کردہ خویش	″
جاتے ہو تو یاد رکھیو مجھ کو	مت کیجو مہربان فراموش	″
در از پیش کساں دست پئے خویش	گل بستہ کہ بگذری از آبروئے خویش	″
زندہ است کسے کہ در دیارش	ماند خلفے بیادگارش	″
آدمی فربہ شود از راہ گوش	جانور فربہ شود از نائے و نوش	″
اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش	چو نوشی مے با ناب آئی بہوش	″
تا نگرید طفلک حلوا فروش	دیگ بخشایش نمی آید بجوش	″
بے ہنراں حیلہ آرند پیش	تا نرود کار ہنرمند پیش	″
عروس مملکت آں مرد در کنار گرفت	کہ اول از گہر تیغ داد کابینش	″
مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست	کمر بخدمت سلطاں بہ بند صوفی باش	″
ن بدرویشاں بزرگی را بنفزاید	سلیماں با چناں حشمت نظرہا بود با مورش	″
کشادہ کن رہ وصلت خویش	تا از ہمہ بیش باشی و از ہمہ پیش	″
اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روئے عفو و کرم گنہگاراں بخش	″
ز دشمن دوستی جستن چناں ست	کہ یکجا جمع کردن آب و آتش	″
تن و خرس باش و یا سگ مردار باش	ہرچہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش	″
رموز مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش	″
کہ دارم از تمنائے دل ریش	خیال سیر کتب خانہ در پیش	″

چوب را آب فرو می نبرد حکمت چیست	شرم دارد ز فرو بردن پروردهٔ خویش	〃
نہاد تن پرستاں ہمچو گل خنداں گلخن داں	درون سوخت ناپاکی بروں سوز مرجانش	〃
مرا خود دل در مندست و ریشش	تو ہیزم مزن بر سر ریش نیشش	〃
بار آکہ از شرم گنہ سرتا قدم بگداختم	کوہے کہ بر سر داشتم ازگریہ ہا موئی کردمش	〃
با فتوت ہمنشیں شو با مروت یار باش	دانگے از تاج و تخت خویش برخوردار باش	〃
چو ناداں، نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش	〃
چو بذل تو کردم جوانی خویش	بہنگام پیری مرا کم زپیش	〃
بدنفس مباش و بدگماں باش	و ز فتنہ و مکر در اماں باش	〃
کم خور و کم خواب و کم گفتار باش	گرد خود گردندہ چوں پرکار باش	〃

ص

آرام پھر کہاں ہے جو ہو دل میں جائے حرص انساں نہ ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے	آسودہ زیر چرخ نہیں آشنائے حرص ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سوائے حرص	سودا

ض

دوستی کا مارتے ہیں یکدگر دم آشنا	ہوتی ہے معلوم باہم آپڑے ہی جب غرض	سودا
معصیت کر بیٹھے بندے مغفرت وہ کر اٹھا	اپنی خو سے اس کو مطلب انکی ہو سکیا غرض	موجا
آسیا کیا رزق دے رزاق مطلق اور ہے	اس کے سو حیلے ہیں چرخ حیلہ جو سکیا غرض	〃
آشنائے بے غرض ہی کون دنیا میں ظفر	پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض	ظفر

ط

…قی جس کی طرف ہو تو اسے بخشے ہے	دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط	سودا
…کی دوستی دے دین و ایماں کو اجاڑ	پوچھ لو جا کر گلستاں سے خزاں کا اختلاط	رر
قابل گوش سینکڑوں گوہر	گوش بھی قابل گہر ہے شرط	آتش
گلشن عیش کے نظارہ کو	مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط	رر

ظ

ہم تو چلتے ہیں لو خدا حافظ	بتکدے کا تو خدا حافظ	آتش
…وئی سے تجھے چاہئے اے یار لحاظ	بات بڑھ جاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ	رر
…یر نس ہم کو آب و دانہ نے	تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ	رر
…ر کا سودا ہے بے زر کا خدا حافظ	پرواز تو اڑتے ہیں بے پر کا خدا حافظ	رر
…جا و امید وصال او زکجا	بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ	

ع

دریں دو روزۂ فانی ظہیر حیرانم — کہ بر متاع قلیل جہاں کنند نزاع	ظہیر
نشود شکوہ گرہ در دل روشن گہراں دود در سینہ مجالست نہاں دارد شمع	ناصر علی
چرخ را در زیر پا آر اے شجاع بشنو از فوق فلک بانگ سماع	

غ

بھی کے خوش ہو نیسے رکھتا ہی تعلق حسن لطف
دنیا میں ہی غرور تکبر ہنر کے ساتھ
روشندلوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے
اگر صد سال مسکہ را کنی دوغ
چو باد خزانی در آید بباغ
ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد
چو داند گنج از سیاہی دریغ
روشن زمن جہان ومن از بخت تیرہ داغ
شعلۂ ادراک را لازم بود بخت سیاہ
وعدۂ ارباب دنیا ہم چو خواب احتلام

رنگ و بو نکلے ہی جب غنچہ کے دل کو ہو فراغ سودا
ہے کونسا ہنر جو کریں بے ہنر داغ رشک
آتا نہیں ہے کام ظفر دور کا چراغ ظفر
ہماں دوغ ست ہماں دوغ ست ہماں دوغ لا اعلم
زمانہ وہ جائے بلبل بزاغ ״
زود بینی کش بشب روغن نماند در چراغ سعدی
دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ ״
کہ سایہ چراغ شود محو از چراغ غنی
زیر پائے خویش را روشن نمیدارد چراغ صائب
شب ہمہ شب عیش وعشرت باشد و فردا دریغ ״

ف

قوت از حق خواہم و توفیق لاف
ہنستے کیوں گل کی روش باغ جہاں میں غافل
مسافران عدم کی خبر خدا جانے
کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردوں کب سے
زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
چو در لشکر دشمن افتد خلاف
کہ لشکر کشایاں مغز شگاف
نہ ہر کہ قوت بازوے منصبے دارد

تا بہ سوزن بر کنم ایں کوہ قاف لا اعلم
اے ظفر ہوتے اگر یاں کی ہوا سے واقف ظفر
کہ ان کو چین ہی یا جانب علم تکلیف ״
نہیں تاریخ کے اس چرخ کہن سال یہ حرف لا اعلم
مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف سودا
تو بگذار شمشیر خود در غلاف لا اعلم
نہاں صلح جویند و پیدا مصاف ״
بہ سلطنت بخورد مال مردماں بگزاف

مردبے توشہ کاوفتاد ازپائے	در کمر بند او چہ زر چہ خزف	

ق

ندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق	یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق	مومن
بح ہوں یکدل ہم ان ہیں لئے چرخ	ڈالے ہے تفرقہ سازی تری اک آن میں فرق	لااعلم
رداں جہان ست از اتفاق	خلق دویں گرد ویریشاں از نفاق	״
برفتم بروم و بچین و عراق	ندیدم رفیقے دریں زیر طاق	״

ک

لطف کند با تو خاک پایش باش	وگر خلاف کند در دو چشم آگن خاک	لااعلم
ہرچہ با تو در نیاید زیر خاک	آں ہمہ دنیا بود نے دین پاک	״
بلبل کو ہو سیر گل و گلزار مبارک	اور مجھ کو ترا دیکھنا اے یار مبارک	جرأت
ی زندگی ہی تو دو اک نفس تلک	ساماں کرے ہی جینے کا لاکھوں برس تلک	ظفر
دکھ پہ دکھ دیتا ہی دکھیا کو فلک	زخم دیکر پھر چھڑکتا ہے نمک	״
خاک کو منہ لگواے سمجھتے ہیں فقیر	اور وہ جانتے ہیں منہ کو لگے خاک	״
نیا سے ہیں دنیا میں جو ہیں شندل	خاک پر لگتی نہیں چادر مہتاب کو خاک	״
وآدر نہیں جات نہ پوچھے بات	تلسی ایسی میت کے سر پر ڈارو خاک	تلسی
ں رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک	سعدی
ہماں بہتر کہ ماشت ہوسناک	کنیم آئینۂ زنگ از ہوس پاک	جامی
م از می کنند قصد ہلاک	گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک	لااعلم

بے تو جان قطرہ ایست برلب شوق	ورتو دیر آمدی چکید اینک	لااعلم
سوز فراق یار کسی کو نہ دے خدا	جس کو لگی یہ آگ، جلا سر سے پاؤں تک	"
ناصحا! غافل نیم وارم کلاہ چار ترک	ترک مولیٰ۔ ترک عقبیٰ۔ ترک دنیا۔ ترک ترک	"
من میلا۔ تن اُجرا۔ بگلے کا سا بھیک	تجھ سے تو کاگا بھلا بھیتر باہر ایک	"

گ

سنگ در دست و مار بر سر سنگ	خیرہ رائی بود قیاس و درنگ	لااعلم
گربہ شیر ست در گرفتن موش	لیک موش ست در مصاف پلنگ	"
گرچہ شاطر بود خروس بجنگ	چہ زند پیش باز روئیں چنگ	"
سب کی سن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں	ہے کوئی بھیدی اور ان کا راز داں سب سے الگ	حالی
ایک سے ایک ہے تماشا رنگ	دیدنی ہے جہاں رنگا رنگ	آتش
دو دن اگر خزاں ہے تو دو دن بہار ہے	اک رنگ پر کبھی نہیں رہتا ہوا کا رنگ	صبا
سکھی گئی جب طور میں ہیں رہا کہہ بھاگ	گھر کی دادی بن گئی بن کو لگ گئی آگ	کبیر
گل جو چمن میں ہیں ہزار دیکھ ظفر ہو کیا بہار	سب کا ہے رنگ جدا جدا سب کی ہے بو الگ الگ	ظفر
یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ	سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ	لااعلم
ندانی کہ چوں گربہ عاجز شود	برآرد بہ چنگال چشم پلنگ	سعدی
بڑھ گیا ہے رحم انسانی بہت	ہو گی ایجاد اب نئی توپ اور تفنگ	لااعلم
دگر عمرے نوازی سفلہ را	بہ کمتر چیزے آید با تو در جنگ	"
ازاں مار بر پائے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ	"
دیکھی وہ سیر جس کا زباں سے بیاں نہ ہو	وہ بھید کھل گیا جسے کھلنا تھا بعد مرگ	"
آوت گالی ایک ہے الٹت ہوئے اینک	کہیں کبیر آنہ الٹے وہی ایک کی ایک	کبیر

سخن بلطف وکرم با درشت خوئے	کہ زنگ خوردہ نگردد بگر بسوہن پاک	سعدی
آہ دل کی کیسی بنی ان چاہت کے سنگ	دیپک بہا دیں ہیں جل جل مرے پتنگ	لا اعلم
نیست جز وندان شکستن چارۂ کج بحث را	از دم عقرب گرہ نتوان کشودا لابسنگ	صائب
در بہارا کہ شود سر سبز سنگ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ	مغوی
سیلے جو ہران عزیزیہ تنگیں نمی شوند	افزون نمی شود زگرانی بہائے سنگ	صائب
من پاکیں اور ہی۔ تن سادھو کے سنگ	کہہ کبیر کوری گز ئی کیسے لاگے رنگ	کبیر
ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم	وگربا چنوں صد برائی بہ جنگ	سعدی
باسیہ دل چہ سود گفتن و عنظ	نرود میخ آہنی در سنگ	〃
غواص اگر اندیشہ کند کام نہنگ	ہرگز نکند در گرانمایہ بچنگ	〃
برو با دوستاں آسودہ بنشیں	چو بینی در میان دشمناں جنگ	〃
رودۂ تنگ بیک گردۂ نان پر گردد	نعمت روئے زمین پر نکند دیدۂ تنگ	〃
سگے بچند سال شود لعل پارہ	زنہار تا بیک نفس نشکنی بہ سنگ	〃
سگے را لقمہ ہرگز فراموش	نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ	〃
تو پاک باش برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گا ذراں بر سنگ	〃

ل

خوشامدیں ہم کو وہ قدرت ہی حاصل	کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہیں مائل	لا اعلم
چوں سگ درندہ گوشت یافت نہ پرسد	کیں شتر صالح ست یا خر دجال	〃
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل	کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل	〃
نہ باید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل بر داشتن کاریست مشکل	〃

کہتے تھے اس لئے کہ نہ ہو آشنائے گل
اے عندلیب دیکھی نہ آخر وفائے گل — سودا

...دولت ہے یہ احسان کہ اس سے	بشر کو یہی ہے سبق لینا بشر ہو ل	آتش
...ڈالکھ اٹھاتے ہوئے جلد اپنا قدم چل	ہوگا وہی قاصد جو گئی پہلے قلم چل	ظفر
...بیدے کب ہوتے ہیں جنکی ہی طبیعت میں کجی	کسطرح کوئی نکالے موج آب جو کے بل	"
...رائی یا بھلائی گو ہے اپنے واسطے لیکن	کیسکو کیوں کہیں ہم بد کہ بد گوئی سے کیا حاصل	لاعلم
...وروں کے بل پہ بل نہ کر اتنا نہ چل نکل	بل ہے تو بل کے بل پہ تو کچھ اپنے بل کے چل	"
...لذے ہاتھ اٹھا مستعد ہے سرپہ اجل	عدم کا کوچ زمانہ سے آج ہے یا کل	امانت
...کل تک وہ تجھے منہ لگانے کے قابل	ہوئے آج باتیں بنانے کے قابل	قلق
کوئی شئے جو پہنچے بحد کمال	تو آخر ضروری ہے اس کو زوال	علم
کمال آج گر ہے تو کل ہی زوال	جو ہے بدر آخر وہ ہوگا ہلال	"
وہ گلشن کہ جس میں ہزاروں تھے پھول	وہاں دیکھئے تو جھے ہیں ببول	"
آیا ہی ہاتھ ہمکو یہ مضمون چراغ سے	روشن اسی کا نام ہے جو جلائے دل	اسیر
بھیکا بھو کا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لال	گھانٹھ کھول نہیں جانتے اس بدھ بھئے کنگال	تسی
لٹھڑی باندھی دھول کی رہی کنول سی پھول	گانٹھ جو تن کی کھل گئی انت دھول کی دھول	لاعلم
...ل میں ہزسو کھے دیکھے پل میں ہو گئے جل او تھل	پل میں پنچھی اڑتے دیکھے پل میں آن کٹائی گل	گردھاری
بود کہ یار نہ پرسد گنہ زخلق کریم	کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل	لاعلم
جہد رزق ار کنی و گر نہ کنی	برساند خدائے عز و جل	"
ہے کمال حسن دولت چار دن	ایک دن آجائے گا اُن پر زوال	"
رہے گا وہی شخص آسودہ حال	چلیگا جو دھن اور کوشش کی چال	"
نیم شبے آہ زند پیر زال	دولت صد سالہ کند پائمال	"
مادر چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال	"
شاہا بقائے عمر تو باشد ہزار سال	لیکن بایں حساب بصد حشمت و جلال	"
سال ہزار ماہ و ماہ ہزار روز	یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال	"
شاہا بقائے عمر تو از فضل ذوالجلال	بادا ہزار پاس بہ قیاس ہزار سال	"

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو می گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال	لااعلم
ہر روز نعمتوں سے کرے سفلہ کو غنی	محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال	”
بے عزم درست و سعی کامل	کس را نشود مراد حاصل	”
…غے کہ جز ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد ہمہ سال	”
ایک دم یاد ملک ذو الجلال	خوش بود از عمر صد و بست سال	”
زیر پایت گر بدانی حال مور	ہم چو حال تست زیر پائے پیل	”
…رفیقے نیک باید کرد حاصل	کہ صحبت را نشاید ہر بد دل	”
…لحظہ جدا مباش از یاد خدا	عمرت گذران ست چو آب از تہ پل	”
…ے کہ از تو بہ پیچد بریدہ باد چو زلف	رخے کہ از تو بتابد سیاہ باد چو خال	”
پڑھیں فارسی بیچیں تیل	یہ دیکھو قدرت کے کھیل	”
تو غافل در اندیشۂ سود مال	کہ سرمایۂ عمر شد پائمال	سعدی
…لسے کہ بر لبم آبے چکاند نیست جز دیدہ	ز بخت بد شوم آن ہم بصد خون جگر حاصل	لااعلم
…ں ارباب کرم شرط ادب نیست طلب	حاجت ما ہمہ دانند چہ حاجت ست سوال	جامی
…بان تازہ رو شو اے خلیل	در مبند و منتظر شو در سبیل	مغربی
…ت شہرت طلب آنکس کہ کمالے دارد	ہرگز انگشت نما بدر نباشد چو ہلال	غنی
…ادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل	گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل	لااعلم
…ن یار دور و من ندارم طاقتے در دل	اگر در مشکل افتادم چساں حل سازم این مشکل	”
…ے مسلماناں حذر از صحبت ارباب جاہ	جز شکست کعبۂ دل ناید از اصحاب فیل	باقر
…پانی کھات ہے۔ تاکی کاڑھی کھال	جو گوئی بکری کہات ہے۔ تا کا کون احوال	لااعلم

طریق عشق میں ہے رہنما دل	پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل	میر
چہ بندی دل خود برین ملک و مال	کہ ہستش یکے رنج و بیشی وبال	نظامی
سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل	چو پر شد نشاید گزشتن بہ پیل	سعدی
تو نیکو روش باش تا بد سگال	بہ نقص تو گفتن نیابد مجال	″
چو آہنگ بربط بود مستقیم	کے از دست مطرب خورد گوشمال	″
چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل	کہ باد اندر شکم باریست بر دل	″
نباید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل برداشتن کاریست مشکل	″
بیان شوق را لب چوں کند میل	کہ پیوست آب سیل در کیل	″
در روی در دہان شیر و پلنگ	نخورندت مگر بروز اجل	″
دست تضرع چہ سود بندہ محتاج را	وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل	″
بسا نام نیکوئے پنجاہ سال	کہ یک نام زشتش کند پائمال	″
توانگری بہ ہنرست نہ بمال	بزرگی بہ عقل است نہ بسال	″
انڈے کن بسل کئے . مچھلی کیسا حلال	جیہا کے رس سوا دیں یہ نربھیا بچال	لا اعلم
لئے پھرتا ہے مجھ کو جا بجا دل	مرا بے چین میرا چلبلا دل	″
صبر آخر کب تلک کوئی کرے	جب نہیں کچھ انتہائے درد دل	″
اس طرف تو وفور خواہش دل	پردہ شرم تھا ادھر حائل	″
مجھ سا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل	آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل	″
ہوتا ہے بیقرار حسینوں کو دیکھ کر	ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل	″
عید قربان ہے یہی دن تو ہی قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل	″
ملایا خاک میں کیوں اسکو تونے	بڑے نازوں کا پالا تھا مرا دل	″
خم کے خم الٹے پڑے ہیں میکدہ میں چارسو	قابل نظارہ ہے مستوں کی محفل آج کل	″
مشکل تو جہ تو آسان	آسان ز تغافل تو مشکل	″
[illegible] سے [illegible] نہیں [illegible]	[illegible] کو [illegible] سمجھ کی ہے سل	″

ظالم بخت تیرے دل پہ اثر اک ذرا نہیں	کب تک یہ درد دل کی کہانی سنائے دل	لاعلم
بنی آدم از علم یابد کمال	نہ از حشمت و جاہ و مال و منال	سعدی
لب لگاتا ہی کوئی اس دل بے حال کا مول	سب گھٹا دیتے ہیں مفلس کے غرض مال کا مول	سرور
چاہتا ہوں میں تو مسجد میں رہوں مومن مگر	کیا کروں بت خانہ کی جانب کھنچا جاتا ہے دل	لاعلم
یا مکن با پیلباناں دوستی	یا بنا کن خانہ بر بالائے پیل	〃
جہد رزق ار کنی و گر نکنی	برساند خدائے عز و جل	〃
قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہے خوشی	سر پیشکش ہے جان فدا ہے نثار دل	〃
گر روی در دہان شیر و پلنگ	نخورندت مگر بروز اجل	〃
بے عزم درست و سعی کامل	ہو گی نہ دلی مراد حاصل	
اے ہنرہا نہادہ بر کف دست	عیب ہا برگرفتہ زیر بغل	〃
تم بات کرو ان سے جو ہوں بات کے قابل	ہم بات کے قابل نہ ملاقات کے قابل	〃
آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں	تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل	〃
مرا گھر کہاں اُن کے آنے کے قابل	بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل	〃
قرض کا انجام ہے وہ جان گسل	کانپتی ہے روح تھراتا ہے دل	〃
بعد مدت کے پھنسا آکے پرانا چنڈول	لگی گلشن کی ہوا دُم کا ہلانا گیا بھول	〃
ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز	ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل	〃
اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	اس کی فرقت میں کیوں جلائے دل	〃

الہیٰ تا جہاں باشی باقبال	جواں بخت و جواں دولت جواں سال	لااعلم
نالاں فراق دل میں ہے ماتم سرائے دل	سینہ سے آرہی ہی صدا ہائے ہائے دل	〃
یہ ترچھی ادائیں دکھانے سے حاصل	ابھی ہو تو تو منہ چھپانے کے قابل	〃
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل	عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل	〃
کسے برگرفت از جہاں کام دل	کہ یکدل بود با وے آرام دل	〃
نہ کیا ذبح۔ گیا چھوڑ کے بسمل قاتل	دہن زخم نگارا کیا قاتل قاتل	〃
چونکہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول	〃

م

نمیدانم گناہم چیست کز من سرگراں داری	سرت گردم قصورے در وفائے خود نمی بینم	〃
بلند مرتبہ زاں خاکِ آستان شدہ ام	غبار کوئے توام اگر بر آسماں شدہ ام	〃
آخر من و تو دوست بودیم	عہد تو شکست من ہمانم	〃
عہدے کہ نخست با تو بستم	آں عہد بجاست تا کہ ہستم	〃
بیا کہ وصل ترا از خدا ہمی خواہم	بیا کہ گوش برآواز و چشم بر راہم	〃
دل بکوئے یار من از یار دور افتادہ ام	او بدل نزدیک و من بیار دور افتادہ ام	〃
درد و زرخ عشق می گذارم شب و روز	اینست گناہ من کہ عاشق شدہ ام	〃
بپائے تاک بیا ساقیا شراب خوریم	بزیر سایہ نشینیم و آب خوریم	〃
چناں ملول شدم ز آشنائی مردم	کہ در آب شوم غرق آشنا نکنم	〃
ما مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق	او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم	〃
کس نیاید بزیر سایۂ بوم	ور ہما از جہاں شود معدوم	〃
دل چاہے دل دار کو تن چاہے آرام	دہ بدھا میں دونوں گئے مایہ ملی نہ رام	〃

طالب حکمت شو از هر و حکیم	تا از و گردی تو بینا و علیم	
وراق رنگ و بوئے بباد فنا دهیم	از زیر منت چمن آرا برون رویم	غالب
رچه هرکس آورد باخویش مهمانش کنم	پاک باشد از تکلف خانه چون آئینه ام	"
مزن بے تکلف بگفتار دم	نکو گو اگر دیر گوئی چه غم	سعدی
ستے باید که او خصمی کند با دیو نفس	گر برو غالب شویم افراسیاب افگنده ایم	"
تد رو وقت از فنا سد دل و کارے نکند	بس خجالت که ازیں حاصل اوقات بریم	حافظ
لعت آسائشی میخواستم از چرخ گفت	از کجا آورده ام خود در لباس ماتم	کلیم
ور و نم صبر احی صفت بر حرام	چه حاصل مرا از سجود و قیام	لا اعلم
ندریں عهد ست الفت بسکه سامان فوی	تیغ قطع آشنائیها شود دست سلام	"
شکر خدا که هرچه طلب کردم از خدا	بر منتهائے همت کامران شدم	"
نعمت از دنیا خورد عاقل نه غم	جاهلان محروم مانده در الم	غنی
اگرچو زنان حله بر تن کنم	بمردی کجا دفع دشمن کنم	"
یض از بیگانه نمی خواهیم نے از آشنا	چون صدف در بحر آب از جائے دیگر میخوریم	"
دایم خواهم از مدد همت بلند	یعنی زبار منت کس خم نه گشته ام	"
رچه از نیکان نیم خود را به نیکان بسته ام	در ریاض آفرینش رشته گلدسته ام	تاثیر
مانه و خانقه و منزل ما زیر زمین	مایه تدبیر سرا ساختن و ها و د رم	ظهیر
جز متاع وفا هیچ در بساطم نیست	سلے نمی خرد از من کسے دریں ایام	"
کے بیاد میگشتم ار با خویش زرمی داشتم	کوه می بودم اگر زر در کمر می داشتم	وحید
تخته مشق گدائی چند باشد نان غیر	می شوم شرمنده پیش هر که مهمان می شوم	نعمت خان عالی
مفلسی هر جا بود عیب تمام	ماهی بے فلس میباشد حرام	واعظ
یک گره از رشته تقدیر نکشوده ایم	ناخن تدبیر را هرچند ما فرسوده ایم	منتظر
جامی بعیش کوش که کس را از جام دهر	کم زانچه قسمت ست نیاید زیاده هم	جامی

تا چوں زورے پائے کشیدیم کشیدیم	امّید ز ہر کس کہ بریدیم بریدیم	وحشی
بست خود چناں بستم حنائے بے نیازی را	کہ ہمچوں پنجۂ مرجاں فرو ریزد ز دامانم گیرم	غنی
خاتم ملک سلیمان ہست علم	جملہ عالم صورت و جانست علم	مثنوی
ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قندست	قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینیم	حافظ
رفتیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم	با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم	لا اعلم
خدا را اے نسیم از منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادیٔ ہجراں ز حال خود نمی یادم	"
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں	طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینیم	حافظ
خوشا احوال گلچینان ایں باغ	کہ من زیں باغ جز دامن نچیدیم	صائب
زباں بریدہ بکنجے نشستہ صمٌ بکمٌ	بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم	سعدی
سال اول جلہ بودم سال دیگر میرزا	غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم	لا اعلم
ما ز یاران چشم نیکی داشتیم	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم	"
ز من جدا نہ کنی گر لباس دیں دارم	نہفتہ کافرم و بت در آستیں دارم	"
ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام	"
گلے خوشبوئے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم	سعدی
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلاویز تو مستم	"
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم	"
جمال ہم نشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	"
بہ تیغم گر زند دستش نگیرم	وگر تیرم زند منت پذیرم	لا اعلم
بلبل نیم کہ چہچہ کناں درد سر کنم	قمری نیم کہ طوق بہ گردن در افگنم	"
پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم	حق شمع ام کہ سوزم و پروا نمی کنم	"
گر ذائقہ درست داری بخشی	آب و نمک بہم آمیختہ ایم	"
در دیگ نہ روغن و عسل ریختہ ایم		
نے مشک نہ زعفران در و بیختہ ایم		"

اے صبا گر ہو کبھی تیرا گزر سوئے وطن	عرض کیجو خدمت احباب میں میرا سلام	[illegible]
از یاد تو نیستم زمانے غافل	یا می گویم نام تو یا می شنوم	〃
مزن در رہ او می نکرد جسیل گام	کہ در دام بلا افتی سرانجام	〃
عنایت نامہ را چوں بر کشادم	گہے بر دیدہ و گہہ بر سر نہادم	〃
ما ہر کسے کہ شرح وہم داستان خویش	صد داغ تازہ بر دل آن ناتوان نہم	〃
نیست برابر بنزد مردم دانا	یکدمہ غم با ہزار سالہ تنعم	〃
حاصل عمر نثار غم یارے کردم	شادم از زندگی خویش کارے کردم	〃
آخر ز راہ و رسم جہاں بے خبر شدم	رنگ زمانہ دیدہ و برنگ دگر شدم	〃
ہرچہ بر تو آید از ظلمات و غم	آن ز بے باکی و گستاخیست ہم	مولانا روم
حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام	با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام	حافظ
چو شبہا نشستم دریں دیر گم	کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم	لا اعلم
دوش دیدم شبنم غلطاں بروئے گل تتار	یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختیم	〃
آمدم شاد بکوئے تو و نالاں رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	〃
در شان من بہ دُردکشی ظن بد مبر	کالودہ گشت خرقہ ولے پاک دامنم	〃
آرزو دارم کہ خاک پائے آن قدم	طوطیائے چشم سازم دم بدم	〃
گہے از دست و گاہے از دل و گاہے ز پا یا نم	بسرعت میروی اے عمر میترسم کہ وا مانم	〃
کہ ہر ایک چہ بازار و کاچار دارو	من از بے نوائی بجود عاجزم	ناصر خسرو
کسے را کہ اقبال باشد غلام	بود میل خاطر بطاعت مدام	سعدی
چوں بہ نکو رفتگاں در ساختم	ہم نشیناں ملایک یافتم	لا اعلم
مے کہ بد نام کند اہل خرد را غلط است	بلکہ می شود از صحبت ناداں بدنام	〃
ز حادثات جہاں بس ہمیں پسند آمد	کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم	〃
مرا یار باید در ایام غم	بشادی نیاید مرا یار کم	〃
سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقیں	اٹھتے ہیں کرنیکو جب ہمت کا کوئی کام ہم	〃

...ا قربان احسانت شوم	این چه احسانست قربانت شوم	لااعلم
...ت و صد هزار تمنا مرا چه جرم	گر خواهشی کند دل شیدا مرا چه جرم	״
...حرف آشنا بغلط هم کسی نگفت	چندانکه خواب خوش بهر افسانه نخفتیم	״
مرهم ز زخم تازه به زخم جگر نهم	پیکان دل ز کاوش نشتر بر آورم	״
خدا را ای من زار منزل جانان مده یادم	که من در وادی هجران ز حال خود بفریادم	״
ندانست آنکه رحمت کرد بر مار	که این ظلم است بر فرزند آدم	״
هر شبی گویم که فردا ترک این سودا کنم	باز چون فردا شود امروز را فردا کنم	״
دُردیا صاف آنچه در جام بود پیش آورم	رند و زاهد را اگر بر قیمت بیش آورم	״
آسودگی بگوشهٔ هستی ندیده ایم	جان داده ایم و کنج مزار سخریده ایم	״
زنگی بشست و شو نتواند شدن سپید	زیب عروس زشت به زیور نمی کنم	״
یک خیل آرزو و دل بیکره عادهم	تن همه داغ داغ شد پنبه کجا کجا نهم	״
اوس کو بھولا نہ چاہئے کہنا	صبح جو جائے اور آئے شام	״
چو یار رخت سفرست من چه کار کنم	وداع صبر کنم یا وداع یار کنم	״
چو حرف غم برآید درست از قلم	مرا از همه حرف گیران چه غم	״
لمے ناخدا از مصلحت ما بشوئے دست	ما با خدائے خویش بکشتی نشسته ایم	صائب
بس که با نیک و بد خلق ندارم کارے	منکر و معتقد گبر و مسلمان نه شدم	کلیم
نادان همیشه دشمن داناست از حسد	زان خلق روزگار رنجوانند اکثرم	لااعلم
از کسے پنهان نمیداریم راز خود چو شمع	هرچه در دل هست ما را بر زبان می آوریم	غنی
مرد صاف در همه جا یافت می شود	در هیچ عرصه مرد تحمل ندیده ایم	صائب
مرادی که در صلح گردد تمام	چه باید سوئے جنگ دادن لگام	نظامی
ما اختیار خود به دل خود سپرده ایم	هر جا که دل نمی رود آنجا نمیرویم	لااعلم
...ت از ساماں نشانی هیچ در کاشانه ام	چون نگین من از برائے نام صاحبخانه ام	״
...ه بو منا ز نقی بر صراط مستقیم	در قیامت بر صراطت جائے تشویش است و بیم	سعدی

باده نوشیدم و پوشیده نماند آتش دل	فاش شد حالت لا مستی رازم	
ز بدگوئی بد گفته پنہاں کنم	بپاداش نیکی پشیماں کنم	قطامی
ہر کسے در راه من خارے نہد من گل نہم	او سزائے خار یابد من جزائے گل برم	لا اعلم
دشنام خلق راند ہم جز دعا جواب	ابرم که تلخ گیرم و شیریں عوض دہم	״
یاراں حذر کنید که ما دل شکسته ایم	خاکستریم و بر سر آتش نشسته ایم	״
دردیکه بردست ز خلق جہاں مرا	باشد مگر بگوشۂ عزلت دوا کنم	صائب
پریشاں خاطرم از ہمنشیناں عزلتی دارم	خموشی صحبت خاصیست با خود خلوتی دارم	لا اعلم
طاعت ما نیست غیر از شستن دست از جہاں	گر نماز از من نمی آید وضوئی می کنم	صائب
سیر چشم ز نعمت دنیا	خاک در چشم آرزو کردم	سعدی
اگر پروراندی و رحمت کرم	بر نیک نامی خوری لاجرم	״
چوں نیشکر ز راستی خویش نگذریم	مارا جدا کنند اگر بند بند ما	لا اعلم
احسان دوست در حق من بے نہایت	من بے زباں کدام یکے را بیاں کنم	״
سائلاں از شرم احساں آب می گردند من	می شوم آب از حیا با ہر که احساں میکنم	صائب
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چه پنہاں دارم	لا اعلم
کسے کو پیشه کرد آزار مردم	بمعنی بد ترست از مار و کژدم	״
دنیا چو خواب ما ہمه خوش نشه خورده ایم	در عین بے خودی به پیش ره نبرده ایم	״
جاں بجاناں دادم و جانانه خود را یافتم	چوں در خانه زدم در خانه خود را یافتم	״
رسول قاصد و پیغام نامه حاجت نیست	که در میان من و تو ہمیں من و تو بسیم	״
نگردد مرغ وحشی جز قفس رام	بزندانش بده یک چند آرام	״
بے مربی کے مربا نہیں ممکن افسوں	پنجۂ مہر سے ہو چرخ نشیمن شبنم	افسوں
فطرت کے مطابق اگر انساں لے کام	حیوان تو حیوان جمادات ہوں رام	اسمٰعیل
دام بلا ہے قرض پھنسے اور ہوئے شکار	ہے پاس آبرو تو رہو ہوشیار تم	״
جبتک وبال جان نہ جانو گے قرض کو	ہرگز نہ بن سکو گے کفایت شعار تم	״

بانٹتے ہو کہ لیے بڑا سود خوار کو	ہے اصل یہ کہ بنگئے خود سود خوار تم	اسمٰعیل
مقروض کی نہیں ہو زمانہ میں آبرو	یوں اپنے دل میں بات بناؤ ہزار تم	"
گروی رکھا ہو واسطے کوڑیوں کے مول	زنہار بھول کر بھی نہ لینا ادھار تم	"
وہ بات ہے کہ نہ ہو جس میں کوئی مجبوری	وہ کام ہی جو کریں اپنے اختیار سے ہم	داغ
سب میں راہی یہ فنا کا ہے مقام	کب یہاں شاہ و گدا کو ہے قیام	داور
کبھی عشرت کبھی حسرت کبھی غم	رنج و راحت ہیں جہان میں توام	"
خالی دماغ بھر جہاں میں ابھرتے ہیں	مثل حباب زندگی دم بھر ہے اور ہم	وقار
انساں کے دل میں خوف خدا کا جو ہو قیام	اوروں کے عیب پر نہ ہنسے صبح اور شام	ہنر
بر ہر زمین کہ بگذری اے نو بہار حسن	روید بجائے سبزہ براہت ہزار چشم	لا اعلم
دور از تو سراسیمہ تر از دود چراغم	بے بزم تو خون می چکد از چشم ایاغم	"
خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم	"
تا طبع نازکت نہ پذیرد ملالتے	آن بہ کہ نامہ را بدعا مختصر کنم	"
ما زیاران چشم یاری داشتیم	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم	"
دریاد تو ایم ہر کجا ایم	بیگانہ مشو کہ آشنا ایم	"
شیوۂ رندی نہ لائق بود آنما این زماں	چوں در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم	"
در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم	"
عمرہا در پئے مقصود بجاں گردیدیم	دوست در خانہ و ما گرد جہاں گردیدم	"
چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم	کہ بر خاکم آئی و من مردہ باشم	"
دیدار ہم میسر و بوس و کنار ہم	از بخت شکر دارم و از روزگار ہم	"
ما ز بد جاں می ستاند از جسم	یار بد آرد سوئے نار جحیم	"
من نہ آنم کہ بہ راز تو برنجم حاشا	چاکر معتقد و بندۂ دولت خواہم	"
...م گرامانم بدیں صورت گرفتارم	نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من مرتد نہ بدکارم	"
... کہ تو ناز آئی و من پائے تو بوسم	در سجدہ رفتم خاک قدم ہائے تو بوسم	"

تمھانے مجھے دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم | پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
دیدہ لبریزم سراپا انتظار کیستم | شوق دیدار تو دارم بیقرار کیستم لالا
سخن خوش بہ نزد مرد حکیم | بہتر آید ز بخشش زر و سیم 〃
بگریہ زادم و با گریہ از جہاں رفتم | دریں خرابہ جہاں کامدم چناں رفتم 〃
چار بودم ¹سہ شدم اکنوں دوم | از دوئی چوں کم شدم یکتا شدم 〃
مرا دیست بکفر آشنا کہ چندیں بار | بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم 〃
مراد ما نصیحت بود گفتیم | حوالت با خدا کردیم و رفتیم 〃
از در دوست چگویم بچہ عنواں رفتم | ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم 〃
لالہ ساغر گیر و نرگس مست و من بدنام عشق | داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم 〃
مرحبا طائر فرخ پے و فرخندہ پیام | خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام 〃
کنوں نماند تمنا و گر امیر شوم | سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم 〃
بشنو ز جام بادہ کہ ایں زال نوعروس | بسیار کشت جوہر چوں کیقباد و جم 〃
من از حیا نتوانم کہ بر رخت نگرم | ترا خیال کہ مستغنی از وصال توام 〃
پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت | ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم 〃
شکر اللہ نقش پائے مہ جبینے یافتم | آرزوئے سجدہ می کردم زمینے یافتم 〃
من حاصل عمر خود ندارم جز غم | در عشق تو یار خود ندارم جز غم 〃
در آرزوئے بوس و کنارت مردم | در حسرت لعل آبدارت مردم 〃
شب چو عقد نماز بربندم | چہ خورد بامداد فرزندم 〃
رقیبا ز آتش عشقش من مہجور می سوزم
نمی سوزی تو از نزدیک من از دور می سوزم 〃
دوستان وقت گل آں بہ کہ بعشرت کوشم
سخن پیر مغان ست بجاں می نوشم 〃

¹ نیست ۲ ۲ سلہ ہست ۱۲ ۳سلہ من ۲ ۲ سلہ واحدانیت ۱۲

[illegible] شام	چناں خوش تخیبکہ سلطان شام	[illegible]
[illegible] جمیل حال است	میداند ایں قدر بچۂ شیرخوار ہم	〃
[illegible] تل نہ تم ہوں تو شوخے آتشیں دام	برنگ چرخ من ہم آفتابے بزیر دارم	〃
سینہ کو چمن بنائیں گے ہم	گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم	〃
حاصل عمر نثار رہ یارے کردم	شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم	〃
طے کردہ ایم وادیٔ عشق بدیں نشاں	ہرگز قرار بر لب چاہے نکردہ ایم	〃
رفتیم و صد ہزار تمنا گذاشتیم	دنیا برائے مردم دنیا گذاشتیم	〃
نمی دانم کرا دیدم کہ از خود میرود ہوشم	جنوں آہستہ می گوید مبارکباد در گوشم	〃
[illegible] از ہم صحبت شائستہ اکسیرے نمی باشد	ز قرب لالہ از یاقوت رنگیں تر بود شبنم	تاثیر
من آں رستم گرد رویں تنم	کہ دو پا پر بچۂ را بشکنم	لا اعلم
تو بہ از بادہ در ایام جوانی کردم	اول مستیٔ من بود کہ ہشیار شدم	〃
بسیر گلستاں در یاد آں سیمیں بدن رفتم	در آغوش سمن غلطیدم و از خویشتن رفتم	〃
کمال ہم نشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	〃
[illegible] واں شناخت بیک روز از شمائل مرد	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم	〃
من دانم و دل دراندریں نامہ چہا دیدم	صد بار ز بیتابی وا کردم و پیچیدم	〃
اول آں کس کہ خریدار شدش من بودم	باعث گرمیٔ بازار شدش من بودم	〃
[illegible] عمر بود در ہوس روئے تو باشم	در خاک شوم خاک در کوئے تو باشم	〃
[illegible] یا آں ماہ دل افروز ہم آغوش شوم	از سر ہستیٔ خود رفتم و بے ہوش شدم	〃
[illegible] دنیا سے اٹھا لے اے فلک	چشم عالم سے گرے جاتے ہیں ہم	〃
[illegible] کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سر بدگمانیت گردم	〃
[illegible] نامی کہ مولائے نام توہم	درم ناخریدہ غلام توام	〃
[illegible] ما عہد بستیم	کہ خواست می آنرا کہ نہ یار است و ندیم	〃
[illegible] زیں جہاں ابتر گشتیم	دست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم	〃

اے چرخ ز گردش تو خرسند نیم	آزادم کن که لائق بند نیم	لاادری
ین وایمان دل وجان در قدم یار کنیم	هرچه داریم نثار ره دلدار کنیم	"
ریں دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس	که با دو آئینه روشن عیان نمی بینم	"
مسرت نامه را چوں برکشادم	گهے بر دیده گه بر سر نهادم	"
یک صد و هفتاد قالب دیده ام	همچو سبزه بار بار روئیده ام	"
کسے کو پیشه کرد آزار مردم	یعنی بد تر است از مار وکژدم	"
مزن در وادئی مکر وحیل گام	که در دام بلا افتی سرانجام	"
مونسے نه رفیقے نه همدمے دارم	حدیث دل بکه گویم عجب غمے دارم	"
خدایا رحم کن بر حال زارم	حزین وخسته وسینه فگارم	"
بهر رنگے که خواهی جامه می پوش	من انداز قدت را می شناسم	"
یار در خانه ومن گرد جهاں میگردم	آب در کوزه ومن تشنه دهاں میگردم	"
ندانستی که بینی بند بر پا	چو در گوشت نیاید پند مردم	"
گرچه از نیکاں نیم خود را به نیکاں بسته ام	در بهار آفرینش رشتهٔ گلدسته ام	"
ر عاشقان صادقت اے دلستان منم	اول کسے که بر تو فدا شد زجاں منم	"
جیسے تو بھی دھن چھپے جیسے کامی کام	تیسے میرے من بسو، میرے داتا رام	"
مزن بے تامل بگفتار دم	نکو گوئے گر دیر گوئی چه غم	سعدی
کس نیاید بزیر سایهٔ بوم	ور هما از جهاں شود معدوم	"
زر بده مرد سپاهی را تا سر بنهد	وگرش زر نه دهی سر بنهد در عالم	"
گرچه سیم و زر ز سنگ آید همی	در همه سنگے نباشد زر و سیم	"
دیدهٔ اهل طمع بنعمت دنیا	پر نشود همچناں که چاه بشبنم	"
زاں شناخت بیکروز در شمائل مرد	که تا کجاش رسیدست پایگاه علوم	"
گر همه زر جعفری دارد	مرد بے توشه بر نگیرد گام	"
در بیاباں فقیر سوخته را	شلغم پخته به زنقرهٔ خام	"

دست درازاز پئے یک حبہ سیم — بہ کہ ببرند بدانگے و نیم
کبوترے کہ دگر آشیاں نخواہد دید — قضا ہمی بردش تا بسوئے دانہ و دام
ہر آنکہ گردش گیتی بکین او برخواست — بغیر مصلحتش رہبری کند ایام
ہنرور چو نقشش نباشد بکام — بجائے رود کس ندانند نام
قدر اپنی نہ جہاں میں ہوئی باوصف کمال — صفت بوئے گل اس باغ میں برباد ہیں ہم
سخنداں باندیشہ راند کلام — کہ بے فکر باشد سخن ناتمام
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام — قیامت کرے جس کو جھک کر سلام
شنیدم کہ در روز امید و بیم — بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
تو طبیبی و منت بیمارم — حال دل از تو چہ پنہاں دارم
مرا ز دیدن حسن بتاں غرض این است — کہ نقش بینم و نقاش در نظر دارم
آئے تھے جب تو لائے تھے کیا ساتھ واں سے ہم — حرمان و یاس لیکے چلے ہیں یہاں سے ہم
منت انچہ گفتم حق ست اس پیام — توانی و تدبیر تو و السلام
گر سایۂ مبارکت افتاد برسرم — جرأت غلام من شد و اقبال چاکرم
از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم — من رسم ایں دیار ندانم مسافرم
شب چو عقد نماز بر بندم — چہ خورد بامداد فرزندم
نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ — مرا چہ شد کہ منع شراب خوارہ کنم
نہ کشور کشائیم نہ فرماندہیم — یکے از گدایان ایں درگہیم
اگر در خدمتت تقصیر دارم — بفضل شاملت امید دارم
من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم — بندۂ بارگاہ سلطانیم
نمی دانم کرا دیدم کہ از خود می روم تنہا — جنوں آہستہ میگوید مبارکباد در گوشم
آسودگی بگوشۂ ہستی ندیدہ ایم — جاں دادہ ایم و کنج مزارے خریدہ ایم
درویش و پیر و غنی ہم — باخود نبرند شادی و غم
ندارم محرمے کز وے صلاح کار خود پرسم — نہ غم خوارے کہ زو حال دل افگار خود پرسم

ہر کہ خواند دعا طمع دارم	زانکہ من بندہ گنہگارم	لااعلم
مجھ کو خود دیکھکے ماتم نے کیا ہے ماتم	ہم پہ رویا ہے فغاں کرکے سدا آپ الم	ءء
اب کہنہ مراسم ستم سے نہ دل شاد کرو تم	خود کو نہ خدا کے لیئے برباد کرو تم	ءء
جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام	صفت اون کی ہوتی ہے صبح و شام	ءء
عاشقی را بشرح حاجت نیست	عشق فریاد می کند کہ منم	ءء
خطش می بینم و گرد سواد نامہ می گردم	فدائے جنبش آں دست و طرز خامہ میگردم	ءء
باغ میں لگتا نہیں دل گھر میں گھبراتا ہے جی	اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانیکو ہم	ءء
چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگو دسر بدگمانیت گردم	ءء
رسید جاں بلب از محنت فراق مرا	اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام	ءء
شاید کہ راہ نکلے کوئی دیدار کی	چلکر در رقیب پر بستر جمائیں ہم	ءء
رشک سے بیچ میں ہوتی ہیں نگاہیں حائل	آج سے غیر کی صحبت میں نہ جائیں ہم تم	ءء
ما ظرف بادہ نگہ می کنیم	ور شب آدینہ گنہ می کنیم	ءء
سونپا تمہیں خدا کو چلے ہم تو نامراد	کچھ پڑھ کے بخشنا جو کبھی یاد آئیں ہم	ءء
بہ یقیں داں کہ قوت مردم	جملہ از گوشت ست و از گندم	ءء
بیا اے دل کہ در ماتم بنالیم	بیاد خلد چوں آدم بنالیم	ءء
دل کے ہاتھوں پیش کچھ چلتی نہیں	کیسے بے بس ہو گئے اللہ ہم	ءء
با من خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم	با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم	ءء
ٹھانے تھے جی میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم	ءء
اب اور سے دل لگائیں گے ہم	جوں شمع تجھے جلائیں گے ہم	ءء

ہم وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہیں ہم
ہم ہیں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہیں ہم ءء

منم کہ گرد سرائے تو طوف میکردم
بہ از یگانہ و بیگانہ خوف می کردم ءء

عشق صادق ہو ترے دل میں تو ہیں محبوب سب مذہب
ہے وہی حسن مقدس رونق دیر و حرم

چہ یاری کند مغفر و جوشنم
چو یاری نگرد اختر روشنم

شادم بغنچۂ دل شگفتگی خویش
کز منت نسیم صبا کرد فارغم

اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نہ کام
داس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام

یک تن و خیل آرزو دل بہ کہ مدعا دہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

گرچہ از نیکاں نیم خود را بنیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

مئے کہ غارتگر دین و خرد و ایماں است
ترک کن صحبت او تا کہ نگردی بدنام

ن

ایک سی جب وہ ہوئے تو لطف یکتائی نہیں
اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

دیر نہیں حرم نہیں یہ ترا آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں

فلک دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارہ وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں
رہ گئی ایک نہیں ہاں کا کہیں نام نہیں

فیشن نیا خیال نیا کچھ خبر نہیں
عریانی اک لباس ہے جو پردہ در نہیں

صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں پابند کہیں
جی اگر ہے تو جہان ہے یہ مثل جھوٹی نہیں

ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان
مول کرو تلوار کا پڑا رہن دو میان

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

رفیق خوب در عالم چو اکسیر ناپیداست
بدست ہر کہ افتد کیمیا گر می تواں گفتن

پروں کا باندھنا صیاد کی اک بدگمانی ہے
قفس میں آکے کھولی آنکھ ہم پرواز کیا جانیں

میں کہوں کیونکہ خموشی میں مزا ہوتا نہیں	ہے یہ شیرینی کہ لب سے لب جدا ہوتا نہیں	لاادری
یونس کو رکھا ہے شکم ماہی میں	موسےٰ کا ہوا رہنما پانی میں	"
گفتگوئے نا ملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	"
من نگویم کہ ایں مکن آں کن	مصلحت بیں کہ کار آساں کن	"
بخلوت درون مرد شمشیر زن	برہنہ نخسید چو در خانہ زن	"
خرد بنو د بمعدن از فگندن	بدریا دُر نیکاں گوہر فگندن	"
ہے پھول کی عزت ایسی ٹوٹا تو گلے کا ہار ہوا	کیا قدر ہے ایسے حسینوں کی جو آگے پیچھے بازار ہوئیں	"
کوشش ہی ہم کو راہ پہ لائی جہاں میں	کوشش ہی غم سے رہائی ہم کو امان میں	"
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر ثمر ملتے ہیں شاخوں میں	"
قرنہا باید کہ تا صاحبدلے پیدا شود	بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن	"
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں	سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں	"
صیاد را ز صید بود بیش اضطراب	من بیقرار یارم و او بیقرار من	"
خوشتر آں باشد کہ سر انس و جاں	گفتہ آید از زبان وحشیاں	"
نباشد آدمیت نکتہ گیری	کہ کار سگ بود آہو گرفتن	"
ہے غلط شکوہ مشیت کا خدا ظالم نہیں	بلکہ ظالم ہیں ہماری اپنی بداعمالیاں	"
آنکھیں بچھاتے ہم تو عدو کی بھی راہ میں	پر کیا کریں کہ تم ہو ہماری نگاہ میں	"
بنام جہاندار جاں آفریں	حکیمے سخن بر زباں آفریں	"
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	"
اس بوریا نشین کا دل میں مرید ہوں	جس کے ریاض زہد میں بوئے ریا نہیں	"
تقریر اختلاف میں کیونکر بڑھے نہیں	ہندو پڑھے نہیں کہ مسلماں پڑھے نہیں	"
ہر کہ جوید انچہ در کارش نباشد بے گماں	گم کند چیزے کہ در کار است او در اجا دل	"
جو ہنستے تھے میخواروں پر اور کل تک تھے ہشیاروں میں	ہیں آج اس نرگس میگوں کے متوالوں اور سرشاروں میں	"

زاغ را انجیر بخشی و ہما را استخواں
با یار نکو خواہ بعشرت بنشیں
بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات
گر نیابد نکتہ ہا از فقہ و فتویٰ درمیان
اس کی فرقت میں کیوں جلائیں دل
در میسر وزیر و سلطان را
سگ و دربان چو یافتند غریب
سخن راست اے خردمندوں
سلوک آنچناں کن بخلقِ جہاں
بہ تمنائے گوشت مُردن بہ
ہر کجا گوہر فزوں تر تشنہ چشمی بیشتر
از ہوس وز حرص سودا اندوختن
گوشت پارہ آدمی از زور جاں
صاحبِ دل را ندارد آں زیاں
در وجودِ آدمی عقل رَواں
وعدہ کردن را وفا باید بجاں
توبہ کن وز خوردہ استغفار کن
کار خود کن کار بیگانہ مکن
صدر مجلس گر تمنا باشدت افتادہ باش
در جائے خوشیتن برخیز و رنگین ساز مجلس را
مشکل غمے ست عشق کہ گفتن نمی تواں
دانۂ دل را تو پامالِ علائق کردۂ
خفتہ را اگر خفتگاں بیدار نتواند کرد

گو ہمیں انصاف باشد اے فلک نامہرباں
وز دشمنِ بد دامن صحبت برچیں
بخواست جام مے و گفت راز پوشیدن
منہدم گردد اساسِ شرع و ملت در جہاں
اپنے غم کا جسے خیال نہیں
بے وسیلت مگر و پیرامن
ایں گریباں گرفت و آں دامن
میاور سخن درمیان سخن
کہ خواہی کہ با تو کنند آنچناں
کہ تقاضائے زشت قصاباں
می تپد چوں ماہیٔ بے آب دریا بر زمیں
ہر کسے دادی بدن در سوختن
می شگافد کوہ را با بحر و کاں
گر خورد او زہرِ قاتل را عیاں
میرسد از غیب چوں آبِ رواں
تا بہ بینی در قیامت فیض آں
گر جراحت کہنہ شد رو داغ کن
در زمین مردماں خانہ مکن
ہمچو گرد از خاکساری وا نگہے بالا نشیں
کہ نبود ہیچ گو راہتر از نقل مکاں کردن
ویں مشکل دگر کہ نہفتن نمی تواں
ورنہ خرمن ہا ازیں یکدانہ می آید بروں
چوں مرا بیدار کرد از خواب خواب دیگراں

از در پوشیده برگردند مهمانان غیب	بچه از خواب گران بر دیده مینا مزن	لااعلم
چو خواهی که نامت بود در جهاں	مکن نام نیک بزرگاں نهاں	〃
خنک آنکه آسایش مرد و زن	گزینند بر آسایش خویشتن	سعدی
چو زور آوری خودنمائی مکن	بر افتاده زور آزمائی مکن	لااعلم
چو نارفته بیروں ز آغوش زن	کدامش هنر باشد و رائے فن	〃
فلک بجنگ فگنده است تاجداراں را	خروس بازی ایں پیر را تماشا کن	سلیم
بدگهر را علم و فن آموختن	دادن تیغے بدست تیغ زن	معنوی
بترس از چه شیری ز شیر افگناں	دلیری مکن با دلیر افگناں	نظامی
نه اقبال را شاید انداختن	که با مقبلاں دشمنی ساختن	لااعلم
اگر نیک بودے همه کار زن	زناں را مزن نام بودے نه زن	〃
چه خوش گفت جمشید با رائے زن	که یا پرده یا گور به جائے زن	〃
اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے	کانٹے اُن پھولوں سے اچھے جو گریباں میں نہیں	امیر
جس خوشی کو نہ ہو قیام و دوام	غم سے بدتر ہے وہ خوشی ہی نہیں	اسمٰعیل
مال کیا جمع کریں گھر ہے خراب اپنا	چھت نہیں حجرہ نہیں در نہیں دیوار نہیں	بحر
ولی کو جز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی	جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے نرالے ہیں	تراب
گو ہیں کیا سب کو وہ صورت میری کہلاتے ہیں	رخ جیسی ہوتی ہے ویسے فرشتے آتے ہیں	〃
یوں نہ ہو جس گل میں وہ پھولوں کی گنتی میں نہیں	یوں تو اُگنے کو اُگ آتا ہے دھتورا باغ میں	ثاقب
سچ ہے عادت بھی بشر کی ہے طبیعت ثانی	کچھ نہیں مردم دیدہ کو محن دریا میں	جویا
تخم جب تک خاک میں پنہاں نہ ہو لائے نہ بار	جس نے پوشیدہ کیا اپنے کو وہ پنہاں نہیں	〃
جو خوشی دی ہے خدا نے اس سے جی ٹھنڈا کریں	یادِ غمہائے گذشتہ سے نہ جی میلا کریں	حالی
باغ عالم کی وہ بہار گئی	اب نئی پود ہے زمانے میں	داغ
حال یہ دار فنا کا ہے عیاں	بے ثباتی جہاں کا ہی بیاں	دادر
قافلے قافلوں پر آتے ہیں	نہیں معلوم کدھر جاتے ہیں	〃

نہ سکندر ہے نہ دارا کا نشان
نہ وہ جمشید نہ کسرےٰ کا مکاں

مٹ گیا نام و نشاں اہلِ جہاں
دیکھ لو حالِ عیاں را چہ بیاں

جان لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبائے ہوش قبائے خردی ہیں

اب اضطراب ہی ہم میں نہ صبر ہے نہ سکوں
نئے رفیق ملے ہیں پرانے جاتے ہیں

بعد فنا کسی کو نہیں پوچھتا کوئی
راسخ یہ سچ ہے جان ہے تو جہان ہے

ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیاں ہوں
پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں

امورِ دین و دنیا میں عمل کو دخل ہی بیشک
مزارع بوتا ہے جو یہ کچھ وہی ہو جمع خرمن میں

رند ہوں میخوار ہوں پر شکر تیرا اے کریم
موذیوں میں ہوں نہ ہرگز ہوں دل آزاروں میں ہوں

کام کی ہے تو خدا کی جستجو
دوسرے کی جستجو اچھی نہیں

اٹھاؤں ناز تمہارا میں کچھ غلام نہیں
جو تم کو مجھ سے تو مجھ کو تم سے کام نہیں

کیوں سب خریدتے ہیں درِ آبدار کو
بے آب کا خریدتا کوئی گہر نہیں

سنتے شکوۂ بخیل نہ شکرِ کریم یاں
کیا کیا مزے اٹھائے ہیں ترکِ سوال میں

وہی صلاح ہماری ہے جو ہے ان کی صلاح
اگر مزاج میں شہرواں نہیں تو ہاں بھی نہیں

خوبی جوہر سے پاتی ہے ہر اک شئے امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں

اس دور میں کرتے ہیں کچھ چرب زبانی
جلتے ہیں ظفر ھی کے چراغ ان کے گھروں میں

الٰہی جوش پیدا ہو کہیں خونِ حمیت میں
ہمیشہ ہم تری رحمت سے استمداد کرتے ہیں

کبھی نہ چرخ کی نکلی ہزار گردش کی
فضول سعی ہے طالب اگر سعید نہیں

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو
جو مئے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں

بدگماں ایسے ہیں میں بات کسی سے جو کروں
وہیں کیا کیا وہ نہیں اپنے گماں کرتے ہیں

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

قرض کی پیتے تھے مے اور یہ کہتے تھے کہ ہاں
رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن

نہ ہوگی سرخوشی یاروں کو دورِ چرخِ اخضر میں
کہ ہے آمیزش سم اس کے مینا رنگ ساغر میں

جو پیتا ہی رہا دم جام مے تو بزمِ عشرت میں
خمار درد سبب درماں ہی آخر تیری قسمت میں

بجا ہے حق ہی جو کچھ کو دکان خام کرتے ہیں	کہ طفلی میں یہ سب آرام کو آلام کہتے ہیں	ذوق
ڈر آہ خستگاں سے تو کہ ہنگام دعا اُن کے	حریم قدس لاکھوں ملائک محو آمیں ہیں	قائم
یہ جتنے اقربا ہیں سوا عقرب ہیں نیش زن	تریاق تو محال مگر سم بہت ہے یاں	لائق
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں	لا اعلم
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں	بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں	مصحفی
رہروان سفر بادیۂ عشق ارے واے	قافلہ راہ میں لٹوا کے چلے آتے ہیں	"
غم خوار ہو تو تم ہو اگر یار ہو تو تم ہو	کس سے کہوں جو تم سے غم دل نہاں کروں	سکینہ
کوئی اپنا نہ کسی کے ہیں ہم	یاں کسی شخص سے ناتا ہی نہیں	مقسط
آدمیت مگر نہیں انسان میں	فرق کچھ باقی نہیں حیوان میں	"
دوست ہوں دوستوں کا دشمنوں کا دشمن ہوں	سیدھا سیدھوں سے ہوں ہوا ور ٹیڑھوں سے ٹیڑھا ہوں میں	"
غیر کہتے ہیں ملامت دوست کرتے ہیں گلہ	کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں	مومن
صلح کل اختیار کر اے دل	چھوڑ جنگ و جدال کی باتیں	میکش
منہ پر تعریف پیٹھ پیچھے غیبت	یہ عادت خونخوار تو شیطاں میں نہیں	محب
عہد شباب گذرا شرب مدام ہی میں	ہم کہنہ سال ہو کر اب پارسا ہوئے ہیں	میر
خرد مندی ہنوز تحیر و رنہ	گزرتی خوب تھی دیوانہ پن میں	"
مجلس یار میں تو بار نہیں پاتا ہوں	در و دیوار کو احوال سنا جاتا ہوں	"
ہم جو شخص برائی بھی کرے کرتے دُعا	ہم دم مہر و وفا سب کا بھرا کرتے ہیں	مہر
خود برے بنتے ہیں کہتے ہیں جو اوروں کو برا	متہم بنتے ہیں تہمت جو دھرا کرتے ہیں	"
نہ تو ہونے سے دھبے اور نہ مٹانے سے مٹے	لوگ بدنامی کا دھبا جو لگا دیتے ہیں	نشاط
الٰہی زمانہ کو کیا ہو گیا	محبت کسی میں نہیں پاتے ہیں	ناصر
گلستان جہاں میں نیک و بد کا ساتھ ہوتا ہے	رہیں گے کانٹے ہمیشہ پھول کے پہلو میں گلشن میں	نساخ
کام جو کرنا ہو کر لو کیا بھروسہ زیست کا	لیکتی ہے موت چن کر کیسے کیسے نوجواں	واصد
تلطف کیا ان کو میسر صحبت احباب کا	ہو گئیں بے رنگ رنگا رنگ بزم آرائیاں	"

جو ہیں روشن طبع کیا تر دامنی سے ان کو کام
پے دخل و خرج خود ہر دم نظر کن
پا برہنہ دشت ویران دور منزل راہ سخت
زاں بیش کہ صحبت اثر خود بنماید
از صحبت گوہر بہرے نیست صدف را
خاکساری پیشہ خود ساز چوں آب رواں
چنیں زد مثل شاہ گویندگاں
اشتیاقیکہ بدار تو دارد دل من
چو زن راہ بازار گیرد بزن
نہ کشد پائے بخواری زر و زخلق حریص
چشم عالی ہمتاں بالا نہ بیند از غرور
ندی کنارے گھر کریں نت اٹھ چورہی جائیں
پنڈت سا لجی باتیں کہیں بنا سُرے
ماٹی میں ماٹی ملی - ملی پون میں پون
حذر کن ز تیر نگ دنیائے دوں
از کشاکش نیست ایمن نخل تا دارد ثمر
ماز کافر نعمتی از شکر منعم غافلیم
باید چو برق خندہ زناں و زجہاں گزشت
ازیں بے ہمتاں چوں نیست حاصل اہل حاجت را
گنج قناعت است کہ دل را کند غنی
فراغت بایدت جا بر سر کوے قناعت کن
چارہ سازاں ہم بکار خود همی بیچارہ اند
درد آمد بہتر از ملک جہاں

شمع کے گل پر نمایاں قطرہ شبنم نہیں
چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن
تو بتا اے شام غربت میں کروں تو کیا کروں
صائب ز حریفان و غبار حسد رکن
گنجینہ خود غرض بصاحب نظرے کن
سر و را چوں بندگاں در پیش خود استادہ کن
کہ با بندگانند چو بندگاں
دل من داند و من دانم و داند دل من
ور گرنہ تو در خانہ بہ نشیں چو زن
خیرگی را ز مگس دور نساز دراندن
گرچہ اختر بر فلک باشند نگاہش بر زمیں
جوگ بہ جوگ بیاہ کریں یہ تینوں کر لائیں
اور کو بھیجے چاندنے آپ اندھیرے جائیں
میں نے تجھے پوچھوں اے سکھی ان میں ہوا کون
یکدست گل میں یکدست خوں
ایمن است از سنگ طفلاں بیدا نہ پے بر شدن
می گزارد مرغ در ہر دانہ سر بر زمیں
نتواں چو ابر بر سر دنیا گریستن
اگر خواہی کہ خود را خوار سازی عرض حاجت کن
اے دل اگر غنا طلبی ترک ساز کن
سر کوے قناعت گیر تا باشی فراغت کن
کے تو اند بخیہ زد سوزن بر زخم خویشتن
تا بخوانی امر خدا را در جہاں

عیب است ولیکن ہنر ست از مورے	پائے ملخے پیش سلیمان بردن	صائب
پاک طینت را بچین کس نباید گرد کرد	بہر خونریز از طلا شمشیر نتواں ساختن	کلیم
ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان	لا اعلم
نگردد بے سفر ہرگز کمال مردمی ظاہر	نفس کے حرف گردد تا نیاید از دہن بیروں	صائب
نکویاں را چہ حاجت عذر خواہی	کہ خواہد عذر شاں رُوئے نکوشاں	صافی
مترس از جوانان شمشیر زن	حذر کن ز پیران بسیار فن	سعدی
جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں نثار	تم کو بٹھا کے گود میں یاد خدا کروں	لا اعلم
پھل نکوئی کا تو لیتا جا اگر لے جا سکے	پھر پھر اس گلشن میں اے ناداں تجھے آنا نہیں	سودا
ہم سر نوائیں کس کے آگے کہ بید آسا	اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہیں	"
کہوں ہیں کونسا گھر ہے جسے ہم نے نہ دیکھا ہو	بجز خلوت سرائے دل نہیں آرام دنیا میں	"
موسم گل ہے ولے کچھ یہ دل اب شاد نہیں	تاب پرواز نہیں طاقت فریاد نہیں	"
کس کس طرح کی دیکھیں اس باغ کی فضائیں	کیدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں	"
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے	زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں	انشا
غیر سے ہو ویں یار کی باتیں	ہیں یہ پروردگار کی باتیں	روشن
رقیبوں پر غضب ڈر ہم گئے ہیں	ہوا زخمی کوئی مرہم گئے ہیں	مصحفی
گر یہی گرمی رہی آہِ دل ناشاد میں	ایک دن بجلی گرے گی خانۂ صیاد میں	فدوی
جب خالق زبان و دہن کی صفت نہیں	کس کام کی زبان ہے کس کام کا دہن	رشک
جو آتے ہیں وہ آکر ساغر مل عام پاتے ہیں	تری محفل سے اے ساقی نہیں محروم جاتے ہیں	آصف
انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے	جو جانتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں	تاباں
ہم گرفتار ہیں بے بال و پری کے پابند	ہے نصیبوں کا گلہ شکوۂ صیاد نہیں	نوکی
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضا مند رہے	منہ پہ اچھا نہ کہیگا تو کہیگا دل میں	عاشق
اے عدم ہونے والو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	میر
نے گل کو ہے ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار	کس بات پہ چمن ہوس رنگ و بو کریں	درد

کار دیں کچھ بن نہیں آتا دعویٰ ہے دینداری کا
یا الہٰی بے دلیں اور میں کعبہ میں بتخانے میں
جانور ہے جسکو عشق کا کل پر جسم نہیں
دو نو پتھر پوجتے ہیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں
ہم اس صنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد
اے صنم کوئی محبوب تجھ سا دوسرا
ہفتاد و دو فریق حد کی عدو سی ہیں
اعتبار یست فطرت یک و ساعت بیش نیست
ننگ آں کو در صحبت عاقلاں
بغم خوارگی جز سر انگشت من
بہ بنیم کرتا کردگار جہاں
بستے تھے وہ جو لوگ یہاں کوئی بھی نہیں
اہل چمن سے اپنی ہو کیونکہ رو شناسی
غرض کفر سے کچھ نہ دیں سے ہے مطلب
میں وہ ہوں خشت کہن مدت سے اس ویرانے میں
کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں
با سبکساراں مخنی پیوستہ ہمراہی گزیں
پیش غافل سخن از پند و نصیحت راندن
نہفتن سخن راز نا بخرداں
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
ترک دنیا حق را در بندگی باشد ضرور
پیشہ با شب زندہ داری خون مردم میخورد
سبحہ در گردن عصا در کف مصلے بر کتف

دنیا سے بیزار ہوں لیکن رکھتا خواہش دنیا ہوں
گھر میں وہ موجود ہی اور میں گھر گھر ڈھونڈھتا پھرتا ہوں
جو نہ آجائے فریب یار میں آدم نہیں
کعبہ بت خانہ سے حاجی برہمن سے کم نہیں
خدا کا جس پہ بشر اشتباہ کرتے ہیں
سخت کافر ہے جو وحدت کا تری قائل نہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حد سے ہیں
گرد و آخر نہ نشیں در رد ہے کہ تند بالا نشیں
بیاموز اخلاق صاحبدلاں
نخارد کس اندر جہاں پشت من
دریں آشکارا چہ دارد نہاں
خالی پڑے ہیں ان کے مکاں کوئی بھی نہیں
برسوں اسیر رہ کر ہم اب رہا ہوئے ہیں
تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں
برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا بتخانے میں
بہت آگے گئے پیچھے جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
رو بساحل می برد کشتی بزور بادباں
ہست بر صورت دیوار گلاب افشاندن
صواب ست و مکشائے بیجا زباں
پس جواب او سکوت ست و سکوں
آورند از دست در وقت وضو خاتم بروں
زینہار از زاہد شب زندہ دار اندیشہ کن
پائے تا سر شیخ شہرت جبہ تا شیدست و شین

هرکه آب خوئے خجلت را شفیع خود کند	از مروت نیست آوردن گناهش بر زبان	معنوی
سخن هست تیغ و فسانش زبان	چه تیغ گران تیز گردد فسان	ظهوری
صد هزار پسر همچو ماه مصر یکے	چنان شود که چراغ پدر کند روشن	وحشی
هرکه ورزد کینه با اهل سخن بیند زیان	زانکه ماند خوب و زشت خلق زایشان بر زبان	معنوی
میتوان گشت بگفتار جهانگیر ولے	نیست ممکن که دهان گیر توان گردیدن	سعدی
کمال ست در نفس انسان سخن	تو خود را بگفتار ناقص مکن	"
زبان ماہوش اجڑی ہوئی منزل میں ماتم ہیں	کہ جسکی جان جاتی ہے اسی کے دلمیں رہتے ہیں	لاعلم
اگر از خامشی مهر سلیمانی بدست آری	پری زادان معنی را مسخر میتوان کردن	صائب
بهر این گفتند اکابر در جهان	راحة الانسان فی حفظ اللسان	معنوی
زچشم عیب بین عیبے نمایان ترنمی باشد	بپوشان چشم خود از عیب خود را عیب پوشی کن	غنی
نمی شود دل پاکان ز حرف بد غمگین	ز عکس زشت نیفتد بروئے آئینه چین	لاعلم
نمی خرند درین کوئے خود فراموشی	بهائے کاسه هستی ز خاک کمتر کن	معنوی
جهان روشن چو صبح از فیض احسان میتوان کردن	چراغے گر بکف باشد چراغان میتوان کردن	علی
چون شمع رسد گر سر سرکش به بریدن	هرگز نه دهد تن بتواضع ز خمیدن	غنی
دوری ز دوستان بگروح مشکل ست	ورنه ز هرچه هست جدا می توان شدن	صائب
زندگانی با عزیزان خوش بود ورنه چه حظ	آب حیوان خوردن و چون خضر تنها زیستن	"
لاف نسب مزن که چو آئینه در جهان	آدم نمی توان شدن از روئے دیگران	سلیم
پائے در زنجیر پیش دوستان	به که با بیگانگان در بوستان	سعدی
از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن	از دوستان جانی مشکل بود بریدن	حافظ
بر سبک روحان گران نبود بپا برخاستن	بر گران جانان بود مشکل ز جا برخاستن	مخفی
کشاد کار خود نتوان طمع از آشنا کردن	کجا ناخن تواند بند از انگشت وا کردن	غنی
موئے چون از سر جدا گردد نمی گردد سفید	عیش غربت مرد را پیوسته می دارد جوان	"
می برد ره بجمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسه گل ساخته از گردیدن	

ازآب ہم میں عذر ز دہقاں نپذیرد
تا نگرید طفل کے جوشد لبن
ہزار آفریں باد بر زیرکاں
نشاید آشنا گشتن بمطلب رنج نا دیدہ
کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
داد حق عمرے کہ ہر روزے ازاں
دلیل حاجت ملک عدم ہمیں کافی ست
آمادۂ فنا را پروائے نیک و بد نیست
دنیا خیال و خوابست ایں خواب نزد دانا
ہرگنہ عذرے و ہر تقصیر دارد توبہ
با قضائے آسمانی چارہ جز تسلیم نیست
دم تیغ قضا از جبین ابرو بر نمیگردد
رزق گر بر آدمی عاشق نمی باشد چرا
گرم نیست روزی ز مہر کساں
زمانہ مجھ کو برا کہہ رہا ہے کہنے دو
چوں مسیحا پائے ہمت بر سر گردوں گزار
اہل ہمت را چہ باک از خصمی بدگوہراں
ناتوانی تشنہ را سیراب کن
سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں
فغاں میں آہ میں فریاد میں شیون میں نالے میں
کس کو دکھاؤں اپنی طبیعت کی تیزیاں
کوئی ہے زہد پہ نازاں کوئی عبادت پر
گر نہیں پوچھتے اپنا وہ مزاج

تقصیر مکن دانۂ خود را شجرے کن
تا نگرید ابر کے خندد چمن
کہ روشن زر آرند از تیرہ کاں
نگردد چوں قلم صاحب سخن ہرنا تراشیدہ
کس بے کمال ہیچ نیرزد و عنبر بمن
کس نداند قیمت او در جہاں
کہ طفل گریہ کناں آید از عدم بیروں
ساعتے کسے نپرسد بہر کفن بریدن
آسائشے ندارد بہتر ز چشم بستن
نیست غیر از در رفتن عذر بیجا آمدن
در محیط بے کراں زنہار دست و پا مزن
ندارد حاصلے دیگر از حکم قضا بودن
از زمیں گندم گریباں چاک می آید بروں
خدا ہست رزاق و روزی رساں
میں جانتا ہوں زمانے کا اعتبار نہیں
خویش را در خم حصار ہمچو افلاطوں مکن
سنگ نتواند کسے بر شیشۂ گردوں زدن
در مجالس خدمت اصحاب کن
پیر ہو کہ پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں
افسوس اس زمانے میں قدر ہنر نہیں
یہاں تو اے مرے پروردگار کچھ بھی نہیں
ہم یہ کہتے ہیں دعا کرتے ہیں

ن نگویم کہ ایں کن وآں کن	مصلحت بیں و کار آساں کن	لاعلم
بماند محروم جویندگاں	کہ جویندگا نند یا بندگا ن	״
ں صورتکدے میں دیکھتے ہی دیکھتے	صورتیں کیا کیا نظر ہی اپنی پنہاں ہو گئیں	״
اے برہمن واے برانجام من	عار دارد کفر از اسلام من	״
ریکے ناصح برائے دیگراں	ناصح خود یافتم کم در جہاں	״
تش سے بچایا ہے خلیل اللہ کو	وسعت ہے بڑی تربیت باری میں	״
ہیں عیب چیں ہنر میں سے عیب	اور عیبوں سے میں ہنر کو چن لیتا ہوں	״
آتے ہیں انسان کے دن بون	تو ہو جاتی ہے عقل بھی واژگوں	״
مدا عیش و دوراں دکھاتا نہیں	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	״
رمن ناجوانمردم بہ تدبیر	تو برمن چوں جوانمرداں گزر کن	״
نا ملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	״
ہے کون جو رنج مرگ سہنے کا نہیں	احوال یہ گو مگو ہے کہنے کا نہیں	״
ادہ کوچ رہ جہاں میں غافل	ہشیار کہ یہ مقام رہنے کا نہیں	״
یک ہیں وہ بدوں کو کہتے ہیں نیک	جو بد ہیں وہ نیکوں کو برا کہتے ہیں	״
لگے کبھی بزم میں تقصیر ہو گئی	غصہ یہ کس لیے کرتے ہو لو اب جاتے ہیں	״
ہار و خزاں کو بقا کچھ نہیں	ہے سب کچھ یہاں پر صدا کچھ نہیں	״
ن جا چکے ملنے سے اب حاصل نہیں	شوق مجھ کو وہ نہیں وہ جی نہیں وہ دل نہیں	״
بسحرم طائران خوش الحان	پڑھتے ہیں کل من علیہا فان	״
یکھنے والے تو بہت ہیں دیگر	اور یہاں حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں	״
ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	״
انی کہ غلہ برداشتن	کہ سستی بود تخم ناکاشتن	״
ا گر حریست وگر پرنیاں	بناچار خوش بود در میاں	״
رست در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	״

جہاں دل گھتم تغافل کرد خواری راہ ہمیں
ہاتھ یکے تھے سکندر نے کفن سے باہر
بزنچہ آمد سوئے گرگ از شباں
منہ نہ کھولے بحر میں جبتک صدف
راز خود با یار خود ہر چند بتوانی مگوئے
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے
اگر شہ روز را گوید شب ست ایں
خوشامد سے نہ رہ شیریں زبانوں کے کبھی غافل
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
کسی کے مرگ پر لے دل نہ تیجے چشم تر ہرگز
بھول ایسی کہ نہ بھولے سی کبھی یاد کریں
خرابت کند شاہد خانہ کن
از خدا ترس و مترس از دشمناں
خواہی کہ ہمیشہ شاد باشی بجہاں
بر مصحف ہیچکس گواہی منویس
تا کہ احمق باقی ست اندر جہاں
سخندان پرورده پیشہ کہن
زمین شور ہ سنبل بر نیارد
نکوئی با بداں کردن چنانست

گریہ کردم خندہ زد بے اختیاری راہ ہمیں
تا کہ سب جانیں کہ کچھ دست سکندر میں نہیں
چہ کند سگ ارچہ باشد پاسباں
آب نیساں سے گہر ملتا نہیں
یار یارے دارد و از یار یار اندیشہ کن
آرزو کیوں لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں
بباید گفت اینک ماہ و پروین
یہ شیرینی میں گویا زہر قاتل کو ملاتے ہیں
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں
بہت سا روئیے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں
یاد ایسی کہ ستم کے لئے ہم یاد رہیں
برو خانہ آباد گرداں بزن
کز ہمہ وارو خدایت وراماں
ضامن مشو گر امانت متاں
در خانۂ خود مکن کسے را پنہاں
مرد عاقل کے نشود محتاج ناں
بیندیشد آنگہ بگوید سخن
در و تخم عمل ضائع مگرداں
کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

مصلح ـ با دشمن اگر خواہی ہر گہ ترا
در قفا عیب کن در نظرش تحسیں کن
سخن آخر بہ دہاں میگزرد موذی را
سخنش تلخ نہ خواہی دہنش شیریں کن

لاف رائے سلطان رائے جستن	بخون خویش باشد دست شستن	سعدی
ی دور بمانی تن بعجز اندر مدہ	دشمناں را پوست برکن دوستاں را پوستین	〃
لوا نمدہ خویش با دشمناں	کہ لاحول گویند شادی کناں	〃
سخن را سراست اے خردمند بن	میاور سخن در میان سخن	〃
وا ربود آدمی بخیر کساں	مرا بخیر تو امید نیست شر مرساں	〃
ت پس از جاہ تحکم بردن	خود کردہ بناز جور مردم بردن	〃
یان دو تن آتش افروختن	نہ عقلست خود در میاں سوختن	〃
ترحم بر پلنگ تیز دنداں	ستمگاری بود بر گوسفنداں	〃
ترک احسان خواجہ اولی تر	کا حتمال جفائے بوابان	〃
چو آید بہ پیۓ دشمن جاں ستاں	بہ بندد اجل پائے مردوان	〃
گر توکل می کنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن	〃
جہاں چوں بگردد قرارے چناں	وزیرے چنیں شہریارے چناں	〃
نف یابی بر نفس دوستی زن	تا سنگ بکف آید بر شیشۂ ہستی زن	لا اعلم
مرگ پر ایدل نہ کھلے چشم تر ہرگز	بہت سا روئے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں	〃
ئے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہیں تم اور کہیں	کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہیں تم اور کہیں	〃
دو چیز حاصل عمرست خیر و نام نکو	ازیں چو درگزری کل من علیہا فان	〃
زان وفا صادق الاقرار ہیں سب	منہ سے جو کہتے ہیں وہ کرکے دکھا دیتے ہیں	〃
پھرتے ہیں سیل حوادث سے کہیں مردوں کے منہ		
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں		〃
مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے		
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں		〃
لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد		
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں		〃

زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں	لا اعلم
کار ہر کس نیست بار عالمے برداشتن	درد سر بسیار دارد بر سر افسر داشتن	״
ازل میں ہو چکے ہیں میرے دو حصے برابر کے	خدا کے نام کی جاں ہو تیغ کے نام کا دل ہے	״
کیا خوف ہے دنیا سے گذر جانے میں	کیوں ڈرتے ہو شاد اپنے گھر جانے میں	شاد
غم کھانے کے سوا کوئی اپنی غذا نہیں	پیتے ہیں خون دل کبھی پانی پیا نہیں	״
صبر و قرار طاقت و آرام سب گئے	غمخوار غم سوا کوئی اپنا رہا نہیں	״
کیا موسم بہار گذشتہ کروں میں یاد	وہ گل نہیں وہ باغ نہیں وہ ہوا نہیں	״
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں	بیداغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں	״
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور	اس پر وہ مبتلا ہیں کہ جن کو نظر نہیں	״
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کاہے کو مرتا کوئی یونان میں	״
دغا بھور و فریب و مکر افعال رذالت ہیں	یہ سب سے بدترین اطوار ذلت ہیں ضلالت ہیں	״
دغا مکر و فریب و جور جو دنیا میں کرتے ہیں	برا انجام ہوتا ہے بری حالت میں مرتے ہیں	״
ہزار افسوس خود بار گنہ سر پر جو دھرتے ہیں	خدا سے کیوں نہیں پہلے ہی یہ کمبخت ڈرتے ہیں	״
قدر بڑھتی ہے زندگانی میں	نام رہتا ہے دہر فانی میں	״
لازم ہے آدمی کو کرے جستجوئے علم	لہو لعب سے کوئی رذالت سوا نہیں	״
علم ہی سے قدر ہے انسان کی	ہے وہی انسان جو جاہل نہیں	״
بیاباں سے یہ قسمت لے گئی پھر کوئے جاناں میں	نکل کر ہم برنگ بو نہ آئے پھر گلستاں میں	حسرت
کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہ گیں نہیں	اس غمکدہ میں آہ دل خوش کہیں نہیں	میر
کسے آرام ہے جو چرخ مینا فام دنیا میں	سدا گردش ہی میں گزری برنگ جام دنیا میں	سودا
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں	زار
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں	دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں	درد
محال پیری میں ہے لطف نوجوانی کا	چراغ صبح میں نور چراغ شام نہیں	ناسخ
آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں	آئینہ دل کی طرح سے حق نما ہوتا نہیں	آتش

برا نہ مانو کہ ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	رند
رح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں	ہوں اس طرح جہان میں کہ گویا نہیں ہوں میں	ذوق
ئے بن بن کے دنیا میں مکاں بہتوں کے ہیں	اے فلک تو نے مٹائے یاں نشاں بہتوں کے ہیں	ظفر
خاکساروں کیلئے کسوت خاکستر ہے	غم نہیں ان کو اگر اطلس و کمخواب نہیں	لا اعلم
وہ فراق اور وہ وصال کہاں	وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں	غالب
فرصت کاروبار شوق کسے	ذوق نظارۂ جمال کہاں	″
فکر دنیا میں سر کھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں	″
لیں جفا کی ہے نہ وفا کی طرز ہی یار میں	یہی بس ٹھنی ہے نکل چلیں کہیں اور ملک و دیار میں	مومن
سعت داماں ہمت کی عطا جس کو	نہیں ہونیکا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی میں	ظفر
تو آئے نہ آئے و لے ہم تو ہر شب	تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہیں	درد
مالک نوبت و نشاں تھے جو کل	آج نوبت ہے یہ نشاں نہیں	رند
دے گا کوئی مٹی بھی انہیں	آج زر جو کہ دیا کرتے ہیں	ناسخ
ے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اسے	سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہاں	آتش
کے واسطے رہبر کا ہونا ہے ضرور	غرق وہ کشتی ہے جس کا ناخدا ہوتا نہیں	آباد
کا آج ٹھوکریں کھاتا ہے راہ میں	رکھتے تھے کل زمین پہ جو لوگ تن کے پاؤں	وحید
فکر آج نہیں مقتضائے عقل	کل کی بھی دیکھ لیوینگے کل ہم اگر رہیں	میر
پنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	ناسخ
دوران سے مردان خدا بے باک ہیں	نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں	آتش
یہی ہے لازم یاد حق اہل توکل کو	خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفاں میں	″
رنگ میں خاطر پہ کس کے بار رہیں	مست ہیں مستوں میں ہشیاروں میں ہم ہشیار ہیں	رند
نی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں	″
ت بھی لازم ہے ہر اک شے کیلئے	موم سے نرم ہو یہ خوبی فولاد نہیں	″
م کہ جس میں میسر ہو وصل یار	بہتر سمجھتے ہم اسے عمر ابد سے ہیں	ذوق

[illegible]یاں مزے رکش نشۂ شراب	ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں	ذوق
وہ [illegible] مجھ کو گزرتا ہے جیسے عید کا دن	کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں	″
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر	ہنرور اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں	″
وائے اے بیخبرو تم کو خبر خاک نہیں	کہ سفر سر پہ ہے سامان سفر خاک نہیں	ظفر
ذرے ذرے میں ہی یاں خاک کے پیدا خورشید	لیکن آتا تجھے غفلت سے نظر خاک نہیں	″
یار کے سب قریب رہتے ہیں	دُور ہم بے نصیب رہتے ہیں	″
جہاں میں اے ظفر ہم جنس کا ہم جنس دشمن ہے	نکلکر شعلہ نے سے آگ لگتی ہے نیستاں میں	″
اگر دشمن میں وضع واستی بھی ہو حذر کر تو	کہ بُرش کم نہیں ہوتی ظفر شمشیر سیدھی میں	″
دیکھ اے غنچہ جو اس باغ میں خنداں ہوئے گل	ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہیں	″
وسعت آباد جہاں میں ہیں جنہیں خواہش نام	گھر میں بھی تنگ وہ مانند نگیں رہتے ہیں	″
کام سب تدبیر پر ہیں ہے مگر تدبیر شرط	کچھ سبب بھی چاہئے اس عالم اسباب میں	″
پیش آ تعظیم سے جو سب جھکیں تیری طرف	کون پھر سجدہ کرے گر خم نہ ہو محراب میں	″
گر زمانے میں ترقی نہ ہو رفتہ رفتہ	کیوں ہلال اوج فلک پر ہو قمر تیسرے دن	″
کیا نہیں کھلتے دل غنچہ صفت دلگیر	باغ ہستی سے جو ہنستے ہی سفر کرتے ہیں	″
انساں کو مناسب ہے کرے بات بہ نرمی	کہدے نہ کڑی منہ سے نہیں لطف کڑی میں	″
نہ جس کو عقل ہو اور ہو کتابوں سے لدا پھرتا	ظفر اُس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں	″
خوب ہی وہ اک جہاں جسکو کہے خوب اے ظفر	کچھ نہیں وہ جس کو کہدے ایک عالم کچھ نہیں	″
کریں لاکھ وہ آشنائی کی باتیں	رہے ہے ایسے ہمدرد اپنے کہاں ہیں	″
جو خور و خواب سے ہیں مصروف رات دن ہیں	حیوان اُن کو کہئے انسان وہ کہاں ہیں	″
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب	تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں	غالب
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	″
کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب	تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں	″
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	″

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے	لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں	غالب
خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار	کیا پوجتا ہوں اس بت بیداد گر کو میں	״
خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں	״
دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں	یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں	״
خدا ہے پاس تو ڈھونڈے جنگل میں	ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں	جلال
خدا امت کہو آدم خدا نہیں	لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں	لاعلم
اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں	لے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں	نیاز
جو رب الحرم ہے صنم بھی وہی ہے	حرم دیر میں ایک ساں دیکھتا ہوں	״
ائی کو ہم جانیں یا خدا جانے	بلاکشوں پہ جو گذرے تری بلا جانے	لاعلم
جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں	وائے غفلت اس سیہ زنداں میں یوں خرسند ہیں	سوز
فاضل خدا شاہد کلام اللہ ہے	تس پر اپنی خواہشوں سے روز حاجتمند ہیں	״
ی عاجزی، غربت، محبت، دوستی	جنکے یہ افعال ہیں وہ ہی سعادتمند ہیں	״
نکھیں کھلیں ہیں وہ کہہ یہ دیکھینگے آہ	مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں	״
شر وہیں ہم ستائے ہوئے ہیں	جدائی کے صدمے اٹھائے ہوئے ہیں	رنگین
ہیں قتل کر کے بھی تیور نہ بدلے	ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہیں	״
یہ الجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں	بے محابا گفتگو اچھی نہیں	وزیر
ھک کے مل سب سے برنگ شاخ گل	سرکشی اے سرو خو اچھی نہیں	״
کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں	سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں	حسن
بی ہے ہر دم آئے جو موت کیا غم	ہے ذکر خیر حاتم اب تک ہر انجمن میں	اسیر
ل محبت میں ثمر ہے کہ نہیں	کوئی اس باغ میں الفت کا شجر ہے کہ نہیں	لاعلم
کا حال دیکھا کمال ہی کو زوال دیکھا	انہیں کو اب پر ملال دیکھا جو لطف راحت اٹھا چکے ہیں	تمنا
یں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں	کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں	״
ملاقات ہوں چلا او تو آوں	کوئی ایسا بہانہ مجھے بتلاؤ تو آؤں	شیدا

دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں
میٹھا جا کچھ نہیں رہا ہم میں

سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں
پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں

آوازہ ہے جہاں میں ہمارا سنا کرو
عنقاے ملو زیست ہی اپنی بنام یاں

اے عدم ہونیوالو تم تو چلو
ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں

منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی
حق جو کہے ہے اس کو یاں دار کھینچتے ہیں

جہاں اب خارزاریں ہو گئیں ہیں
یہیں آگے بہاریں ہو گئیں ہیں

یوسف عزیز دلہا جا مصر میں ہوا تھا
پاکیزہ گوہروں کی عزت نہیں وطن میں

بردباری ہی میں کچھ قدر ہے گو جی ہو فنا
جو دیکھ لکڑی ہے ڈوبے نہ اگر پانی میں

مفلسوں کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ
خوف ہو ان کو جو کوئی دام و درم رکھتے ہیں

آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں
یہ مرگ و زیست تجھ بن آپس میں ہستیاں ہیں

کیا گلہ صیاد سے ہم کو یونہی گزرے ہی عمر
اب اسیر دام ہیں تب تھے گرفتار چمن

نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو
ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں

خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے
جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں

ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خوگر
کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں

سنتا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں
اب تجھ سوائے جائیں خدایا کہاں کہاں

کھینچکر تیغ مگر چرخ پڑا ہے پیچھے
رات دن زیست کے کیا جلد گھٹے جاتے ہیں

دہر فانی میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو
کھویا توشہ اس نے جو سویا مسافر راہ میں

کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبث مثل حباب
یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہیں

ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں
فلکش ہم بداں بریزد خوں

می برورہ بکمال آدم خاکی ز سفر
می شود کاسۂ گل ساختہ از گردیدن

خدا انعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں
جو گل گرتے ہیں مرجھا کر تو سرتاخوں ہیں پہلے ہی یاں

برنگ [illegible] ہے گردش ہی ہم کو سارے دن
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں
یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں

تہاں اس گلستاں میں جتنے بڑے ہیں	ہمیشہ وہ اوپر سے نیچے چڑھے ہیں	لاادری
دنیا میں راہ راست دلیل عروج ہے	معنی یہ آسماں پہ خط استوا کے ہیں	"
نہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں	"
آدمی زادہ طرفہ معجونیست	کز فرشتہ سرشتہ وز حیواں	"
ہ من بیا حال تباہ من ببیں	دیدہ سپید کردہ ام گریہ و آہ من ببیں	"
رفت ز دل صبر و قرارم بنشیں	بنشیں تا بخود آید دل زارم بنشیں	"
اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال می تواں بہ تمنا گریستن	"
ں کا انتظار کرے کون حشر تک	مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں	"
روغ جوہر عقل از سخن عیاں	آئینہ حقیقت دل نیست جز زباں	"
تو مرا دل دہ و دلیری بیں	رو بہ خویش خواں و شیری بیں	"
عشق صادق وہ کہاں فریاد کرتے ہیں	لبوں پہ مہر خاموشی ہے دل میں یاد کرتے ہیں	"
ایسوں کو چھوڑ دینے کی پروا ذرا نہیں	ان سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں	"
یوں میں ہنس دیا کبھی ہنستے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنے کے طریقہ بھی نرالے ہیں	"
وفا کی راہیں اہل وفا سے پوچھو	کیا جانیں شیخ صاحب ملانے آدمی ہیں	"
لی بات کوئی ہم نے کہی ہے شاید	جتنی جتنے ہیں سب ہم سے حذر کرتے ہیں	"
سے باخبر تک جن کے نشاں تھے برپا	کچھ مقبروں میں باقی ان کی نشانیاں ہیں	"
بیست بگو بندۂ جاناں بودن	دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن	"
راز نکتہ سازان ست ایں	فرہنگ خیال جانگداز ان ست این	"
دل سخن طرازان ست ایں	طومار جنون عشق بازان ست این	"
تم شاخ نبات ست ترا اے حافظ	فال ما راست بگو تا شودم باتوبقیں	حافظ
ید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن	لاادری
باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن	"

[illegible] باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم	صفدے خیزد بمیداں یا عروسی در چمن	لالہ
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن	〃
قرنہا باید کہ تا یک سنگ خارا از آفتاب	لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن	〃
اے صبا گلشن و دیر و حرم و بت خانہ	کونسی جا و عطا پاش و خطا پوش نہیں	〃
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	آتش
ممکن نہیں ہے دوسرا تجھ سا ہزار میں	ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں	〃
زمانہ میں نہیں اہل ہنر کا قدرداں باقی	نہیں تو سینکڑوں موتی ہیں اس دریا کے داماں میں	〃
میخور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن	ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن	سعدی
عمرہا باید کہ تا گردوں گرداں یک شبے	عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن	لالہ
تا کہ مشہور رہوں ہزاروں میں	ہم بھی ہر [illegible] پانچویں سواروں میں	〃
نسیم صبح سلامم بداں جناب رساں	نیاز [illegible] سکیں با آفتاب رساں	〃
اعجاز بھری آنکھوں کا جلوہ دیکھوں	یا ناز [illegible] اقامت زیبا دیکھوں	امیر
سر تا بقدم حسن میں تو یکتا ہے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	لالہ
گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں	یا معدن دشت و کوہ و صحرا دیکھوں	انیس
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	〃
خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ می و ہمت بردو دیدہ جا بنشیں	لالہ
نہیں ہے دنیا کا کچھ بھروسہ اک طلسم اور ہے تماشا	نہ کوئی اب تک پلٹ کے آیا گئے جو سوئے عدم ہزاروں	〃
چیست انسانی تپیدن از تپ ہمسایگاں	ور سموم نجد در باغ عدن بریاں شدن	〃
خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	〃
بہت کچھ کر چکے اے شیخ حرمت سنگ اسود کی	دکھائیں اب چلو شان خدا ہر برہمن میں	[illegible]
نقاد ہونہار جو دنیا میں آتے ہیں	لچھن سب اُن کے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	لالہ

چوں سیاہی شد ز مو ہشیار می باید شدن
صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن — [illegible]

...ہزار پسر ہم چو ماہ مصر یکے	چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن	صائب
...اب وہر ظاہر ہے عیاں تغیر حال	آج جو ہی کل نہ تھا - جو آج ہو کل نہیں	اسیر
...ندہی کس نہ دہد چوں تواماں	ور تو نہ کنی لطف رود از تن جاں	لااعلم
...رتہ پردرد سے کچھ کم نہیں	زخم خنداں ہیں بظاہر دیکھنے کو شاد ہیں	"
...انہ اہل غفلت سے ہی لبریز	رہوں تنہا اگر ہشیار ہوں میں	مجروح
...بندم و لے نہ در بستاں	شاہدم من و لے نہ در کنعاں	لااعلم
...نہ کہ با دوست درآویزم من	پائے نہ کہ از میاں بگریزم من	"
...یم کہ تا کردگار جہاں	دریں آشکارا چہ دارد نہاں	"
...و دل کو اک جا بٹھاتا نہیں	کسی کا اُسے وصل بھاتا نہیں	حسن
...علم کشتن خشم را در دل	گل ز آتش چو ابراہیم آساں میتواں چیدن	صائب
...ط دہر ہم چوں مہرۂ شطرنج	برائے خانہ تا کی جنگ با ہمسایہا کردن	"
...با سینہ صافاں کاوش بیجا	بناخن چہرۂ آئینہ را نتواں خراشیدن	شوکت
...کسے راست کو در جہاں	شو آگہ از کار کار آگہاں	نظامی
...ریز نشتر باشدت از نیش خلق	لب بہ بند از شکوۂ کس شربتی گزیں	کلیم
...آید آزار دلہائے دو نیم	رحم کن بر جان خود از ذوالفقار اندیشہ کن	صائب
...آہن دلاں ہرگز کسی جاں	ندارد دوست ظالم ریزش جز خون مظلوماں	نظیر
...روا ربود آدمی بجز کساں	مرا بجز تو امید نیست بد مرساں	سعدی
...مز دنیا چشم دنیا دار سیر	تشنگی زائل نگردد ہرگز از آب دہن	غنی
...اہل دنیا نیست جز اسباب جاہ	می شود از فربہی در گوشت پنہاں استخواں	قاسم
...بانزاکت بار عالم می برند	بار بر عالم گذارد ہر چہ می خواہی گزیں	کلیم
...ست اگر یکجا وداع مال و جاں	پیشتر از رفتن جاں مال را تسلیم کن	صائب

...از شکستن می فزود شاخ نبات
بشکند ہر کس ترا بر یک گہ شکر فشاں | "

لذت بیچون خس باشد و دل چون دہان	خس نگردد در دہان ہرگز نہان	معنوی
تا ترا راست نگردد نرود در سوراخ	راست شو تا بتوانی بہ لحد گنجیدن	صائب
چو در روئے بیگانہ خندید زن	دگر مرد گو لاف مردی مزن	سعدی
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ است	آن را بدوستان وہم این را بدشمنان	لاأعلم
ساقی لگائے رکھہ مرے منہ سی خم شراب	دریائے مَی کی مچھلی ہے میری زبان نہیں	〃
ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف	ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہی صحت نہیں	〃
خوب ہی گر پہلے کر لو خود ہی اپنا امتحاں	ورنہ کھل جائیگا سب پر آپکا راز نہاں	〃
زندگی لاچار صائب در گلو افتادہ است	شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن	صائب
فرقت میں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے	دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہیں	لاأعلم
معشوقۂ نازنیں طلب کن	عناب لبش بکار تب کن	〃
آیم بہ سر کوئے تو پویان پویان	عشاق صفت وصل تو جویان جویان	〃
راز را با یار خود ہر چند بتوانی مگوئے	یار را یارے بود از یار را اندیشہ کن	〃
گر شود لطف و کرم در شان من	جلوۂ طاعت دہد عصیان من	〃
قومے متفکر اند در مذہب دیں	جمعے متحیر اند در شک و یقین	〃
ناگاہ منادے بر آمد ز زمیں	کاے بیخبران راہ نہ آنست نہ ایں	〃
ہزار آفریں بر من و دین من	کہ منعم پرستیست آئین من	〃
گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببیں	ذات حق را آشکارا اندروں خندان ببیں	〃
جس کا چارہ نہیں دنیا میں وہ لاچار نہیں	جس کو صحت سے ہو پرہیز وہ بیمار نہیں	〃
لاکھہ چاہت کو چھپائے کوئی پر چھپتی نہیں	پیار کی آنکھہ اور الفت کی نظر چھپتی نہیں	〃
کسلئے آئے تھے ہم کون ہیں کیا کرتے ہیں	حیف اتنا بھی یہ انسان نہ سمجھا دل میں	〃
انسان کچھہ اسی دور میں پامال نہیں	سچ ہے کوئی آسودہ و خوشحال نہیں	〃
چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان	چہ باک از موج بحر آن را کہ دارد نوح کشتیبان	〃

شیان وخوف صیاد	مرغان چمن بھی فارغ البال نہیں	لااعلم
شد و زو تیرہ روان	چہ غم دارد از گریۂ کاروان	״
راکیش ہے ترک سوم	ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں	غالب
بر ہم زند از جامہ و	جامہ را خیاط سازد قطع بہر دوختن	لااعلم
داری وجان در بند تن	کے مراد خویش یابی در کنار خویشتن	״
وفا در کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن	״
ی ببالیدم از پیرہن	چو گلہا کہ تازہ دمد در چمن	״
شنا و زبروں بیگانہ باش	اینچنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں	״
دل زریزش افزوں	دانہ در خاک بھی صد شود از افشاندن	״
ناب نیاید بیروں	کشتی کاغذی از آب نیاید بیروں	״
ن خلوت نشین	بہم می کند عاقبت کفر و دین	״
یت بر کفے سنداں عشق	ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن	״
ول عہد بستن	چو در دل داشتی جاناں شکستن	״
کہ پایانے ندارد	شب من دردِ من افسانۂ من	״
ت ماہ پارۂ من	گر دستے ہست در ستارۂ من	״
کئے در انتظار بودن	طاقت نماند مارا بے روئے یار بودن	״
عنوان کتابت ظاہر ست	پیش او زنہار اے قاصد زبانی مکن	״
یادم کہ مستی پیشہ کن	عکس گل در آب می گوید کہ مے در شیشہ کن	״
سدہ اگر کردی وفا کن	طریقِ بے وفائی را رہا کن	״
رگز نگردی نیکبخت ایدل	تمامی عمر اگر بال ہما خواہی بسر بستن	کلیم
دوستی عیب جو مکن	باز شست روئے آئینہ را رو برو مکن	صائب
سر رشتۂ دولت بکف	در سواری خلق را باشد بدست چپ عناں	لااعلم
ق یافت روسیدی حشر	کہ سجدہ زنگ سیاہی برو ز روئے نگیں	״

تواضع کند ہوشمند ان گزیں	نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں	سعدی
نامرادی در جہاں باید ز شمع آموختن	سوختن خود را و بزم دیگراں افروختن	اہلی
کفرست در طریقت ماکینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	لاعلم
بحسن خلق دلہا را مسخر می تواں کردن	بایں عنبر دو عالم را معطر می تواں کردن	صائب
پیش دانا از تمامی علم ہا بالاترست	خویش را با دانش بسیار ناداں ساختن	لاعلم
نفس را مگزار پا از حد خود بیروں نہد	می شود گم طفل چوں از خانہ می آید بروں	"
چوں سیاہی شد ز موہشیار می باید شدن	صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن	"
نیست مفلس را ز قرب اغنیا جز پیچ و تاب	رشتہ از گوہر ندارد بہرہ جز لاغر شدن	"
بہ بے رغبتی شہوت انگیختن	برغبت بود خون خود ریختن	سعدی
بہ پیری گر نمی خواہی کہ محتاج عصا گردی	ز پا افتادگاں را در جوانی دستگیری کن	راسخ
بیکدل کے تواں اندیشہ دنیا و دیں کردن	کہ نتواں ہر دو دست خویش را در آستیں کردن	شیدا
طفل رو رو کے یہ کہتے ہیں زبان حال سے	جو عدم میں چین تھا وہ دامان مادر میں نہیں	لاعلم
غنیمت شمر صحبت دوستاں	کہ گل چند روز است در بوستاں	"
منہمک رہتے ہیں انساں رات دن تدبیر میں	پھر بھی ہوتا ہے وہی لکھا ہے جو تقدیر میں	"
کفن کیسا تہ صیاد اجل پھرتا ہے گلشن میں	نہ شاخ گل پہ چھوڑیگا نہ چھوڑیگا نشیمن میں	"
نہیں خوف خزاں کب تک بہار زندگانی میں	کہاں تک شمع ہستی کی جلے گی بزم فانی میں	"
رام جھروکے بیٹھ کے سب کا مجرا لیں	جاکی جیسی چاکری تاکو تیسا دیں	"
وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں	کبھی تسبیح کہتے ہیں کبھی زنار کہتے ہیں	"
بشنو ز جنون عشق بازاں	خونیں نقصان جگر گدازاں	"
کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں	جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں	"
عجب انداز تم نے سادگی کے یہ نکالے ہیں	فقط تنکے ہیں کانوں میں نہ بندے ہیں نہ بالے ہیں	"
عقلمندوں کی ہو دنیا میں بہت عزت و شاں	عقلمندوں کو نہ دیکھا کہ ہو رسوائے جہاں	ہنر
ہنسا کمال عیب ہے انساں کی ذات میں	وہ بیوقوف ہے جو ہنسے بات بات میں	"

کینہ ہو سر مو دل میں	بغض کہیں نہ مسلمان نہ ہندو دل میں	یکتا
ار پسر ہمچو ماہ مصر یکے	چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن	لاالعلم
ل ہے پاپ مول ابھمان	تلسی دیا نہ چھانڈئے جب لگ گھٹ میں پران	〃
ت ہوتی ہے سدا سنسا میں	اور کبھی گھاٹا نہیں ہے دہرم کے بیوپار میں	〃
بو کر کس نے پھل کہائے نہیں	کون ہے اعمال جسکے سامنے آئے نہیں	〃
تی ہے بد کاری کی دنیا میں	نہ سمجھے یہ کوئی پائیگا وہ پھل جاکے عقبی میں	〃
ساتھ جوانی کے چلدئے	وہ موسم بہار وہ دیوانہ پن کہاں	〃
ز را لفظ شیریں میس	کہ ممکن بود زہر در انگبیں	〃
ا ہم سے بزم میں اچھی	لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہیں	〃
ں سے آؤ نہ میرے مسیحا	کوئی دم میں راہ عدم دیکھتے ہیں	〃
اقل جباب سمجھے ہیں	جو جاگتے ہیں وہ دنیا کو خواب سمجھے ہیں	〃
دہ وغم و رنج نہیں	کھیل لے ہر کوئی جس کو یہ وہ شطرنج نہیں	〃
ائش کریگی قتل کس کس کو	طلب ہوتا ہے ثنا نہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں	〃
طبع کی روانی میں	کہ بو فساد کی آتی ہے بندپانی میں	〃
وت احمر ساخت رخسارش	بیا اے جوہری حسن مرصع را تماشا کن	〃
ں کس کو دوں میں	ہزاروں بت ہیں یاں ہندوستاں میں	〃
بھلا شکوہ و شکایت کیا	خدا نخواستہ آپس میں کیوں ملال کریں	〃
کو کئے آباد دونوں گھر	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	〃
ہیں قدم مستانہ رکھتے ہیں	وہ دیوانے میں اپنا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں	〃
ا عمرو زید سے مطلب	ہماری بزم میں ہو حق ہی قیل و قال نہیں	〃
ھنے اسے غیرت خورشید تجھے	تو تو رہتا ہے سدا صبح کہیں شام نہیں	〃
جاتا ہوں تقدیر بھی گھستی ہے	آرزو کیا لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	〃

عیش کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں	زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہاں	۱۷۸
عشق کا حال بسوا جانے	ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں	〃
صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن	〃
طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ	پیش صف راستاں شعبدہ بازی مکن	〃
آپ تو غیروں سے بھی کہہ لیتے ہیں مطلب کی بات	ہم کہا چاہیں تو اپنا مدعا کس سے کہیں	〃
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	〃
او ہمسے بشر تو سے جسے خوف خدا نہیں	جلدی نکل چلو یہ ٹھہرنے کی جا نہیں	〃
مثل پروانہ نہیں کچھ بھی زر و مال اپنے پاس	ہم فقط تجھ پہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں	〃
نیارم گو ہر شکر تو سفتن	ہر موئے زا احسان تو گفتن	〃
کفر و دیں ہر دو بر رہش پویاں	وحدہ لا شریک لہ گویاں	〃
عیب درست لائق لطف و کرم نہیں	ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہیں	〃
تمہارے گیسوؤں کے ڈھنگ دنیا سے نرالے ہیں	پریشاں ہوں تو سنبل ہیں جو بل کھائیں تو کالے ہیں	〃
صورت کا قدنفصو ہے دنیا کا جمال	کہ ادھر صورت زیبا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	〃
آ رہی جذب الفت میں تو کھنچکر آ ہی جائینگے	ہمیں پروا نہیں ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں	〃
شرر و برق نہیں شعلہ و سیماب نہیں	کس لئے پھر یہ ٹھہرتا دل بیتاب نہیں	〃
آنکھوں پہ اختیار رہے اچھا نہ روئینگے	کچھ آپ میرے دلکو بھی سمجھائے جاتے ہیں	〃
یار آرام میں ہے وصل کی شب آخر ہے	متحیر ہوں کہ بیدار کروں یا نہ کروں	〃
ہم اپنے نالۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں	〃
دلمیں پوشیدہ تپ عشق تباں رکھتے ہیں	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں	〃
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مرادوں کے دن	〃
مصیبت مدعی جب گذری تو ظاہر ہو نہیں سکتی	بہت غم میں بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں	〃
ملا ہی تو ہو نہ گئے کیوں ہم ہی تو ہی نہ جائے کیوں	ہمکو خدا جو صبر دے تم سا حسیں بنائے کیوں	〃
کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زدن	از دو صد عاشق یکے کس یاک می آید بروں	صا

شہیداں پہ قاتل یہ بولا	یہ سب گھر ہمارے بنائے ہوئے ہیں	لااعلم
خ نبات ست ترا اے حافظ	فال ما راست بگو تا شوم آتو یقیں	حافظ
ں و رُوئے مہ جبیناں ہیں	خلاف مذہب آناں جمال ایناں ہیں	لااعلم
ل بھی لالہ و گل بھی ہی مطرب بھی	الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں	"
ہوں نہ بولوں میں یار سے	قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں	"
کی گوارا یہاں نہیں	جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں	"
ب فرقت کی سحر ہے کہ نہیں	میں نے دل جس کو دیا اوس پہ اثر ہے کہ نہیں	"
ہم لعل و گہر دیتے ہیں	دیکھیں کیا ہم کو یہ ارباب نظر دیتے ہیں	"
گئے اقدا کبر اے تری قدرت	ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانوں پہ دھرتے ہیں	"
پہ شوق جوانی نہیں گیا	دل تو جوان ہے گو کہ میں ظاہر میں پیر ہوں	"
کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	عقل کی بات کو جو کفر و خطا کہتے ہیں	"
بی آتا ہی یارب وقت خونریزی	چھری جب حلق عاجز پہ رواں جلاد کرتے ہیں	"
بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے	لے کسی ہم تو ادھر ہیں کہ جدھر کچھ بھی نہیں	"
جناں کردی دستی زبر من	بستی کمر خویش و شکستی کمر من	"
ہ مہوش نامہرباں کہاں	نادان ہی زمیں کہاں آسماں کہاں	"
لعبہ بھی ہے بھاری پتھر	چومکے چھوڑ دیا کرتے ہیں	"
ریہ در آمد ز اشکباری من	زمیں بہ لرزہ در آمد ز بیقراری من	"
تری جوش جنوں ایں ناصح	خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں	"
م شعلہ افشاں شد چراغ من	خدایا بر دلم رحمے کہ خوں گردید داغ من	"
ہتے ہم سے وہ مزاج	ہم تو کہتے ہیں دعا کرتے ہیں	"
بر نگیرد از پا فتادہ را	چوں آستین خالی ست بیکار تا بگردن	"
دھی سماں پھر ہو	پھر ایک جا گل و بلبل کو باغباں دیکھیں	"
آساں تو سہل ہے	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں	"

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہی عالم ہے گلستاں پر	الٰہی وہ بھی آجائیں جنھیں ہم یاد کرتے ہیں	لا علم
بُرا نہ مانئے ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	〃
بے چین جس کے ہجر میں رہتے ہیں آٹھ دن	اون کو ہمارے حال سے مطلق خبر نہیں	〃
ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں	فلکش ہم بداں بریزد خوں	〃
در جگرداری و سربازی شمارا مثل نیست	بر جبیں مردان یکدل آفریں باد آفریں	〃
نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہیں	راہ سے بے راہ ہرگز چل نہیں	〃
بادشہ در عشق می گردد غلام	حال محمود و زلیخا یاد کن	〃
کوئی سنتا ہی نہیں میں دادخواہی کیا کروں	کس کے آگے جاکے سر پھوڑوں الٰہی کیا کروں	〃
گر دل لگی نہیں تو جنت بھی خاک ہے	پڑ رہنے کو تو گوشۂ تربت بھی کم نہیں	〃
پتلیاں بھی تو دم نزع پھری جاتی ہیں	وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں	〃
بھولے اللہ کو تعصب اسے کہتے ہیں	بت پہ اب مرتے ہیں تقدیر اسے کہتے ہیں	〃
اپنا تو یہ خیال ہے سچ پوچھئے اگر	کس کام کا وہ دل جو نہ ہو اختیار میں	〃
نہیں روزن جو تصویر یار میں پروا نہیں اسکی	نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں	〃
تھم تھم کے درد اٹھتا ہے پہلو میں کس قدر	یارب یہ کیسا درد ہے جس کی دوا نہیں	〃
دوست دشمن سبھی سب ہیں رفیقی مثل نسیم	گل تو کیا کانٹا بھی اک دن اس گلستاں میں نہیں	〃
زمانہ عاشق و معشوق سے نہیں خالی	گلوں کا قحط نہیں بلبلوں کا کال نہیں	〃
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اُتارا ہی نہیں	〃
کہتے ہیں جو دل تو ہی ہم اس میں کیا کریں	بیمار ہیں جو آپ تو اپنی دوا کریں	〃
کار معشوقاں نمک بر زخم پنہاں ریختن	کار عاشق خون خود بر پائے جاناں ریختن	〃
تم کو جو ہے یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہیں	ہمکو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہیں	〃
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں	واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں	〃
بتلاؤ تو علاج تپ غم کا کیا کریں	نالہ کریں کہ آہ کریں یا بکا کریں	〃
مدت ہوئی اثر کا الٰہی پتا نہیں	کیا قابل قبول ہماری دعا نہیں	〃

بار کہاں پاتے ہیں	راستہ ناپ کے پھر آتے ہیں	لا اعلم
گل نو میدہ ہوں	میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں	،،
ہ بجمال آدم خاکی زسفر	می شود کاسۂ گل ساختہ از گردیدن	،،
بدا افتد بگرد سفید	عیش و عشرت مرزا پیوستہ میدار دجواں	،،
خواہم کہ پنہاں کرشم	دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن	،،
ست ہے دیر و حرم نہیں	وہ رہ چلا ہوں جس میں نشان قدم نہیں	،،
دیں چلے تو خفا چلے	کیا کیا مزے حضور کی ہیں بول چال میں	،،
ے جاتے ہیں جب آتے ہیں	یہ شگوفہ وہ نیا لاتے ہیں	،،
چھو مرا گمنام ہوں	کام نہ پوچھو مرا ناکام ہوں	،،
ہنس و نیا کبھی ہنسنے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنیکے طریقے بھی نرالے ہیں	،،
اد نیا و دیں گیرد فروغ	بے دیانت را نہ دنیا برمراد ست و نہ دیں	،،
سلال ہوں واعظ	دختِ رز کو حرام کرتے ہیں	،،
مرنا ہی مرجاؤں نہ کیوں	موت آجائے میں گھبراتا نہیں	،،
رتو دارد دلِ من	دل من داند و من دانم و داند دلِ من	،،
ت می پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایک دن	،،
ی کا مزا آنکھوں میں	ماہرو داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں	،،
یکھو قصۂ وامق سنو	ان حسینان جہاں کی دوستی اچھی نہیں	،،
سب اپنی غرض کے تو ہر	میٹھی باتوں سے یہ عاشق کو لبھا لیتے ہیں	،،
بھہ لیا اس جہاں میں آہ	مطلب کا ہے زمانہ کوئی آشنا نہیں	،،
سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بولنے دہن کی آتی ہے کمر تک میں	،،
اٹھاؤں مجھ سا نہیں	سنا ہے آپ کی حالت آج بھی حال نہیں	،،
[illegible]	[illegible]	[illegible]

بر دوستی و دشمنی اہل جہاں	دیدیم کہ نیست اعتماد سے چنداں	لاادری
خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ میدہمت بر دو دیدہ جا بنشیں	”
فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں	داغ
ضا سنبھل کر محفل رنداں میں اے واعظ	یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں	لاادری
یحیاں بتان خوبرو کا ظاہر و باطن	ملائم دیکھنے میں ہیں مگر پتھر سے نکلتے ہیں	”
آپ کی چال چل گئی ہم پر	سیدھے سادے تھے آ گئے دم میں	”
رت نہیں کچھ خاک اٹھا محبت میں	بہاتے ہیں جو آنسو آبرو برباد کرتے ہیں	”
مردہ کے نرغہ میں ہے تنہا یہ دل	فوج غم [illegible] غازی کو ظفر ملتی نہیں	ظفر
مشو غافل کس نزدیک شتابار	[illegible] آہ بے گناہاں	لاادری
ر نہ ہنسیں سنکر حال دل عاشق کو	کس [illegible] جانے ارمان کسے کہتے ہیں	”
ھرماں۔ درد دل۔ زخم جگر، رنج و ملال	کاتب تقدیر [illegible] لکھا تقدیر میں	”
ری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آ کے رہیگا	[illegible] سے ٹل سکتا نہیں	”
ز بدا اصل چشم ہی داشتن	[illegible]	”
یں کیوں نہ ایسی جنس پر ہم جان شیریں کو	نمک [illegible] صورت پہ مرتے ہیں	”
یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہیں	[illegible] اپنا گذارہ ہی نہیں	”
جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں	دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں	”
ں کو بوسے دیتے ہیں کس کس مزے سے وہ	ہم ہیں کہ انکی بزم سے اٹھوائے جاتے ہیں	”
ا ہم سے ہو ہم تم سے نہیں آزردہ	ہم سے ہے رنج نہیں تم سے ہمیں رنج نہیں	”
وئیں کی رہتی نہیں میخواروں میں	غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئے یاروں میں	”
باتیں جو لے رشک چمن یاد آ گئیں مجھ کو	بہت رویا سنکر چہچہے بلبل کے گلشن میں	”
سمجھ کر محبت میں ذرا اصول	خطرہ ہے ڈوب جائیگا ہی دریا کے نہانے میں	”
مرغان سحر چہک رہے ہیں	گلہائے چمن مہک رہے ہیں	”
ٹال جاتے ہیں جو بوسہ مانگو	بات مطلب کی چبا جاتے ہیں	”

جہدے کن وبا مردم دانا بنشیں	یا با صنمے لطیف و رعنا بنشیں	لااعلم
ہی کسی کا پیار کرنا اس زمانے میں	قضا کا سامنا رکہا ہوا ہی دل لگانے میں	〃
ز دہ و یاس و حسرت و حرماں	انیس تجھے ہی دو تین چار پہلو میں	انیس
ان ٹھکانے نہیں دنیا کی ہوس میں	اسوقت میں ایسے بھی تو انسان بہت ہیں	لااعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں	خدا سے بھی لے بت تو ڈرتا نہیں	〃
شاہد رعنا کی ہے بازاروں میں	نام لکھواتے ہیں یوسف بھی خریداروں میں	〃
کا لگانا چاہئے پوشاک میں	خاک سے رغبت رہے ملنا ہی آخر خاک میں	〃
کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش	تری حسرت مرے دل میں ہے یا کانٹا ہے چبھا ہے میں	〃
جوش ہجران شوق دل ہماں	عشق ہماں قصۂ مشکل ہماں	〃
سراسر خلائق چہ مرد و چہ زن	ہمہ طالب مطلب خویشتن	〃
کارش ہے آنکھیں ہیں رہ گذر پر	آجا نظر کہ کب تک میں راہ تیری دیکھوں	〃
کسکو ملتی ہے یہ دولت کیا کہوں	کچھ عجب شے ہے محبت کیا کہوں	〃
ترحم بر پلنگ تیز دنداں	ستمگاری بود بر گوسفنداں	〃
دکھلائے زمانہ مجھ کو گردش	میں اوس کا تماشا دیکھتا ہوں	〃
بنیاد نہاد و چو مرداں	آں را بکرم تمام گرداں	〃
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	〃
ں میں جو مجھ کو نہ کرنا تھا کیا	دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں	〃
بان جو میں نوں بگاڑ رہتا ہے	وہی شریر نہیں کچھ شریر ہم بھی ہیں	〃
صافی دلاں سے ہوں مکدر تیرہ دل	زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب میں	〃

نہ کچھ خبر آبہ نشینوں کا حال زار — 〃

ہم خاک میں ملائے ہوئے آسماں کے ہیں — 〃

روز عید شب غم سے کم نہیں

جب جام شراب دیدۂ پُر نم سے کم نہیں — 〃

ہیں سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
عاشق کی چشم تر کی بدولت رواں ہے سیلق
زر ندار ی مرد عاقل زن مکن
ہیں طالب شہرت و نام لاکھوں
بعد ازیں در عوض اشک دل آید بیرون
عصمت کو اک حجاب ہے ہندوستان میں یا
اے نفس پلید آدمی بن
واہ کیا جوبن پہ ہے حسن عروسان چمن
بود بے وفائی سرشت زناں
اے ذوقؔ کس کو چشم حقارت سے دیکھیے
مرتا ہوں جس کے ہجر میں اسکو خبر نہیں
آگے عشاق پہ ہم ہنستے تھے
دل دیکھیے تم کو جان کا دشمن بنائے کون
مشو ایمن از حیلہ دشمناں
منہ سے جو کچھ کہا ہے دم کے ساتھ
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر
مے پینے سے ہوتا ہے فراموش غم دہر
یا رب ایں آرزوے من چہ خوش ست
تر دامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو
غم و الم میں اگرچہ بہت گزارے دن
جہاں میں ہوں غم و شادی ہم ہیں کیا کام
عقبیٰ کا زاد راہ بیان نہیں دار فنا میں
حسینوں سے نہ الجھے دل ہمارے دیکھیے ہاتھ

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
جمنا کہیں ہے گنگ کہیں زبدا کہیں
چنبراد بار در گردن مکن
بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں
آب چوں کم شود از دجلہ گل آید بیرون
ٹہ لگا و پردہ دری سے نہ شان میں
گتے ہیں ولی کی خصلتیں ہیں
ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری اندنوں
میاموز کردار زشت زناں
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں
یا رب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں
اب تو ہم پر وہ ہنسا کرتے ہیں
بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اٹھائے کون
بیندیش و برتاب زاں سوغناں
بات پر وضعدار مرتے ہیں
تو بر من چوں جوانمرداں گزر کن
خضر رہ آرام ہے یہ جام نہیں
تو بدیں آرزو مرا برساں
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
خدا کے فضل سے آخر بسر ہمارے دن
دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں
گھر بھول گئے چار گھڑی رہ کے سرا میں
نہیں ٹلنے سے رکنے کے شنگر ناگ کالے ہیں

بے وفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھ کو میری وفا ہی راس نہیں	۱۹ لا
نہ الہی شکایت نہ قسمت کا شکوہ	ہم اپنے کئے کی سزا پا رہے ہیں	،،
روزے بجہاں گزشت و روزے بچنیں	اکنوں کہ نگہ کنی نہ آن ست و نہ این	،،
ز دوستان سخنداں شنیدہ ام پندے	کہ بر ملائیت دشمن اعتماد مکن	،،
تا کہ احمق باقیست اندر جہاں	مرد دانا کے شود محتاج نان	،،
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کی	خدا پر خوب روشن ہی کہ جس مشکل میں رہتے ہیں	،،
معنی کی فکر چاہئے صورت سے کیا حصول	کیا فائدہ ہے موج اگر ہے شراب میں	،،
رنج کیا اہل زمانہ پہ گذرتے ہوں گے	جب نکلجاتی ہے آغوش سے دھر مخروں	،،
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ ہست	آنرا بدوستاں دہم ایں را بدشمناں	،،
بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں	گریباں پھاڑ کے جا بیٹھے صحرا کے دامن میں	،،
دل سے بھی بڑھ کے راز محبت چھپاؤں میں	مرجاؤں گھٹ کے نالہ زباں پر نہ لاؤں میں	،،
ہم نچھے جاتے ہیں تواضع میں	کبھی مہماں اگر وہ آتے ہیں	،،
پٹ جاؤ سینہ سے لے میری جاں	تڑپتا بہت ہے دل ناتواں	،،
دل اب چاٹ ہی کچھ ہم سے ہو نہیں سکتا	نہ کام کرتے ہیں کوئی نہ کام لیتے ہیں	،،
شب ہجراں الٰہی آج بھی کیا طے نہیں ہوگی	اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر میں	،،
نام لیتے نہیں ان کا کہ نہ سن لے کوئی	دل ہی دل میں انہیں ہم یاد کیا کرتے ہیں	،،
اب تاب ضبط کی نہیں بیقرار ہیں	ہم پیپنے سے دختر رز پر نثار ہیں	،،
ہے نسل تنہا چنا کچھ بھاڑ پھوڑ سے کا نہیں	فوج لڑتی ہے مگر ہو حوصلہ سردار میں	،،
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	،،
شیوۂ مرداں نباشد عشق پنہاں ساختن	کمتر از پروانہ نتواں بود در جاں باختن	،،
تنگ آتا ہوں نہایت خاطر مشتاق سے	ہر گھڑی کہتی تھی چل - ہر وقت سمجھاتی تھی ہاں	،،
اجازت دو ہمیں آہ و فغاں کی	نہ رکھو حسرت نالہ کشی میں	،،
ہر کہ چیزے دوست دارد مبتلا شد اندر آں	تشنہ در سود اے آب و گرسنہ در فکر ناں	،،

عیبوں کو چھوڑ دینے کی پرواہ نہیں — اون سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں — لائق
جہیں فصل خزاں جسمیں گلستاں اسکو کہتے ہیں — پری گلگشت کرتی ہو پرستاں اس کو کہتے ہیں — 〃
شمع مغرور نہ ہو اپنی خود آرائی پر — رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہیں — 〃
چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے لباس و نقرہ و فرزند و زن — 〃
شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چیست — ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن — 〃
زندگانی کا مزہ عشق میں کھو بیٹھے ہیں — اپنی کشتی اسی دریا میں ڈبو بیٹھے ہیں — 〃
کوئی شئے اولاد سے دنیا میں بڑھکر ہے نہیں — کیسا ہی ہو مال پران سے وہ بہتر ہے نہیں — 〃
کیوں آسیائے چرخ یہی رسم دور ہے — نادان کو اوج موج ہو دانا پسا کریں — 〃
سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں — پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں — 〃
قدم سے نیک بندوں کے زمیں پانی پہ قایم ہے — قرار کشتیٔ دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں — 〃
سفر ملک عدم کا پیش ہے اس نوجوانی میں — گھڑی بھر زندگی دشوار ہے دنیائے فانی میں — 〃
ہر نفس ز انفاس عمرت گوہریست — گوہر انفاس را ضائع مکن — 〃
محنت ہی کے پھل ہیں یہاں ہر دامن میں — محنت ہی کی برکتیں ہیں ہر خرمن میں — 〃
جاتا ہوں ترے در سے کہ توقیر نہیں — کچھ اس کے سوا اب مری تدبیر نہیں — 〃
در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں — رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں — 〃
دوستی اور کسی غرض کے لئے — وہ تجارت ہے دوستی ہی نہیں — 〃
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں — تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں — 〃
نیکیوں کو آسماں نابود کر سکتا نہیں — جسم مر سکتا ہے نام نیک مر سکتا نہیں — 〃
نصائح پیر دانا صیقل آئینۂ دل ہیں — مقاصد اور مطالب دین و دنیا اس سے حاصل ہیں — 〃

کسی کے خوف سے جی کھول کر رویا نہیں جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں — 〃

یہ انتہائے محبت ہے آج کل اے ناز — ناز
شباب و حسن ہے جب تک تو چاہ کرتے ہیں

ک سوال وصل پہ ہو گئی نہیں نہیں	اب نیتری نہیں ہی نہیں یا ہمیں نہیں	لاعلم
رآفریں برمن و دین من	کہ منعم پرست است آئین من	״
یک لقمہ می باید چشیدن	وزاں پس ایں ہمہ خواری کشیدن	״
الم کن بہانہ اے جواں	جرم خود را چوں نہی بر دیگراں	״
نیرے تواں جانے ربودن	بفکرے شاید اقلیمے کشودن	״
سرفت ہیں محروم دونوں	کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونوں	״
رمیں بھی ہلائیں کبھی کبھی	تنہا برائے ذلت دنیا زباں نہیں	״
ربند جاں داری و جاں بند تن	کے مرا خویش یابی در کنار خویشتن	״
عالم کو ولیکن وائے بیدردی	نہ دیکھا اڑ کے تو نے کس طرح بسمل تڑپتے ہیں	״
لے دنیا سے ہم پئے عقبیٰ	کوچ ہر مقام کرتے ہیں	״
کا گرم ہے بازار اندنوں	پیغام مرگ لائے ہیں آزار اندنوں	״
ل سے نار جہنم بھی سرد ہے	جو سوزشیں اٹھائی ہیں ہجران یار میں	״
ہے دردِ جدائی نے اس قدر	آتا نہیں سمجھ میں کدھر جاؤں کیا کروں	״
مجھے ترک الفت گوارا نہیں	مگر کیا کروں کوئی چارا نہیں	״
سے ملونگا وہ خاکسار ہوں میں	کرونگا میل نہ ذروں سے وہ غبار ہوں میں	״
ں روؤں کیا پچھلی صحبتوں کو	بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں	معنی
ں ہی جاتے ہیں پر جا سکتے نہیں	گو اٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں	لا اعلم
جب سے آگئی تہذیب لندن پر	کھڑے ہو کر ہم اپنی وضع پر پیشاب کرتے ہیں	״
شق میں کچھ لطف اس زمانہ میں	تمام عمر گزر جاتی ہے بہانے میں	״
گزری ہے اور گزریگی یہ عمر	خوشی میں رنج میں غم میں خوشی میں	״
ابے زہ جستے آتش ست وناں	مغتنم داری برادستاں مکاں	״
صیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہیں	رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں	״

پڑھتا تھا آسان کو وہ عشق پر
آرام سے نہیں ہے جو پھیرے خدا سے منہ
ناصح زبان طعن کو اب بند کر ذرا
چھوڑ دے عشق حسینان جہاں اے غافل
ہے صد و مغموم میں خوشنود ہوں
بناوٹ بھی اک فن ہے جو جانتا ہو
مرا استغنا ں تو زمانہ مٹائے دیتا ہے
رو شیوۂ رہروی ز شیطاں آموز
کہاں جائیں تمہارے در سے اٹھکر
اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من
ہر پھر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم
صاف قلقل سے صدا آتی ہے آمین آمین
مر گئے ہم نجات کے غم میں
لگ جا گلے سے تاب بس اب اے نازنیں نہیں
دل کی کدورتیں اگر انساں سے دور ہوں
آس کہتے ہیں جسے آس نہیں یاس نہیں
تاب بالا رہے اس بات پہ ہم مرتے ہیں
ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف

اب اتارا اس کا اے دل کیا کریں
دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب میں
میں کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
عشق اللہ کا ہو عشق بشر کچھ بھی نہیں
شکر ہے حاسد نہیں محسود ہوں
تری سادگی کچھ ہمیں جانتے ہیں
جہاں میں دیکھئے رہتا ہے نام بھی کہ نہیں
یک قبلہ تکبیر و سجدہ بر غیب ممکن
ہمارا کون ہے کون و مکاں میں
ایں حرف معما نہ تو خوانی و نہ من
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں
اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں
ایسی جنت گئی جہنم میں
ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں
سارے نفاق گبر و مسلماں سے دور ہوں
یاس پر کسی حالت میں مجھے یاس نہیں
موت بھی سامنے آ جائے تو کب ڈرتے ہیں

ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں
دل و جگر خون ہو چکے ہیں حواس و ہوش اپنے جا چکے ہیں
وہی محبت کا حوصلہ ہے ہزار صدمے اٹھا چکے ہیں
[illegible] ہو گا تم [illegible]
جو تم [illegible] کر [illegible]
[illegible] باتیں ہیں

لیا بدلی جہاں بدلا ہوا بدلی	وہ دشمن جان کے ہیں تجھے جو آگئے جان نثار ہیں	لاالم
راہ نکلے کوئی دیدیار کی	چل کر در رقیب پہ بستر جماؤں میں	"
شق میں جو لوگ قدم رکھتے ہیں	نالہ و آہ کا وہ طبل و علم رکھتے ہیں	"
ل چال غضب آپ چلے جاتے ہیں	جب جگر چاک کیا دل کو سلے جاتے ہیں	"
ں سے ہوئی ہے زندگی موت	رحمت کے سہارے جی رہا ہوں	"
سر پہ احسان لے امیروں کا	ہم فقیروں کا یہ دماغ نہیں	"
شب وہ بھی کھلے سرک جاتے ہیں	اب نہ قابو میں ترے آئینگے تھک جاتے ہیں	"
ز کہیں چاہے تری تصویر کو کھینچے	لگا دے چاند سارا ایک چہرہ کے بنانے میں	"
ے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے میں	اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں	"
ل غمگیں کی اے دلبر تمنا ہے یہی	مے ہوا اور گلزار ہوا اور ہم ہوں اور غنچہ دہن	"
سے یاس ہو ایسا دل مجبور نہیں	بت اگر دور ہیں مجھ سے تو خدا دور نہیں	"
نام ناصح کا لیا تھا میں نے	لے لو حضرت وہ چلے آتے ہیں	"
راب پینے دے مسجد میں بیٹھکر	یا وہ جگہ بتا دے کہ جس جا خدا نہیں	"
شیدا ہیں شرارت میں سوا ہیں	پھر اس پہ یہ دعویٰ کہ محکوم خدا ہیں	"
خاطروں کی خزاں کیا بہار کیا	کنج قفس میں مر گئے یا آشیانے میں	"
مشقت نیرز دجہاں داشتن	گرفتن شمشیر و بگذاشتن	"
ہتی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے	کہ ادھر سب نظر آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
الوں کی سی چادر سے حجاب ہستی	کہ ادھر دیکھو تو سب کچھ ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
رف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیوں لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
ئینہ ہے احباب کی دنیا داری	ادھر دیکھو تو سب کچھ ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
عالم ہستی میں۔ مگر سب ہے	حسرت آباد میں سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں	"

دنیا کے فانی میں نہیں مہر و فا
دل دیا جائے جسے ایسا یہاں کوئی نہیں "

تو دیکھ اُلٹ کر من میں
کیوں پھرے بھٹکتا بن میں

نادان ہو جو کہتے ہو کیوں جیتے ہو غالب
قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن

عیب جویاں ہنر ڈھونڈتے ہیں عیب اسیر
جو ہنرمند ہیں وہ دادِ ہنر دیتے ہیں

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم بار بار آپ کو سمجھائے جاتے ہیں

بنیاد اگر نہ ہو تو سخن خود ہے رائگاں
ہے لطف سے سخن جو ہو کوئی قدرداں

مطلوب کب ہے جس کا طلبگار ہی نہیں
بیکار ہے مسیح جو بیمار ہی نہیں

بے عشق گرم حسن کا بازار ہی نہیں
یوسف کی [illegible] کیا جو خریدار ہی نہیں

جان جلہ جہان این است ایز
[illegible] من [illegible]

نہائے دھوئے کیا بھیا - مٹی نہ من کی [illegible]
مچھلی [illegible] جل [illegible] دھوئے جات نہ باس

یہ کیا رنجش ہے آپس میں یہ کیوں ان بن ہے یاروں میں
خدا کے گھر میں دو دو مسجدیں ہیں یا شوالے ہیں

(و)

مغزِ تحقیق ز اربابِ عمائم مطلب
آنچہ در سر نتواں یافت ز دستار مجو

خدمت کو خلائق کی عبادت سمجھو
افضل احسن یہ یک عادت سمجھو

کب سبکدوش ہے قیدئے زندانِ وطن
لوٹے گل پھاندتی ہو باغ کی دیواروں کو

زمانے نے کچھ کھو کے پایا ہے مجھ کو
سمجھکر یگانہ بنایا ہے مجھ کو

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو
ڈیڑھ ہو یا نصف ہو یا پون ہو

گر پڑے ہے آگ میں پروانہ سا کرمِ ضعیف
آدمی سے کیا نہو - لیکن جو ہمت ہو تو ہو

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
رکھ دے گا ورنہ عقل کے بخیے ادھیڑ تو

مت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو	لااعلم
رکار اگر ہے زاد راہ عقبیٰ	سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھائے دل کو	انیس
تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما	شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو	لااعلم
ین چرخ تاک کے سنگ تفرقہ	بیٹھکر اک دم کہیں ہو ویں جو ہمکلام دو	مرزا
تیغ ہی رکھا تھا گلے کو	کچھہ بات بری منہ سے نہ نکلی تھی بھلے کو	تقی
نخواہندت بخوانِ کس مرو	ور بیں مردار چوں کرگس مرو	لااعلم
گندم از گندم بروید جو زجو	از مکافات عمل غافل مشو	״
راحات لساں رانیست دارو	جراحات سناں راہست دارو	״
نچہ ترا گفت کلوا و شربوا	لیک نفرمود کلو تا گلو	״
جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی	جو ہوئے بھی تو ہاں شاید دہانِ زخم خنداں ہو	استاد
سو ہو گیا بن ہونی نہ ہو	گیانی بھگتے ہنس کر مورکھ بھگتے رو	لااعلم
بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	״
جسے عالم اُسے بجا سمجھو	زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو	״
سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو	نظیر
ال بلغزد پائے تو	ورنہ گویم ہیچ ازاں لے وائے تو	لااعلم
رے فرق دوست دشمن میں	خدا نے آنکھیں دیا دیکھہ بھالنے کو	رند
ت برہس دانش و آئین او	کور شدہ دیدۂ حق بین او	لااعلم
ہران آثار سلف میں سے کسے	رکھتی اور ہے کسے دیتی ہے دنیا دیکھیں تو	״
لی وعدہ وفائی اوس سے حال ہو	الٰہی میں ہوں روز عید ہوا و تیغ قاتل ہو	״
ال سی یارب کوئی آگاہ نہ ہو	پاؤں اس راہ میں رکھکر کوئی گمراہ نہ ہو	امانت
نام سے یارب کوئی بدنام نہ ہو	خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہ ہو	״

ن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو
جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہم کو — ذوق

[illegible]وں توجگ ہنسے اور حیکپے لاگے گہاؤ
[illegible]وہ جو تم میں ہم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
چاک احمق وجہل نہ پذیرد رفو
جواں گرچہ شاہ دلیراں بود
تاں خواجۂ ممسک بز نبو رعسل ماند
زہد خشک البتہ زاہد را بہ جنت می کشد
کس کی ملت گنوں آپ ہو تبلا اے شیخ
موت ہی سی کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
آن پہنچی ہے گرداب فنا کشتی عمر
یکدم غمر نفیسی سے یہاں مثل حباب
یہ تنگناے دہر نہیں منزل فراق
زیادہ ہوتا ہے پیری میں فریہ نفس امارہ
گئے تدبیر کر کرلا کہہ انسان یہ نہ ہو وہ ہو
عجب کیا فیض صاحبدل سے پہنچے تیرہ بختوں کو
ظفر ساری خدائی ہووے اون کی تابع فرماں
کوچہ تنگ ہے دنیا نہیں آرام کی جا
وانہ سے یہ زمانہ مخالف ہے دوستو
نتیجہ جب کہ ہوا اعمال بد کا حال بد اپنا
وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہی کام ہمت کا
قید سے تیری کہاں جائینگے بے بال و پر
یہی ہے حضرت دل عشق کے بازار میں سودا
ہے ہنر شرط آدمی کو آدمیت کے لئے
کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو

اے ایسے کٹھن بریار کا کس بدھ کروں اپاؤ
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تخم حکمت کم دہش اے نیک خو
کہ در جاہ محتاج پیراں بود
کہ میٹھے ماند از صد خانہ را انگبیں باد
میشود بیشک نبک چوں خشک می گردد کدو
تو مجھے گبر ہے گبر مسلماں مجکو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو
فکر امروز نہ ہے نے غم فردا ہم کو
نہ افل نہ پالوں حرص کے پھیلا سکیں پر تو
یہ بالوں کی سفیدی تیر ہے اس راہزن کو
بجز تقدیر لیکن کب ہے امکاں یہ نہ ہو وہ ہو
بدل دیتا ہے ماہن اے ظفر تاثیر آہن کو
بجالائیں جو صدق دل سے فرمان الٰہی کو
یاں کوئی پانوں نہ پھیلائے تو کیا اچھا ہو
دانائی اب یہی ہے کہ کودن بنے رہو
تو پھر ناحق کسی کی کچھ شکایت ہو تو کیونکر ہو
ظفر بے ہمتوں سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو
کیوں قفس تنگ کرتا ہے ہمیں صیاد تو
اگر لیتے ہو اپنے واسطے تم مول غم لے لو
بے ہنر حیوان ہے صاحب ہنر کے روبرو
راہ ملتی ہی نہیں وحشت کے آواروں کو

…ا تیرے کو و غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو	عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو	نیاز
…رھایوں تلخ کیجے زندگانی کو	ولے کیا کیجے حسرت بلائے ناگہانی کو	〃
…وصل ہے ممکن نہ تاب ہجر دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	〃
…شگیں نے سودائی ہزاروں کو	پری بنکر یہ ناگن ڈس گئی شامت کماروں کو	لا اعلم
…رمضامین چمن دہر میں ہے	مژدہ دے باد صبا جا کے خریداروں کو	〃
…ل سی بلبل کی خوش بیانی پوچھو	ذی فہم سے لطف نکتہ دانی پوچھو	انیس
…و قیر کلام حق سمجھتا ہے کلیم	موسیٰ سے رموز لن ترانی پوچھو	〃
…ں جلنے کو صانع نے بنایا مجھ کو	جس کے ہیں ہاتھ پڑا اس نے بلایا مجھ کو	قائم
…م تو دیکھینگے تم گو نہ دیکھو	ہمیں دیکھنا آپ دیکھو نہ دیکھو	نظیر
…ے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو	اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو	لا اعلم
…د کسی کی نہ فغاں سنتے ہو	اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو	محزون
…ں سے پاکیزہ گہر پیدا ہو	صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو	آتش
…ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو	کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو	لا اعلم
…بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھ کو	مصحفی
…رت مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز	گلہ تب ہو اگر تونے کسی سے بھی نباہی ہو	لا اعلم
…بعد مرگ بھی آرام ہے محال	کس طرح زیر تیغ نہ گنبد کی ڈھال ہو	ناسخ
…بیدار ہیں وہ غافلوں پر ہنسی ہیں غا	بہت سی فوج پڑ جاتی ہے تھوڑی فوج جنگ کو	لا اعلم
…ت کہ استر ستر اللہ علیک	پردۂ کس نہ دری کس ندرد پردۂ تو	〃
…اباش ہے بس حضرت انسان کو	کار بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان کو	〃
…رنہار بر خوان کساں مہماں مشو	گوہر بے قیمتی سنگ بہ دندان مشو	〃
…شنا نشو و مبتلائے تو	بیگانہ باشد از ہمہ کس آشنائے تو	〃
…م ز دیدہ و آیم بسوئے تو	تا ہر قدم بہ دیدہ کشم خاک کوئے تو	〃
…م و نے بہ باغ و بوستان بے تو	کہ دیدہ و دل نشاید باین و آن بے تو	〃

سلطان وہ ہے کہ جسکی رعیت سپاہ ہے	سلطاں نہیں جو سمجھے رعایا سپاہ کو	اسیر
ڈراتے ہیں جو انسانوں کو ہم سخت مفسد ہیں	ڈرائیں ہم نہ بہر خدا آتش سنگ و آہن کو	"
سنگریزہ تھا فقط گر لعل میں ہوتا نہ رنگ	کوئلے سے تھا بتر گر مشک میں ہوتی نہ بو	اسمٰعیل
گاہک نہ ہو کوئی تو ہے عرض ہنر ہیچ	اے وائے گل تازہ جو صحرا میں کھلا ہو	"
خطرۂ سود و زیاں نفع و ضرر جانے دو	عمر بیفکری میں گذرے تو گذر جانے دو	تراب
کافر حسیں بلا سے خفا ہیں ہوا کرے	ہم سے خفا رہا نہیں ہمارا خدا نہ ہو	ریاض
رکھے ہے سرنگوں اس بات میں کثرت تعلق کی	ٹھرکا بستہ ہوا جھکا دیتا ہے ڈالی کو	سوز
ترے زنداں میں جینا مجھے ہو دشوار	کہ ایک دن ایک ہے اب تو	شہید
بیوسیلہ بزم عالم میں نہیں ہوتا فروغ	دوسرے شعلہ سے ظاہر شمع کی تنویر ہو	صابر
کہنے کی بات اور ہے پر وقت امتحاں	ہوا اپنا اپنا اور جو ہو غیر غیر ہو	عاشق
دلداری بے وفا کو سعادت سمجھو	اس بند کو تم باعث عزت سمجھو	عزیز
ماندگی میں کیا منزل تک پہنچنے کی امید	کس طرح پہونچے جو کوسوں کا رواں سے دور ہو	مصحفی
بھوکے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو	سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو	نظیر
سخت دل کو سخت دل سے فائدہ ممکن نہیں	سبز آب تیغ سے کب دانہ انجیر ہو	ہوشر
پندار اے درخزاں کشتہ جو	کہ گندم ستانی بوقت درو	لااع
بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو	ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو	"
دو الزام پیچھے نصیحت گروں کو	ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو	"
کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو	دو دن میں یہ مزاج ہے آگے کو خیر ہو	وار
زن بد در سرائے مرد نکو	ہمدریں عالم ست دوزخ او	سع
گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو	"
دو چھیڑ چھیڑ کے دل کو دکھاتے ہیں میرے	پھر اس پہ حکم یہ ہوتا ہے بیقرار نہ ہو	لا
ترچھی نظروں سے نہ دیکھا عاشق دلگیر کو	کیسے تیر انداز ہویدا تھا تو کر لو تیر کو	،
[illegible]ہے سوانگ آتش و رنگا و الٰی سے	محروم کبھی پھرتے دیکھا نہیں سائل کو	آت

ال خاطر احباب چاہئے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو	انیس
رندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو	پیش نظر ہو ساقی پہلو میں گلبدن ہو	لاعلم
رقت میں کیوں جلائے دل	اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	″
ل آزردہ دشمن باغباں مجھ کو	بنانا تھا نہ ایسے بوستاں میں آشیاں مجھ کو	″
ں کو مس پہ رزق اڑ کے چلا آتا ہے	پر لگا دیتا ہے رزاق مرا دانے کو	″
ری زاد و پری رو پری خو	غلط گفتم پری شرمندہ او	″
سن نمکیں کو لے کے چاٹیں	جب زیست ہی اپنی بے مزہ ہو	″
پ اپنے انہیں کو پیار کریں	جن سے الفت ہی آج کل تم کو	″
ی جدا کوئی گل پیرہن نہ ہو	پھولا پھلا اجاڑ کسی کا چمن نہ ہو	″
ہوں پہ بیبے کلیجے پہ بٹھاؤں تجھ کو	آ مری جان سگلے سے میں لگاؤں تجھ کو	″
کہ ہیچو توئی قدر دان من	نازاں توئی کہ ہیچو منی مدح خوان تو	″
ہا کر سامنے دیکھا کروں ہر دم	تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو	″
ں ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	یہ کس طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	″
را میں اکیلا ہے مجھے جانے دو	خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو	″
سکز بجا آر کہ مہمان تو	روزی خود می خورد از خوان تو	″
ان نہ پیچید از سخن رو	ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو	″
فلکوں سے مسرور کیا دل کو	آباد رکھے وا تا ساقی تری محفل کو	″
منصب عشاق جو تقسیم کئے	باغ بلبل کو دیا کوچۂ جاناں مجھ کو	″
ری می ومد آخر دے ہشیار شو	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شو	″
ا صحا پند مجھ سے وحشی کو	اس کو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو	″
شق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو	عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو	″
یاران ہم نشین ہمہ از من جدا شدند	مائیم و آستانۂ دولت پناہ تو	″

سن اے مومن یہ ایمان ہی ہمارا	نہ کہنا کفر پھر عشق بتاں کو	لااعلم
شاخ گل دیوانہ شد از قامت دلجوے او	باغباں تعویذ بست از غنچہ بر بازوے او	”
لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو	جل بجھئے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو	”
بھلا وہ کیسے جئے جو مریض دل زار بھی ہو	غم فراق بھی ہو درد انتظار بھی ہو	” ۲
دل یہ کہتا ہے کہ اس بزم سے اٹھ چل جلدی	کہ چرا لے نہ وہ دزدیدہ تبسم مجھ کو	”
منگر اندر نقش و اندر رنگ او	بنگر اندر عزم و اندر آہنگ او	”
لازم ہے ضبط اے دل اندوہگیں تجھے	درد جگر ہو لاکھ مگر نعرہ زن نہ ہو	”
قید مذہب واقعی اک روگ ہے	آدمی کو چاہئے آزاد ہو	”
سوائے اندوہ و یاس و حرمان نہ حاصل جہاں سے ہمکو	اٹھائیں دنیا سے بار ہستی سفر ہی لازم یہاں ہے ہمکو	ہوس
جبتک کہ دم میں دم ہے نہ چھوڑوں گا تیرا دم	آئینہ ہو تو مشیت پروردگار ہو	لااعلم
شاہد ربائے من می کند از برائے من	نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو	”
خدا کے واسطے دشمن نہ میری جاں کے ہو	رحیم میرے ہو میرے خانداں کے ہو	”
اے فلک یہ کیا ابھی کیا تھا ابھی کچھ ہو گیا	غم بے ثبات دی ہو لیکن جاودانی کوئی ہو	”
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہو تو ہو	”
مال سے جان سوا جان سے ایمان ہوا	مال سے جان سے ایمان سے سوا تم مجھ کو	”
بسکہ جانم یگانہ شد با او	در گمانم کہ این منم یا او	”
اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو	قسمت کا جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو	سودا
دل آدمی کا چاہئے آئینہ وار ہو	اس دل پہ خاک ڈالئے جس میں غبار ہو	لااعلم
نہ بات ایسی للہ منہ سے نکالو	ذرا اپنی تیغ زباں کو سنبھالو	”
وہ گل ہو فصل رنگ ہو مے لالہ رنگ ہو	قسمت کہاں یہ اپنی جو ایسی ترنگ ہو	”
شب وصل ہو چاندنی کا سماں ہو	بغل میں صنم ہو خدا مہرباں ہو	”
تھے جہاں پر ڈھیر پھولوں کے وہاں اڑتی ہے خاک کیا خزاں نے ہائے لوٹی ہے بہار لکھنؤ		”

رسے بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل — جو ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو
ذرا نہ دل سے خبر کر زبان کو — ایسا نہ ہو زبان خبر کر دے کان کو
ہم بھی جائیں شاید دل مرا بہک جائے کب — تابع عشق ہو بہلاتے ہیں بہلانے نہیں دو
سنے لکھ کر مری قسمت میں غریبی — فرمایا مزاج اس کا امیرانہ بنا دو ۔ ظفر
کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں — الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرماں کو
ہجر تو جوں بیماری غلط زبیتابی — ازیں پہلو بہ آں پہلو زمان پہلو بہ پہلو ۔ لا اعلم
راب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو — تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو ۔ ″
آب رواں ہو سبزہ ہو پہلو میں یار ہو — مدت سے یہ ہوس ہے کہ ایسی بہار ہو ۔ ″
ں ملت میں گنوں آپ کو تبلا اے شیخ — تو کہے گبر مجھے گبر مسلماں مجھ کو ۔ ″
زن بد در سرائے مرد نکو — ہمدریں عالم است دوزخ او ۔ سعدی
بھی اپنے دوست سے یا رب جدا نہ ہو — ناآشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو ۔ لا اعلم
مدت سے ہے قیدی زندان وطن — بوئے گل بجا نمتی ہے باغ کی دیوانوں کو ۔ ″
ل دل اپنا کہیے اس کو کیا ہم نے — جو جلا دو ہو تو ایسا ہو جو فتنہ ہو تو ایسا ہو ۔ ″
جہاں کا عشق جب سر پھوڑتا پھرا — تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو ۔ غالب
اے دل صبور باش بر آفات روزگار — نیکو شود بصبر سرانجام کار تو ۔ ″
پینے کو اور لخت جگر کھانے کو — یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو ۔ ″
یلنے میں جو ڈوپٹہ سرک گیا — گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو ۔ ″
جھگڑے سنتے ہو رونا روؤں کے — آج میرا بھی کچھ بیان سنو ۔ ″
ہر عداوت کا دفع ممکن ہے — پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو ۔ ″
ہے کون جس کی مدد پر خدا نہ ہو — ڈر ہی رونا جس کا خدا [illegible] ۔ ″
طاعت میں اس شاہ کی تم رہو — کرام جس کی [illegible] ہو ۔ ″
تجھے [illegible] کیا [illegible] — [illegible] ۔ ″
مجھے تو بھی [illegible] — [illegible]

...سن کہ بدارد آن رو با تو ؎ در سیل بلاست تا بزانو — لاعلم

...ت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو ؎ ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو — ״

...بت سے بنا لیتے ہیں پیا دوست دشمن کو ؎ جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو — ״

...ن میں مے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو ؎ ہوائے سرو بھی ہو ابر نوبہار بھی ہو — ״

...نہ جاؤ تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو ؎ ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو — ״

...ں ہوں مجرم تیرے آگے تو ہی مجرم پیش حق ؎ عفو کر تو میرے حق میں حق کرے تجھ کو عفو — ״

اوس کی فرقت میں کیوں جلائے دل ؎ اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو — ״

من ندیدم در جہان جستجو ؎ ہیچ اہلیت بہ از خلق نکو — ״

اس کا نہیں شکوہ ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو ؎ عاشق ہے وہی ہجر میں بھی جس کو مزا ہو — ״

آتا نہیں قرار دل بے قرار کو ؎ یارب دکھاوے جلد مرے گلعذار کو — ״

نکالیگا خالق مری آرزو ؎ کہ آیا ہے قرآں میں لا تقنطوا — ״

بزم میں پاتے نہیں ہم ساقی گلفام کو ؎ جانتے ہیں ہم ہتیلی کا پھپھولا جام کو — ״

زمیں پہ سوئے ہیں چھوڑا ہے شہ نشینوں کو ؎ اجل مکاں سے کہاں لائی ہے مکینوں کو — ״

من بد کنم و تو بد مکافات دہی ؎ پس فرق میان من و تو چیست بگو — عمر خیام

داستاں میری سنو۔ قصہ مجنوں نہ سنو ؎ وہ بھی کیا قصہ کہ جس کی کوئی بنیاد نہو — ״

فقر را از چشم و از سیمائے او ؎ می شناسد ہر کہ دارد رنگ بو — ״

عاشق مزاج رند کو زاہد نہ چھیڑ تو ؎ تجھ کو برائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو — ״

گھر گھر تجلیاں ہیں طلبگار بھی تو ہو ؎ موسی سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو — ״

بے آبرو گہر ہے۔ اگر مشتری نہ ہو ؎ الماس سنگ ہے جو کوئی جوہری نہ ہو — ״

یہ وہ عشق خانہ خراب ہے کہ زمیں پہ اہل غرور کو
کوئی دن میں خاک نشیں کرے اگر آسماں پہ دماغ ہو — ״

مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا ہے آخر کو
ہو قدر مرد ہنر سے، ہنر کی زر سے ہو — لاعلم

	ه	
...رامش بود نعمت بادشاه	که ہنگام فرصت ندارد نگاه	کلام...
...بدکرد است بدرا بدسزاده	به نیکاں ثمرهٔ نیکی جزاده	،،
...ظلم خود خراب آہستہ آہستہ	رود چوں دشنهٔ قصاب آب آہستہ آہستہ	،،
...پشتِ خرا زا بچوب و سنگ	بیروں نہند چوں قدم از کج روی راه	،،
...شگفته است گاه خوشیده	درخت گاه برہنہ است گاه پوشیده	،،
...یں نہیں یاروں کی مروت باقی	آنکھ دنیا کی بدل جاتی ہے تقدیر کیساتھ	،،
...ں چیز کہ شبہا بدعا خواستے	صد شکر کہ امروز میسر گشتہ	،،
...جن کو حکومت ہے اُن کو نیند کہاں	کہ لگنے دیتی نہیں فکر بندوبست کی آنکھ	،،
...گا توکل سے بھی کہیں روزہ	کہ اس میں آئی تو روزی ہوا نہیں روزہ	،،
...باں در ذکر و در دل فکر خانہ	چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ	،،
...ار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرت کدہ کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ	،،
...کیجئے کہ رہے یادگار کچھ	دو دن کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھ	،،
...ائدہ تازہ بروں آمدہ	چاشنی گیر کہ چوں آمدہ	،،
...صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود	دل را شکستهٔ نہ کہ گوہر شکستهٔ	،،
...بترا و رندہ گیر آخر چہ	دیں نامهٔ عمر خواندہ گیر آخر چہ	،،
...م دل ماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	،،
...نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمهٔ آفتاب را چہ گناہ	سعدی
...ت دولت بزور بازو نیست	تانہ بخشد خدائے بخشندہ	لاأعلم
...گر آید کسے بخدمت شاہ	سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ	،،
...خوابش بہتر از بیداریش	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	،،
...از پہلوے چپ خدا آفریدہ	کسی راز چپ راستی ہم نہ دید	،،

…ت بیدا آمال ہمہ	…ے کعبہ کوئے لست اقبال ہمہ	لااعلم
…ز مکو تر سفید نتواں ساخت	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	حافظ
…ا گلشن بلبل رنج نادیدہ	نگردد چوں قلم صاحب سخن ہرنا تراشیدہ	لااعلم
…ی رسد جویائے کام آہستہ آہستہ	ز دریا می کشد صیاد دام آہستہ آہستہ	صائب
…مان عمر خود بغم پیچیدہ پیچیدہ	چرا کوتاہ کنی ایں رشتہ را تابیدہ تابیدہ	〃
…ب آئینہ می تواں گردید	کہ با سفید سفید ست و با سیاہ سیاہ	لااعلم
…کردن بہ نرمی جائے دردِ لہا سخت	رشتہ از ہموار ئی خود غوطہ در گوہر زدہ	شیدا

…ر دامن سنگیں دلاں پا داشس ظلم آخر
بکاہد آسیا خود دانہ را سائیدہ سائیدہ — لااعلم

بہر مظلوماں ہمی کاوند چاہ	خود ہمی افتند می گویند آہ	مثنوی
دور باش از دوستی مال و جاہ	زانکہ مالت مار و جاہت ہست چاہ	لااعلم
دست کوتاہ باید از دنیا	آستیں خواہ دراز خواہ کوتاہ	〃
مکن بد بفرزند مردم نگاہ	کہ فرزند خویشت بر آید تباہ	سعدی
…ے گر ہی بت و بت خانہ چھوڑ کر	مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ	مومن
…لعام تن عام می شود فربہ	تن کریم ز اطعام می شود فربہ	صائب
…ے ریزش نقیراں را دبال گردنست	ابر بے باران کند لہائے روشن را سیاہ	〃
…رہ نیست سعدی کہ مردان راہ	بہ عزت نکردند در خود نگاہ	سعدی
…سیلے نخوری تا ز کف اہل زمانہ	چوں مہرۂ شطرنج مرو خانہ بخانہ	کلیم
…تی جس بات کو بھول گئی وہ بات	کیا منہ دکھلاؤں پیو کو دونوں خالی ہاتھ	لااعلم
…ے رن جاکے کس کا ڈھونڈے ساتھ	ساتھی تیرے تن میں ہیں ان کا رہا ہاتھ	〃
…ات سپر آتش دوزخ گردد	از درم مہر اگر بر لب سائل زدہ	〃
…اں غیر از ہمت مردانہ نیست	شیر غربت دیدہ را چنگال باشد زادِ راہ	ناصر علی
…تے بندے آزاد رہ	خدا ہے تو کیا غم ہے دلشاد رہ	میر تقی

باہر کسو کی چاہ سے کے ساتھ	چاہ وہ ہے جو ہو نباہ کے ساتھ	
یں ہے خواہش دل سے کوئی بشر	جاتے ہیں سب جہان سے اک آرزو کے ساتھ	〃
زمانہ کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ	گر دل ہوں تو آزردہ خاطر ہوں تو رنجیدہ	درد
آباد جہاں کے حسن کے شیدا نہ ہو	صندل اس بتخانہ میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ	آتش
مشو فقعہ پرواز ہر بہ گیشتی	کہ گردی بہ بیہودہ گوئی فسانہ	یمین
باغ و چند بویرانہ ساختہ	ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ	ہلالی
وجود ما رالے تن بیا و درد ہ	باشد کہ اندریں رہ بینی یکے سوارہ	یمین
عیاں و ما بصورت ملتفت	اے درون جہل ما چوں روشنائی سیاہ	عرفی
صاحب نام نکو شد رنج نا دیدہ	نگیں ہرگز نہ گردید ست تنگ نا تراشیدہ	مخلص
ظالمے را خفتہ دیدم نیمروز	گفتمش فتنہ ست خوابش بردہ بہ	سعدی
ئے در عالم تا بعہد پادشاہ	از بزرگاں عفو بود ست از فرودستاں گناہ	〃
ی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ	رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ	〃
ت و موسم گل ساقی بیار بادہ	ہنگام مے کہ دیدست بے می قدح نہادہ	〃
ی ہے کسی زلف دوتا کے ساتھ	پالا پڑا ہے ہم کو خدا کس بلا کے ساتھ	〃
میخانۂ او بہر خرابہ	دیوانہ او بہر خرابہ	بیت
ع درد در بازار جاں انداختہ	گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ	عرفی
در دل ہوس گناہ و برلب توبہ	زیں توبۂ نا صواب یا رب توبہ	〃
بندہ چہ دانم کہ چہ می باید خواست	دانندہ توئی ہر آنچہ دانی آں دہ	〃
مت نیشکر روید از اں خاکے کہ تو	اے بت شیریں ادا آنجا تبسم کردۂ	〃
آں طلب امروز بہر گوشہ	کز پئے فردات بود توشہ	〃
مرد ہمہ جا بسر کار بہ	شغل شغل مخبل و خوار بہ	〃
ت جہاں برباد ہو جائے تو ہو جائے	رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ	〃
نہیں اے یار کہیں تیرا ٹھکانہ	ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھے خانہ بخانہ	〃

...ں ہے گل تر سے زیادہ — یہ قامت موزوں ہے صنوبر سے ز...
...ربایاد وگر بہ سرنا ز آمدہ — از دل ما چہ بجا ماندہ کہ باز آ...
...ے کہ از ناوک مژگاں دل من دوختہ — ایں قدر شوخی چشمان تو کہ آمو...
بروایں دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقا را بلندست آشیانہ
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ — شنیدہ کے بود مانند دیدہ
اولیا را ہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ
بتوا ک ذرا اپنی صورت تو دیکھو — یہ منہ اور دعویٰ خدائی کا توبہ
پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسماں — در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہ
گوش و زباں در رہ غیبت منہ — از بد کس گوش و زباں پاک بہ
ہمہ کار شاہان حکمت پژوہ — ز راے وزیران پذیرد شکوہ
گر خاطر شریعت رنجیدہ شد ز حافظ — باز آ کہ توبہ کردم از گفتہ و شنیدہ
بوسہ بمن دادی و رنجیدہ — باز ستاں گر نہ پسندیدہ
کھنچا ہے خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہے — وہاں تیغ آزمائی ہے یہاں ہمت
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر — موسیٰ کو دیا ید بیضا جلا کے ہا
تجربہ کردم ز ہر اندیشہ — نیست نکوتر ز سخا پیشہ
درون سینہ من زخم بے نشان زدہ — بحیر ترک عجب تیر بے کماں ز
ہندو میں دیا نہیں۔ رحم ترک میں نا نہ — کہیں کبیر دونوں گئے۔ لکھ چو راستی
اسپ تازی اگر ضعیف بود — ہمچناں از طویلہ خر بہ
شوخ چشماں بہ آرزو خواہند — مقبلاں را زوال نعمت و جاہ
در آنکہ خوابش بہتر از بیداریست — آنچناں بد زندگانی مردہ بہ
ہر کہ دست از جان بشوید — ہرچہ در دل دارد بگوید

دو بامدا و گر آید کسے بہ خدمت شاہ
سوم ہر آئینہ در روے کند ملطف نگاہ

ہرگز آں را بہ دوستی مپسند ۔۔۔ کہ رود جائے ناپسندیدہ
تشنہ را دل نخواہد آب زلال ۔۔۔ نیشم خوردہ دہاں گندیدہ
بے زر نتواند کہ کند بر کس زور ۔۔۔ در زر داری بزور محتاج نہٖ
تجربہ کردم زہر اندیشۂ ۔۔۔ نیست نکوتر ز سخا پیشۂ ۔۔۔ لاعلم
نیامد بدیں در کسے عذر خواہ ۔۔۔ کہ سیل ندامت نشستش گناہ
مگو پائے عزت بر افلاک نہ ۔۔۔ بگو پائے اخلاص بر خاک نہ
یں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا ۔۔۔ جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ ۔۔۔ ذوق
کس نیاید بخانۂ درویش ۔۔۔ کہ خراج زمین و باغ بدہ ۔۔۔ لاعلم
صہبائے مسرت سے لبریز ہو پیمانہ ۔۔۔ آباد رہے ساقی ہر دم ترا میخانہ ۔۔۔ ،،
لبستاں میں ہوا ہی کس شرابی کا ۔۔۔ کہ شاخیں جھومتی ہیں نالۂ بلبل ہے مستانہ ۔۔۔ ،،
بد اندیش مردم سر افگندہ بہ ۔۔۔ درخت بد از بیخ برکندہ بہ ۔۔۔ ،،
ے نیست بر سر من بلکہ خار عشق ۔۔۔ در پائے من خلیدہ و از سر بر آمدہ ۔۔۔ ،،
چوں بہ قوت حریف خصم نۂ ۔۔۔ حیلہ و مکر را ز دست مدہ ۔۔۔ ،،
کو آپ کے کس کس سے ہم تشبیہ دیں ۔۔۔ شمع، گل، خورشید انور، اور اختر، آئینہ ۔۔۔ ،،
ل بجوئے دوست گزارے نکردۂ ۔۔۔ فرصت ز دست دادۂ کارے نکردۂ ۔۔۔ ،،
بان من جانان من از من چرا رنجیدۂ ۔۔۔ ،،
دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ ۔۔۔ ،،
کوئی مر جائے تم کو کیا پرواہ ۔۔۔ داد تم کو نہیں خدا ہے گواہ ۔۔۔ ،،
نگر دید محروم زیں بارگاہ ۔۔۔ چہ بخت سپید و چہ روئے سیاہ ۔۔۔ ،،
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ۔۔۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ۔۔۔ ،،
در کف شیر نر خونخوارۂ ۔۔۔ جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ ۔۔۔ ،،
ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

[illegible]
... میں آئے
... مثل ... بھی ماندہ
... غبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

کمال کمال تو کیا کرے۔ کمال ہے کمال بکم...
کھیر سنگت سادھو کی گن بکری ...
بیا ساقی کہ ایں ویرانہ از بسیار عمر...
عشرت سرا کبھی۔ کبھی ماتم سرا ...

ے

... جا ہیں واسطہ کیوں ٹھوکریں مار لیے
ہر قوی کو چھتا کرتا ہے ضعیف
ایک کے نفع سے ہے ایک کو نقصان یہاں
... ہو نہ ہو خوش کہ ہے عبرت کا مقام
قائم کر گئے ہو کیا اپنی سواری پر غرور
مردم خونریز ہیں کیا مال پیش افغنیا۔
... رفعت خدا اس کی تو منع ہی ضرور
پھر گئی حاجی مرا سدا ایک ماجد اللہ ہیں
... سے ہو اصل مبدل محال ہے
... یکدم خوشنود ہوتا ہے
... یہاں
... رنگ گل کے سوکھ کر کانٹا ہوا
... لیں عبرت کیے
... جام جو بھر لیتا ہے
... اپنا
... چلے

پر نہ ہم مانند سنگ اس آستان سے اٹھ...
مار بھی اک دن فدا ہے مو رہے
جام بھر جائے جو ساقی رہے مینا خ...
راہ میں تھک کے جواں بیٹھ رہے پیر چ...
ایک دن ہو گی جفا نے سے بدل یہ...
قدر لوہے کی بھلا ہو خاک زر کے سیا...
ہوا گر محراب مسجد بھی اسے خم چا...
وادی کعبہ یہ ہے دل کا بیابان ...
پانی میں ہے شرارہ یہی تہہ بھرے...
تو آگر سو طرح کا غم وہیں موجود ہوتا...
کریں کس سے ہم غم دل بیاں جو غم کے تھے شا...
وہ یہ کہتا ہے کہ آنکھوں میں مری یہ...
اس آئینہ کو گر دیکھو تو جام جم سے بہ...
آسماں اس کا دین کا سر کر لیتا۔
چو بہستی کو شعر ہی سے تیر لیتا...
پالاں کے بس نہ تھا ہے ...

آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہے — خضر ہمراہ ہے رہزن کیا ہے
جو اعلیٰ ہے سو اعلیٰ ہے جو ادنی ہے سو ادنی ہے — نہیں کچھ قدر سایہ کی بڑھے گو قد انساں سے
لاکھوں ہی نامور ہوئے دنیا میں بے نشاں — اک گور میں ہیں کتنے سکندر بھرے ہوئے
دل سیہ ہے بال سب اپنے ہیں پیری میں سپید — گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی
آگے آزادوں کے ہیں زردار کیا — سرو گلشن پیش گل کیا خم رہے
نہ میں ہوں مخاطب نہ تو ہے مخاطب — وہی میں وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہے
گر نہیں باران رحمت اشک حسرت ہی سہی — میری کشت آرزو کو ایک پانی چاہئے
شب سے دن کو ہوتی ہے گرمی مزاجوں میں سوا — پیری میں دونا جوانی سے جنوں کا دور ہے
اے جنوں سب جیتے جی کے ہیں ہوئے کا کون ہے — مجھ میں جب تک دم رہا نالے رہے زنجیر کے
کیا توقع رکھئے اپنوں سے کہ مژگاں ہیں گر — آنکھ اگر پھڑکے علاج اسکا ہو برگ کاہ سے
ہر اک اعلیٰ ہے اپنے حفظ میں محتاج ادنیٰ کا — در گنجینۂ زر میں لگے زنجیر سونے کی
کہاں کا زر بُرے وقت اہل جوہر کام آتے ہیں — کوئی زردار بنواتا نہیں تلوار سونے کی
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی — قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے
رعیت کو ستانا بادشاہوں کو نہیں لازم — جو ہوں صحت سے اعضا روح کو آرام ملتا ہے
مزدور اگر نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں بادشاہ — سارے جہاں کا بوجھ ہیں سر پر دھرے ہوئے
اہل جوہر کا کمینہ سے کبھی ہوتا ہے کام — چھانٹتا ہے باغباں مہندی کو کب تلوار سے
دن ہے خدا نے ہم کو دیا کام کے لئے — اور رات کو بنایا ہے آرام کے لئے
بے معصیت خزانۂ رحمت ہے رائگاں — سچ پوچھئے تو جرم نہ کرنا قصور ہے
معلوم ہوا کہ دید حیرانی ہے — معلوم ہوا کہ علم نادانی ہے
راہ و رسم خط کتابت ہی سہی — گل نہیں تو گل کی نکہت ہی سہی
دل سے مانو جو عقل بینا ہے — کہ مرے بعد پھر بھی جینا ہے
اسراف نے ارباب تمول کو ڈبویا — عالم کو تفاخر نے تو زاہد کو ریا نے
عمائد نے کی وضع جو اختیار — وہی سب کو مد نظر ہو گئی

آیا ہوں میں جانب عدم ہستی سے	پیدا ہے بلند پایگی پستی سے	اسمٰعیل
نامرد کے ہاتھ میں پہنچ کر	شمشیر نیام ہو گئی ہے	،،
براہ کرم اس کو طے کیجئے	جو آن بن کسی بات پر ہو گئی	،،
جس درجہ ہو مشکلات کی طغیانی	ہو اہل ہمم کو اور بھی آسانی	،،
سرگشتگان شوق سے راہ وصال پوچھ	نے شرق و غرب ہے نہ یسار و یمین ہے	،،
صبح کو بھولے تو آئے شام کو	دیکھئے کب آئیں بھولے شام کو	،،
کچھ نہ کرنا بھی مگر اک کام ہے	گر نہیں صحبت تو عزلت ہی سہی	،،
درد سے لبریز سینہ چاہیئے	چشم پرخوں جائے مینا چاہیئے	،،
خلوت میں بھی لاتے نہیں عاقل اسے منہ پر	جو بات کہ شائستۂ جلوت نہیں ہوتی	،،
ابنائے روزگار میں ایسا بھی کوئی ہے	جس نے حقوق صحبت ادا کئے	،،
اعلیٰ تھا جس کا رتبہ وہ اسفل میں ہے اسیر	صف نعال موقع پہ صدر الصدور ہے	،،
دھوکے میں نہ آجائیو افسون زباں کے	ہر چند کہ بڑھ اپنی فصاحت کی یہ ہانکے	،،
اتفاقی ہے یہاں کا ارتباط	سب ہیں بیگانے یگانہ اور ہے	،،
راہ کے رنج و تعب کا کیا گلہ	جب کہ دل سے گرد کلفت دھل گئی	،،
ممکن ہے کہ ٹل جائے جبل اپنے مقر سے	لیکن کبھی تبدیل جبلت نہیں ہوتی	،،
زبان و زر و زمین و زن ہیں فتنے	رہے امین بشر چاروں کے شر سے	بزا
نہال خوش طبعی کا ثمر فساد ہے بحر	کہ مزاج سے رکھ دامن سخن خالی	،،
ظاہر پرست خلق ہے ظاہر درست کر	کیسے صفات و ذات جو کچھ ہے لباس ہے	
مرد دانا کر سکے ہے امتیاز نیک و بد	طفل ناداں کو برابر بوئے مشک و ہینگ ہے	تر
جو بندہ سیم و زر کا ہو امیروں کے قدم پڑے	جیسے شاہوں سے ملا ہو وزیروں کے قدم پکڑے	
کالعقارب ہیں اقارب نہیں کچھ ایسی شک	اس زمانے میں تو غیروں سے بدتر ہیں اپنے	

کرو گے جو یہاں اسراف واں دو گے حساب اپنا

یہ بالا بالا جانے کا نہیں دوزخ میں پڑنا ہے

خرچ لایعنی بہت خیرات اک پیسا نہیں	تس پہ ہے اظہار قرض و زیر باری ہائے ہائے	تراب
جاہل کے آگے پیچھے ہے عالم کا قیل و قال	داناں کی بات کچھ نہیں ناداں کے سامنے	"
ہنر کچھ آپ میں ہے باپ میں ہوا تو کیا	کہیں پسر کو بزرگی پدر کی ترکہ ہے	"
قاعدہ ہی جنس سے ہوتی ہے خوب اصلاح جنس	صاف اکثر کرتے ہیں فولاد کو فولاد سے	توفیق
فراق روح کیونکر ہو گوارا جسم انساں کو	اجڑ کر پھر نہیں آباد ہوتی یہ وہ بستی ہے	جلیل
محبت سے جو پیش آؤ تو دل پر کیوں نہ ہو قبضہ	یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے	"
ہے دعا لازم دوا کے ساتھ ہی	تالی بجتی ہے تو دونوں ہاتھ سے	جمیل
بھلی عورتوں سے برائی نہ ہوگی	بُرے مردوں سے بھلائی نہ ہوگی	جان صاحب
وقت بد آئے تو ہو دلسوز بھی اپنا عدو	شب کو صرصر دے چراغاں پر طپانچے دود کی	جویا
نہ دنیا کے ہوئے ہم اور نہ دین کے	ادھر حسرت ہے اور دہشت اُدھر کی	"
کہہ بیٹھئے نہ منہ سے کسی کو برا بھلا	دل ہی میں رکھئے اور نظر ہی میں تاڑئے	حسن
عیب بھی دیکھئے ہنر بھی دیکھئے	خار بھی دیکھئے ثمر بھی دیکھئے	حالی
باپ ہوں جن کے مروت والے	بیٹے پھر کیوں نہ ہوں ہمت والے	"
کانٹے بوئے کہے پھل کھاؤں تو کیسے کھائے	میوہ کھاتا ہے وہی جیسا کوئی بوتا ہے	خاموش
اے موت تیرا حکم زمانے میں عام ہے	سکہ رواں جہاں میں ترا صبح و شام ہے	خواجہ دل محمد
گر زندگی اسطرح سے اے درد جہاں میں	خاطر پہ کسی شخص کے تومار نہ ہووے	درد
تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	"
دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے	جب میں نہیں بلا سے مری کچھ ہوا کرے	داغ
غیر سے کیا گلہ محبت میں	اپنے ہاتھوں خراب ہم تو ہوے	"
گور کے ہیں نہ الٰہی گھر کے	ٹھوکریں کھاتے ہیں کاسے سر کے	داور
موت اک روز تجھے آئے گی	قبر میں کھینچ کے لے جائے گی	"
اب کہاں ہیں ترے رونے والے	دیکھ اے قبر کے سونے والے	"
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا	چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی	ذوق

مقدم صدق پر ہے کذب گرچہ صدق فائق ہے	کہ پہلے صبح کاذب یاں ہے پیچھے صبح صادق ہے	ذوق
گزرتی ہے مزے میں زندگی غفلت شعاری سے	مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے	"
بے وفائی سے عزیزوں کے ہوا یہ ثابت	ہم نہ دنیا میں کسی کے نہ ہمارا کوئی	ذاکر
مقبول و مستجاب نہ ہو بے حضور قلب	نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھلے	رنار
کچھ نہ کچھ کرتے رہنا ہے لازم	اچھی بیکاری سے ہے بیگاری	رونق
راستی پر نہ آئے گا کج رو	سیدھی کتے کی دم نہ ہوگی کبھی	"
اچھوں سے برائی کی توقع نہ رکھو تم	ہو کوئی برا پھر تو بھلائی نہ ہو اس سے	زور
ہم دعا مانگیں تو اپنے دل میں پرساماں کہاں	لاکھ اہل دل ہیں کہنے کو آمیں چاہیئے	سوز
خدا ہی جانے یا دل جو گزرتی ہے مرے دل پر	بلے درد دروں سے کسی کے کون واقف ہے	"
کام رہتے ہیں کہیں خلق کے ہونے والے	اپنی تقدیر کو رویا کریں رونے والے	صفیر
جب ہم ہوئے یتیم تو معلوم ہو گیا	نعمت جہاں میں بڑھکے نہیں والدین سے	"
جوہر ذاتی سے بہتر کون جوہر ہے سعید	خوف چوروں کا جسے نہ خطرۂ جاسوس سے	سعید
اک دم کی زندگی کے لئے کیا کروں لباس	ہے جوں حباب جزو بدن پیرہن مجھے	شہید
کیا میں آیا تھا کرنے کو یارب	اور چلا ہوں یہاں سے کیا کر کے	"
تجھے نگاہِ مروت اگر نہیں تو نہ ہو	ہمیں تو مد نظر پاس آشنائی ہے	"
جنازہ دیکھ عدو کا نہ شاد ہو اے شرم	جہاں فانی ہے ہر اک کو موت آئی ہے	شرم
ہر چیز میں خدا ہے ہر چیز میں خودی ہے	ہر چیز میں نیکی ہے ہر چیز میں بدی ہے	شفق
گر خدا نے نیک و بد کی عقل دی	دوست دشمن دیکھ لینا چاہیئے	نشاط
ناپائدار ہوتا ہے اسباب مستعار	چھٹتی ہے شب سے صبح روا نور ماہ کی	شائق
کام بگڑے بنگئے جس وقت دن پھر آگئے	بدنصیبی طالع بیدار ہو کر رہ گئی	ظہیر
کبھی رتبہ بلند انکا نہ ہو جو پست ہمت ہیں	دکھائے گر بلندی لاکھ وہ اپنی عمارت کی	ظفر
چھوڑ سب کی دوستی کر دوستداری ایک کی	ایک ہو یار نبھ جائیگی یاری ایک کی	"

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی	ہیرے میں کسی طرح کثافت نہیں ہوتی	عاشق
طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے	یہ دن بھی کاٹ دیجئے جب اتنی گزر گئی	"
لباس ظاہری کو چاہئے کچھ جوہر ذاتی	تکلف کیا ہوئے زر پوش گر جوہر منور سے	"
پس مردن نہیں کوئی کسی کا	مدارا تیں ہیں ساری جیتے جی کے	عالم
اُس کا ہوتا ہے مقبول عام ہر اک کام	ہنر کے ساتھ ہو جس شخص میں ذہانت بھی	عاجز
جہاں میں دیکھئے جس کو اسی کا خواہاں ہے	عجیب گوہر نایاب ہے شرافت بھی	"
کچھ تو ہنس بول اے دل درآشنا	آئے ہیں دنیا میں دو دن کے لئے	"
کریں کب رازداری نرم آتش مزاجوں کی	صدا دیتی ہے گر ڈالو تپے پر بوند پانی کی	عاقل
اٹھنا آپس کی صفائی کا برا ہوتا ہے	عکس بھی آئینہ ہٹنے سے جدا ہوتا ہے	"
غالب برا نہ مان جو کوئی برا کہے	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے	غالب
آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا	ہر کوئی درماندگی میں نالہ سے ناچار ہے	"
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے	"
پر ہوں شکوے سے میں یوں راگ سے جیسے باجا	اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے	"
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق	نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی	"
قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	"
بڑے نادان ہیں اپنوں سے جو امید رکھتے ہیں	لب خشک صدف کس دن ہوئے تر آب گوہر سے	غافل
طبع بد پر کیا اثر مثل زمین شور ہو	دانہ نیکی نہ ڈالو اس میں بونے کے لئے	فوق
سوا کانٹوں کے آخر کس نے پھل پایا ببولوں سے	شگفتہ کب ہوا بلبل کا دل کاغذ کے پھولوں سے	"
گوارا کر مری کب ہو زیر چرخ زنگاری	کہ ہر دم آسماں کو ہے یہاں میل دل آزاری	"
نہاں ہر رنگ میں دنیا کے نیرنگ زمانہ ہے	ہر اک موجود یاں تیر حوادث کا نشانہ ہے	"
بہار گلشن ایجاد کی کیا کم وقاری ہے	نہ گل کا رنگ ثابت ہے نہ بو میں پائیداری ہے	"
مسرت میں شمول حرف مدغم میں یہ حکمت ہے	یہ معنے اسکے ہیں یعنی خوشی میں غم کی شرکت ہے	
چلے کیا اہل ہمت پر فلک کی فتنہ پردازی	بدل دیتی ہے عالی ہمتی قسمت کی ناسازی	

مہ کامل کی پہلے ابتدا ہوتی ہے کاہش سے	زمیں کسب ضیا کرتی ہے روز و شب کی گردش سے	فوق
نقد قناعت اور ہے اور نقد زر ہے اور	ممکن نہیں جو دین سے دنیا ملا سیے	قطب
سوائے دل شکنی سب مباح ہے اے شیخ	خبر تجھے نہیں رندوں کے دین و مذہب کی	قائم
دل سے رہو ہمیشہ خواہاں ترقیوں کے	سمجھیں گے کیا نتیجے ناداں ترقیوں کے	کمال
خیال خام ہے اہل جہان کی الفت	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے	لا اعلم
رکھئے یہ نکتہ یاد ہزاروں نکات سے	عورت خراب ہوتی ہے مردوں کی ذات سے	،،
نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے	کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے	مصحفی
حسرت پر اس مسافر بے کس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	،،
انساں کیوں ڈرے کسی مغرور سے نیر	دبتے رہیں سگان دنی خرد بارغ سے	نیر
تجھ کو حاصل صلح کل ہے گر تو اے دل کیا حرج	ہو گلے میں سبحہ و زنار رہنے دیجئے	[illegible]
ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمیں کیا	مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہاں ہے	،،
کل کی جو فکر ہے تجھے بے سود ہے یہ فکر	کر لے حساب آج ہی یوم الحساب ہے	،،
کلفت کے وقت چاہئے مضطر نہ ہو کبھی	انساں بنا ہے راحت و آرام کے لئے	،،
ہستی سے پھر عدم جس وقت جا بسیں گے	یہ جھگڑے یہ بکھیڑے یہ رنج و غم نہ ہونگے	لا اعلم
یہ کوئی دم کا تعصب ہے پھر ہے مطلع صاف	کہاں فلک پہ ہمیشہ سحاب رہتا ہے	محب
خاک پہنچائے گا وہ منزل تک	راستہ جو نہ رہنما سے لے	،،
چھپ کے لاکھ پردوں میں پر خون ناحق	کہے گا خدا سے کہ قاتل یہی ہے	-
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیریں	ذائقہ بس ہے زباں کا ہے دنداں کے تلے	،،
مفت دیتا نہیں خدا کچھ بھی	حوریں ملتی ہیں جنگ میں مر کے	،،
اے بلا آ کہ تو بہبود کی صورت ہوگی	تجھ میں مخفی مرے اللہ کی حکمت ہوگی	مہر
کئے ہیں جو عمل وہ پھل بھی اپنا لازمی دینگے	جزا اعمال تجھ کو نہ ہو کب اس کا امکان ہے	،،
منعم کو ادھر ہوس زر و مال کی ہے	مفلس کو ادھر فکر زبوں حالی کی ہے	،،
تم برے ہو تو بھلا کون کہے	اور بھلے ہو تو برا کون کہے	،،

کام آخلق خدا کے کہ خدا کے نزدیک	اس سے بہتر نہ ہوئی ہے نہ عبادت ہوگی	مہر
کیا ملا عرض مدعا کر کے	بات بھی کھوئی التجا کر کے	نسیم
کبھی تصور کبھی تحیر کبھی تکدر کبھی تحشد	نہ پوچھو ہمدم میرا گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے	،،
اسباب نہ جمع کر ضرر کے	رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے	نعیم
بقدر حال ہے شاہ و گدا کو رنج دنیا میں	اسے فکر جہاں ہے اور اُسے فکر معیشت ہے	واسطی
عذر تقصیر ہوا باعث تقدیر آخر	جیسے شرمندہ ہم آئے تھے پشیمان گئے	وحشت
مثل ذات ہے یہ کہ معلوم ہو	بسے آدمی اور سونا کسے	وقار
جو تک روح ہیں ہوتے نہیں گاہے وہ خجل	آہ کی شمع کو کب حاجت گلگیر ہوئی	ہمدم
دلم می سوزد از داغ جدائی	چہ بودی گر نہ بودی آشنائی	لا اعلم
خوش است عالم آزادگی و خوشخوئی	بدین مقام در آگر بہشت میجوئی	،،
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	،،
از ملائک بہرہ داری و ز بہائم نیز ہم	بگذار از خط بہایم کز ملائک بگزری	،،
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموئے کشی	،،
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے	غالب
جب توقع ہی اٹھ گئی غالب	کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی	،،
سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے	،،
ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے		،،
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن	بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے	،،
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے	،،
نہ سنو گر برا کہے کوئی	نہ کہو گر برا کرے کوئی	،،
لوگ کہتے ہیں جاہ مشکل ہے	سب غلط ہے نباہ مشکل ہے	،،
خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو	ہم تو ہیں عاشق تمہارے نام کے	،،

وصل کے دن کی آرزو ہی رہی	شب نہ آخر ہوئی جدائی کی	میر
وقت خوش دیکھا نہ اک دم سے زیادہ دہر میں	خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم روئیے	"
شادی و غم میں جہاں کے ایک سے دس کا ہے فرق	عید کے دن ہنسئے تو دس دن محرم روئیے	"
دو رنگی دہر کی پیدا ہے یاں سے دل اٹھا اپنا	کسو کے گھر میں شادی ہے کہیں ہنگامۂ غم ہے	"
کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئیں	دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یک بارگی	"
چھوڑ مت نقد وقت نسیہ پر	آج جو کچھ ہے ہو کہاں کل ہے	"
ہر کوئی اس مقام میں دس روز	اپنی نوبت بجائے جاتا ہے	"
بس وعدۂ وصال سے کم دے مجھے فریب	آگے ہی مجھ کو تیرا بہت اعتبار ہے	"
کیا ہے پھر کوئی دم کو کیا جانو	دم غنیمت میاں جو فرصت ہے	"
چمن کا نام سنا تھا ولے نہ دیکھا ہائے	جہاں میں ہم نے قفس ہی میں زندگانی کی	"
کیا کیا تھے چاؤ دل میں جب آئے تھے عدم سے	کھلتے ہی آنکھ یارو پالا پڑا ہے غم سے	سودا
عجب پیدا حسرت پر مری صیاد کرتا ہے	دکھاتا ہے مجھے اسکو جسے آزاد کرتا ہے	"
فکر میں ہجر کے دل وصل کا دن کھوتا ہے	یاں محرم ہی میں نوروز سدا ہوتا ہے	"
داغ کپڑے پہ لگے ہوں تو دھلاؤں یارو	داغ دل پہ جو ہوا اس کو بھی کوئی دھوتا ہے	"
گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے	ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے	"
تمیز خوب و زشت اے مہرباں کب عشق نے پائی	محبت میں سبھی یکساں ہیں جسکی جس سے بن آئی	"
اٹھایا کوہ رستم نے اگر تو سخت ناداں ہے	اٹھانا دل کو دنیا سے عجب کار نمایاں ہے	"
قدر دل سمجھو نہ پھر ہاتھ آئے یہ جب جاچکے	چھٹکے وہ پھنستا نہیں جو دام میں مرغ آچکے	"
جب اس چمن میں چھوڑ کے ہم آشیاں چلے	اک ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے	"
غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر	کر خوف ایسے تیر سے جو بے کماں چلے	"
کسی کا درد دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجھے	جو گزرے صید کے دل پر اسے شہباز کیا سمجھے	"
مارینگے ایک دو کو یا آپ مر رہیں گے	پیارے تری گلی میں کچھ ہم بھی کر رہیں گے	
نے ضرر کفر کو نے دین کا نقصان مجھ سے	باعث دشمنی اے گبر و مسلماں مجھ سے	

جفا و مہر جو خاطر میں اب ترے آوے	وہی ہے خوب مرے حق میں جو تجھے بھاوے	سودا
مرے خون ناحق کی دیگی گواہی	شہادت کو بس ہے مری بے گناہی	〃
اس باغ میں اک گل کو خنداں جو کہیں دیکھا	سو غنچہ کی واں صورت دیگر نظر آئی	〃
کی عمر عبث ضائع خدمت میں ہوس کی	خاک اپنی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی	〃
جتنے ہیں کام ترے سونپ خدا کو سودا	تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے	〃
نیک و بد سے نہ کروں اپنے لکھے کا شکوہ	جو قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے	〃
امید جینے کی اپنے کہاں ہے بلبل نہ	چمن تو پھر بھی ہے گر باغبان باقی ہے	〃
مفلس ہمیں نہ بوجھ جو رکھتے نہیں ہیں کچھ	خالی ہمیشہ کیسۂ اہل کرم رہے	〃
یاں فکر معیشت ہے تو واں دغدغۂ حشر	آرام بہر نوع یہاں ہے نہ وہاں ہے	〃
دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہاں میں	گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے	〃
جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہاں آ کے بس چلے	〃
کہہ تو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے	〃
صیاد اب تو کیجئے قفس سے نہیں رہا	ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے	〃
عبث نالاں ہے اس گلشن میں تو اے بلبل ناداں	نہیں ہے رسم یاں کوئی کسی کی داد کو پہنچے	〃
شکر صد شکر نہیں میں کسی خاطر کا غبار	خاک کعبہ کی ہوں یا گرد صنم خانہ کی	〃
کب شمع مجالس کی فانوس میں چھپتی ہے	جو حسن ہو بازاری مت اس کو بٹھا پردے	〃
جب مسیحا دشمن جاں ہو تو ہو کیونکر علاج	کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے	〃
آزردہ ہم سے تم ہی جواب لے میاں رہے	جی سے گئے جہاں سے گئے ہم کہاں رہے	انشا
بندگی ہم نے تو جی سے اپنی ٹھانی آپ کی	بندہ پرور خیر آگے مہربانی آپ کی	〃
کوچے میں تیرے میں نہ چلوں اور صبا چلے	یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے	درد
زندگی ہے تو خزاں کے بھی گزر جائینگے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئے گی	معصو
جو صاحب نعمت ہیں وہ سر کو جھکائے ہیں	اوپر کو کبھی شاخ پر بار نہیں چلتی	〃
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اٹھا سکے	جوں شمع زیر تیغ یہاں عمر کٹ گئی	〃

نہ انیس ہے نہ شفیق ہے نہ رفیق ہے نہ جلیس ہے
ہم اکیلے گھر میں پڑے رہے سبھی لوگ گھر کو چلے گئے — مصحفی

دوریٔ گل سے ہے ابتر حالت مرغ قفس	اب تو اے صیاد اسے گلشن میں جا کر چھوڑ دے	،،
رونده ہے مثل نقش قدم خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	درد
کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا	محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے	،،
کیا کروں میں جو گلستاں میں بہار آئی ہے	یاں تو آنکھوں میں مری جان نزار آئی ہے	مصحفی
صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی	یہی وعدہ ہیں تو کب اُن سے ملاقات ہوئی	،،
نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے	رات کیا آتی ہے اک مجھ پہ عذاب آتا ہے	،،
کبھی در کو تک کے کھڑے رہے کبھی آہ بھر کے چلے گئے	ترے کوچے میں جو ہم آئے بھی تو ٹھہر ٹھہر کے چلے گئے	،،
اغنیا کو ہے یہاں حسرت فقیروں کو ہے عیش	باغ کے مزدور ہی اچھے رہے شداد سے	لا اعلم
گو بظاہر خاک کے پتلے ہیں سب یکساں مگر	کوئی ہے اکسیر ان میں اور کوئی خاک ہے	جرأت
بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے	وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہے	ذوق
کوئی ہے کافر کوئی مسلماں جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں	جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اُسکے نزدیک رہزنی ہے	،،
ناساز ہے جو ہم سے اسی سے یہ ساز ہے	کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جس پہ ناز ہے	،،
مثال نے ہے مرا جب تلک کہ دم میں دم	فغاں ہے میرے لئے اور میں فغاں کے لئے	،،
بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف	اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کے لئے	،،
پوچھ مت راہ فنا اس نگہ پرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے	لا اعلم
اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن	ہر نے میں بھری آگ نیستاں کے لئے ہے	،،
ہم سا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار	جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے	،،
ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ	ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے	،،
پاک رکھ اپنا دہاں ذکر خدائے پاک سے	کم نہیں تیری زباں منہ میں ترے مسواک سے	،،
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	،،
دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے	ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے	،،

وہی زیبا ہے اس کے واسطے جو قطع ہے جسکی	نکل سکتا ہے کوئی آستیں کا کار دامن سے	لا اعلم
افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح	ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے	"
کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب	یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے	"
نہ ہووے دل جلوں کی ذوقؔ ہمسایوں سے دلداری	کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے	ذوق
گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن	اے ذوقؔ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے	"
گردش ضرور تھی تو بنانا تھا جام مے	انساں بنائے کیوں مری مٹی خراب کی	"
کہئے نہ تنگ ظرف سے اے ذوقؔ کبھی راز	کہہ کر اسے سننا ہو ہزاروں سے تو کہئے	"
وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہیں دل میں	لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے	"
عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا	جس کو سانس کہے ہے دل محزوں چلتی	"
وہ ہے پاس ہی اور مری بدگمانی	لئے پھرتی مجھ کو کہیں سے کہیں ہے	"
اس جبر پر ذوقؔ بشر کا یہ حال ہے	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے	"
ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت	کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے	"
ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا	تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے	"
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں	ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے	غالب
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے	مومن
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی	تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی	"
منت حضرت عیسےٰ نہ اٹھائیں گے کبھی	زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے	"
پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی	پھر وہی پاؤں وہی خار مغیلاں ہونگے	"
ستمہائے گردوں مفصل نہ پوچھو	کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے	"
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	"
جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھریاں تھے	شغال اب ہیں جہاں بستے کبھی بستے بشر یاں تھے	ظفر
جہاں پھرتے بگولے ہیں اڑاتے خاک صحرا میں	کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیم بریاں تھے	"
خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم میں کٹ گئی	ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی	"

یار کو دیکھا نہ پہچانا یہ حسرت رہ گئی	کھل گئی آنکھ اپنی لیکن تو بھی غفلت رہ گئی	ظفر
کر گئی ویراں چمن باد خزاں گل جھاڑ کے	بس قفس میں بیٹھ رہ پر اپنے بلبل جھاڑ کے	"
نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے	جو اپنی بات تھی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے	"
صبا گر چراغ چمن گل کرے	تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے	"
جدھر آنکھ پڑتی ہے تو روبرو ہے	ترا جلوہ سب میں ہے سب جا تو ہے	"
مری چشم میں کیا ہے تیرا تصور	مرے دل میں کیا ہے تری آرزو ہے	"
دل نہ رنجیدہ کرے کوئی بڑا یہ ہے گناہ	اور دنیا میں ظفر تقصیر جو چاہے کرے	"
سرفرازی کسی کی ہو تو ظفر	آپ کو سب کا خاک پا جانے	"
ظفر آپ کو ڈھونڈھ مت ڈھونڈھ اسکو	وہ تجھ میں ہے جس کی تجھے جستجو ہے	"
خرد ہی پہ تکیہ نہ بالکل کرے	خدا پر بھی انساں توکل کرے	"
جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی سے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	لا اعلم
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یونہی سہی	آپ کی یونہی خوشی ہے مہرباں یونہی سہی	ظفر
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت	شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے	لا اعلم
جو چمن سے گزرے تو اے صبا یہ کہنا بلبل زار سے	کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے	"
خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن کہ مگو	"
خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے	حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے	"
خیانت سے مکائد سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	"
در سخی پہ یہ لکھا ہے مصحفی مصرع	کہ بے نصیب نہ یاں سے کوئی گدا پھر جائے	مصحفی
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	لا اعلم
رنج فرقت کو پہنچتی نہیں ایذا کوئی	دل میں بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی	دلـ
زمیں کو ہم سے غبار آسماں کو ہم سے خلاف	نہ ہم زمیں کے لئے ہیں نہ آسماں کے لئے	لا اعـ
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے	"
عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی	جتنے ملے رفیق ہیں بے وفا ملے	"

قدرِ ہنر کو چاہئے عقل و تمیز و درک و فہم	دست کشادہ دل فراخ منعمی و تونگری	لا اعلم
گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی	سعدی
گرتے وہی ہیں جو کہ ہیں میداں میں یکہ تاز	وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے	لا اعلم
لیجائے گر وہ زلف گرہگیر لے گئی	دل لے گئی تو کیا مری تقدیر لے گئی	″
نہ تو چھوڑے ہی بنے اور نہ بٹھلائے بنے	ہم تو قابو میں بھی لا کر انہیں لاچار رہے	″
نشاں سدا نہیں رہتا ہے نام رہتا ہے	وہ کام کر کہ زمانے میں واہ واہ رہے	″
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے	داغ
یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور	اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائینگے	لا اعلم
کسی کے مرنے کا افسوس ہے عبث ناداں	گر جہاں میں رہے گا ہمیشہ تو باقی	″
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	سوزنِ تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی	″
دوش اپنے بھاگ کو ہی دیجئے	غیر کا کاہے کو شکوہ کیجئے	″
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل رہنا نہیں ممکن	روانی خوں کی شریانوں میں وجہ زندگانی ہے	″
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے	فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے	حالی
ہنوزت کہ امکان تقریر ہست	بگو اے برادر بلطف و خوشی	سعدی
من نگویم کہ کنون با کہ نشین و چہ بنوش	گر بدانی ہمہ گر زیرک و عاقل باشی	حافظ
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے	ذوق
جلتی ہوئی جہاں میں غم کی نسیم ہے	اول کتاب میں بھی الف لام میم ہے	لا اعلم
غافل تجھے کیوں خواہش دنیائے دنی ہے	پیوند زمیں ہر کوئی درویش و غنی ہے	انیس
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے	″
اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے	ناداں تجھے فکر آب و دانے کی ہے	″
ہستی کے لئے ضرور اک دن ہے فنا	آنا تیرا دلیل جانے کی ہے	″
گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	″
وہ تخت کدھر اور کہاں تاج ہیں وہ	جو اوج پہ تھے زیر زمیں آج ہیں وہ	″

کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	انیس
پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	〃
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	〃
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	〃
ویراں ہے کوئی گھر کہیں آبادی ہے	راحت سے کوئی اور کوئی فریادی ہے	〃
اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا	ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے	〃
دل سے طاقت بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	〃
جب سال گرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	〃
دنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے	پامال ہے جو عاقل و فرزانہ ہے	〃
ہر آن تغیر ہے زمانے کے لئے	انسان کا دل ہے داغ اٹھانے کیلئے	〃
بوڑھا کہ نوجوان غنی ہو کہ فقیر	سب آئے ہیں اس خاک میں جانے کیلئے	〃
پیری آتی ہے جوانی یہ چلی جاتی ہے	دھوپ چڑھتی ہے دلا چھاؤں ڈھلی جاتی ہے	افسوس
کیا کہوں آہ شرربار کی حالت دل سے	جب نکلتی ہے یہ بجلی سی گری جاتی ہے	〃
عمر بھر ہم نے جانفشانی کی	تم نے پر خوب قدردانی کی	〃
ٹلتی کبھی آئی ہوئی تقدیر نہیں ہے	ٹل جائیگی اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے	〃
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی	دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے	ذوق
حسرت پہ اس مسافر بیکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	لااعلم
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	〃
ملک الموت را بحیلہ دفن	نتوانی کہ پنجہ برتابی	〃
گر در یمنی و با منی پیش منی	ور پیش منی و بے منی در یمنی	〃
مرنا برحق ہے کون اس سے بھاگے	دو دن کوئی پیچھے کوئی دو دن آگے	〃
جو ہم تم پاس بیٹھے ہیں سنو یہ دم غنیمت ہے	یہ ہنسنا بولنا رہ جائے تو کیا کم غنیمت ہے	〃
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	〃

به مردم در آمیز اگر مردمی	که با آدمی خوگرست آدمی	نظامی
چه خوش وقتی و خرم روزگاری	که یارے برخورد از وصل یارے	جامی
که بر خاطر پادشاهان غمے	پریشان کند خاطر عالمے	سعدی
تا می در آئینهٔ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	"
خبیث را چو تعهد کنی و بنوازی	بدولت تو گنہ می کند بانبازی	"
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	"
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بے گمان خشم گیرد بسے	"
بدا سلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی	خوشا درویشا کورا بود گنج تن آسانی	خاقانی
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	که گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
برے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم برا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے	لا اعلم
بھلائی میں ہزاروں ہیں برائی دیکھنے والے	بہت کم ہیں برائی میں بھلائی دیکھنے والے	"
چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے	مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے	حالی
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	لا اعلم
پل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشیں	کچھ اچنبھا نہیں اسکا کہ خدا قادر ہے	سوز
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی	"
اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	سرور
جز حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا	ایام گزشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے	مصحفی
گھمنڈ اس پہ حماقت کی بس نشانی ہے	مقام عبرت و حسرت سرائے فانی ہے	لا اعلم
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	که گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی	خونخواری عشاق جگر خوار چہ دانی	لا اعلم
جب بنکے بگڑ جاتی ہے تقدیر کسی کی	چلتی نہیں پھر ایک بھی تدبیر کسی کی	"
بہ شش ماہ جلاب و ہر ماہ قے	بہر ہفتہ حمام و ہر روز مے	"
درد دل سے لوٹتا ہوں کس کو میرا درد ہے	ہوں میں حرف درد جس پہلے سے اللہ درد ہے	"

ہم کیا ہیں اے صبا جو نہ ہو ہم پہ افترا	محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے	لا اعلم
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا	مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے	”
انصاف ہو گیا خاک کہ دل صاف نہیں ہے	دل صاف ہو گیا خاک کہ انصاف نہیں ہے	”
کس کے گل کچھ تو بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے	”
گل دریا چین سے یہ صحرا ضیافت عمر بے بقا ہے		
مسافرو دیکھ لو تماشا یہ اے فانی عجب سرا ہے		”
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی	”
محرم دوست نبود ہر سرے	بار مسیحا نکشد ہر خرے	”
جہان را عمارت نماند بسے	چو از شغل خود بگزرد ہر کسے	”
درختے کہ اکنون گرفتست پاے	بہ نیروے مردے برآید ز جاے	”
دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہئے	خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہئے	”
مردن کس بہ نیک فرجامی	بہتر از زندگی بد نامی	”
کم گوے بجز مصلحت خویش گوے	چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگوے	”
لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے	ذوق
قناعت کن اے نفس با اندکے	کہ از حرص خود [illegible] بینی یکے	لا اعلم
غریبے دست انداز در بکاہے	ہمے جوید سلامت را پناہے	”
اگر روزی بہ دانش بر فزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	”
بعد نطفہ علق بودی بعد زان مضغہ شدی	مدتے بعد شش بداوندت خواص آدمی	”
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	سعدی
علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی	”
ہرچہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	”
اگر بحسن ارادت کنی نظر در دیو	فرشتہ آب نماید نظر بہ کروبی	”
صدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی	چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی	حالی

گاہ باشد کہ کودکے ناداں	بہ غلط بر ہدف زند تیرے	سعدی
بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
گر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے	بتلا دے مجھے صاف کہ کیا میری خطا ہے	لا اعلم
بہ سفر رفتنت مبارک باد	بہ سلامت روی و باز آئی	"
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری	سرور
ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب	مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے	غالب
نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے	پل و مسجد و چاہ و مہمانسرائے	لا اعلم
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گزرتی ہے	"
باغ دنیا میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بدنصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے	"
غم صیاد و فکر باغباں ہے	دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے	"
بات تیری تو نہ کوئی بھی بری لگتی ہے	صحبت غیر مگر دل پہ چھری لگتی ہے	"
نگاہ اس کی نخوت کے زینے پہ تھی	جو شانے سے اتری تو سینے پہ تھی	"
گربۂ مسکین اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہاں برداشتے	"
مرتے کو مارنا بے دردی ہے	ہے بہت دور جوانمردی سے	"
کون مرتا ہے کسی کے واسطے	ہیں یہ جھگڑے جیتے جی کے واسطے	"
شاعری کھیل نہیں جو کوئی لڑکا کھیلے	ہم نے بارہ برس اس فن میں ہیں پاپڑ بیلے	"
بے فیض اگر یوسف ثانی ہو تو کیا ہے	جو بندہ نوازی کرے دل اس پہ فدا ہے	"
اک طفل دبستاں ہے فلاطوں مرے آگے	کانپے ہے پڑا گنبد گردوں مرے آگے	"
مرغان اولی الاجنحہ مانند کبوتر	کرتے ہیں صدا عجز سے غوں غوں مرے آگے	انشاء
جفا سے دل کو بچائیں گے کسطرح آخر	جفا ہمارے لئے تھی تو ہم جفا کے لئے	لا اعلم
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر	ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے	"
خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی	اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے ہائے	غالب
کس کپڑے کو پھاڑیں کس کو جوڑیں ننگے	کیا خاک نہائیں کیا نچوڑیں ننگے	لا اعلم

یرا غرور اور مرا عجز تابکے	آخر ہر ایک بات کی کچھ انتہا بھی ہے	لا اعلم
دریغا اے فلک با من چہ کردی	رساندی آفت ہم را بزردی	جامی
شراب خوار اگر خوار ہو تعجب کیا	جو زار رہے اسے آزار ہو تعجب کیا	لا اعلم
ندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے	یہ قیامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	”
صفائی عجب چیز دنیا میں ہے	صفائی سے بہتر نہیں کوئی شئے	”
ہم نے اس ہستی میں رہ کر یہ اٹھائی رنج و غم	جو روانہ ہو گئے سوئے عدم اچھے رہے	”
دنیا نہیں ہمیشہ کسی کی قیام گاہ	جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے	”
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے		
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضئے پاک ہوے		”
عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عجب تاج سلطانی		
فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی		
ہمنشیں سب اٹھ گئے اور بزم میں ہلچل پڑی	اے خلل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	”
طے ہی ہو جاتا ہے کیسا مرحلہ دشوار ہو	چلتے چلتے ہوتی ہے نزدیک منزل دور کی	”
خاکساری کیوں نہ ہو دل کی کدورت کا علاج	خاک سے مل مل اڑاتا ہے غبار آئینہ سے	”
خاکساری پر نہ کر موذی کے ہرگز اعتبار	جونک مٹی میں ملے تو بھی لہو پیتی ہے	”
جو کرینگے جمع یاں غافل یہیں چھوڑ جائینگے	ہاں مگر ارمان و حسرت ساتھ لیتے جائینگے	”
کیسی ہوا چلی کہ گھر گھر نفاق ہے	مہر و وفا کا ذکر تو بالائے طاق ہے	”
خیال مغفرت اے بے خبر نادان نمی سازی	چرا غافل تو کار آخرت سامان نمی سازی	”
دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	”
مطلب گر تو نگری خواہی	جز قناعت کہ دولتیست تہی	”
خوشا وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	”
گر در یمنی و با منی پیش منی	ور پیش منی و بے منی در یمنی	”
تو یوسف معنی را از چاہ بلا دیدی	او را بشہنشاہی در مصر کجا دیدی	”

از جان و دل گوید کسے مثل چنین جانانہ	از سیم و زر گوید کسے مثل چنین اسکندری	لا اعلم
اصل تمیز ست اندر آدمی	تا فزونی را بداند از کمی	"
ہنر تابد از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	"
فقیروں کے قدم لیتے ہیں سلطاں	یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی	وزیر
بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم	اب جو نفرت ہم نے کی وہ بیقرار آنے کو ہے	[illegible]
لو لگا حق سے جدا رہ خلق سے	ہیں یہ بچھو آزما کر دیکھ لے	"
دل دیا اللہ نے صدمے اٹھانیکے لئے	ہم فقط پیدا ہوئے ہیں آزمانیکے لئے	"
اس قدر ناز جوانی کی بہاروں پہ عبث	عارضی باغ ہیں کل دیکھنا ویراں ہونگے	"
نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر	اب جگر تھامکے بیٹھو مری باری آئی	"
وقت را غنیمت دان ہر قدر کہ بتوانی	حاصل از حیات اے جان یکدم ست گردانی	"
روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	"
کال اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی	کچھ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے	"
قصاب گاو کشت شب اندر بہ نیمروز	فربہ چنان کہ کس نہ خریدہ بہ لاغری	"
مردی نبود لکد برافتادہ زدن	گر دست زپا فتادہ گیری مردی	"
ہوں گنہگار مگر شک مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	"
تو بدین جمال و خوبی سر طور اگر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	"
بکدام امیدواری بروم بخواب بے تو	تو چنان رمیدہ از من کہ بخواب ہم نیائی	"
اے آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنی	آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنی	"
گرچہ بر من تو بسے طعنہ و آہو گیری	لیکن انصاف کہ خود آہو آہو گیری	"
راضی ہے خدا بھی بتوں کی خوشی بھی ہو	پڑھیئے نماز کرکے وضو آب گنگ سے	"
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خوارہ را آرد بہ شکر خوارگی	"
نیک گئے گھر میں جو قحبہ آگئی	ظلمت دوزخ ہے گویا چھا گئی	"
یکے خوان و یکے بین و یکے جوے	یکے خواہ و یکے خوان و یکے گوے	"

چو نہ سر بر آمد بہ آبستنی	[illegible] گرسنگی	لا اعلم
ابر اگر آب زندگی بارد	[illegible] برخوری	سعدی
اگر فی المثل در فشاندن [illegible]	[illegible] توانی	لا اعلم
انچہ [illegible] کنی [illegible]	[illegible]	"
این دغل [illegible] ان کرنی [illegible]	[illegible] شہ [illegible]	سعدی
پس از سی سالہ این معنی محقق شد بخاقانی	[illegible] مت بود	خاقانی
جہد نما تا کہ بجائے رسی	[illegible]	لا اعلم
خوردہ جہان بہ کہ [illegible]	[illegible]	"
[illegible] سخن گر کند مستمع	[illegible]	"
گرد نام پارچہ می گردی	[illegible]	.
ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی	[illegible]	سعدی
یکے کردہ آبروئے	[illegible]	
شاعری جزویست از پیغمبری	[illegible]	مولوی معنوی
اب جو پچھاتے ہیں پچھتانے سے کیا ہوتا ہے	[illegible] جو کچھ [illegible] ہے	لا اعلم
شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی [illegible] آنسو نکل آئے	"
الفت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہو بیقرار	دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی	"
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	"
جوانی میں بہار حسن و صورت آہی جاتی ہے	ثمر جس وقت گدراتا ہے رنگت آہی جاتی ہے	"
آشیانوں میں نہ غافل رہیں مرغان چمن	ان دنوں باغ میں صیاد بہت آتا ہے	"
جس کا آغاز ہو بہتر وہ خوشی ہے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	"
ہوس میں کعبہ کے زاہد تو بتخانہ سے گمرہ ہے	یہاں تو کوئی صورت بھی ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے	"
ادبار جبکہ آگیا سب عیب آگئے	آغاز جھوٹ نیز سرانجام جھوٹ ہے	"
یہی سر ہے جسے تم ایکدن زانو پہ رکھتے تھے	وہی سر ہے جو کچلا جارہا ہے آج پتھر سے	"

وقت تبسم شوخ کے جس وقت وہ لب خوش ہوئے	ہم خوش ہوئے تم خوش ہوئے وہ خوش ہوئے سب خوش ہوئے	لاعلم
ترا از حال زارم ہم خبر نیست	رموز و سر سلطان را چہ دانی	،،
مہیم داں تو مبارک ہو حویلی	غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی	،،
نہ کرے دوست بیگانوں کا بھروسا کوئی	سچ ہے مشکل میں کسی کا نہیں ہوتا کوئی	،،
یک بیک ایسا زمانہ میں ہوا ہے انقلاب	قدرداں سب اٹھ گئے ناقدرداں پیدا ہوئے	،،
پار بودی قطب و امسال گشتی قطب دین	سال دیگر گر بمانی قطب دین حیدر شوی	،،
صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے	جامی
نکند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ چوپانی	لاعلم
ہر چہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	،،
ابر اگر آب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	،،
خدا گر بحکمت ببندد درے	کشاید بفضل و کرم دیگرے	،،
تا بدکان خانہ در گردی	ہرگز اے خام آدمی نشوی	،،
تا شود مرد فربہ لاغر	لاغرے مردہ باشد از سختی	،،
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری	سعدی
قناعت کن اے نفس باندکے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے	لاعلم
گر زمین را بآسمان دوزی	نہ دہندت زیادہ از روزی	،،
کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے	کہ اس کا خدا عالم الغیب ہے	،،
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے	،،
ناحق مجھے کہتا ہے فہیم ایک زمانہ	یہ نام تو زیبا کسی عاقل کے لئے ہے	،،
دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	،،
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جب تلک خوں ہے	،،
جس سے رغبت ہو وہی شئی وہ عطا کرتا ہے	منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے	،،

ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی	لااعلم
حمیدہ کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا	اصالت جسمیں ہوتی ہے وہی تو [illegible] ہے	"
خدا والے نہیں پابند کچھ مسجد کے اے واعظ	وہ بتخانہ میں بھی جائیں تو ان کی بندگی ہو گی	شاد
خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی	ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی	اسیر
مضموں سے پس مرگ میرا نام ہی زندہ	کچھ کام نہیں کام جو اولاد [illegible]	[illegible]
یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر	لالہ رو داغ ترا جائے گا جیتے جیتے	[illegible]
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ گنگل کی لی	نکل [illegible]	[illegible]
دو دل جو ہوں چاہئے یہ راضی	یہ جان لے [illegible]	لااعلم
چو خواہد کہ ویراں کند عالمے	نہد ملک در پنجہ [illegible]	"
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں	نسبت ہے [illegible]	غالب
تو کز محنت دیگراں بے غمی	نشاید کہ نامت نہند آدمی	سعدی
گر بدولت برسی مست نگردی مردی	ور بہ نکبت برسی پست نگردی مردی	لااعلم
گر ز سر معنوی واقف شوی	لفظ بگذاری [illegible]	مولوی
غیر کو اپنے سوا سجدہ بھی کرنا ہے حرام	میرا مشرب ہے یہی اور یہی مذہب ہے یہی	لااعلم
مرتے کو مارنا بیدردی ہے	ہے بہت دور زندگی سے	"
کب وہ سنتے ہیں کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	"
کیوں کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہے تو	تو جسکو ڈھونڈھتا ہے جہاں وہ تجھی میں ہے	"
ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل	کچھ ہے اگر مزہ تو یہی زندگی میں ہے	"
افشائے راز عشق نہ کر کہکے جی کی بات	جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی میں ہے	"
حیف کہ از علم نہ برہ شوی	شمع بکف گیری و در چہ شوی	فیضی
بمردم درآمیز گر مردمی	کہ با آدمی خوگرست آدمی	نظامی
جہاں دیکھو ہے کچھ کا کچھ عجب دنیا کی ہستی ہے	کبھی بستی میں صحرا ہے کبھی صحرا میں بستی ہے	میر
اولاد میں کیا آئے بو ماں باپ کے اطوار کی	دودھ تو ڈبے کا اور تعلیم ہے سرکار کی	اکبر

اب جو اک حسرت جوانی ہے	عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے	میر
رہی نہ پختگی عالم میں دور خامی ہے	ہزار حیف کمینوں کا چرخ حامی ہے	"
جس جگہ دور جام ہوتا ہے	واں یہ عاجز مدام ہوتا ہے	"
جاگنا تھا ہم کو سو بیدار ہوتے رہ گئے	کارواں جاتا رہا ہم ہائے سوتے رہ گئے	"
گل گئے بوٹے گئے گلشن گئے برہم گئے	کیسے کیسے ہائے اپنے دیکھتے موسم گئے	"
ہنستے رہتے تھے جو اس گلزار میں شام و سحر	دیدۂ تر ساتھ لے وے لوگ جوں شبنم گئے	"
ہیں اہل بصیرت سے کچھ وے ہی دکھا دینگے	لے خاک کی کوئی چٹکی اکسیر بنا دیں گے	"
یہ کر گیا اس چمن کی شتاب	ہے خزاں بھی سراغ میں گل کے	"
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزماں ہوے	لا اعلم
نشاید ہوس باختن با گلے	کہ ہر بامدادش شود بلبلے	"
جس پاس عصا ہو اسے موسیٰ نہیں کہتے	ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہیں کہتے	"
گور میں بھاگ اہل دنیا سے	خلوت اس انجمن سے بہتر ہے	"
لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچے سے	کیا تماشا ہے کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہے	"
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا	زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے	"
کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے	سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے	آتش
بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے	اک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی	"
خدا کی یاد جوانی میں غافلو کر لو	وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے	"
حسن وحشی ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر	چشم عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے	"
باغ جہاں میں گل کی قناعت ہے جائے رشک	عمر دو روزہ ایک قبا میں تمام کی	"
غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	لا اعلم
می شنیدم کہ جان جانانی	چون بدیدم ہزار چندانی	"
دنیا میں دیکھ لو تو صحبت ہی چیز ہے	اس کا جسے مزہ نہیں وہ بدتمیز ہے	"
سیر کی پھول چنے خوب پھرے شاد رہے	باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے	"

[illegible]جفا کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں ہوتے	لا اعلم
[illegible] ہم توئی حاتم بنصفت ہم توئی کرے	بفرمان ہم توئی آصف بہ [illegible] ہم توئی عیسے	〃
ہر عیش میں کچھ غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	〃
انقلاب دہر کی اک یہ بھی صورت دیکھئے	جن کے ڈنکے بج رہے تھے ان کی نوبت دیکھئے	〃
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	〃
رند مشرب ہوں فقط نام خدا جپتا ہوں	نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے	〃
تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی	بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی	〃
نہ ہو جس شئے کی حاجت اس کی کوشش سے یہ ہوتا ہے	کہ جو شئے ہر گھڑی درکار ہے [illegible]	〃
کیا پھیر دکھاتی ہے یہ تقدیر ہماری	بن بن کے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہماری	〃
لاکھ سمجھائیں اسے غیر تو کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	
صبا آندم کہ سوے او میان عزم بربندی	سلامے [illegible]	〃
دیتا ہے کہاں ساتھ برے وقت میں کوئی	پتھر کی لگی چوٹ تو [illegible]	〃
وا ہوئے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے	سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے	آتش
مقسوم کا ہے جو سو وہ پہنچیگا آپ سے	پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پسارئیے	〃
ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انساں	زہر بھی کرمزۂ شیر و شکر دیتا ہے	〃
چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا الٹی	کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی	〃
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہم سے اے آتش	زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی	〃
راحت طلب کو رنج کشوں کی طلب کہاں	آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے	〃
باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا	نہ دماغ اپنا کرے مرغ خوش الحاں خالی	〃
اٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں	روئیے کس کس کو اور کس کس کا ماتم کیجئے	〃
بلبل شیدا کے نالوں سے یہ آتی ہے صدا	فصل گل ہے چار دن سیر گلستاں کیجئے	〃
نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش	برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے	〃

[illegible] / [illegible]

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

حالت آئینہ رکھتا ہے صفائے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غافل
ورنہ فرصت ہے دم بازپسیں تھوڑی سی

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیکار لے چلے

اک دن حضور قلب سے ہوتی نہیں ادا
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

ناکسوں سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز
میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے

چپ ہو کیوں کچھ منہ سے فرماؤ خدا کے واسطے
آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کے واسطے

ان سے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے

ایک دن منزل ہستی سے گزرنا ہے ضرور
چار دن کے لئے ناداں ہے جو گھر لیتا ہے

جمع کر نیک عمل یوں کہ مسافر جیسے
پیشتر کوچ سے اسباب سفر لیتا ہے

رکھنا امید فہم کا اپنے قصور ہے
امداد وقت بد میں قریبوں سے دور ہے

عوض اللہ لیگا ہمیشہ مظلوموں کا ظالم سے
خدا اسکو ستائیگا نہیں جس نے ستایا ہے

جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن
کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے

چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے

کرتا ہے کون کس کی امداد وقت بد میں
ہے آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے

باغباں دشمن ہے گلچیں برخلاف
آشیانہ باغ سے لیجائیے

مجنون عشق کو ہے عبث پند و نصائح
ہے حکم شرع مردم ہشیار کیلئے

وہ اعتبار اٹھ گیا اب جا بجین سے
میرا [illegible]

اس بوریا سے فقر کی توقیر دیکھنا
جھک کر سلام کرتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] ہی جو ریاضت میں چست ہو	تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے	رند
[illegible] بھی رکھ نہ مار سر گنج سے امید	موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے	〃
[illegible] نے گم کیا ہے نشاں نام کے لئے	گر گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے	〃
بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے	فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے	〃
اے سرو تو پابند غم بے ثمری میں	کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے	〃
یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگیں	اے ذوق مگر سستیٔ بنیاد غضب ہے	ذوق
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	سعدی
اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی	لا اعلم
اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی	مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی	〃
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی	〃
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	〃
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا	〃
بر مزار ما غریبان نے چراغ نے گلے	نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے	〃
بن آئیں کام ہزاروں فراغ دل ہو اگر	کسی سے اک بھی نہ تدبیر بے فراغ بنے	〃
بادہا خوردن و ہوشیار نشستن سہل است	گر بدولت رسی و مست نگردی مردی	〃
پہنچا میں سر جھکا کے گنہگار کی طرح	مجھ کو جہاں جہاں مری تقدیر لے گئی	〃
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے	پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	〃
دوست تو بدخو نہ ہو۔ دشمن جو بدخوئی کرے	تو نکوئی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے	ظفر
ہے جو گویائی کی خاطر منہ میں انساں کے زباں	پر زباں کس کام کی وہ جو کہ بدگوئی کرے	〃
[illegible] تے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے	سر پھرایا کریں بک بک کے نصیحت والے	〃
[illegible] کے آشنا ہو آشنائی یوں بھی ہوتی ہے	صفا ظاہر کدر دل صفائی یوں بھی ہوتی ہے	〃
[illegible] سے اپنا وہ عالم کہیں اٹھے کہیں بیٹھے	ہوئی ہے اپنی یہ حالت جہاں بیٹھے وہیں بیٹھے	〃
[illegible] نے پادشاہی چاہیئے	قسمت اچھی چاہیئے فضل الٰہی چاہیئے	

ہو گئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی
جب کدورت بھر گئی دل میں [illegible]

ہر ہاں پہنچے کبھی کے منزل مقصود پر
بس اکیلے رہ گئے ہیں راہ ہم بھولے ہوئے

نہ چھوٹ آسیا ہوں نے بہنور ہوں نے بگولا ہوں
مجھے تو کیوں لئے اے گردش تقدیر پھرتی ہے

اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے
وہ جنہیں خود نمائی ہوتی ہے

دانا ہے وہ جو سمجھے کہ قسمت ہے کیمیا
احمق ہے وہ جو خواہش اکسیر میں پھنسے

کیا بہنور اور کیا بگولا رہتے ہیں چکر میں سب
ہم نے کوئی بھی نہ پایا بحر و بر میں چین سے

جو ہوں اوسان تو لکڑی نہیں شمشیر سے کمتر
نہو اوسان تو بدتر ہے پھر شمشیر لکڑی سے

صفا کرتی ہے خاک آئینہ کو لیکن ترے دل میں
ہماری خاکساری سے کدورت دونی ہوتی ہے

غنچہ کی مٹھی میں زر ہے پر نہیں دست کرم
تنگئ دل اور ہے اور تنگدستی اور ہے

رہے جب آپ ہی یہ آسمان دن رات گردش میں
کوئی آرام سے کیا خاک زیر آسماں بیٹھے

نے دام کی خطا ہے نہ صیاد کا قصور
قسمت بری تھی اپنی قضا سے بگڑ گئی

پیدا ہوئے ہیں شادی و غم باہم اے ظفر
خنداں اگر ہے برق تو ابر اشکبار ہے

میں کروں شکوہ جو کچھ ان کو محبت ہو ظفر
جو محبت ہی نہیں ہے تو شکایت کیا ہے

جائیگا جس ملت میں تو پائیگا واں جنگ و جدل
آرام گر منظور ہو تجھ کو تو صلح کل میں ہے

دری مثل نگیں پہلے اسے سینہ خراشی
جس کو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی

کریگا دوربیں کو کیا نظر آئیگا کیا اس میں
صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل سے دور بیں ہووے

رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہیگا یہاں کوئی
کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے

جوشش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار
غافل خزاں بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے

صاف باطن وہ نہیں جو دل میں اور منہ پر ہو اور
ہے عیاں آئینہ سا دل کی صفائی آنکھ سے

دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہونگے
چرچا یہی رہے گا افسوس ہم نہ ہونگے

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے
الٰہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے

کوچ کی اپنے اب تیاری ہے
تیرا حافظ جناب باری ہے

عشق میں طرفین سے الفت ہوا کرتا ہے
[illegible]

[...]ل [ا]سیری سے رہائی ہوتی	کاش جینے کے عوض موت ہی آئی ہوتی	سرور
[...]ت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی	"
[...] انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	"
خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا	کوئی کسی کا نہیں دوست سب کہانی ہے	"
قسمت کی بے نصیبی کی فریاد کیا کرے	سر پر گرا پہاڑ تو فرہاد کیا کرے	عارف
گردش گردوں سے اے دل کیوں تو حیرانی میں ہے	پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے	حسرت
بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے	جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے	قلندر
سفر ملک عدم تجھ کو ہے آخر درپیش	خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے	"
ہم صفیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے	ہائے اے شام غریباں کہ وطن چھوٹے ہے	لا اعلم
تاب اس کے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے	کیا کیا جواں پری تھے کہ آئے چلے گئے	نظیر
دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ	تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے	"
آدم رہا نہ کوئی پیمبر نہ اولیاء	وہ بھی اسی زمیں میں سمائے چلے گئے	"
کل شب وصل میں کیا جلد کٹی تھیں گھڑیاں	آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے	"
اگر میں جانتا داغ جدائی	خدا جانے نہ کرتا آشنائی	"
منت دلا کسی کی نہ اصلا اٹھائیے	مرجائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے	ن
لائے اس بت کو التجا کرکے	کفر توڑا خدا خدا کرکے	"
سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی	بقا
چین تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے	احس
کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد	لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری	تپش
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی	ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی	تجھ
کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے	اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے	جولا
مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے	حس
[...] کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی	چلو اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی	

یاد جس وقت تری آتی ہے — مجھ کو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

غفلت تری نقاب ہے دیدار کے لئے — ورنہ یہاں حجاب نہیں یار کے لئے

چھٹ جائے کسی سے نہ مدارات کسی کی — اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی — رقت

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے — پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے — زار

آؤ مل جائیں لڑائی ہو چکی — ایک دم صبر آزمائی ہو چکی — شیفتہ

دردمندوں سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے — تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے — نسیم

کیا کروں کس سے کہوں کون کریگا آسان — سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری — غریب

کار مردان از زنان ناید ہمی — پیش شیر از روبہ ناید مردمی — لااعلم

ہمدم کو تم غیر میاں اور غیروں کو ہمدم سمجھے — یہ بات جہاں ہے رہنے دو کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے — رضی

آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی — سینکڑوں راہ دکھائی ہمیں ترسانے کی — ۔

جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا — وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے — لااعلم

تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے — تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے — آبرو

مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے — رستم جو نہ آوے تو وہیں اسکا سر آوے — قسمت

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا — مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری ہری — سراج

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے — یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے — بحر

کھلینگے شکوؤں کے جبکہ دفتر ادھر ہمارے ادھر تمہارے — تو کیا کیا گزریگی آہ دل پر ادھر ہمارے ادھر تمہارے — جوہر

جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے — ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے — آصف

شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم — سنیو اک دن کہ جسم و جاں سے گئے — ۔

وہ کہاں جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے — مرگئے آخر نہ کوئی آشنائی کر گئے — لااعلم

تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے — کہ قید قفس گل سے ہمیں فریاد باقی ہے — مقبول

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے — کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے — وحشت

خیال آتا ہے دل کو شکوۂ بیداد کیا کیجے — خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے — امانت

بہار آئی ہے گلشن میں گھٹا جاتا ہے دم اپنا — قفس کے در کو وا کرتا نہیں صیاد کیا کیجے — ۔

[illegible] کہتا ہے	ملا ہے خاک میں جو خود اسے برباد کیا کیجے	امانت
[illegible] غرض ہم سے وفاداری کی	ہاں میاں شرط یہی ہوتی ہے بس یاری کی	لا اعلم
[illegible] وغفلں کوئی نہ اب مونس ہمارا ہے	ترا اے آہ بس اس دم فقط ہم کو سہارا ہے	ناداں
[illegible] نہ آئے یہ بلا بہر ملاقات آئی	جس کا دھڑکا تھا کئی دن سے وہی رات آئی	قلق
[illegible] میں آرزو ہے یہی ہر زماں مجھے	کر دے پھر ایک بار الٰہی جواں مجھے	"
ستم کرکے ستمگر کی نظر نیچے ہی رہتی ہے	برائی پھر برائی ہے ندامت آہی جاتی ہے	"
نہ تو جنت نہ جہنم کے ہیں قائل ہم لوگ	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	اسیر
بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود	چھین لی ایک ہی پشّہ نے خدائی تیری	"
پیراہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے	خاکساری چاہیئے اتنی گدا کے واسطے	وزیر
جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے	دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے	"
ایک روٹھا تو وہیں ایک منانے آیا	نہ رہی اپنی بھی آغوش کسی ڈھب خالی	حاتم
بعد فنا غبار مرے دل کا دھو گئے	دو آنسو مری قبر پہ وہ آکے رو گئے	وزیر
میخانہ میں ہجوم ہے ساقی کے فیض سے	دس اٹھے بیس بیٹھے ہیں چار آئے دو گئے	"
میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لے گئے	لاکھوں جہاں سے ساتھ یہ ارمان لے گئے	"
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے	دھوم سے فصل بہار ایکے برس آتی ہے	زکی
دن گزرتا ہے آہ و زاری سے	رات کٹتی ہے بیقراری سے	شائق
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	تسکیں
نہ مونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھیرے	فقط غم ہی کھانے کو غمخوار ٹھیرے	صنعت
دل مرا تیرے لئے چرخ بنا پھرتا ہے	جیسا کعبہ کے لئے قبلہ نما پھرتا ہے	عارف
[illegible] دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے	نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے	شرر
[illegible] پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے	گالیاں دے ہے پس مرگ بھی گل کے بدلے	محو
سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھئے	ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے	نظر
[illegible] اور بزم میں ہل چل پڑی	اے خلل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	وزیر

حضرت انساں میں یہ کیا تکبر تیز ہے	خاک کا پتلا بنا اور خاک سے پیدا ہے	
تصور مرگ کا مرنے سے اپنے پیشتر باندھے	سفر میں چاہئے انساں سامان سفر باندھے	
نہیں بے مال و دولت آبرو یاں ہاتھ آتی	ہر اک فوارہ کو دنیا میں حاجت ہے خزانے کی	امانت
کہیں کا بھی نہ رکھا ہم کو طول قید آفت نے	چھٹے جو دم قفس سے راہ بھولے آشیانے کی	〃
لالہ ساں اس باغ سے ہم داغ ہجراں لے چلے	خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریاں لے چلے	لا اعلم
باغ عالم میں نہ آیا ہوگا ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں چلے	〃
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہم کو بہار میں سوئے زنداں لے گئے	ہوس
جو سر آج زینت دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے ہے تو حقیر تر	ذرے کو بھی نہ دیکھ حقارت کی آنکھ سے	ناصر
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی	نثار
دل کے آئینے میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	〃
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	شیفتہ
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی	نہ روتے کٹی ہے نہ سوتے کٹی ہے	〃
مے وحدت کی ہم کو مستی ہے	بت پرستی خدا پرستی ہے	لا اعلم
گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے	تو جس طرف کو دیکھئے اس کا ظہور ہے	درد
مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے	کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے	لا اعلم
مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض	دل دیکھے اے صنم تجھے سب سے برے ہوئے	ذوق
لب بام اس صنم کو دیکھ کر موسیٰ بھی کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	لا اعلم
بمیرا اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی	〃
سالہا گر بنویسم صفت مشتاقی	ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی	
غیر ممکن ہے چھپے شادی و غم کا کبھی ساتھ	پر خوشی بھی نہ رہے دل میں اگر غم نہ رہے	
اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت میں [illegible]	[illegible]	
آپ ہی اپنے ذرا لطف و کرم کو دیکھیں	ہم اگر عرض کریں گے [illegible]	

[illegible] بے خوبی خدا نے دی	کر دیکھو خوشنما لگتا ہے کیسا چاند بن گہنے	لا اعلم
[illegible] ہو بد وضع ہو بے زور و بے زر ہو	پدر آخر پدر ہے اسکو الفت آہی جاتی ہے	"
[illegible] باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے	تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے	"
مسجد کو توڑ ڈالیئے گرجا کو ڈھائیے	دل کو نہ توڑیئے کہ خدا کا مقام ہے	"
چاک دامن ہو تو بھر جائیں رفوگر ٹانکے	زخم دل ہوئے تو فرمائیے کیونکر ٹانکے	"
اکتساب علم کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے	ہر پرانی اینٹ اک گنجینۂ تاریخ ہے	"
پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے	بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گر خدا پھر جائے	"
لازم ہے گر فنا تو ہستی کیسی؟	انجام خمار ہے تو مستی کیسی؟	"
سویرے ہی اٹھے گا جو آدمی	رہے گا وہ دن بھر ہنسی اور خوشی	"
شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے	تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے	حالی
یہی بلائیں سر پہ ہیں تو آج موے کل دوسرا دن	یاری ہوئی بیماری ہوئی درویشی ہوئی تنہائی ہوئی	میر
بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
[illegible] با دام راہ ہر سو میفگن در نظر بازی	نگہدارش کہ وقتی بر سر تابوتم اندازی	لا اعلم
آہ و افغاں سے گئے صبر و تحمل پہلے	چلنے والوں سے بھی ہیں آگے ٹھہرنے والے	"
جان دینے سے تو انکار نہیں ہے لیکن	مرنے سے پہلے جو اعضا شکنی ہوتی ہے	"
تہی دستوں کا رتبہ اہل دولت سے زیادہ ہے	صراحی سر جھکا دیتی ہے جب پیمانہ آتا ہے	داغ
شاعری جزویست از پیغمبری	جاہلانش کفر خوانند از خری	لا اعلم
بلبل کو گلستاں میں آہ و فغاں ملی ہے	پاکر ہنسی چمن کی ہر اک کلی کھلی ہے	"
تپش دل نے عجب شان بنا رکھی ہے	شررِ عشق نے اک آگ لگا رکھی ہے	"
نہیں چلتا کسی کا بس کریں گو لاکھ تدبیریں	وہی بات آئیگی آگے جو قسمت میں لکھی ہوگی	شا[illegible]
[illegible]ے زاہد کو اے ساقی پلا دے بادہ خواروں کو	مزہ وہ مے کا کیا جانے کبھی جس نے نہ پی ہوگی	"
پوتھی تو توتی بہتی اور پنڈت بھیا نہ کوئے	ڈھائی اچھر پریم کے پڑھے سو ہی پنڈت ہوئے	تل[illegible]
[illegible] تیری مروٹھ میں آدر کرے نہ کوئی	دُر دُر کریں سہیلیاں مُر مُر دیکھوں توئے	

سجن سکارے جائیں گے نین مرینگے روئے | بدھیا ایسی رین کر جو بھور کبھو نا ہوئے
جات بھات پوچھے نہیں کوئی | ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے
حد حد کرتے سب گئے بے حد گیا نہ کوئے | بے حد کے میدان میں رہے کبیرا سوئے
کرنی کرے تو کیوں ڈرے اور کرکے کیوں پچھتائے | بوئے پیڑ ببول کے تو آم کہاں سے کھائے
دانت ٹوٹے گھر گھسے پیٹھ بوجھ نہ لے | ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ بس دے
یہ کتا در در پھرے اور در در دُر دُر ہوئے | ایک ہی در کا ہو رہے تو دُر دُر کرے نہ کوئے
جس کا کام اُسی کو ساجے | اوروں کے سر ٹھینگا باجے
بہتی بات بنائے کے پی کے پاس گئی | جب جب دیکھی پیا کی ساری بھول گئی
جوبن تھا جب جتن تھا لاکھوں تھا سب کوئے | جوبن جتن گنوائے کے رہی نمانی ہوئے
اصلوں نہیں خطا وفا نہیں کم اصلوں سے ہونے کی | کندن میں ہو کھوٹ ملا دو جب بھی جھلک ہو سونے کی
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں | نام رہجاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی
حال عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفتگاں پہ کیا | کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی
بشر کو چاہیے ملتا رہے سب سے زمانے میں | کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے
ٹکڑے ہونہ جس دل میں محبت ہو کسی کی | پھوٹیں نہ جن آنکھوں میں مروت ہو کسی کی
خوش ظاہر ند عالم بے مغز وجوز پوچ | بیرون پر از فریب و لیکن میان تہی
برند از فاقہ نزد ہر خسیسے | کنوان اہل خرد دست گدائی
ہوں گنہگار مگر شک مجھے تعزیر میں ہے | عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے
دو روزی را اعتماد سے را نشاید مہلت گردون | میفگن تا کہ بتوانی بفردا عیش امروزے
جوہر ذاتی ترا چون تیغ می گردد لباس | از لباس عاریت خود را اگر عریان کنی
ہیچ غمگین نشوی زانچہ نیاید بگفت | شکر گوئی و قناعت بخدا داد کنی
قانع شوی ز لذت دنیا باندکے | خواب و خورش چو مردم چشم بود یکے
ہر آنکہ گنج قناعت بگنج دنیا داد | فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنے
غبار منت احسان گران ترا ز در دست | بصندل دگران درد سر نہ کنی

با سوکھی کھائے ٹھنڈا پانی پی	چکنی چپڑی دیکھ کر مت للچاوے جی	لا
ز شہرہاست وقتے کہ روزی خوری	کہ نام خداوند روزی بری	-
رعیت درخت ست اگر پروری	بکام دل دوستان برخوری	"
از تواضع می شود ظاہر عیار پختگی	حجت قاطع بود از میوہ ہا افتادگی	صا
در وطن گرمی شدے ہر کس با سانی عزیز	کے ز آغوش پدر یوسف بہ کنعان آمدے	لا
مکن ہرگز قبول کدخدائی	کز و تا زندہ باشی بندہ باشی	"
چلو چلو سب کوئی کہے برلا پہنچے کوے	ایک کنک اور کامنی دُرگم گھاٹی دوے	"
ایک کنک اور کامنی لیں پھل گئے آیا بے	دیکھے ہی تے لس چڑھے جا کھت ہی مرجا ے	.
گرو گوبند دونوں کھڑے کس کے لاگوں پاے	بلہاری گرو دیو کی گوبند دیا دکھلائے	.
دو چیز طرۂ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	سع
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	,
ابر گر آب زندگانی بارد	ہرگز از شاخ بید برنخوری	
با فرومایہ روزگار مبر	کز نے بوریا شکر نخوری	
ہمان بہ کہ لشکر بہ جان پروری	کہ سلطان بہ لشکر کند سروری	
کند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ چوپانی	
تو کز محنت دیگران بے غمی	نہ شاید کہ نامت نہند آدمی	
دوست مشمار آنکہ در نعمت زند	لاف یاری و برادر خواندگی	
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی و درماندگی	
اگر گنجے کنی بر عامیان بخش	رسد ہر گدائے را برنجے	
حاصل نشود رضائے سلطان	تا خاطر بندگان نجوئی	
خواہی کہ خدائے بر تو بخشد	با خلق خدائے کن نکوئی	
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	
چو تیر انداختی بر روئے دشمن	چنان دان کاندر آماجش نشستی	

آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے
گر وزیر از خدا بترسیدے ہمچنان کز ملک ملک بودے
اگر روزی بدانش برفزودے ز نادان تنگ تر روزی نبودے
اگر درویش بر حالے بماندے سر دست از دو عالم بر فشاندے
فہم سخن چون نکند مستمع قوت طبع از متکلم مجوے
بیک ناتراشیدہ در مجلسے برنجد دل ہوشمندان بسے
گرت از دست بر آید دہنے شیرین کن مردی آن نیست کہ مشتے بزنی بر دہنے
طرب نوجوان ز پیر مجوے کہ دگر آید آب رفتہ بجوے
گہ بود کز حکیم روشن رائے بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے
خاموشی بہ کہ ضمیر دل خویش باکسے گفتن و گفتن کہ مگوے
سخن درمیان دو دشمن چنان گوے کہ اگر دوست گردند شرم زدہ نباشی
با مردم سہل گوے دشوار مگوے با آنکہ در صلح زند جنگ مگوے
از بدان جز بدی نیاموزی نکند گرگ پوستین دوزی
گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے
اگر جور شکم نبودے ہیچ مرغ در دام صیاد نیفتادے بلکہ صیاد خود دام نہادے
چرا نالد کسے از تنگدستی کہ گنج بے قیاس است تندرستی
در فکر آشنائی اہل سخن مباش باید کہ خویش را بسخن آشنا کنی
حافظ مدار امید فرج از مدار دہر دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے
ہفتاد سالہ طفلے جز تو کسے ندیدم جز خاکبازئی تن شغل دگر نداری
ہر چند کہ گردید چو کافور ترا موے دل سرد نگردید ز دنیا سر موے
درد پیری را مسیحا چارہ نتوانست کرد تو ز جہل خویشتن در فکر درمان خودی
زپیری ریخت دندانت نداری تن بیاد حق بیافتی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی

شاهد صادق اثر دارد بسے	لیک آنرا کے شناسد هر کسے	معنوی
گر بصورت آدمی انسان بدے	احمد و بوجهل خود یکسان بدے	لا اعلم
اے زبان هم گنج بے پایان توئی	اے زبان هم رنج بے درمان توئی	〃
امر حق را باز جواز واصلے	کامر حق را در نیابد هر دلے	〃
می بلرزد عرش از مدح شقی	بدگمان گردد ز مدحش متقی	〃
لحن مرغان را اگر واقف شوی	بر ضمیر مرغ کے واقف شوی	〃
خر گریزد از خداوند از خری	صاحبش درپے ز نیکو گوهری	〃
غنی ز صدر نشینی گزشتم و شادم	که هر کجا که روم هست جاے من خالی	غنی
چند در خواب رود عمر تو اے بے پروا	آنقدر خواب نگهدار که در گور کنی	صائب
بپرس هر چه ندانی که دل زپرسیدن	دلیل راه تو باشد بعز و دانائی	سعدی
منه در میان راز با هر کسے	که جاسوس همکاسه دیدم بسے	لا اعلم
بار برداری ست بهر منزل فرداے تو	مغتنم دان گر بدرگاه تو آید سائلے	کلیم
بچشم کسان در نیاید کسے	که از خود بزرگی نماید بسے	اثر
جهانیان پئے رسوائی هم اند تمام	خدا کند که نپرسد کسے ز حال کسے	ناصر علی
درشتی مکن اے نکوهیده راے	به نرمی کند قطره در سنگ جاے	حزین
ترا با چنیں تندی و سرکشی	نه پندارم از آبی یا آتشی	سعدی
مردی گمان مبر که بزور ست و پردلی	با خشم گر برآئی دانم که کاملی	لا اعلم
ظاهر و باطن اگر باشد یکے	نیست کس را در نجات او شکے	معنوی
یک حرف صوفیانه بگویم اجازت ست	اے نور دیده صلح به از جنگ و داوری	حافظ
تا توانی مکن در حق کس تقصیرے	بدمے یا درمے یا قدمے یا سخنے	لا اعلم
دست چون افتاد خالی همت عالی چه سود	آنچه در دل داشتم در دست بودے کاشکے	صائب
عشق نے غالب نکما کر دیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	غالب
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہکو بہار میں سوئے زندان لے گئے	ہوس

جو سر آج زینت دہ تاج ہے
ناصر ہر ایک جنس سے تو ہے حقیر تر
سیکھ تو واکو دیجئے جاکو سیکھ سہائے
تاگا توٹے پھر جڑ ملے اور پھول ٹوٹ کملائے
جیسا چت حرام میں ویسا ہر میں ہوے
چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روے
پریت جو کیجئے بڑے سے تو نت بنت بنجائے
دکھ میں ہر ہر سب بھجیں سکھ میں بھجے نہ کوئی
تلسی آہ نہ لیجئے بری غریب کی آہ ہے
جو میں ایسا جانتی پیت کرے دکھ ہوے
اس تنکدہ میں کون ہے کافر ترے سوا
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اقدر اوقات کی اپنی اگر انساں جانے
ہو نہ وابستہ کسی چیز کا یاں حباہوش
بہ آب زر لکھا ہے بو علی نے
دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر سدا
درد دل سے لوٹتا ہوں میں کس کو درد ہے
مکر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے
بیاموزست کیمیاے سعادت
جاہل ارباتو نماید جہلے

وہ گل ایک تکیہ کا مشتاق ہے
ذرے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے
سیکھ نہ دیجئے باندرا جو ہے کا گھر جاے
دل کا ٹوٹا نہ ملے آس پاس کو جاے
جا تلسی بیکنٹھ کو ہاتھ نہ پکڑے کوئی
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت گیا نہ کوئی
ہستی کو تجن سر چڑھے اور بن بن کے پھل کھائے
جو سکھ میں ہر کو بھجیں تو دکھ کا ہیکو ہوے
موی بھیڈ کی کھال سے لوہا بھسم ہو جاے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی پیت نہ کریو کوے
تو آپ ہی بت پرست بت بت تراش ہے
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیماں جانے
رہے دنیا میں ولے آپ کو مہماں جانے
کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے
از روئے غور گنج کو الٹو تو جنگ ہے
میں ہوں لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے
سبھوں نے پوچھتا ہے اسکو کس نے مار ڈالا ہے
اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوے
زہم صحبت بد جدائی جدائی
عاقبت زخمی زند از جاہلے

...ت بود توبه درست	با کشتی شکسته بدریا چه می روی	صائب
ز خاموشی دهن غنچه مشک بو گردد	خوشا لبیکه بود مهر دار خاموشی	،،
عیب خود نیفتند دیده هرگز عیب جویان را	بچشم بی بصیرت عیب فرزند است پندارے	،،
...وف اگرچه توان یافت حال هر کس را	لب خموشش بود ترجمان درویشی	،،
درین درگاه سعی هیچ کس ضائع نمیگردد	بقدر آنچه فرمان می بری فرمانروا گردی	،،
حیف است عمر صرف تماشا کند کسے	چون باز بے شکار نظر وا کند کسے	،،
آنکه مصرف میکنی پیدا برائے سیم و زر	کاش نقد رفته را هم مصرفے پیدا کنی	،،
غم بیحاصلی خویش نخوردی یکبار	چند در فکر زمین و غم حاصل باشی	،،
ز آسمان و زمین شکوه میکنی شب و روز	چه دادهٔ بزمین ز آسمان چه می خواهی	،،
سبز زیر سنگ نتوان ست قامت راست کرد	چیست حال خضر یارب زیر بار زندگی	،،
اگر دل برکنی زین چار دیوار	در خیبر ز جا افگنده باشی	،،
برات رزق تو بر آسمان نوشته خدا	عبث توقع رزق از زمینیان داری	،،
در آرند بینا دروئیں زپائے	جوانان به شمشیر و پیران برائے	سعدی
غرض نقشیست کز ما باز ماند	که هستی را نمی بینم بقائے	،،
مجال سخن تا نه بینی نیابی گوے	چو میدان نه بینی نگه دار گوے	،،
چو خواهد شدن عالم از ماتهی	گدائی بسے به ز شاهنشهی	،،
گر بر صواب روز جزا مطلع شدی	درویشی اختیار کنی بر توانگری	،،
اگر ژاله هر قطره آتش درشدی	ز خر مهره بازار او پر شدی	،،
شکم بند دست ست و زنجیر پائے	شکم بنده نادر پرستد خدائے	،،
مشو تا توانی ز رحمت بری	که رحمت برندت چو رحمت بری	،،
توقع مدار اے پسر گر کسے	که بے سعی هرگز بجائے رسے	،،
سعدی به لب دریا دردانه کجا یابی	در کام نهنگان رو گر می طلبی کامی	،،
همه پرهیزم از روز عذر آوری	به پرهیزگاری کنم داوری	نظامی

زبرگ ریز خزان ایمن اند درویشان	بیک ہواست بہار و خزان درویشی	
ہشدار کہ گرد سوئے نفس کنی گوش	آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی	،،
ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی	اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی	لا اعلم
جسکے پہلو میں ہو تم اس کا نصیب اچھا ہے	میری دانست میں تم سے بھی عدو اچھا ہے	،،
جسکے رخسار کو نیلا کرے بوسوں کا خیال	ایسے نازک سے نکالے کوئی ارماں کیسے	،،
گستاخ بہ گلشن نہ توان دید کشودن	در بوے و گل و باد و صبا بلکہ تو باشی	،،
عمر بگذشت و ندیدم بجہان دم سازی	باکسے غیر دل خویش نہ گفتم رازے	،،
نہ ام آمدہ از پئے دل خوشی	مگر از پے رنج و محنت کشی	،،
میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول	پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے	،،
بندگی کردن پسندیدست با آزادگی	سرو را حظ امان شد از خزان استادگی	ناصر علی
چون پر غالب شود بر آدمی	کم شود از مرد وصفِ مردمی	معنوی
جہد کن حدے نما تا وارہی	در تو از جہدش بمانی ابلہی	،،
ہر کہ کارد گردد انبارش تہی	لیکش اندر مزرعہ باشد تہی	،،
انعام تو عام ست چو نور خورشید	زان یافتہ انتظام احوال ہمہ	لا اعلم
تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ	سرت خالی ز سودائے پیالہ	،،
تا شانہ صفت سرنہ نہی در تہ ارہ	ہرگز بہ سرے زلف نگارے نرسی	،،
تا خاک ترا کوزہ نہ سازند کلالان	ہرگز بہ لب لعل نگارے نرسی	،،
تا ہمچو حنا سودہ نگردی تہ سنگ	ہرگز بکف پائے نگارے نرسی	،،
ولد الزناست حاسد منم آنکہ طالع من	ولد الزنا کش آمدہ چو ستارۂ یمانی	،،
کسے نیک بیند بہر دو سرائے	کہ نیکی رساند بخلق خدائے	،،
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	،،
ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا توانی ز پا نیندازی	،،
من ذرۂ حقیر تو خورشید انوری	لازم ہے آفتاب [illegible]	

[illegible] باد تو تا دور مشتری	من از تو برخورم تو از عمر برخوری	لااعلم
[illegible]ے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	،،
[illegible]ندگی ہیں دل ترا گرویدہ ہے	جلوہ تیرا دیدہ ہے صورت تری نادیدہ ہے	،،
کہ ہیچ و کم ہیچ ہم بیارے	از ہیچ و کم ہیچ نہ آید کارے	،،
[illegible]ائے شکستہ کمتری ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	،،
کاغذ ہو تو بانچ تو کرم نہ بانچا جائے	تنکا ہو تو توڑ پریت نہ توڑا جائے	،،
اگر ہر موے من گردد زبانے	ز تو رانم نہ ہر ایک داستانے	،،
بنا وچارے جو کرے سو پاچھے پچھتائے	کام بگاڑے آپنو جگ میں ہوت ہنسائے	،،
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ بر و فگند چون تو سلطانے	،،
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بیگمان چشم گیرد بسے	،،
دلربا دلکش نگاہ ناز سے	میرے دل کے داغ سارے دھلگئے	،،
چہ خوش وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	،،
تامل در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	،،
کالج میں پاس پاس کی آواز ہے	عہدوں سے آرہی ہے صدا دور دور کی	اکبر
ماں باپ کی ہوتی ہے خوشی سالگرہ ہے	پر یہ خبر نہیں کہ گئی سال گرہ سے	لااعلم
درپیش سفر اور مسافر ہیں غافل	آرام سے ہیں رخت سفر کھول کے بیٹھے	،،
ہنر تا بدا از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	،،
خوشا سحرے کہ آہ منت کند اثرے	زراہ وفائے بسوے منت گزرے	،،
خیر نرسد بخدمت مرد قانع را قدم	پیر خاید بدندان پاے مردی ہر درے	،،
آب گر در روغن جوشا کنی	دیگدان و دیگ را ویران کنی	مصحفی
[illegible]ت بدندان خدای تن بذکر حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی
فلک گر روز تواضع خم نبودے	سرافراز ہمہ عالم نبودے	،،
[illegible]شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست	میکند خاک برائے ہمہ کس جا خالی	،،

نیابی حق بغیر از درد دل زین سبحه گردانی	به از صد دانه باشد دانهٔ اشکی اگر دانی	[illegible]
جھڑکی ہی ادا ہی چین جبیں ہی	سب کچھ ہی پر ایک نہیں کی نہیں ہی	انشا
وابستهٔ غرور جهان گشتن ابلهی ست	عاقل کسے نیست مقید به هیچ شئے	صہا
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	میر
[illegible] جائی بزرگان توان زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی	حافظ
[illegible] کن ز نادان بیهوده گوے	چو دانا یکے گوے و پرورده گوے	سعدی
اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے	نبُرّد رگے تا نخواهد خداے	״
خوانده برو بر در کس تا ز گرانی	بار دل یک شهر چو سیلاب نباشی	کلیم
اندرون از طعام خالی دار	تا درو نور معرفت بینی	سعدی
بلندی نمودن در افگندگی	فراهم شدن در پراگندگی	نظامی
که بسیار نباید بر اندکے	یکے بر صد آید نه صد بر یکے	״
کسے را که دولت کند یاوری	که آرد که با او کند همسری	״
نه بینم به بدخواهی اندر کسے	که من نیز بدخواه دارم بسے	״
در کف هر کس اگر شمع بدے	اختلاف از گفتشان بیرون شدے	معنوی
[illegible] رنجور گردانند همے	آدمی را که نبود دستش سخے	لااعلم
[illegible] بزرگان که گفته اند مکن	بکن هر آنچه بشاید ز هر چه بتوانی	سعدی
خود پرستان نظر به شخص کنند	پاک بتیان به صنع یزدانی	لااعلم
رقص وقتے مسلم ست ترا	کاستین بر دو عالم افشانی	״
[illegible] ز دانه های سبحه دانست	که دلها را به دلها هست راهے	״
[illegible] روے کودک میتوان خواند	که بد یا نیک باشد در بزرگی	״
زمانے شعر و شطرنج و حکایت	که خاطر را بود دفع ملالے	״
در همه حال نیک محضر باش	تا همه وقت محترم باشی	״
امروز اگر نکوهش من کرد پیش تو	فردا نکوهش تو کند پیش دیگرے	״

چو مر بندۂ راہمی پروری	بہ ہیبت برآرش کزو برخوری	لااعلم
مکن نالہ از بینوائی بسے	چو بینی زخود بینواتر کسے	"
ہر کہ غم جہان خورد برزحیات کے خورد	پس تو غم جہان مخورتا زحیات برخوری	"
بر سایہ بان حسن عمل اعتماد نیست	سعدی مگر بہ سایۂ لطف خدا روی	"
دل ماتمام بروی رخ خود نمی نمائی	یکجا جوییم اے جان زکہ سمت پر کجائی	"
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خوارہ را آرد بآتش خوارگی	"
بے پیر مرد تو در خرافیات	ہر چند سکندر زمانی	"
عسرت میں دولت ہو تو افلاس نہیں ہے	کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے	"
رفتی وکارہا ہمہ درہم گذاشتی	آشفتگی بر مردم عالم گذاشتی	"
پدر خویش باشش اگر مردی	گر و نام پدر چہ گردی	"
ادب تاجیست از لطف الہٰی	نبہ برسر برو ہر جا کہ خواہی	"
خدا بہ حکمت بہ بند دورے	کشاید بفضل و کرم دیگرے	"
تو اے رعنا چو گل تا چند تا کے	خوری از جام گلگون لالہ گون مے	"
چو نرگس تا بکئے ساغر پرستی	قدح در دست و سر در خواب مستی	"
گر ورد پڑھے کوئی یا نقش بھرا چاہے	اُستاد ہو سیفی کا یا اثر دعا چاہے	"
گر ہووے دل کامل یا غیر قضا چاہے	ہوتا ہے وہی لیکن جو کچھ کے خدا چاہے	"
سنکھیے کے بن میں گھس کے رنیں دمس کے گر بھگتن کیجے	کہاں کھجوریکو کان ہیں ڈالکے زہر کا پیالہ پلا ہل کیجے	"
بھوت پلیت کی سنگت بیٹھ کے سانپ کے منہ میں انگلی دیجے	اتنے کام سبھی کرے پر مورکھ متر سے پریت نہ کیجے	"
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	انیس
ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	لااعلم
ہمت پیران کشاید کارہائے سخت را	رخنہ در خارا کند تیر کمان صد منی	"
می شود خاموش از تر دامنی شمع حیات	دامن پاک ست فانوس چراغ زندگی	صائب
گرت خونابہ گردد دل ز دست دوستان سعدی	نہ شرط دوستی باشد کہ از دل بر زبان آری	سعدی

زخلق ارچه آزار بینم بسے | نخواهم که آزار وا ز من کسے | را
از ناکسان وفا و مروت طمع مدار | از طبع دیو خاصیت آدمی مجوے | ح
کسے کرده بے آبروئی بسے | چه غم دارد از آبروی کسے | سه
زگفتن آشکارا می شود راز | نداند هیچ کس حال خموشی | مه
عمر با صد ساله الفت بیوفائی کرد و رفت | از که دیگر در جهان چشم وفا دارد کسے | صه
کاهش و افزائش این نشه باهم دیگر ست | میخورد افیون ترا چندانکه افیون میخوری | لا
ابر مظلم تیره گرداند جهان را در دمے | یک ترش رو تلخ سازد عیش را بر عالمے
فیض ازل بزور و زر ار آمدے بدست | آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدے | حا
گرچه فرش خانهٔ زاهد بظاهر بوریاست | نیست فارغ با کنش از خار خار سوزنی | م
آفتاب سیادت ازلی | گوهر کان لطف لم یزلی | لا
چه حاجت است بجام جهان نما صاحب | اگر تو آئینهٔ سینه بے غبار کنی | صا
بروشنـدلانی بر آور دمے | که یک مرد دانا به از عالمے | حز
به بدگفتن خلق چون دم زدی | اگر راست گوئی سخن هم بدی | سه
چو با سفله گوئی بلطف و خوشی | فزون گردش کبر و گردن کشی | عا
پرده پوشی پرده بر افعال خود پوشیدن است | عیب هر کس را کنی پوشیده ستار خودی | لا
درختے که پیوسته بارش خوری | تحمل کن آنگه که خارش خوری | سه
لطف حق ما را ز دنیای دنی دارد دریغ | ورنه دنیا را دریغ از ما نمیدارد کسے | لا
جز پشیمانی ندارد حاصل عمر دراز | آه افسوسیست هر سطر کتاب زندگی | صا
سبک باری نه آزادیست در کیش جوانمردی | توانی بار اگر از خاطری برداشت آزادی | حز
نداری بر رضای جمع نظر چون کوته اندیشان | جهان را جمله محکوم رضای خویش می خواهی | صه
نشاط این جهان هر چند کمتر سیر حاصل تر | به طفلان بعد روز جمعه باشد آه و افسوسے | لا
یکدم خوش را هزاران آه حسرت در قفاست | خرج بیش از دخل باشد دنیای زندگی
چو دشنام گوئی دعا نشنوی | بجز کشتهٔ خویشتن ندروی | ح

برآرد ز دل خار را هر کسے	خلعه چون بدل کار دارد بسے	لاعلم
[illegible]ون عاقبت گذاشتنی هم گزشتنی ست	صائب چه التفات به دنیا کند کسے	صائب
[illegible]مشید جز حکایت جام از جهان نبرد	زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی	حافظ
[illegible]ل در جهان مبند که دوران روزگار	هر روز بر سری نهد این تاج خسروی	لاعلم
جهان را ندیدم وفادار سے	نخواهد کس از بے وفا یار سے	نظامی
اگر دل از خلائق کنده باشی	بمنزل یار خود [illegible]	[illegible]
[illegible]بند اسباب اقامت جمع در عالم کنی	ریشه تا کے در زمین [illegible] محکم کنی	[illegible]
[illegible]وانمردان نتابند از کسے روئے	همین میدان همین چوگان [illegible] گو [illegible]	[illegible]
کب وه سنتا ہے کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی [illegible]	[illegible]
نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے	پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے	[illegible]
پہلے تو زور و قوت طاقت بکا رہے	پھر بعد [illegible]	[illegible]
لیا کرنے سے بھی گر ہو نہ تسلی نہ سہی	امتحاں اور بھی باقی [illegible]	[illegible]
شیر قالیں اور ہے اور شیر نیستاں اور ہے	مشکل نامرد اور ہے [illegible]	[illegible]
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوئے مردمی	میدان کارزار میں [illegible]	[illegible]
گر بہ طاقت برسی مست نگردی مردی	ور بہ عشرت [illegible]	[illegible]
پئیں نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے	شراب پیتے ہیں ہم [illegible] آب کے بدلے	[illegible]
شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہے کو عالم	کہیں نشے میں کھلیں نہ جوہر [illegible]	[illegible]
وہ چاٹ دوں کرے نہ مذمت شراب کی	واعظ کے منہ پہ مہر لگادی کباب نے	[illegible]
قاضی کے منہ پہ ماردی بوتل شراب کی	یہ عمر بھر میں ایک ہوئی ہے ثواب کی	[illegible]
[illegible]در ساختن کار کسان سعی نما سے	کار تو شود ساخته از لطف خدائے	[illegible]
مکن در ملک سلطان هر چه خواهی	که شرکت بر نتابد پادشاهی	[illegible]
مردمی کن بجائے دشمن و دوست	که مروت زیان نکرد کسے	[illegible]
آن را که ز روئے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری [illegible] کنی	[illegible]

کسے کو پرتو دارد حق آب	فراموش کن در هیچ بابے	لااعلم
چو از کمانِ قضا و قدر رسد تیرے	یقین که باز نه گردد به هیچ تدبیرے	〃
کسے را که ایزد کند یاوری	که یارد که با وے کند داوری	〃
طور پر حضرت موسیٰ جو گرے غش کھا کر	جلوۂ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے	〃
آدمی را قوت دست از دل ست	هر که او را دل قوی بازو قوی	〃
حزم آن باشد که ظن بد بری	تا گزیری و شوی از بد بری	〃
اگر توقع بخشایش خدا داری	بروے لطف و کرم بر شکستگان بگشاے	〃
مشو ایمن ازان شخصے چو [illegible] کرده میخواهی	که تا خفته را بیدار کرده نیز [illegible]	〃
ز مکر زن مشو غافل که بر مرد	کند صد عشوه بهر دلفریبے	〃
نه از براے بهشت است بندگی ما را	[illegible] بود آنجا نه [illegible]	〃
اگرچه در جهان صد یار داری	چه شد آخر بیک کس کار داری	〃
گر نباشد زندگی در بندگی	مردنت بهتر ازین بد زندگی	〃
یک تن درین زمانه بے داغ ماتمے نیست	گردیم سیر عالم از ماه تا بماهی	〃
[illegible] مستمر بیک بارگی	که کم عمری آرد ستمگارگی	〃
جیا تا ہو ثواب طاعت و زہد	پر طبیعت ادھر نہیں آتی	〃
در ره منزل لیلیٰ که خطر ہاست بسے	شرط اول قدم آنست که مجنون باشی	〃
جام جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر	سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے	〃
ذات معبود جاودانی ہے	باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے	〃
پیری آئی عذار بے نور ہوئے	یارانِ شباب پاس سے دور ہوئے	〃
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	〃
حسن انساں میں آیا تو ادا بھی آئی	ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی	〃
خدا کی راہ میں دے ورنہ مال غیر سمجھ	یہاں سے بھیج دیا جو وہ مال تیرا ہے	〃
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات به مهمان سراے دهقانے	〃

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما بسے	لا اعلم
بت ظالم نہیں سنتا کسی کی	غریبوں کا خدا فریاد رس ہے	〃
اے بتو تم کو اگر بندہ نوازی آتی	بخدا گھر میں تمھارے ہی خدائی آتی	〃
کھب گئی دل میں یہ کس خنجر مژگاں کی لوا	دل تڑپتا ہے جدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے	〃
محفل سے تیری اوبت ناآشنا چلے	آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے	〃
شال زربفت مبارک تمھیں دولتمندو	ہم کو کمبل میں دوشالے کا مزا ملتا ہے	〃
چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	〃
نہیں وہ گل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن	نہ نغمہ سنج ہے بلبل نہ گل ہی خنداں ہے	〃
آگئے کیا اقرار تھا اب منہ بھی دکھلاتے نہیں	جائیے بس خوب الفت آزمائی ہو چکی	〃
تاسف اب تو ناحق ہے عبث اظہار نادانی	چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	〃
ایک ہم ہیں کہ محبت میں ہوے بسکہ ذلیل	ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہونگے	〃
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے	فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے	〃
اس خوبیٔ جمال پہ غافل نہ کر غرور	یہ حُسن یہ جمال امانت خدا کی ہے	〃
رُخ بھی نہیں ملاتے ہیں وہ آج کیا ہوا	کل تک تو مجھ پہ مہر کی ہر دم نگاہ تھی	〃
اپنے قاتل کا بڑھانا حوصلہ منظور ہے	تحفہ اس کے واسطے شمشیر براں چاہیئے	〃
آئی بہار باغ میں بلبل قفس میں ہے	صیاد بھی چھری لیئے اپنی ہوس میں ہے	〃
ہے جان کشاکش میں عجب راز نہاں ہے	کچھ زور نہ دل پر ہے نہ کہنے میں زباں ہے	〃
مصیبت اپنی کسی کو سنا نہیں سکتے	گزر رہی ہے جو دل پر دکھا نہیں سکتے	〃
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	〃
صراحی قہقہہ بھرتی ہے مینا مسکراتا ہے	ہمارا یار جسدم جانب میخانہ آتا ہے	〃
جوشِ شباب اب نہیں باقی ہے شیب میں	پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے	〃
میں کہتا ہوں کچھ اور سمجھتے ہیں وہ کچھ اور	جو بات ہے دل کی وہ زباں پر نہیں آتی	لا اعلم
سنوں کس کس کی ہیں یا رب یقیں کس کس کا ہو مجھ کو	کہ قاصد کا بیاں کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے	〃

اے فاختہ پروازکناں برسر سروی	دردِ دلِ مرغان گرفتار چہ دانی	لااعلم
پری نے حور نے انساں نے کب یہ شکل پائی ہے	خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہے	"
ہم تو ملنے سے تمہارے ہو چکے تھے ناامید	شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپ کی	"
روزے بری بہ وصل حافظ	گر طاقت انتظار داری	حافظ
تو بدین جمال و خوبی سو طور گر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	لااعلم
وحشت عیاں ہے خاک سے مجھ خاکسار کی	بھڑکے ہرن بھی ہوں گے مٹی مزار کی	"
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے	کبھی ہمارے ہوئے اور کبھی پرائے ہوئے	"
کہاں تک آنکھوں میں سرخی شرابخواری سے	سفید مو ہوئے باز آ سیاہ کاری سے	"
آپ کی چشم عنایت ہو تو سب ہے ورنہ	مری خواہش مرا ارماں مری حسرت کیا ہے	"
باغ میں آج جو اس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی	"
عشق کامل ہے تو اتنا چاہئے	ناگوارا سب گوارا چاہئے	"
بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی	"
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	"
عید کا دن ہے گلے سے آج تو مل جائیے	سال بھر کو دیکھئے میری تمنا دیکھئے	"
شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں	وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہیں رہی	"
کسی کے منہ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہلائے ہوئے	"
نہ دنیا نہ دولت نہ گھر ہے نہ در ہے	نہ ہمت نہ جرأت نہ تیغ و تبر ہے	"
فتنہ انگیزی تری اے فتنہ قامت دیکھ لی	دیکھ لی او شور محشر یہ قیامت دیکھ لی	"
ہم پیار کریں تم کو تو تم غیروں کو چاہو	اللہ ترے گھر میں عدالت نہیں ہوتی	"
آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں	نفس مردود و شقی کے واسطے	"
خواب میں گال جو گورے یہ فرنگن دیکھے	کمپنی قتل ہو مژگاں کی جو پلٹن دیکھے	"
خوں کا مزہ شرابی کے چکھتی شراب ہے	محروم دانہ پانی سے رکھتی شراب ہے	"
اللہ نہ دے گردشِ ایام جدائی	کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی	"

اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے	شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے	لاالعلم
ہم معتقد دعوے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	〃
اڑاتا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے	نہیں معلوم کس بن میں ترا دیوانہ آتا ہے	〃
سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے	اور چرکا دیا جلاد نے آتے جاتے	〃
جاں مانگتے ہیں آپ حقیقت ہے اسکی کیا	یاں ہم ہیں جان دینے کو حاضر ابھی ابھی	〃
تجربہ جس کو نہ ہو ایسا ہی بہکتا ہے	سچ ہے یہ بات کہ بچہ ٹھوکر ہی کے ہاتھ آتا ہے	〃
ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالعم	ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی	〃
ظلم مردوں پہ کیا عشق خرام یار نے	ہر قدم پر کاٹ سر ٹھوکریں کھانے لگے	〃
نہ جن کو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی	سو ان کے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے	〃
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق است و ہزار بدگمانی	〃
تم ہو ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی	تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی	〃
ہیں یہی جو تربت پہ میلے رہے	تہ خاک ہم تو اکیلے رہے	〃
باغیر خوری شراب تا چند	زین غصہ دلم کباب تا کے	〃
عنقا گوگرد سرخ پارس اکسیر	یہ سب ملتا ہے دوست کم ملتا ہے	〃
بتوں کے عشق میں اللہ کا جلوہ نظر آیا	حقیقی عشق پیدا ہوگیا عشق مجازی سے	〃
جب قدم نازکی سے اس نے اٹھائے	میں پکارا خدا کمر کو بچائے	〃
بجز از خدا یہ کس کی ہے طاقت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کی وہی دے وہی دلائے	〃
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	〃
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	〃
شکر خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے	رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے	〃
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی	ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی	〃
خلقے ملامتم کنند و من برین کہ آہ	از دل چگونہ مہر تو بیروں کند کسے	〃
دل تو تیرے ہی پاس رہتا ہے	پھر تو ناحق اداس رہتا ہے	〃

شب آدینہ بھی آتا نہیں گور غریباں پہ
غرور زیر فلک چاہئے بشر کو نہیں
بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی
تاریک تھا دل تاب کسی دل کو نہیں تھی
بطواف کعبہ بحرم رہم ندادند
در دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے
یہ دختر رز حرام زادی مردار
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے
کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ اے یارم تعلی
شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہیں
کہتے ہیں جاں نثار جہاں سے گزر گیا
رنگ بدلا ہے زمانے کی ہوا بدلی ہے
پھر کہاں یہ دوست ہونگے اور کہاں یہ بزم جم
عشق آیا قیامت آئی ہے
اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے
کرے لطف سے جو خطا کی تلافی
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پُر زمے
جوہر تو مجھ میں تھے ملکوتی صفات کے
فرمائشیں حضور نہ اغیار پر کریں
کیوں نام کفن سنکے لرزتا ہے انیس
نالہ پابند نَے نہیں ہے
رندان میکدہ بڑے گستاخ ہیں زاہد

ہنوز آگاہ نہیں وہ شمع کو کیں نوازی سے ۱۱
جنھیں عروج ہے چلتے ہیں سر جھکائے ہوئے
دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی
پروانہ کہیں جلتا تھا اور شمع کہیں تھی
تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے
مینا بازار کی ہے رہنے والی
نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی
ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی
جا کر اے عمر جوانی کہیں تو آتی ہے
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
تو نے پوشاک جو اے ماہ لقا بدلی ہے
آگئی پیری تو ترسینگے ۔ جوانی کے لئے
پارسائی پہ آفت آئی ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے
ندامت زدہ کو ندامت ہے کافی
طامات تا بچند و خرافات تا بکے
انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی
موجود ہے یہ تابع ارشاد کے لئے
اک دن یہ قبا زیب بدن ہونی ہے ۱
فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے

لگا کر دل بہت نا آشنا سے	عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے	لا اعلم
موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے	ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے	"
غالب ان سیمیں تنوں سے واسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے	غالب
ایک کا ایک ہے سرکوب کہ جو دیکھا ہے	ہے جو فرعون یہاں اسکے لئے موسیٰ ہے	لا اعلم
تو جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی	"
غم صیاد و بیم باغباں ہے	دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے	"
قصد کعبہ کا خیال خام ہے	کچھ نہیں واں بھی خدا کا نام ہے	"
پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی	جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی	"
نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ تو پانی ہے	کیوں بے صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	"
انساں وہی مقبول خدا ہوتا ہے	جو مسلک خیر میں فنا ہوتا ہے	"
نیست نابود ہوا ہوں میں نیستی سے پہلے	مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	"
کبھی ندامت ہوگی مع اعتراف گناہ [illegible] سے	زباں سے اسکو برا کہیں کیا جبکہ ہم منہ لگا چکے ہیں	"
بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی	دل بلبل شکستی غنچہ را سر بستہ آوردی	"
جتنے دل والے ہیں رکھتے ہیں محبت دل میں	ہم وہ دل رکھتے ہیں جسمیں ہیں محبت والے	"
جو پہنچے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے	"
دولت بجز فساد کسی کام کی نہیں	دیکھو کہ لفظ گنج بھی مقلوب جنگ ہے	"
ہم اُنہیں نہیں ہیں جو ہٹیں بات سے اپنی	ناصح کی نصیحت نہ سنی ہے نہ سنیں گے	"
یاران رفتگاں کو کیا دیجیے حسرت	کیا تم روانہ ہوئے ملک عدم نہ ہوگے	"
بلی بھی جبکہ تنگ ہوتی ہے	کلہ گیر پلنگ ہوتی ہے	"
اٹھی ہے جھوم جھوم کے کہسار سے گھٹا	رندوں میں دھوم ہے در میخانہ وا ہوئے	"
جاتے ہیں تیرے کوچے سے ظالم خفا نہ ہو	ٹکڑے تو ڈھونڈھ لیں جگر پاش پاش کے	"
آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت	کز عین التفات برین بندہ بنگری	"
جفا نہ شیوۂ دین پروران بود حاشا	ہمہ کرامت و لطف ست شرع یزدانی	"

گر مرض ہو دوا کرے کوئی — مرنے والوں کو کیا کرے کوئی
کون بیکس کا معاون ہے بجز ذات خدا — غیب سے اُس کی مدد اسکی کمک آتی ہے
لاکھ تدبیر کرے کوئی تو کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے جو منظورِ خُدا ہوتا ہے
ہائے اک جان پہ دنیا کی بلائیں جھیلیں — ہائے اک دل پہ زمانے کی مصیبت دیکھی
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے — گھر قبر سے بدتر ہے کہ فرزند نہیں ہے
نصیحت ہمیں ست جان برادر — کہ اوقات ضائع مکن تا توانی
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے — اک آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے
دل لیکے ہمارا کہیں برباد کروگے — لو دل بھی دئے دیتے ہیں کیا یاد کروگے
جب اور پہ اس طرح کی بیداد کروگے — یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے
عبث ہے یہ رکھائی اور ناحق کج ادائی ہے — نہیں اس وہم بیجا کی زمانے میں دوائی ہے
یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے — زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
خود بخود مجھ سے لگاوٹ ستم ایجاد کرے — اس قدر دل سے بھلاؤں کہ بہت یاد کرے
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے — ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے
اک روز کا رونا ہو تو روکر صبر آئے — ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے
جب سمجھے نہ تم رتبہ اکسیر جوانی — اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی
حباب وار یہاں زندگی ہے دم بھر میں — یہ دم رہے نہ رہے یہ مکاں رہے نہ رہے
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی — پاس ادب مجلس رنداں سے دور ہے
پیمبر میں نہیں عاشق ہوں جانی — رہے تو سطے ہی سے یہ لن ترانی
کیا بتائیں غم کے ہاتھوں سے تمہیں — مرتے جیتے ہر گھڑی ہر دم رہے
دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے — شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے
ڈر ہے کہ کہیں نام نہ مٹ جائے یہ آخر — مدت سے ہے دور زماں میٹ رہا ہے
سختی سہی یا کڑی اٹھائی — افتاد دکھی جو پڑی اٹھائی
تا بر سر شغل و کام باشی — میکوش کہ نیک نام باشی

گریۂ موت نے جو آ دابا	کچھ نہ سوجھا سوائے ٹیں کے	لاعلم
آپ نے خوب قدردانی کی	اب بھی پوچھا تو مہربانی کی	〃
ور میکشی ہے اور پیالی پہ پیالی ہے	مقدر اپنا اپنا ہے ہمارا جام خالی ہے	〃
کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں	دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی	〃
زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے	〃
سرمایۂ عمر تو ہمیں یک کفن ست	این ہم بگمان ست بری یا نہ بری	〃
برا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	〃
ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن	تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی	〃
بغل میں ساقی مہ رو شراب ہاتھ میں ہے	دماغ عرش پہ ہے آفتاب ہاتھ میں ہے	〃
قلقل شیشۂ مے سے ترے سکش ساقی	سن رہے ہیں خبر راز نہاں واعظ کے	〃
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام	بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری	〃
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	تو می باید کہ با دشمن بسازی	〃
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	〃
رقیبوں سے خلوت میں ہوتے ہیں شورے	نیا کوئی طوفاں اٹھا چاہتا ہے	〃
لے اڑی طرز فغاں بلبل ناداں ہم سے	گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے	〃
یہ آدمی ہے کہ برسوں جہاں رہتا ہے	وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے	〃
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے	بہوش باش کہ عالم رواروی پہ ہے	〃
سجدہ بتوں کا مرد موحد سے ہو چکا	کچھ بت بھی توبہ توبہ کسی کے خدا ہوئے	〃
آزردہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل	ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے	〃
تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو	رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے	〃
تو نہ ہوتا تو نہ دنیا میں کوئی غم ہوتا	کیوں عدم سے تجھے ساتھ اے دل شیدا لائے	〃
قسمت کی بیوفائی کو صیاد کیا کرے	سر پر پڑا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	〃
بگیر دامن جمعیتے و کارے ساز	کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی	〃

ہر سرے را کہ خود برافرازی	ناتوانی زپا نیندازی	لااعلم
کز دست من گدا نیاید	مہمانیٔ چون تو بادشاہے	،،
مردمی کن بجاے دشمن و دوست	کز مروت زیان نہ کرد کسے	،،
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہی میرا ہے کہ جہاں تو سما سکے	،،
ہر دم از عمرے رود نفسے	چون نگہ می کنی نماند بسے	،،
میکشی رات کو کی صبح کو توبہ کر لی	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی	،،
نہ تو جنت کے ہیں قائل نہ جہنم کے مقر	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	،،
امیروں کی نگاہوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے	نگاہ لطف سے دیکھیں تو خاک اکسیر ہوتی ہے	،،
یہاں جس سے تمنائے وفا کی	اُسی کی ہو گئی عادت جفا کی	،،
مصیبت کو مری تو اے ستم ایجاد کیا جانے	جو گزرے صید کے دل پر اسے صیاد کیا جانے	،،
چشم الطاف سے کچھ اب تو اشارا ہو جائے	نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے	،،
کعبہ و بت خانے کا بننا بگڑنا دیکھئے	خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے	،،
تماشا ہے دل کے داغوں کا دیکھو	چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے	،،
لب بام اُس صنم کو دیکھ کر موسےٰ یہ کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	،،
زخم بول اٹھتے ہیں پوچھو جو نشاں قاتل کا	باتیں کرتے ہیں لب زخم سے مرنے والے	،،
منزل عیش نہیں ہے یہ سرائے فانی	رات کی رات ٹھہر جائیں ٹھہرنے والے	،،
اگر لوہا کبھی پارس سے چھو جائے	یہ ممکن ہے کہ پھر سونا نہ ہو جائے	،،
ہمیں یہ بات بچپن میں معلم نے سکھائی ہے	برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے	،،
طبیعت آ گئی ہے اس بت بے مہر پر صاحب	تصدق دل ہے صدقے جان ہے قربان ایمان ہے	،،
تھے شب وصل تو سب جان کے کھانے والے	آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے	،،
مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے	کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لئے	،،
ہر آنکست کہ بہ آزار خلق فرماید	عدوے مملکت ست او بہ کشتنش فرماے	،،
نا قدرداں کی نوکری ہے بری	کز نئے بوریا شکر نخوری	،،

لو میر آج مسجد جامع کے ہیں امام	داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز سے	میر
سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری	تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے	لا اعلم
یکے خود خوبرو بودی دگر آراستی خود را	ترا معلوم شد مارا کہ قصد جان ما داری	〃
مال دیتا ہے خدا عقل خدا دیتا ہے	علم زیور ہے کہ دونوں کو جلا دیتا ہے	〃
تاب نظر ہے شرط رخ یار کے لئے	چشم کلیم چاہئے دیدار کے لئے	〃
فردا شراب کوثر و حور از برائے ماست	امروز نیز دلبر مہ روے و جام مے	〃
بہ نیم غمزہ جہان جملہ قتل عام کنی	نعوذ باللہ اگر غمزہ تمام کنی	〃
چو گل شگفتہ بصد آب و رنگ می آئی	ہر آئینہ یار از فرنگ می آئی	〃
پر خون دل ست مارا صد پارہ از جدائی	یا حوصلے کہ دیدیم این بود ز آشنائی	〃
جوانی سے ضعیفی میں زیادہ جوش ہوتا ہے	بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے	〃
الٰہی خیر کرنا عشق کی منزل پہ پہنچا ہے	مرا ہے اضطراب دل دم قاتل پریشاں ہے	〃
کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی	یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی	〃
جگر میں چٹکیاں لیتی ہے ہر طرز فغاں میری	زباں سے لانگی بس دہن میرا زباں میری	〃
ہیں طور جدائی کے عیاں طرز قلم سے	بچھڑے ہوئے مضمون نکلتے ہیں قلم سے	〃
ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے	مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے	〃
افسوس کیا کہوں جو مرے دل کا حال ہے	ہر لحظہ ایک دن ہے مہینہ ہے سال ہے	〃
ذبح کرتے ہیں مجھے اور یہ فرماتے ہیں	دم تہ تیغ جو مارا مرا مسخرہ دیکھے	〃
فقیر مست ہوں نعمت مری حاضر ہے جو چاہے	کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے	〃
آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	خاک اڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے	〃
کیا ازل ہی میں مقدر تھا برا میرے خدا	مجھ کو پیدا جو کیا رنج اٹھانے کے لئے	〃
ہو تحمل تو تحمل کی نہایت ہووے	کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے	〃
صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری	کثرت دود سے سیاہ شعلۂ شمع خاوری	〃
خدا پناہ میں رکھے تمہاری پلکوں سے	ستم کی فوج کھڑی ہے پرا جمائے ہوئے	〃

پہنائے جب اُس گل کو پھولوں کے ہار	نزاکت سے دہری کمر ہوگئی	لااہ
سرھانے میر کے آہستہ بولو	ابھی ٹک روتے روتے سوگیا ہے	میر
دیدار می نمائی و پرہیز می کنی	بازار خویش و آتش ما تیز می کنی	لااہ
سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدم داری	سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری	۔۔
اور ہوگا کوئی اس بت کی محبت کیلئے	ہم تو بس پیدا ہوے رنج و کلفت کیلئے	۔۔
لوگ کہتے ہیں دے دیا کیوں دل	چھین کر لے گیا۔ دیا کس نے	۔۔
اس کے در تک پہنچ گئے ہیں ہم	آگے تقدیر کی رسائی ہے	۔۔
چین تجھ کو نہ ملے میرے ستانیوالے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے	۔۔
میری راتیں رنج کی اندوہ کی	تیرے دن تفریح کے آرام کے	۔۔
ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے	اچھی نہیں یہ آپ کی تقریر دیکھئے	۔۔
کچھ خبر بھی ہے تمہیں اپنے گرفتاروں کی	جان آنکھوں میں ہے اب عشق کے بیماروں کی	۔۔
دعوے جو عشق کا ہے تو فریاد کس لئے	یہ آہ آہ اے دل ناشاد کس لئے	۔۔
بہ قمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم	چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم ریائی	۔۔
اگر کچھ عشق صادق ہے تو تم کو لازم ہے	کہیں ایسا نہ ہو وہ گلبدن بدنام ہوجائے	۔۔
ہزار بار قیامت گزر گئی ہم پر	مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے	۔۔
بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا	خود ہم نے کیا شیشہ کو پتھر کے حوالے	۔۔
دیکھنے دو مجھے بدبیں جو برا دیکھتا ہے	میں بُرا ہوں کہ بھلا اس کو خدا دیکھتا ہے	۔۔
اے نسیم سحری کہیو مرا عرض نیاز	گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیری	۔۔
کاٹ دے ہنس بول کے دن زیست کے	آدمی کو چاہیئے بے غم رہے	۔۔
حسینوں کی باتوں کا کیا اعتبار	اِدھر کی طبیعت اُدھر ہوگئی	۔۔
داغ دل تازہ ہوا آہِ دل ناشاد سے	ہوگیا روشن چراغ اپنا گزرباد سے	۔۔
لگائے گھات کھڑی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	۔۔
برا ہوتا ہے اپنی حد سے ہر شئی کا گزر جانا	بشر کو چاہیئے انجام پر رکھے نظر پہلے	۔۔

کیسا حجاب کس کی حیا اور کہاں کی شرم	پردہ سے ہاتھ۔ ہاتھ سے پردہ اٹھائیے	لا اعلم
ضائع نہ کیجئے سخن آبدار کو	یہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہے	،،
بزیر جامہ نہاں کردہ برہنہ لیکن	بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی	،،
ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	،،
وقتے بعقہر گوئے کہ صد کوزہ نبات	گر گر چنان بکار نیاید کہ حنظلے	،،
بقومے کہ نیکی پسند د خدا	دہد خسرو عادل و نیک رائے	،،
رعیت نوازی و سرکشی	نہ کار یست بازیچہ و سرسری	،،
سرا دنیا ہی کوچ کی جا ہر ایک کو خوف عدم ہے	یہاں سکندر یہاں نہ دارا نہ ہی فریدوں یہاں نہ جم ہے	،،
دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے	جس ہاتھ میں یہ عیب نہیں دست غیب ہے	،،
ہے رشک ضعیفی جوانی ہماری	تلف ہوگئی زندگانی ہماری	،،
ہوتی ہے سخی کو شرم دوچند	سائل جو خجل ہو اس کے در سے	،،
جب شریفوں میں ہو حرام و زنا	کیوں نہ برسیں فلک سے انگارے	،،
عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے	کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہئے	،،
گر لاعلاج ہے تو کلیجہ کا داغ ہے	بدتر وہ قبر سے ہے جو گھر بے چراغ ہے	،،
جنون ز سر بنہ و دست عقل گیر و بیا	کزین بہانہ مسلم نہ کرشیدائی	،،
ہر چند سپر داری آر آہ دلم می ترس	کز سینۂ مجروحان ہر آہ بود تیرے	،،
رحم کر مجھ پر کبریا کے لئے	نہ ستا تو مجھے خدا کے لئے	،،
بری عورتوں کا نہیں اعتبار	ادھر کی طبیعت اُدھر ہوگئی	،،
بھلا ہمدرد انساں کو کہیں ملتا ہے دنیا میں	جنھیں گھر بیٹھے ملجائے بڑا انکا نصیبا ہے	،،
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوے بتاں کی ہے	مجھ کو خبر نہیں مری مٹی کہاں کی ہے	،،
پی بھی لے زاہد جوانی میں شراب	عمر بھر ترسے گا اس دن کے لئے	،،
اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے	،،
تدبیر کیا کروں مری قسمت کی بات ہے	قسمت خراب ہو تو گلہ کس کے ساتھ ہے	،،

ہم غیر اور دونوں اک جا ہم نہ ہونگے	ہم ہونگے وہ نہ ہوگا وہ ہوگا ہم نہ ہونگے	۱۱۴
زہرہ در رقص بعد ناز و طرب زین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	"
طواف کعبہ میں اب بت ملا ہے	کرو سجدے عنایت ہے خدا کی	"
کم بخت جواں بیوی کو قسمت سے گلا ہے	بچے کی طرح گود میں شوہر جو پلا ہے	"
ہم تم ہیں جو ایک پھر جدائی کیسی	دل ہی نہ ملا تو آشنائی کیسی	"
مل گئی ثروت ہمیں یا کوئی نعمت مل گئی	آپ کیا آئے کہ لاکھوں ہی کی دولت مل گئی	"
شب فراق کی یارب سحر نہیں ہوتی	یہ کیسی رات ہے مرکر بسر نہیں ہوتی	"
دل آزردہ کہتا ہے نہ بولوں یار سے لیکن	جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آہی جاتی ہے	"
بوڑھے شوہر کی دیکھ ناکاری	کیوں نہ بیوی کرے زناکاری	"
کچھ سوچ سمجھ کر وہ گلا کاٹیں ہمارا	رگ رگ میں محبت ہے فقط دل میں نہیں ہے	"
تو خواہی آستین افشاں و خواہی امن اندر کش	مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی	"
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ بنگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	"
کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی	پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی	"
قول سے پھرتے نہیں قول کے کرنے والے	جنگ سے ہٹتے نہیں جنگ میں مرنے والے	"
ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئیں گے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئیں گے	"
غم دادی و غمخواری نکردی	دلم بردی و دلداری نکردی	"
نہیں معلوم کیا نیرنگ گلشن میں کھلاتا ہے	کہ شبنم صبح تک روتی ہے غنچہ مسکراتا ہے	"
گر زمین را بآسمان دوزی	نہ دہندت زیادہ از روزی	"
کرو نہ عشق طوائف کا کبریا کے لئے	بچاؤ جان و جوانی و زر خدا کے لئے	"
سانولی دیکھ کے صورت کسی متوالی کی	گو مسلماں ہوں پہ بول اٹھتا ہوں جے کالی کی	"
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	خصوصاً چلتی پرزہ بیسوا سے	"
آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں	ٹھوکریں کھاتا ہمارا سر چلے	"
بقول دشمن پیمان دوست بشکستی	ببین کہ باکہ بریدی و باکہ پیوستی	"

...لے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم	دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی	لا اعلم
مفلسی سب بہار کھوتی ہے	وضع ہر وضعدار کھوتی ہے	"
...ندگی ہجر میں کیا خاک بسر ہوتی ہے	غم کی جو رات ہے آنکھوں میں سحر ہوتی ہے	"
نہ مرکر بھی بیداد ظالم نے دیکھا	تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے	"
درد و غم رنج و الم حزن و قلق	ہجر میں دو چار یہ ہمدم رہے	"
...ما داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی	چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی	"
...سب میں ذلیل و رسوا ہم خوب ہو چکے ہیں	اب اور کیا کریں گی آزادیاں ہماری	"
...لکھے دوست کو احوال سناؤں کیونکر	ٹکڑے ہوتا ہے کلیجہ میرے افسانے سے	"
...میر بند شکم را دو شب نگیرد خواب	شبے ز معدہ سنگے ۔ شبے ز دلتنگے	سعدی
چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی	فزون گرددش کبر و گردن کشی	"
...رشتہ کہ دلیل ست بر ضرر این باد	چہ غم خورد کہ بمیرد چراغ بیوہ زنے	"
غمے کز پیش شادمانی بری	بہ از شادی کز پسش غم خوری	"
...گر حنظل خوری از دست خوش خوے	بہ از شیرینی از دست ترش روے	"
...ربخت روے ترش کردہ پیش یار عزیز	مرو کہ عیش برو نیز تلخ گردانی	"
...بحاجتے کہ روی تازہ روے و خنداں رو	فرو نہ بندد کار گشادہ پیشانی	"
...مبر حاجت بہ نزدیک ترش روے	کہ از خوے بدش فرسودہ گردی	"
اگر حاجت بری نزد کسے بر	کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی	"
گربہ مسکین اگر پر داشتے	تخم کنجشک از جہان برداشتے	"
...آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	لا اعلم
یکے کردہ بے آبروے بسے	چہ غم دارش ز آبروے کسے	سعدی
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموے کشی	"
...چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	"
سرمایہ عمر تو ہمین یک کفن است	انہم بگمان است بری یا نہ بری	لا اعلم

مہیا گرچہ سب سامانِ ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

تو ناکردہ بر خلق بخشایشے
کجا بینی از دولت آسایشے

ہر دم از عمر میرود نفسے
چون ندیدم فزو نماند بسے

غم صیاد فکر باغباں ہے
دو عملے ہیں ہمارا آشیاں ہے

جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی
آپ کی یوں ہی خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی

پیسہ ہی رنگ و روپ ہے پیسہ ہی مال ہے
پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

مردی بود فتادہ را پاے زدن
گر دست فتادۂ بگیری مردی

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

بت حرم میں بھی نہیں چین سے رہنے دیتے
روز پیغام چلے آتے ہیں بتخانے سے

ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے

کن در ملک سلطان ہر چہ خواہی
کہ شرکت بر نتابد بادشاہی

رقیب روسیہ پر گر پڑیگی ایک دن بجلی
ہماری آہ کا ہرگز نہ جائے گا اثر خالی

بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغاں ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے

آپ ہیں اور اپنا کمرا ہے
نہیں معلوم دھیان کس کا ہے

رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں
ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

تلاش انکو ہے میرے رازداں کی
نئی ترکیب نکلی امتحاں کی

قدر الو کی الو جانتا ہے
ہما کو کب چغد پہچانتا ہے

مشتہر کی جو خبر یار نے گھر جانے کی
خوب تدبیر نکالی مرے مر جانے کی

سیر نیرنگ جہاں دیکھا کیئے زندان عشق
شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلماں ہو گئے

جو کچھ دکھائے چرخ ستمگار دیکھئے
جو آگے آئے بس اُسے ناچار دیکھئے

ڈاہ سوتاپے کی یہ سچ ہے بری ہوتی ہے
قلب پر بیاہتا کے ایک چھری ہوتی ہے

چار دن کی دوستی کا ہے زمانے میں رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے

چال ان کی دیکھنا گویا بڑے مظلوم ہیں	سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہو گئے	لا اعلم
شکل امید بھلا کس کو نظر آتی ہے	صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے	،،
کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہے	خاک سے میری کوئی ساغر بنایا چاہیئے	،،
فاصلہ کوچۂ محبوب کا کیا پوچھتے ہو	جیسا مشتاق ہو نزدیک بھی ہے دور بھی ہے	،،
حمد اور پرستش کا سزاوار خدا ہے	ہم لوگ تو مجبور ہیں مختار خدا ہے	،،
گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے	،،
یاد وہ لطف جب کہ آتا ہے	سانپ چھاتی پہ لوٹ جاتا ہے	،،
غم کھاتا ہوں لیکن مری نیت نہیں بھرتی	کیا غم ہے مزہ دار طبیعت نہیں بھرتی	،،
دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں	ہم کو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی	،،
نہیں ساتھ غم میں کوئی گر مرے	تری ذات پر ہے سہارا مجھے	،،
شب وصل کا وقت ہے عنقریب	کہ دن کی تو اب دوپہر ڈھل گئی	،،
سخت آفت ہے سخت آفت ہے	مرنا اولاد کا قیامت ہے	،،
سفینہ جب کہ کنرہ سے آلگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیئے	غالب
منہ پہ انکے آگئے گیسو جو بل کھاتے ہوئے	ہم نے دیکھے ماہ پر دو سانپ لہراتے ہوئے	لا اعلم
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	،،
بچپنا ہے تو ضدیں بھی ہیں نرالی انکی	اس پہ بگڑے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھیں گے	،،
اس طرف صبر و رضا اور ادھر ناز و ادا	معرکہ قہر کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے	،،
پوچھو مسافروں کی نہ کچھ بود و باش کو	غربت کی چھاؤنی ہے جہاں وہ مقام ہے	،،
اے جوش جنوں تری بدولت	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے	،،
بظاہر لاکھ حسن و عشق سے ہیں بھاگتے زاہد	پسند ان کو بھی لیکن اچھی صورت آ ہی جاتی ہے	،،
ذرا بھی حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم میں	ادا، غمزہ، چتون، شوخی، شرارت آ ہی جاتی ہے	،،
نہیں معلوم شب غم رہی کتنی باقی	آج کیا ٹوٹ گئے سارے گھڑی کے پرزے	،،
کبھی ہوتا ہے دشمن آپ اپنا جوہر ذاتی	گرفتار قفس بلبل نہ کیوں ہو خوشنوائی سے	،،

مدام سر پہ مصیبت پڑی نہیں رہتی	ہمیشہ یار کسی کی اڑی نہیں رہتی	۱۱
نظر کوئی اپنا تو آتا نہیں	جو موجود یاں ہے وہ بیگانہ ہے	،،
دل بلبل چمن میں آج کن جھگڑوں میں الجھا ہے	ادھر صیاد کی دہشت ادھر گلچیں کا کھٹکا ہے	،،
ہم کو اس قید الم سے تو رہائی ہوتی	شب ہجراں کے عوض موت ہی آئی ہوتی	،،
تہی دست جو ہو کہو کیا کرے	نہیں اس کا قابو جئے یا مرے	،،
وہ حسن وہ انداز وہ پھر بانکپن اس کا	چھل بل ہے قیامت کی تو نوک ہے غضب کی	،،
سوا تیرے کسی سے اور الفت ہو تو کافر ہو	تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے	،،
ہم تو اشارہ فہم ہیں اور زود فہم بھی	ملتے ہی آنکھ بات ترے دل کی پا گئے	،،
دل کو وہ مول لیکر کہتے ہیں فکر کیا ہے	یہ چیز اپنی کر لی قیمت بھی مل رہے گی	،،
برپا کریں گے حشر قیامت بھی ڈھائینگے	پر جیتے جی رقیب کے بس میں نہ آئینگے	،،
کٹ جائینگے مر جائینگے پیچھے نہ ہٹیں گے	یہ سوچکے نکلے ہیں کہ میداں میں ڈٹیں گے	،،
دوست صادق جانئے اسکو کہ جو	رنج و غم میں کام آئے دوست کے	،،
ہوئیں مدتیں کہ نہیں خبر وہ کدھر ہیں اور ہیں ہم کدھر	نہ ہے نامہ بر نہ پیام بر نہ سلام ہے نہ پیام ہے	،،
دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی	ہاں کچھ نہ کچھ تلافیٔ مافات چاہیے	،،
تری مشق ستمگاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	ہمارے دل کو بیماری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	،،
اب بنائے سے نہیں بنتی ہے کچھ	پڑ گئی کیسی غضب میں جان ہائے	،،
میں اگر عاصی ہوں وہ غفار ہے	حق تعالےٰ کی بڑی سرکار ہے	،،
اے دل ذرا تو ہوش میں آ وقت تنگ ہے	سامان کوچ کر کہ بڑی اب درنگ ہے	،،
کیا شوخیاں ہیں ابلق لیل و نہار کی	جمتی نہیں ہے ران کسی شہسوار کی	،،
شب ہجر یوں ہی بسر ہو گئی	تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی	،،
پروں کو کھولدے ظالم جو ذبح کرتا ہے	کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی	،،
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا مسجد	کسی ویرانے میں بنا لیں گے	،،
گزری جوانی پیری بھی اب آشکار ہے	اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے	،،

بیکار خفتگان لحد کو نہ جانیے	جڑ آسماں کی کھود رہے ہیں پڑے پڑے	لااعلم
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	"
چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	اسد
ہاں مال غیر کف میں تصرف نہ چاہیے	آپس میں دوستوں کو تکلف نہ چاہیے	لااعلم
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق است و ہزار بدگمانی	"
کیا آپ بت بنے ہوئے بیٹھے ہیں بزم میں	کچھ بے تکلفی بھی تو صحبت میں چاہیے	"
داغ فرقت ہے مرے دل میں جلن پڑتی ہے	جوش گریہ ہے کہ ساون کی بھرن پڑتی ہے	"
ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود	جبیں رہے نہ رہے آستاں رہے نہ رہے	"
یہ کس رشک مسیحا کا مکاں ہے	زمیں جس کی چہارم آسماں ہو	"
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے	"
جفاؤں سے ہم اس بت کو پشیماں کرکے چھوڑیں گے		"
	مسلماں ہیں تو کافر کو مسلماں کرکے چھوڑیں گے	"
دل عاشق کو جلاتے ہو غضب کرتے ہو	آگ کعبہ میں لگاؤ گے تو بدعت ہوگی	"
مرا احوال سنکر کس لئے یہ مہربانی ہے	ترے قرباں اسے ظالم یہ تیری ہی کہانی ہے	"
گر خون کا محضر بھی وہ لکھکر ہمیں دیویں	واللہ ارادہ ہے کہ ہم صاد کریں گے	"
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر	چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے	"
خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کے کاٹے سے	نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے	"
جہاں سوزی اگر در غمزہ آئی	شکر ریزی اگر در خندہ باشی	"
موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے	مرغوں میں چہچہے ہیں چمن میں بہار ہے	"
باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپکی	تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی	"
مجھے دیکھو کہ میں بھی آدمی ہوں	جوانی کیا تمہیں پر پھٹ پڑی ہے	"
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوئے مردمی	میدان کارزار میں ٹھہرے تو مرد ہے	"
نیم موے نقاب از چہرہ بردار	نمی آید خوشم این لن ترانی	"

محفل میں گدگداتی تھی شوخی نگاہ کی | شیشوں سے آرہی تھی صدا قاہ قاہ کی — لا اعلم

کیوں بتوں کو حسن بخشا تھا جو ہم بھولے تجھے — ،،

منصفی اے داور روز قیامت چاہئے — ،،

من بدنام را کشتی بہ غمزہ | کرم کردی الٰہی زندہ باشی — ،،

مدت شادی و غم نیست برابر بجہاں | گریۂ شمع شبے خندۂ صبح ست دمے — ،،

بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے | سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے — ،،

واقف جو ہم نہیں ہیں اس بزم میں کسی سے — ،،

ہیں کیا غریب بیٹھے چپ چاپ اجنبی سے

نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد | مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے — ،،

تم اپنے شکوہ کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو

حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے — ،،

زمانہ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے | تری آنکھوں کا پھر جانا ستم ہے — ،،

نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا | تڑپتے رہے نیمجاں کیسے کیسے — ،،

نہ تھے ہم پیش ازیں آگاہ حال عشقبازی سے | نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے — ،،

باللہ ہے ترا حسن حسینان چگل سے | سب بزم ہے مشتاق نکل پردۂ دل سے — ،،

حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنیں نہیں | زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے — ،،

آئے نہ آئے رحم انھیں اختیار کیا | ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے — ،،

قمریاں عاشق ہیں تیری سرو بندہ ہے ترا | بلبلیں تجھ پر فدا ہیں گل ترا دیوانہ ہے — ،،

مے پیکے عید کیجئے گزرا مہ صیام | تسبیح رکھئے ساغر و مینا اٹھائیے — ،،

خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے | آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے — ،،

یوں تو منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو | جب میں جاؤں کہ میرے بعد مرا دھیان رہے — ،،

خدا کا قہر بتوں کا عتاب سہتا ہے | اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب سہتا ہے — اعلم

کہ بر خاطر بادشاہان غمے | پریشان کنند خاطر عالمے — ،،

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے		لا اعلم
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے		"
وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی	حاصل از حیات اے جان یکدم ست گر دانی	"
جس بات کو نہ چاہے طبیعت وہ قہر ہے	مرنے کی جب خوشی ہو تو امرت بھی زہر ہے	"
بہار آئی خزاں کے دن گزر گئے	پیالے جام دے ساقی تو بھر کے	"
مہربانی کے بھی دن آ ہی گئے	کیا ہوا گر کچھ دنوں برہم رہے	"
مرا خواندی و خود بدام آمدی	نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی	"
یہ ڈھنگ طور اس بت رعنا کے ہو گئے	مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی	"
جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ ستمگر اور ہے		"
زخم ہے جس کا رگ جاں میں وہ نشتر اور ہے		"
رہتا ہے آدمی کا نشاں اس جہان میں	بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لئے	"
اقرار جو کئے تھے کبھی ہم سے آپ نے	کہئے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے	"
آدمی را قوت دست از دل ست	ہر کرا دل قوی بازو قوی	"
درد سر ہو تو کچھ دوا کیجے	دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے	"
ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے	او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے	"
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لیکے پرانے	اور سکہ رواں شہر میں مدت کا نیا ہے	"
درد دل عشق کی خامی سے عیاں ہوتا ہے	ہیزم تر کو جلاؤ تو دھواں ہوتا ہے	"
اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشا	"
خود جوانی ہے جوانی کا سنگار	سادگی زیور ہے اس سن کے لئے	"
جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی	کیا یہ دنیا عاقبت بخشائے گی	"
مزار غریباں تاسف کی جا ہے	وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جا بجا تھے	"
یہ ایک اور تازہ مصیبت ہوئی	کہ دعوت یہاں کی عداوت ہوئی	"
بچکر نگہ شوق سے کترا کے چلے ہو	ہم خوب سمجھتے ہیں یہ انداز تمہارے	"

آنکھ اُس صنم کی دیکھ کے رہ رہ گئے حسیں	گوروں کی چھاؤنی ہے کلیسا کے سامنے	۲۱۹
جا چکی تھی رسمِ الفت مٹ چکا تھا نامِ عشق	اب زمانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے ہے	"
یہ جگر لائے کہاں سے آدمی	ظلم اٹھائے اور خوش و خرم رہے	"
سچ تو یہ ہے کہ برا وقت نہ دکھلائے خدا	دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی شکایت کیا ہے	"
جو دل پسند نہ ہو آگ اس سخن کو لگے	کلام وہ ہے جو خوش سارے انجمن کو لگے	"
تو نہ ہوگا تو ترا درد رہے گا دل میں	یہ تو ممکن نہیں پہلو مرا خالی رہ جائے	"
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	"
اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا	بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے	ذوق
در ساختن کار کسان سعی نماے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے	لاعلم
ابن مریم ہوا کرے کوئی	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی	"
خمیدہ کرتا ہے انسان کو گوہر شرافت کا	اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے	"
ہنگامِ نزع آپ جو رونق فزا ہوئے	رضواں پکار اٹھا درِ فردوس وا ہوئے	"
خسرو غریب ست وگدا افتادہ در شہر شما	باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری	خسرو
لطف بوسے کا اٹھانا ہے اگر	ناز بھی اُس کے اٹھانا چاہئے	لاعلم
بفرقش گل کند گر سایہ بانی	قدش خم گردد از بارِ گرانی	"
جامِ جم رکھدے طاق کسرے پر	میرا چلو شراب سے بھر دے	"
کوئی خالی نہیں دنیا کی مذمت سے کتاب	کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زمانے والے	"
بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی	بملک دلبری پایندہ باشی	"
گر تم نہیں تو اور بتِ مہ جبیں سہی	ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہیں سہی	"
خوبرو جتنے ہیں دل لیتی ہے سب کی شوخی	ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی	"
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے	بجائے شیر مارا زہر دادے	"
بڑی تکلیف تیرے ہجر میں اے بے وفا پائی	خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی سزا پائی	"
شعا بد سے مکائد سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	"

ندگی ہے تو خزاں کے بھی نکل جائینگے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئیگی	لا اعلم
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے	"
لطف شراب خواری کو ہرگز نہ چھوڑیے	سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے	"
لرزتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے	جو ہو بدرد وہ دردِ دل بیمار کیا جانے	"
دلا تجھ کو شکوہ ہے ناحق بتوں سے	دغا ان کو کرنیکی عادت پڑی ہے	"
جائے عبرت سرائے فانی ہے	مورد مرگ نوجوانی ہے	"
ہرایک بات پہ کہتے تم کہ تو کیا ہے	تمھیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے	"
میں گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	"
ستمگر۔ بیوفا۔ بیدرد۔ دشمن۔ فتنہ گر۔ ظالم	تری سیرت تو دیکھیں حسن صورت دیکھنے والے	"
کیا ستم فلک مجھے تونے دکھایا ہے	سر سے پدر کے سایہ کو تونے اٹھایا ہے	"
نہ دل بس میں نہ قابو میں جگر ہے	ہمارا حال اب نوع دگر ہے	"
حق تعالے تجھے تا حشر سلامت رکھے	اے مرے خانۂ ویراں کے بسانیوالے	"
اگرچہ پیش خردمند خامشی ادبست	بوقت مصلحت آن بہ کہ درسخن کوشی	"
واہ ری جذب محبت کی کشش	باتیں کرتے کرتے وہ دل ملگئے	"
شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے	سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے	"
لاکھ سمجھائے کسی کو کوئی کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی انسان جو کچھ کھوتا ہے	"
کیا خداداد حسن پایا ہے	آپ اللہ نے بنایا ہے	"
عشق بازی ہنسی نہیں ہوتی	دل لگی دل لگی نہیں ہوتی	"
ستم سہتے ہیں نیمجاں کیسے کیسے	وہ لیتے ہیں روز امتحاں کیسے کیسے	"
سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہیں خوب	اس بلا میں جو پھنسا شامت انساں آئی	"
وصال یار سے دونا ہوا رنج	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	"
خدنگ ناز سے اوروں کو کیجیے گھائل	بغل میں ہے مرا زخم جگر بچائے ہوئے	"
عجب رسائی ہے قسمت میں اے حنا تیری	چمن جو چھوٹ گیا دست نازنیں میں رہی	"

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخشدو
مجھے تو نالہ و فریاد کی عادت ہے طفلی سے
زمانے کی چالیں کوئی ہم سے پوچھے
فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں
امتحاں خوب جفا کا بھی وفا کا بھی ہوا
سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے
پوچھ مت راہ وفا اُس نگہ پرفن سے
شکوے تو ہیں ہزاروں گر تیرے روبرو
نہ ہوگی کبھی ان کے دل تک رسائی
خدائی کارخانوں کے کوئی اسرار کیا جانے
اُس کو مسجد ہے تم کو بت خانہ
کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض مدعا کیلئے
ظاہرا صوفی بنا باطن سیاہ
لیکن یہ کسی کام کی تقریر نہ ہوگی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں
کام آسان نہیں عشق میں جلنا مرنا
زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
خواہش کا نام عشق نمایش کا نام حسن
نہ گل رہیں گے چمن میں نہ گل میں بو باقی
وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے
جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری

لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے
سکھائی ہے فغاں کتب میں دیوان فغانی نے
کہ دیکھے ہوئے ہیں ہم آنکھیں کسی کی
دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے
تم ہمیں جان گئے ہم تمہیں پہچان گئے
نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے
ہے مہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی
جہاں ہم نہ پہنچیں وہ منزل یہی ہے
یہاں پر پردہ کے پیچھے تماشا اور ہوتا ہے
صا جو اپنی اپنی قسمت ہے
نگاہ لطف ادھر بھی ذرا خدا کے لئے
فوق تیری پارسائی دیکھ لی
جب تک نہ عمل ہو کوئی تاثیر نہ ہوگی
بے نیازی تری عادت ہی سہی
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
سوز الفت کا مزہ پوچھئے پروانے سے
حق را بسجودے و نبی را بہ درودے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے
اہل ہوس نے دولوں کی مٹی خراب کی
یہ سب مٹیں گے تجھی پر رہے گا تو باقی
یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے
جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

دشمن آتا ہے تو آنے دو سنبھل جائیں گے	ہم نہیں وہ کہ جو میدان سے ٹل جائیں گے	لا اعلم
کے گئے مدینے گئے کربلا گئے	جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے	"
اک گھونٹ چڑھا جاؤ پھر دیکھو بہار اسکی	کیا رنگ بدلاتی ہے کیا ناچ نچاتی ہے	"
قابل رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی	پردے پردے ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے	"
شکلے یاد دارم از یارے	کار ہر مرد و مرد ہر کارے	"
دیا ہے نطق خدا نے ہمیں بیاں کے لئے	زباں سخن کیلئے ہے سخن زبان کے لئے	"
تعریف کیا ہو اُس کے رخ بے نقاب کی	خوشبو جو گل کی ہے تو چمک آفتاب کی	"
غم جوانی میں بال سر کے پہن کے بیٹھے ہیں کالے کپڑے		"
اگر نہیں یہ لباس ماتم تو اور رنگت خضاب کیا ہے		"
حال عدم نہ کچھ کھلا گزرے ہی رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی	"
ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت	دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی	امانت
فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب	بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے	لا اعلم
آمد آمد انکی ہے پر آج تک آتے نہیں	غلغلے مدت سے سنتے ہیں مبارکباد کے	"
آن را کہ زروئے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	"
کوئی میری حالت کو کیا جانتا ہے	گزرتی ہے جو کچھ خدا جانتا ہے	"
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	"
یاد خدا و خدمت سلطان نقیض نیست	دل را بحق بہ بند و زبان را بجا کری	"
شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں	عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے	"
خدا کرے کہ مرا مجھ سے مہرباں نہ پھرے	جہاں پھرے تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے	"
لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں	کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی	"
برادر کی یہی ہے نیک بختی	رہے پیش برادر وقت سختی	"
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے	"
نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں جی صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	"

۲۱۱ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا | مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

جو ہووے مرغ دل دانا نہ آئے دام گیسو میں

۔۔ غرض جو بات ان کی ہے وہ گویا جعل سازی ہے

۔۔ بشر کو صبر نہیں ورنہ یہ مثل سچ ہے | کہ چپ کی داد غفور الرحیم دیتا ہے

۔۔ یا مرے مولا مری حاجت روائی کیجئے | یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے

۔۔ فتادہ کار من یارب بدست طرفہ جلادے | کہ خونم خورد و جانم بردنے دادے نہ فریادے

۔۔ ہوتی کہاں بھلائی برائی کے ساتھ ہے | کچھ نام نیک ہے تو بھلائی کے ساتھ ہے

۔۔ اک جان حزیں تا بکجا رنج اٹھائے | راحت اب اسی میں ہے کہ جلدی اجل آئے

۔۔ شراب عیش کبھی ہم نے پی تھی اے مخمور | اُسی کے نشہ کا اب تک خمار باقی ہے

ایک آفت ہو تو اس کا ہی میں رونا روؤں

۔۔ چرکے کھائے ہیں ہزاروں ہی جگر نے میرے

۔۔ عشق آفات آسمانی ہے | برسوں لوگوں نے خاک چھانی ہے

۔۔ کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے | تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے

۔۔ باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس رہے | چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس رہے

۔۔ نسیم صبح کہ مستانہ وار می گزری | ندانمت ز کدامی دیار می گزری

۔۔ یہ مان لو کہ یاد تمھاری نہ جائے گی | جب تک ہماری جان ہمارے بدن میں ہے

۔۔ ز صاحب غرض تا سخن نشنوی | کہ گر کار بندی پشیماں شوی

۔۔ نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کہ یہ شئے | عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جواں کے لئے

۔۔ روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ | سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے

۔۔ سچ یہ کسی سائیں کی صدا تھی | سکھ سمپت کا ہر کوئی ساتھی

۔۔ دعا کرتے ہیں مقبولان درگاہ خدا جس دم | قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے

۔۔ ہمارے حال سے خود عرض حال ہوتا ہے | فقیر آپ ہی صورت سوال ہوتا ہے

۔۔ چھوڑ کر کعبہ چلا ہے دیر کو | عقل پر عاشق کی کیا پتھر پڑے

پلا مے آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری	خدا کی گر نہیں چوری تو پھر بندے کی کیا چوری	لا اعلم
مجلس وعظ میں نہ جائیں گے	رہنے والے شراب خانے کے	"
نزدیک شاخ گل کے بلبل سمجھ کے جانا	پھندے لگا رہا ہے صیاد چپکے چپکے	"
دمبدم دل کو بے قراری ہے	آہ و فریاد و اشکباری ہے	"
خط نہ آئے نہ سہی پیک ہی آئے کوئی	منتظر ہوں خبر یار سنائے کوئی	"
شکوہ نہ یار کا نہ شکایت رقیب سے	جو کچھ ہوا خدا سے ہوا یا نصیب سے	"
یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر	آسودگی لفظے ست یہاں ہے نہ وہاں ہے	"
کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموشش کن در ہیچ بابے	"
دیکھے سے اڑیں ہوش نہ کیوں اہل حسد کے	آنکھیں تو ہیں آہو کی پہ تیور ہیں اسد کے	"
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی	منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے	"
سنبھالیں دل کو کیونکر کیا کریں ہم	بڑی مشکل میں جاں اپنی پڑی ہے	"
ہلے، اب کیا کہئے سمجھائیں دل بے تاب کو	ان سے ہم کہتے رہے کہہ جاؤ کچھ جاتے ہوئے	"
منظور ہے گزارش احوال واقعی	اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے	"
طالب صبر ہیں گو مورد بیداد رہے	جو ستائے ہیں آباد رہے شاد رہے	"
مجھ بلا نوش کو تل چھٹ بھی ہے کافی ساقی	بھر دے چلو میں جو ہو شیشہ میں باقی ساقی	"
آگ جس دل میں ہو خود شعلہ فشاں ہوتی ہے	برق بادل میں چھپانے سے نہاں ہوتی ہے	"
بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دل ہوشمنداں بسے	"
چو از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی	"
یا سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	"
اس بندہ نوازی پہ جھکا اب سر تسلیم	مرضی وہی عاشق کی ہے جو تیری رضا ہے	"
حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ	دارد ہزار عیب ندارد تفضلے	حافظ
دل دکھوں کو نہ ستا اس میں ہے ترک اولیٰ	ان کی وہ آہ ہے جو عرش ہلا آتی ہے	لا اعلم
خدا را بت ناداں دراز سن تو کرے	ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے	"

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہے میرا ہی کہ جہاں تو سما سکے	۱۷۱
گر او یار ست خوش این نشستی	وگر نہ کج باخت از کمرش برستی	〃
پھولے گل رخسار ابھرنے لگے جوبن	آمد ہوئی سرو قد جاناں میں ثمر کی	〃
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو وہ مسیح الزماں ہوئے	〃
جب سمجھے نہ تم رتبۂ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	〃
باتیں نہ پوچھئے دل خانہ خراب کی	مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی	〃
پیری میں کس مزے کو جوانی کے روئیے	سو داغ دے گئے ہیں دو دن بہار کے	〃
لحد میں دوش اعزہ پہ ہو کے بار آئے	عدم میں غل ہے کہ پیدل گئے سوار آئے	〃
رکھے محفوظ خدا عشق کی بیماری سے	موت بہتر ہے کہیں دل کی گرفتاری سے	〃
اور کچھ بڑھ کر نہیں اس بات سے	تو رہے سچا جو اپنی ذات سے	〃
غیر بھڑکائیں جو انکو تو عجب کیا مونس	آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے	〃
دشمنی لاکھ کرے کوئی بھی کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	〃
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اب آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے	〃
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہئے	〃
وہ ہنستے آئے یہاں سے ہمیں رلا کے چلے	نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اٹھا کے چلے	〃
جب حسن ہے تو عشق کا ہونا ضرور ہے	آنکھوں کی کچھ خطا ہے نہ دل کا قصور ہے	〃
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	〃
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	سر چڑھتا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے	〃
تا عرس شدن از بہر فلاکت کم بود	اے خانہ خراب با زر مال شدی	〃
السلام اے بعد ما آیندگان رفتنی	بر شما خوش باد نا خوشہائے دنیائے دنی	〃
پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا	ہمیشہ اپنی آہوں کا دھواں ہے	〃
بیجا نہیں حسینوں کی ہے لن ترانیاں	اے غافلو یہ حسن خدا کی امانت ہے	۵
دانتوں نے بھی جواب دیا شیب میں حکیم	دیکھو یہ بچپنے کے رفیقوں کا حال ہے	〃

گر دہے معنوی واقف شوی	لفظ بگزاری سو معنے روی	لا اعلم
دا زپری چابک تری وز برگ گل نازک تری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	"
بات ہے جس قدر بڑھاؤ بڑھے	طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے	"
بدلا خزاں کا رنگ یہ فصل بہار ہے	جو زرد زرد پتے تھے اب ہیں ہرے ہرے	"
توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا	آسماں سے بادۂ گلفام اگر برسا کرے	"
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	"
وہ چیز جس کے لئے ہو ہیں بہشت عزیز	سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے	"
پاؤں پڑ کر بھی نہ ہووے گی رہائی تیری	میرے ہاتھ آئی ہے کس دن یہ کلائی تیری	"
بھلے کو وہ برا سمجھے برے کو وہ بھلا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی وہ سمجھے تو کیا سمجھے	"
زمانے نے کیا کیا ستایا ہے ہم کو	مگر اف بھی اپنی زباں سے نہ نکلی	"
او روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سے	بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگ سیاہ سے	"
ابر رحمت سنتے ہیں نام آپ کا	خاک روں پر کرم فرمائیے	"
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جبتلک خوں ہے	"
کام رکنے کا نہیں اے دل ناداں کوئی	خود بخود غیب سے ہو جائیگا ساماں کوئی	"
مجال ست اگر سر برین درنہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	"
دیکھنا محفل رنداں میں نہ آنا اے شیخ	یہ وہ محفل ہے کہ عمامہ اچھل جاتا ہے	"
گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے	آلٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے	"
نہ لایق بود عیش با دلبرے	کہ ہر بامداش بود شوہرے	"
گاہ باشد کہ از مدبر کار	برنیاید درست تدبیرے	"
اگر حنظل خوری از دست خوشخوے	بہ از شیرینی از دست ترشروے	"
از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم	بگزر از خط بہائم کز ملائک بگزری	"
در دیدہ و قلندری بین از ناز نگاہے	قربان نگاہ، تو شوم باز نگاہے	"
ازل میں شرح لکھ کر میرے غم کی	بری حالت ہوئی لوح و قلم کی	"

داد خواہوں میں مرا ساتھ نہ دیگا کوئی	کہ مجھکتے ہیں ابھی سے یہ برابر والے	لا اعلم
ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے	امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے	"
تا دم حشر محبت میں دعائیں دونگا	واہ کیا شئے ہے سلامت رہے قسمت میری	"
ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے	دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے	"
حضرت دل نہیں قرار تمہیں	چھوڑو پہلو کو اور گھر دیکھو	"
الٰہی کچھ نہ کچھ آرام دل کو مل ہی جائیگا	بدل دے صبح محشر کو مری شام جدائی سے	"
دل کی سوزش ہوتے ہوتے ہوگئی کم	آبلہ کیا بلبلا پانی کا ہے	"
بندہ ام گر بلطف می خوانی	چاکرم گر بقہر میرانی	"
یقین میدان کہ شیران شکاری	درین راہ خواستند از موریاری	.
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری	"
بشر کو چاہیے مل کر رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے	"
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہ جاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی	"
حال عدم کھلا نہ کچھ گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	.
باش بدخو و ستمگار و لیکن پنہان	کہ گنہ ہے زدگر باشد و ازار رنجی	
دگر مرا بہ چہ تقصیر متہم کردی	چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی	"
اے عہد با تو اگر کار نبودے	کار دل ما این ہمہ دشوار نبودے	"
بیا کہ بے تو بجان آمدم ز تنہائی	بیا کہ نیست مرا بیش ازین شکیبائی	"
قلم کجے محرم و قاصد کجا در دہن دارد	چرا احوال ما تو از زبان خود نمی پرسی	"
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے	مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	"
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	"
زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھا دیتے تھے	دیکھوں اب مرگئے پر کون اٹھاتا ہے مجھے	غالب
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار	یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے	"
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	"

چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی	سائل ہوئے تو عاشق اہل کرم ہوئے	اسدؔ
بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر وقت نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	غالب
بے طلب دیں تو مزہ اس میں سوا ملتا ہے	وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے	〃
اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے	〃
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے	〃
یکے کردہ بے آبروئی بسے	چہ غم دارد از آبروئے کسے	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان ست بورانی	لا اعلم
باز آئی و در سوز و گدازم بینی	بیداری شبہائے درازم بینی	〃
بڑھتی جب دل کی بیقراری ہے	ہوتی حالت غشی کی طاری ہے	〃
بڑھے ہیں لاکھ میرے جرم یارب	تری رحمت بہت یارب بڑی ہے	〃
غصہ نہ کھا کہ تیرے ہی حق میں ہے کچھ ضرر	ہوگا شکم میں درد غذائے ثقیل سے	〃
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی	〃
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم	بعد منزل نبود در سفر روحانی	〃
کبھی تو خاطر غسال و گورکن اے مرگ	غریب دیر سے ہیں آسرا لگائے ہوئے	〃
تدبیر ہم نے کردی جیسی کہ چاہیے تھی	سمجھو اگر تو اچھا ورنہ تمہاری مرضی	〃
متاع وصل جانان بس گران ست	گر این سودا بجان بودے چہ بودے	〃
چو تیر انداختی بر روئے دشمن	حذر کن کاندر آماجش نشستی	〃
تنگدستی اگر نہ ہو سالکؔ	تندرستی ہزار نعمت ہے	سالک
اپنی ہستی حباب کی سی ہے	یہ نمایش سراب کی سی ہے	لا اعلم
دو چیز مفت ملالت دہم [illegible] درست	سرود خانۂ ہمسایہ و حسن رہگذرے	〃
متاع گرانمایہ درم بسے	نیارم بروں تا نخواہد کسے	〃
ہزار شکر یہاں تک ہمیں خدا لایا	مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئی	〃
بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الٰہی توبہ	سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری	〃

جو کہہ گزرے وہ کہہ گزرے جو کر گزرے وہ کر گزرے
تمہارے کہنے میں واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

کیں عمر بھر خطائیں کیا عذر پیش لائیں
بخشے کہ دے سزائیں رحمان تو کر ہے

آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر میں رہے
ذرہ وہ غلطاں ہی نہیں دوران نہ گر سر میں رہے

عشق موقوف نہیں اچھی بری صورت پر
نہیں معلوم وہ کیا شے ہے جو لبھا جاتی ہے

اب ہمارے بخت نے پایا عروج
اس کی پستی تھی بلندی کے لئے

پیتے ہیں اب جناب شیخ مآب بھی
پانی کے مول بکنے لگی ہے شراب بھی

شب نشے میں مر گیا موذن کیا
آج بانگ اذاں نہیں آتی

مے پیتا ہوں اور کہتا ہوں ناصح سے یہ ہر بار
پھر ایسی خطا قبلۂ حاجات نہ ہوگی

مسند و قفچہ ارکن کا ہے یا خانۂ صیاد
ہر مرغ قفس ہانک نئی بول رہا ہے

نعمت حق کی جس نے قدر نہ کی
لات ماری بہشت کو اس نے

غم دوری سے دل جلتا ہے اشک آنکھوں سے جاری ہے
خبر لے اے مسیحا جاں لبوں پر اب ہماری ہے

مژدہ اے شوق کہ کچھ خوش خبری آتی ہے
جھومتی آج نسیم سحری آتی ہے

باہم اگر رہیں گے زن و شو ملاپ سے
ایام نیک آئیں گے اس گھر میں آپ سے

حسرت ہے کہ جو شخص پئے وصل ہو مشتاق
دے نامہ بر آکر اسے پیغام جدائی

خم کے خم پی گئے ہیں یہ حضرت
پیٹ ہے یا پکھال چمڑے کی

دنیا میں آبرو سے گزر جائے کوئی دن
سب کچھ رہا بشر کی اگر بات رہ گئی

آپ نے میرے ستانے کے لئے
کون سی بات اٹھا رکھی ہے

دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے
شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

دیکھا ہے یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

ناامیدی مٹائے جاتی ہے
شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

عزت کی بھی دیکھ لیں دنیا میں بہاریں	اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے	لاآلم
ریاض دہر میں یوں تو ہیں رنگ رنگ کے پھول	وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی	،،
محفل سے اُنکی اٹھکے کوئی جائے کیا مجال	باندھے ہوئے ہیں سب کو وہ تار نگاہ سے	،،
یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں	مچلتا ہے ان پہ طفل دلکی کیا بری خو ہے	،،
دل کو ہے اضطراب بسبب ندعاں ہو	اب تو فراق یار میں جینا محال ہے	،،
با دوست کنج باغ بہشت ست و بوستان	بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری	،،
تمہارے حسن کا چرچا جہاں ہے	مری وحشت کا بھی اُس جا بیاں ہے	،،
ایک مدت سے تمنا تھی مجھے جس دن کی	بعد مدت کے وہی روز سعید آیا ہے	،،
زاہد خشک بھلا سمجھے گا کیا حسن کی بات	اچھی صورت اُسے حیران کیا کرتی ہے	،،
فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی	اے جان جہاں جان تو یوں دی نہیں جاتی	،،
اے کہ در شوخی نظارہ ہمہ	نی نمائی ہمہ رمے از منظرے	
دوپٹہ سرخ دکھلا کر در قاتل آج کہتا ہے	شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے	،،
نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا الٹ	ٹھوکریں کھاتی ان آنکھوں کی حیا پھرتی ہے	،،
اے دل شراب پیجئے دن ہیں شباب کے	قربان واعظوں کے عذاب و ثواب کے	،،
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	،،
طاؤس رقص میں ہے عشرت پئے ہوئے	ہیں جبیں بھی مست دگلوں کو لئے ہوئے	،،
سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل	میکدہ کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی	،،
گریباں پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیوں پہنی	کہے کیا عقل دخل ایمیں جنوں کا کارنامہ ہے	،،
وہ یکایک باغ میں پہنچے جو اٹھلاتے ہوئے	کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے	،،
دن رات گفتگو ہے شراب و کباب کی	کیا منہ لگوں نے یار کی صحبت خراب کی	،
ابھی تو کمیل سمجھے ہو مگر اک دن دکھا دینگے	قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے	،،
یہ اب دریافت ہوتا ہے مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضل الہٰی سے	،،
بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہے	غلام ساقیٔ کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے	،،

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام	سو بار بیٹھے بیٹھے ہیں تم رُلا چکے	لا اعلم
میرے حال پر رحم کرتا نہیں ہے	خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہیں ہے	"
شدنی امر میں ہو وہم و گماں کیا معنی	موت کے نام سے یعنی خفقاں کیا معنی	"
جبکہ ایام بد اور بخت زبون ہوتا ہے	گر الف لکھئے تو خم کھا کے وہ نون ہوتا ہے	"
لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی	رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی	"
بیٹھے رہے زمیں میں خزانے کو گاڑ کے	موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے	"
یاں قاقم و حریر کی کیا کیا خرید ہے	واں جامۂ حیات کی قطع و برید ہے	"
طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	"
کسے از دارمی نالد کسے نالد ز بیداری	غم منصور از دار ست و درد من ز ناداری	"
بہ محفل شمع تابان در گلستان رنگ و بو باشی	الٰہی ہر کجا باشی بہار آرزو باشی	"
تلسی غربت چھیڑے بُری غریب کی ہائے	موئی کھال لہار کی لوہ بھسم ہو جائے	تلسی داس
جب بھوک لگی آپ کو تنور کی سوجھی	جس وقت بھرا پیٹ تو پھر دور کی سوجھی	لا اعلم
خدا جانے گلشن میں آمد ہے کس کی	کہ پھرتے ہیں کیوں باغباں دوڑے دوڑے	"
ہم مردمک دیدہ کریں کیوں نہ فرش راہ	گزرے گی اس طرف سے سواری حضور کی	"
بھونرا تو بھی پھول کا کلی کلی رس لے	کانٹا لاگا پریم کا تڑپ تڑپ جیا دے	"
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی	"
اے شیشہ گرو تم سے یہ ایک عرض ہے میری	دل ٹوٹا بنا دو یہ عجب شیشہ گری ہے	"
دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ	"
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	"
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	سائے کی طرح وہ ہیں ادھر کے نہ ادھر کے	"
فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان	اتنی سی عمر میں کوئی کیا کیا کرے	"
کس قدر باوفا ہے اس کا خیال	بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے	"
خوب نکلیں گے حوصلے دل کے	آؤ سو بھی رہیں گلے مل کے	"

غربت زدوں کے سر پہ چلا تیر نہ اگر	اے شور صبح محشر اجاگے ہیں رات بھر کے	لا اعلم
اے تماشا گاہ عالم روئے تو	تو کجا بہر تماشا می روی	″
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و پگا	دن کا کو پوچھے کسی کا مقام ہوتا ہے	دبیر
ڈھیر دیکھے گلرخوں کی خاک کے	وہ کیا بڑھ تنگ ہے افلاک کے	صبا
شغالے دشت ما ترندرانی	تیرے تیز نگت ما ترندرانی	لا اعلم
دست و پا رکھتے ہیں تو کیوں بیکار بیٹھے رہیں	اٹھیں گے ہم اپنی قسمت کو بنانے کے لئے	″
موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس	یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے	″
اے زبان ہمہ گنج بے پایاں توئی	اے زبان ہمہ رنج بے درمان توئی	″
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے	″
دوستی کا بھر رہے تھے جن کی دم	آستین کے سانپ وہ ہی بن گئے	″
پہلوئے داغ جل اٹھے سینہ کے داغ سے	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	″
ناصح کی گفتگو سے طبیعت بہک گئی	سچ ہے کہ آدمی کا ہے شیطان آدمی	″
ہر چند فلسفہ کی چناں اور چنیں رہی	لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی	″
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہ ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے	″
پھر کہاں جائینگے الہٰی ہم	خلد میں بھی اگر بسر نہ ہوگی	″
پتی پران ناری کبھی بدھوا نہیں ہوتی	پی برت کے بل سے پی سے پہلی مرتی ہے	″
گھر کی بستی جو آج ہوتی ہے	کچھ نہ پوچھو ہمیں بدشگونی ہے	″
سنگ پارس سے اگر لوہا ہو سونا بنے	رونے والے سے اگر ہنس کے ملے رونا بنے	″
دل کو دل سے راہ ہے اور دل میں دل کی راہ ہے	جانتا ہے وہ جو دل کے راز سے آگاہ ہے	″
تو کار زمین را نکو ساختی	کہ بر آسمان نیز پرداختی	″
قادرا قدرت تو داری۔ ہرچہ خواہی آن کنی		
مردہ را جان تو بخشی۔ زندہ رابے جان کنی		″
صحت بھی ہو۔ روزی بھی ہو دیکھو تو سکیں	دنیا میں بشر کیلئے نعمت ہی تو یہ ہے	″

وہ برسوں سے خفا تھے ۔ مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے — لا اعلم

الٰہی کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائی ہیں
کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے کے قابل ہے

عشق کے مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے
منہ سے کہتا ہوں الف دل سے نکلتی آہ ہے

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

ملا نہ قافلۂ رہ روان ملک عدم
بہت تلاش کر آئے بہت پکار آئے

ریش باید دو سہ موئے کہ زنخدان پوشے
نکہ در سایۂ او بچہ دہد خرگوشے

جتنا جی چاہے ستالے ستم ایجاد مجھے
مثل تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے

جلیبہ میں رام بغل میں چھری
من میں جگ کی آسا بھری ہے

زیست کہتے ہیں جسے ہے اضطراب
موت کہتے ہیں جسے آرام ہے

آئے بہر [illegible] سیرِ گلشن کر چلے
دیکھ لے اپنا چمن اے باغباں ہم گھر چلے

سانس سانس پر نام لے برتھا جنم مت کھوے
کو جانے اِس سانس کا آون ہووے نہ ہووے

زمانہ چھان مارا ہے یہ دنیا دیکھی بھالی ہے
نہ کوئی ہے خوش و خرم نہ کوئی غم سے خالی ہے

کبھی رونا بھی پڑتا ہے سدا خنداں نہیں رہتی
طبیعت آدمی کی ہے کبھی یکساں نہیں رہتی

سرائے دہر میں مہماں بشر بس رات بھر کا ہے
کمر باندھے رہو تیار رہ عالم سفر کا ہے

کسی کی بھی چتا میں پیر پھیلاتا نہیں کوئی
کسی کے ساتھ اس سنسار میں جاتا نہیں کوئی

امید دستگیری بے نتیجہ ہے خیالی ہے
کسی کا اس جہاں میں کوئی وارث ہے نہ والی ہے

قید ہستی میں پھنسے یاد وطن بھول گئے
دام ہم کو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے

جوانی آدمی کی مائۂ الزام ہوتی ہے
نگاہِ نیک بھی اس عمر میں بدنام ہوتی ہے

بھولے ہوئے ہیں خود کو بھٹکے ہوئے ہیں راہیں
مدہوش ہو رہے ہیں دنیا کے رہنے والے

ایک رات دل جلوں کو یہ عیش و صال دے
پھر چاہے آسمان جہنم میں ڈال دے

دلیلِ کارروان بانگ جرس ہے
گواہ دردِ دل ایک نالہ بس ہے

اَن ہونی ہونی نہیں ہونی ہوے سو ہوے
تلسی من میدان میں تان پچھوڑا سوے — تلسی داس

جوانی اور جوانی یاد سی نیم عمر ہانی	یکا یک آگئی جذبات کی دنیا میں طغیانی	لا اعلم
در د پیری را مسیحا چارہ نتوانست کرد	تو زجہل خویشتن در فکر درمانے خودی	،،
ہے ہمیشہ ہی وجنہ سنسار میں وشواش کی	ڈوبتی ناؤ نہیں منجدھار میں وشواش کی	،،
دن ایک سے نہیں چمن روزگار کے	دو دن خزاں کے ہوتے ہیں دو دن بہار کے	،،

کیا لے آیا کیا لے جائے گا کیا بیٹھے پچھتاتا ہے
مٹھی باندھے آئے جگت میں ہاتھ پسارے جاتا ہے — کبیر داس

آہ کردوں تو جگ جلے اور جنگل بھی جل جائے	یہ پاپی جیوڑا نہ جلے جس میں آہ سمائے	

حصہ سوم

قطعات

و

رباعیات

الف

منہ میں جلوہ پایا تیرا
سے گیا وہ ہر سے تجھے
لطف کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہلِ غیرت سے یہی
گوہر کو کرے جمع یہ جوہر ہے تو کیا!
جب جود نہیں کرم نہیں فیض نہیں!
گو دارا کہ جو پیدا ہو قیصر و نوشاں میں
کہیں آئینہ زانوِ سکندر کا شکستہ تھا
جس دن کہ فراقِ روح و تن میں ہوگا
نازاں نہ ہو رختِ نو پہن کر غافل
آغوشِ لحد میں جبکہ سونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہوئیگا - (انیس
جب دارِ فنا سے جان کھونا ہوگا
عادت نہیں منہ ڈھانپ کے سونے کی انیس
یار آ - باز آ - ہر آنچہ ہستی - باز آ -
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو پڑا جو یکسر
کو دیکھ کے چل راہ بے خبر
جس دن کہ فراق روح و تن میں ہوگا
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل
کر یار مرا

آتش پہ مغاں سے داغ کا پایا تیرا
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا — حالی

افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا — اکبر

جب نفس غنی نہیں تو نگر ہے تو کیا!
مٹھی میں جو غنچے کی طرح زر ہو تو کیا! — لاعلم

عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا
کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک میں جم کا — ناسخ

مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا
اک روز یہی جسم کفن میں ہوگا — لاعلم

بجز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہوگا — انیس

میت پہ عجب طرح کا رونا ہوگا
کیا گذرے گی جب قبر کا کونا ہوگا — انیس

گر کافر و گبر و بت پرستی - باز آ -
صد بار اگر توبہ شکستی - باز آ - — لاعلم

یکسر وہ استخواں شکستوں سے چور تھا
میں بھی کبھی کسی کا سرِ پُر غرور تھا — میر تقی

مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا -
اک روز یہی جسم کفن میں ہوگا - — انیس

آں روز کہ تابوت بر ارید مرا -

اول زیر زمین سپا دید مرا — [illegible] بگذارید مرا
ضعف پیری ز بسکه بگداخت مرا — هر کس که نظر فکند نشناخت مرا
از صحبت من کنون بتان را ننگ ست — این موے سفید رو سیه ساخت مرا

یارب ز کرم به بخش تقصیر مرا — مقبول بکن نالهٔ شبگیر مرا
پیری و گناه ماجرائیست عجیب — لطف تو کند چاره و تدبیر مرا — سعدی

اے ذره چرا ز حشر بیم ست ترا — دل رمیده ز بیم فکر و دو نیم ست ترا
هر چند که غرقهٔ گناهی میندیش — خوش باش که کار با کریم ست ترا — جامی

یارب شده ام تبه بیا مرز مرا — شد روے دلم سیه بیا مرز مرا
ور دا که بجز گنه نکردم کارے — بخشندهٔ هر گنه بیا مرز مرا — نساخ

از کشت عمل بس است یک خوشه مرا — در روے زمین بس ست یک گوشه مرا
تا چند چو کاو گرد خرمن گردیم — چون مرغ بس ست دانهٔ توشه مرا — کاکی

از حرص گر آستیں فشاند دل ما — چون شر چه عجب که حکم راند دل ما
اے درد دو هزار سلطنت مفت بود — جمعیت اگر بهم رساند دل ما — درد

بیناست اگر سر نیاز ست اینجا — جام ست اگر دیدهٔ باز ست اینجا
این محفل درد جاے بدمستی نیست — هشدار که بزم امتیاز ست اینجا — درد

خواهی ز وصال شادمان دار مرا — خواهی ز فراق در فغان دار مرا
من هیچ نگویم که چسان دار مرا — زانسان که تو خواهی آنچنان دار مرا — امیر خسرو

خواهی ز فراق در فغان دار مرا — خواهی ز وصال شادمان دار مرا
من با تو نگویم که چسان دار مرا — زانسان که دلت چنان دار مرا — خیام

مشهور شدی به دلربائی هر جا — بے مثل شدی در آشنائی هر جا
من عاشقم این طور تو ام می بینم — خود [illegible] نالی و [illegible] هر جا

بیناست اگر سر نیاز ست اینجا — جام ست اگر دیدهٔ باز ست اینجا
این محفل درد جاے بدمستی نیست — هشدار که بزم امتیاز ست اینجا

...ست بزرگ برکشیدن خود را
از جملۂ خلق برگزیدن خود را
...مک دیده به باید آموخت
دیدن همہ کس را و نہ دیدن خود را۔
الم

...عشق گران قدر بیک سیر بیا
تا چند نزاع حرم و دیر بیا
کفر و اسلام جنگ باہم دارند۔
اے صلح دہ ثالث بالخیر بیا
واقف

گاہے سحر ست و گاہ شام ست عجب
از کون و فساد انتظام ست عجب
ما بند شرر ز شور ہستی غافل
در چشم زدن کار تمام ست عجب
درد

تا بتوانی خستہ مگرداں کس را۔
بر آتش خشم خویش منشاں کس را
گر راحت جاوداں طمع میداری۔
می رنج ہمیشہ و مرنجاں کس را
عطار

گر مقیم کار بسیار ست مرا۔
با سبحہ و زنار چہ کار ست مرا
ایں خرقۂ پشمینہ کہ صد فتنہ درو ست
بارش بکشم بدوش عار ست مرا
سرمد

فسق ست و فساد کار ہر روزۂ ما۔
پر شد ز حرام کاسہ و کوزۂ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر
بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما۔
آزاد

آمد سحرے ندا ز میخانۂ ما۔
کای رند خراباتی دیوانۂ ما۔
برخیز کہ پر کنیم پیمانہ ز مے
زاں پیش کہ پر کنند پیمانۂ ما۔
عمر خیام

برخیز و بیا بتا برای دل ما۔
حل کن بجمال خویشتن مشکل ما۔
یک کوزۂ می بیار تا نوش کنم
زان پیش کہ کوزہ ہا کنند از گل ما۔
عمر خیام

فسق ست و فساد کار ہر روزۂ ما۔
پر شد ز حرام کاسہ و کوزۂ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر۔
بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما۔
آزاد

کس را ابجزے نیست چہ آید فردا۔
نیرنگی قدرت چہ نماید فردا
... عالم غیب
شب حاملہ ست تا چہ زاید فردا
آزاد

... باز آ۔ ز فکر باطل باز آ۔
از وہم و خیال خام اے دل باز آ۔
... دنیا ہرگز
نے وصل نماید و نہ واصل باز آ
سرمد

ب

گردد ترا غفلت دل کرده خراب | گه آگهیست فگنده اندر تب و تاب
ای بیخبر این همه غنودن تا کی | بیدار تمام باش یا خوب بخواب
درد

افسوس که رفت نشهٔ عهد شباب | سرخوش نشدم یک دم از بادهٔ ناب
از بهر تماشای جهان همچو حباب | تا وا کردیم چشم رفتیم بخواب
غنی

این عمر عزیز نیست جز نقش بر آب | دریای غنیمت است فرصت دریاب
در بحر وجود عاقبت همچو حباب | بر یک نفست خانهٔ عمر است خراب
تقی

زر دوست درین زمانهٔ پر آشوب | باشد ز غم حادثه دایم منکوب
نزدیک برگ حرص زر پیران را | افزون گردد چو سایه در وقت غروب
خلیل

چشمی دارم چو لعل شیرین همه آب | بختی دارم چو چشم خسرو همه خواب
جسمی دارم چو جان مجنون همه درد | جانی دارم چو زلف لیلی همه تاب
لا اعلم

ای در طلب کمال سرگرم شتاب | در صورت کس مبین و معنی دریاب
هر چند عقیق ست با آتش هم رنگ | دارد بدهان تشنه خاصیت آب
غنی

ای دل ز زمانه رسم احسان مطلب | وز گردش دوران سر و سامان مطلب
درمان طلبی درد تو افزون گردد | با درد بساز و هیچ درمان مطلب
عمر خیام

سرمد تو ز هیچ خلق یاری مطلب | از شاخ برهنه سایه داری مطلب
عزت ز قناعت ست و خواری ز طمع | با عزت خویش باش و یاری مطلب
سرمد

با بط می گفت ماهی در تب و تاب | می گشت چو در آتش سوزنده کباب
در دا و دریغا که درین دیر خراب | گه بر سر آتشیم و گه بر سر آب
لا اعلم

از دار بقا فتاده در دار عذاب | آدم ز پی گندم و من بهر شراب
مرغان بهشتیم عجب نیست اگر | او از پی دانه رفت و من از پی آب
[illegible]

ت

[illegible] را اگر گلوئے بسر آید
ز شادی برجہد کاں استخوانیست
وگر نعشی دو کس بر دوش گیرند
لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست
— سعدی

گیرم کہ سریرت ز بلور و یشم است
سنگش داند ہر آنکہ او را چشم است
ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب
در دیدۂ بوریا نشیناں پشم است
— سعدی

کلید در گنج مقصود صبراست
در بستہ آن کس کہ بکشود صبراست
چہ خارے کوہ و چہ دیبائے گردوں
لباسے کہ ہرگز نہ فرسود صبراست
— سعدی

اوراق زمانہ در نوشتیم و گذشت
در فن سخن یگانہ گشتیم و گذشت
می بود دو لے ما بہ پیری غالب
زاں نیز بہ ناکام گزشتیم و گذشت
— غالب

خیام ز بہر گنہ ایں ماتم چیست
در خوردن غم فائدہ بیش و کم نیست
آنرا کہ گنہ نکرد غفران نبود
غفران ز برائے گنہ آمد غم چیست
— عمر خیام

آباد خرابات ز می خوردن ماست
خون دو ہزار توبہ در گردن ماست
گر من نکنم گناہ رحمت چہ کند
آرایش رحمت از گنہ کردن ماست
— عمر خیام

پیری کہ است و لاچہ موقعۂ ما و من ست
کی ایں ہنگام تکلف پیرہن ست
[illegible] کنوں ز تقلیع لباس
کیں موئے سفید تار و پود کفن ست
— واقف

ایام شباب با ہوس بودم جفت
نہ دیدۂ دیدہ بود و نہ گوش شنفت
در خواب غرور صرف شد نقد حیات
بیدار شدم کنوں کہ میباید خفت
— لا اعلم

[illegible] نہ در خور د کشت ما
ایزد داند گل مرا از چہ سرشت
[illegible] چون تجربۂ زشت
نہ دین و نہ دنیا و نہ امید بہشت
— عمر خیام

[illegible] کجاست
تاریک دلم نور ضیائے تو کجاست
[illegible]
این ہیچ بود لطف و عطائے تو کجاست
[illegible] است ہم [illegible]
— عمر خیام

جیبم و عصا چو شیشه کی دشاد بزی | چو نیک و بد جهان به تقدیر گذشت
سرمد
این نفس ستمگار به بین شیطان است | پیوسته عیان بود مگر پنهان ست
ابلیس خودی چرا به ابلیس بدی | در پیش خیالات تو او خیال ست

سرمد
سرمد کار اله لطف و کرم ست | از معصیت سیاه کاری چه غم ست
رخشیدن برق بین و جوش باران را | رحمت چه فزون غضب چه بسیار کم ست

حق
گر نام تو نقش دفتر افلاک است | هم از ورق حیات روزی پاک است
گر نوح هزار سال در عالم زیست | شد چند هزار سال کاندر خاک است

ولهٔ
سلطان به جهان برد سرا زد و رفت | درویش به دهر گشت پائی زد و رفت
القصه به هر دو روز در گلشن عمر | مرغی به سر شاخ نوای زد و رفت

ولهٔ
گر بر سر ماه برنهی پایهٔ تخت | در همچو سلیمان شوی از دولت و بخت
چون عمر تو پخته گشت بربندی رخت | کان میوه که پخته شد بریزد ز درخت

حافظ
می نوش که عمر جاودانی اینست | خاصیت روزگار فانی اینست
هنگام گل و لاله و یاران سرمست | خوش باش دمی که زندگانی اینست

ولهٔ
اوضاع زمانه لایق دیدن نیست | وضع خوشتر ز چشم پوشیدن نیست
دامن ز چه پاکشیده ام در دامن | دنیا تنگ ست و جای خپیدن نیست

ولهٔ
افسوس که عمر گذشت بیهوده تلف | دنیا به لعب و دین رفت ز دست
رنجید خدا و خلق راضی نشده | ضایع کردیم پاره آب و علف

ولهٔ
ناگشته دل شکسته ام خلوت دوست | با عیز به پرداختم از صحبت دوست
او یکنفس از هم منی غافل نیست | من بهر چه غافل شوم از صحبت دوست

ولهٔ
غم با ازمن دمی اگر زخم نیست | یاران قدیم را شکست [illegible]
غم [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible]

[illegible] ست این است — بر خویشتن امیر شو امارت این است
[illegible] عیب مردم گذار — مفتاح خزاین سعادت این است
لاادری

[illegible] که زیب این گلزار است — گر بینی گل و گر بچینی خار است
در دور نظاره کن مرد بینش که شمع — هر چند که نور می نماید نار است
لاادری

گر از پی شهوت و هوا خواهی رفت — از من خبرت که بینوا خواهی رفت
بنگر چه کسی و از کجا آمده‌ای — می دان که چه می کنی کجا خواهی رفت
لاادری

در دور فلک که برون و باختن است — هر اوج پی خضیض در تاختن است
غافل باشد که رفعت خود داند — بر داشتنی که بهر انداختن است
لاادری

زاهل صورت هر آنکه او در پیش است — از گردش چرخ بیشتر دل ریش است
هر گندم کاو بزرگتر گشته بقدر — از گردش آسیا شکستن بیش است
لاادری

بیگانه اگر وفا کند خویش من است — در خویش جفا کند بداندیش من است
گر زهر موافقت کند تریاک است — در نوش مخالفت کند نیش من است
عمر خیام

دنیا دو سه روز اگر چه آسان از تست — مغرور مشو که تا توئی آن از تست
چون آهوی رم خورده که وا پس نگرد — رو پیش تو و دلش گریزان از تست
لاادری

سلطان و گیر و دار عالم سهل است — وین گنبد زرنگار عالم سهل است
زنهار که فکر کار عالم نکنی — عالم سهل است و کار عالم سهل است
لاادری

دی شب عندم نصیحتی پنهان گفت — در گوش دلم گفت و دلم با جان گفت
با کس غم دل مگوی زیرا که نماند — یک دوست که با او غم دل بتوان گفت
ظهیر فاریابی

صهبای زمانه را چو پایانی نیست — احوال جهان را سر و سامانی نیست
چند از پی غم بیهوده بخود ره مده — کین مایه عمر نیز چندانی نیست
جلال الدین رومی

تا هست [illegible] افزون تماشا هم هست — تا هست نظر ذوق تماشا هم هست
[illegible] شکند — بگذار که تا سرت سودا هم هست
واقف

[illegible] جوانی بگذشت — بشتاب که وقت کامرانی بگذشت
واقف

ای شوخ بیا بگو از این چه عجب — وان هیچ که بتری [illegible]
آنکس که بدم گفت بدی سیرت اوست — وانکس که مرا گفت نکو خود نکوست
حال متکلم از کلامش پیداست — از کوزه همان برون تراود که دروست

این لعل گران توز کانی دگرست — وان دُر یگانه را نشانی دگرست
اندیشهٔ این و آن خیال من و تست — افسانهٔ عشق را زبانی دگرست

ای وای بر آن دل که درو سوزی نیست — سودا زدهٔ مهر دل افروزی نیست
روزیکه تو بی باده بسر خواهی برد — ضایع تر از آن روز ترا روزی نیست

این قصه درد و غم نمی باید گفت — این حالت پر الم نمی باید گفت
با غنچه چه حاجت ست گفتن ز فراق — با شاخ بهار هم نمی باید گفت

در مملکت وجود فرمان از تست — درمان دل بی سر و سامان از تست
ما را بدوای درد دل کاری نیست — دل از تو و درد از تو و درمان از تست

در مذهب عشق شاه و درویش یکیست — شیرینی نوش تلخی نیش یکیست
در کوزهٔ میزان خرد بیش و کم است — آنجا که بود عشق کم و بیش یکیست

هر چیز که جز خدای نامی چند است — نامی چند است و هر [illegible] چند است
تکلیف و نماز و حج و هر چیز که هست — جوشی ز پی گفتن خلقی چند است

از خویش رمیده را چه مسجد چه کنشت — توحید گزیده را نه خوب است نه زشت
خلقی ز پی بهشت بی آرامند — وین طرفه که نیست جز در آرام بهشت

یادش به دل کافر و دیندار یکیست — چون رشته که در سبحه و زنار یکیست
گر چشم بصیرت تو باز ست شرف — در دیر و حرم جلوهٔ دیدار یکیست

یک خبر دلی ز ملک کاوس بهاست — در تخت قباد و مملکت طوس بهاست
هر ناله که دردمند بسحرگاه زند — از [illegible] بهاست
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

...دم بود منیده ام چیست
دل دادم و جاں دادم و ایماں دادم
انگر شده ام زود منیده ام چیست
سود ست ۔ دگر سود منیده ام چیست
سرمد

دنیا طلبم طلب که کمتر زخس ست۔
خواہان وصالم و ہمیں ست سخن۔
بے دولت دیدار تو دیں ہم قفس ست
درخانه اگر کس ست یک حرف بس ست
سرمد

در مذہب ما سبحه و زنار یکیست
گر ہو یقینی ز خودی باز رہی۔
بت خانه و کعبه ۔ مست و ہشیار یکیست
دانی که دریں چمن گل و خار یکیست
یقینی

بائے که ترا خود رہاند دگر ست
ما منکر راه مسجد و کعبه نه ایم ۔
کاریکه ز تو ہیچ بماند دگر ست
راہیکه به مقصود رساند دگر ست
لا اعلم

صوفی گوید که دوست درخانهٔ ماست
ساقی گوید به جام و پیمانهٔ ماست
زاہد گوید که در دم و دانهٔ ماست
عاشق گوید به کوئے جانانهٔ ماست
لا اعلم

سنگے خوب مرا قبول دارد نے زشت
یارب به کجا روم بعذر مائے که من۔
نے در حرمم راه نه رویم بکنشت
نے در خور دوزخم نه شایان بہشت
واقف

آنکس که قلم به نیک نامی افراشت
نیکو ناماں زندهٔ جاوید انند
در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت
مرد آنکه بمرد و نام نیکو نه گذاشت
یوسف

ایکه امروز ترا فرصت کارخویش ست
توشهٔ راه فنا تا بتوانی بردار ۔
توشه بردار که فردا سفرے درپیش ست
که تہید ست دریں بیشه بسے دلریش ست
شاہپور

یک نیمهٔ عمر در بطالت بگذشت
عمرے که بہ دو دل جہانی آزرده
یک نیمه به تشویش و خجالت بگذشت
بنگر بچه حیلت و حوالت بگذشت
شاہپور

ہیچ دانی که شیر مردی چیست
آنکه با دشمناں تواند ساخت۔
شیر مرد زمانه دانی کیست
آنکه با دوستاں تواند زیست
قلندر

بت می شکنی که سنگ راه دین ست
خود را بشکن که بت شکستن سہل ست
می میگفتی که آب فسق و کین ست
دنیا بفگن که می فگندن این ست
لا اعلم

ہر چند زنادہ مجمع جہالست
در جہل نه حال شان بیک منوالست
غالب

کودن همه لیک لذتی کی تا دگرے — فرق خر عیسیٰ و خر دجال است

هرچند که این جماعه گور پرست — فرداست جزای ما همه دست بدست
این فرق نه کم توان تصور کردن — ما زنده پرستیم و شما مرده پرست
درد

گفتار اگر دُر رفتا ندکسے — خموشی به بسیار ازین خوشتر سنت
خردمند خامش بود چون صدف — اگرچه درونش پُر از گوهرست
ابن یمین

هردم بر دیگرے نمی باید رفت — جز پیش هنرورے نمی باید رفت
چون آب بهر زمین نمی باید شد — چون باد به هر درے نمی باید رفت
لا اعلم

علمے که در و عمل نباشد عاراست — هر سُبحه که بے ذکر بود زنار است
هر کس که به علم بے عمل می نازد — عالم نبود اعمیٰ مشعل وار است
لا اعلم

شد حشر کنون صور و سرافیل کجاست — طوق ادب از بهر عزازیل کجاست
از بهر خراب کردن بیت الله — شد فیل نمود ار ابابیل کجاست
سرمد

جز یاد حق ار حاصلت از زندگی ست — شرمندگی حاصل این بندگی ست
ذکرت همه فکر گاو خر وقت نماز — نه بندگی ست اینکه خر بندگی ست
تقی

گر کار تو نیک ست به تدبیر تو نیست — ور سر برود نیز به تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی — چون نیک و بد جهان به تدبیر تو نیست
عمر خیام

اے دل چو نصیب تو همه خون شدنست — احوال تو هر لحظه دگرگون شدنست
اے جان تو درین تنم چه کار آمدهٔ — چون عاقبت کار تو بیرون شدنست
عمر خیام

پیش از من و تو لیل و نهاری بودست — گردنده فلک برائے کارے بودست
زنهار قدم بخاک آهسته نهی — کان مردمک چشم نگارے بودست
عمر خیام

اے دل چو زمانه می کند غمناکت — ناگه برود ز تن روان پاکت
بر سبزه نشین و خوش بزی روزے چند — زان پیش که سبزه بر دمد از خاکت
عمر خیام

آن قصر که بهرام درو جام گرفت — روبه بچه کرد و شیر آرام گرفت
بهرام که گور می گرفتے دایم — امروز نگر که گور بهرام گرفت
عمر خیام

رازی

[illegible] دو روز روا نیست
[illegible] باشد کوشش ندہد سود
روزیکہ قضا باشد در وز سے کہ قضا نیست
روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست

معینی

دنیا لب ست کش عدم تعبیر ست
ہم روے زمیں پرست وہم زیر زمیں
صیدِ اجل ست گر جوان و پیر ست
این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر ست

لاادری

ایامِ بقا چو باد نو روز گذشت
تا چشم نہادیم بہم صبح دمید
روز و شب با محنت و سوز گذشت
تا چشم کشادیم زہم روز گذشت

بیدل

گیرم کہ سریرت ز بلور و یشم ست
این مسندِ قم و سمور و سنجاب
سنگش داند ہر آنکہ او را چشم ست
در دیدۂ بوریا نشیناں پشم ست

درد

کو رمز حقیقی کہ ہستیش نگفت
گلزار جہاں طرفہ سرائے کہن ست
کو گوہر معنی کہ ایجاد نہ سفت
اے درد کدام گل کہ اینجا نشگفت

درد

گر خاطر تو شاد و گر غمگین ست
احوال جہانیاں بیکصورت نیست
اندیشہ مکن کہ حال عالم این ست
یعنی کہ جہان عبارت از تلوین ست

غنی

ہوش ہست کہ سرمایۂ صد درد سر ست
در بیضہ نمی کنند مرغان فریاد
فارغ بال آنکہ از جہاں بیخبر ست
ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تر ست

رومی

در مذہبِ عاشقاں قرارِ دگر است
ہر علم کہ در مدرسہ حاصل گردد
وین بادۂ ناب را خمارِ دگر است
کارِ دگر است و عشق کارِ دگر است

[illegible]

راہِ تو بہر قدم کہ پویند خوش است
روے تو بہر دیدہ کہ بینند نکو ست
وصلِ تو بہر سبب کہ جویند خوش ست
نامِ تو بہر زباں کہ گویند خوش ست

جامی

در صورتِ آب و گل عیاں غیرِ تو کیست
گفتی کہ زغیر من بپرداز دلت
در خلوتِ جان و دل نہاں غیرِ تو کیست
اے جانِ جہاں در دو جہاں غیرِ تو کیست

[illegible]

در مذہبِ عشق شاہ و درویش یکیست
ہر کفۂ میزانِ خرد بیش و کم است
شیرینیٔ نوش و تلخیٔ نیشش یکیست
آنجا کہ بود عشق کم و بیش یکیست

[illegible]

کس در رہِ عشق محرمِ راز نگشت
سائر چو تو ہیچکس نہ پیمود [illegible]

عاقل بہ کنار آب تا پل می جست	دیوانہ پا برہنہ از آب گذشت	
در دائرۂ وجود موجود یکیست	از کعبہ و از کنشت مقصود یکیست	لا اعلم
بر منزل کائنات خطے ست بہ بیں	کاے سالک رہ عابد و معبود یکیست	
چشمے دارم ہمہ پُر از صورت دوست	ایں دیدہ مرا خوش است چوں دوست دراوست	لا اعلم
از دیدہ و دوست فرق کردن نہ نکوست	یا اوست درون دیدہ یا دیدہ خود اوست	
تا در تن ما خون بود اندر رگ و پوست	از دوست نخواہیم مرادے جز دوست	لا اعلم
بستن بہ متاع ایں جہاں دل نہ نکوست	کاینہا ہمہ فانی اند باقی ہمہ اوست	

چ

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ	بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ	سعدی
روئے طمع از خلق بہ پیچ ار مردی	تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ	

خ

چوں عُمر ہمیں رود چہ بغداد و چہ بلخ۔	پیمانہ چو پُر شود چہ شیریں و چہ تلخ۔	عمر خیام
می نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسی	از سلخ بغرہ آید از غرہ بہ سلخ	

د

تا بود دلم ز عشق محروم نشد	کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد	[illegible]
اکنون کہ ہمی بنگرم از روے خرد	معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد	
[illegible]	[illegible]	

[illegible] را بحال بدی بینم — خوش حال کسانیکه بهرحال خوش اند

لااعلم
[illegible] زن اگر دختر قصیب باشد — قرض لستان اگر وعدهٔ قیامت باشد
مرود بر در ارباب جهان بهر طمع — اگرش حاتم دوران به سخاوت باشد

〃
بس نامور به زیر زمین دفن کرده اند — کز هستیش بروے زمیں یک نشاں نماند
زندست نام فرخ نوشیرواں بعدل — گرچه بسے گزشت که نوشیرواں نماند

〃
آنانکه بکنج عافیت بنشستند — دندان سگ و دهان مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند — وزدست وزبانِ حرف گیران رستند

〃
نه بینی که پیشِ خداوند جاه — ستایش کناں دست بر بر نهند
اگر روزگارش در آرد ز پاے — همه عالمش پاے بر سر نهند

〃
سخن گرچه دلبند و شیریں بود — سزاوار تصدیق و تحسین بود
چو یکبار گفتی مگو باز پس — که حلوا چو یکبار خوردند بس

〃
هر که سلطان مرید او باشد — گر همه بد کند نکو گوید
وآنکه پادشه بنید از در — کسش از خیل خانه ننوازد

〃
زنان باردار اے مرد هوشیار — اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بهتر به نزدیک خردمند — که فرزندانِ ناهموار زایند

احسن
آنکس که گنه نکرد پیدا نه بود — او خود خلف آدم و حوا نه بود
حق است اگر خطا ز انسان نشود — عبدست اگر عفو خدارا نه بود

ضیع
هر چند که دیو نفس فوجے دارد — عنقاے هوس هواے اوجے دارد
ز آلائشِ معصیت چه اندیشم — بحر کرمش وعدهٔ موجے دارد

نعیم
آفاق زخوب و زشت خالی ماند — هم صومعه هم کنشت خالی ماند
گر عفو کنی یکے بدوزخ نرود — در عدل کنی بهشت خالی ماند

لااعلم
[illegible] کرم تراچو ما نشناسد — بیگانه تراچو آشنا نشناسد
[illegible] مکن که من [illegible] — این رابه کسے گو که ترا نشناسد

من بتو و می قرار نتوانم کرد.   احسان ترا شمار نتوانم کرد.
گر بر تن من زبان شود هر موے   یک شکر تو از هزار نتوانم کرد.
لااعلم

در حشر چو نیک و بد هراسان گردد   کار همه چون به اوست آسان گردد
هرچند که آب تلخ یا شیرین است   چون رفت بدریا همه یکسان گردد
لااعلم

زان پیش که از جهان فرومانی فرد   آن کن که نبایدت پشیمانی خورد
امروز بکن چو می توانی کارے   فردا چه کنی چو هیچ نتوانی کرد
لااعلم

این عمر به باد نوبهاران ماند   دین عیش به سیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن   انگشت گزیدنی به یاران ماند
لااعلم

انسان که ز یک دگر جگر ریش تراند   خلقے پس تر جا عتق بیش تراند
در غربت مرگ بیم تنهائی نیست   یاران عزیز آن طرف بیشتراند
لااعلم

راضی دل دیوانه بتقدیر نشد.   فارغ ز خیال و فکر و تدبیر نشد
ایام شباب رفت و باقی هوس است   ما پیر شدیم و آرزو پیر نشد
سرمد

نه دولت دنیا به ستم می ارزد.   نه لذت هستی به الم می ارزد
نه هفت هزار سال شادی جهان   با محنت پنج روز غم می ارزد.
حافظ

زن زن زوفا شود ز زیور نشود   سر سر ز خرد شود ز افسر نشود
بے گوهر گوهری ز گوهر نشود   سگ را سگے از قلاده کمتر نشود
سنائی

گفتم همه بیداد نمی باید کرد.   گفته که ز خود یاد نمی باید کرد.
گفتم که چنان گوے سخن تا شنوم   خندیده که فریاد نمی باید کرد
لااعلم

من بندهٔ آنم که دلے برباید.   یا دل بکسے دهد که جان آساید.
آنکس که نه عاشق و نه معشوق کسی ست   در ملک خدا اگر نباشد شاید.
سعدی

خواهی که خدا کار نکو با تو کند   ارواح و ملایک همه رو با تو کنند
یا هرچه رضاے اوست راضی نیست مکن،   یا راضی شو به هرچه او با تو کند
[illegible]

با مردم نیک و بد نمی باید [illegible]   [illegible] باید [illegible]

[illegible] ی باید بشد — مغرور به عقل خود نمی باید بود
[illegible] دون آید مرد — از هر چه گمان بری فزون آید مرد
[illegible] که بی تو نام تو برند — طاؤس که با تو در تو نگرند
سنائی

[illegible] هر که بود عشق دیوانه بود — ای همرهی مستنزلی این واد[illegible]
صد فرق نگردد که نگردد پیدا — مردی که به نفس خویش مردانه بود
لا اعلم

[illegible] آنکه با اهل زر جنت بخشند — در جائزه نان و نوش و نعمت بخشند
[illegible] نیز امیدی داریم — شاید که مرا باه حسرت بخشند
واقف

[illegible] به تلاش مال خواهی کوشید — با هر بد و نیک خواهی جوشید
[illegible]شیدن جا بجا مکرر شده است — اکنون از خویش چشم باید پوشید
درد

[illegible] محتاج ز غم می گریند — زان بیشتر ارباب نعم می گریند
[illegible]ست که از دست زمانه اکنون — چون ابر همه اهل کرم می گریند
درد

[illegible] اتفاق می باید کرد — با یکدگر اتفاق می باید کرد
[illegible] خودی نفاق خیزد غافل — از خود گذر اتفاق می باید کرد
درد

[illegible] خون دل صد چاک خورد — یک لقمه بصد ناله غمناک خورد
[illegible] ز کسب مال نفعی نبرد — اعمی بر گنج ماند و خاک خورد
امجد

[illegible] بی مال چون گدا می گردد — بر زر بهزار جان فدا می گردد
[illegible] ز حصول مال طامع شود — چون دانه بیابد آسیا می گردد
امجد

[illegible] هر که نکوست دوست می باید بود — بد را بر مغز پوست می باید بود
[illegible] دوست بودن با دوست — با دشمن نیز دوست می باید بود
لا اعلم

[illegible] به طاعت خیزند — صد گونه خطا کنند و خیره انگیزند
[illegible] نه هیچ چیز این — کاز جمله به یکبر مشت گلی ریزند
سهیلی

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

یاقوت سبیل ... می باید بود
با ملک دو کون عوری باید بود
این طرفه نگر که عیب هر آدمی
می باید دید و کوری باید بود۔
لاا علم

تا گم کونی اشک و چهره کاهی نشود
دل مشرق انوار الٰهی نشود۔
سالک ز سر خویش که واقف گردد
او عارف اسرار کماہی نشود۔
لاا علم

آنکس که همیشه دیدهٔ تر دارد
از خرمن عمر بیشتر بر دارد۔
از گریه بایام جوانی بگذر
باران بهار فیض دیگر دارد۔
لاا علم

چو خاک بپای یتیمان شوی ز آتش حرص
شو و به باد همه آبرو و چون نشود
غلام خاطر آنم که همت عالیش
رهین منت ابنای دهر دون نشود
میتن

بر خود در مدح و ذم نمی باید زد
بیرون از حد قدم نمی باید زد
عالم همه آئینه حسن ازلیست
می باید دید و دم نمی باید زد
سعید

هر کس بضمیر خود صفا خواهد داد
آئینهٔ خویش را جلا خواهد داد
هر جا که شکسته بود دستش گیر
بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد
بادشاہ جہانگیر

چون پیر شدی کار جوان نتوان کرد
پیری ته کافری نهان نتوان کرد
در ظلمت شب هر آنچه کردی کردی
در روشنی روز همان نتوان کرد
لاا علم

ظالم که کباب از دل درویش خورد
چون درنگری ز پهلوی خویش خورد
دنیا عسل است هر که او بیش خورد
خون افزاید تب آورد نیش خورد
لاا علم

این زمرهٔ ناخلف که از ابوالبشر ند
بیگانه چرا به یکدگر می نگرند
گر آدمیان تمام از یک پدر ند
پس بهر چه این قدر ز خود بیخبر اند
لاا علم

هر دل که هوای عالم راز کند
باید گره علاقه را باز کند
دام است تعلقات دنیای دنی
در دام چگونه مرغ پرواز کند
لاا علم

عشق است که همواره نهایان ماند
با صد هزار جامه عریان ماند
پوشیدن عشق نیست در دل ممکن
بر تخت جلوس شاه پنهان ماند
آزاد

گویند بحشر گفتگو خواهد بود
وان یار عزیز تند خو خواهد بود
عمر خیام

از خیبر محض جز نکوئی ناید — خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود

اسرار ازل باده پرستان دانند — قدر شب و جام تنگدستان دانند
گر چشم تو حال من بداند چه عجب — شک نیست که حال مست مستان دانند
عمر خیام

صاحب نظر آنکه زنده جاوید ند — وارسته ... ز فارغ از امید ند
در هر چه نظر کنند او را بینند — ذرات ... ن آئینهٔ خورشید ند
سحابی

اعیان همه شیشه‌های گوناگون بود — کافتاد ... بر تو خورشید وجود
هر شیشه که بود سرخ یا زرد و کبود — خورشید ... ان هم بهمان رنگ نمود
جامی

رفتم به کلیسای ترسا و یهود — ترسا و یهود جمله را روی تو بود
از شوق جمال تو به بت خانه شدم — تسبیح بتان زمزمهٔ ذکر تو بود
رومی

آن عقل کجا که در کمال تو رسد — آن روح کجا که در جلال تو رسد
گیرم که تو پرده برگرفتی ز جمال — آن دیده کجا که در جمال تو رسد
قاسم

زاهد بحریم کعبه جا میخواهد — راهب صنم و کلیسیا میخواهد
غمناک طرب خسته شفا میخواهد — خوشحال دل آنکه ترا میخواهد
ظهوری

روزیکه تنم زین ده ویرانه برند — تابوت مرا عاقل و دیوانه برند
این لقمه ... مکانیست که بیماران را — زین خانه بدشگون بآنخانه برند
لا اعلم

تو هیچ ... ی که جسم و جانت دادند — بر کسب و عمل تا بدو توانت دادند
از داده و نا داده شکایت چه کنی — کان چیز که هست رایگانت دادند
لا اعلم

گو منصور و انا الحق و دار چه شد — گو ابراهیم و گلشن و نار چه شد
از آمد و رفت عالمی سر در بن — زنهار مپرس کاخر کار چه شده
لا اعلم

هر گوشه فضای صد بیابان دارد — هر غنچه بهشت خود گلستان دارد
گر عقدهٔ خاطرت کشاید بینی — هر قطره بجیب خویش طوفان دارد
درد

کی حال فتاده هرزه گردی داند — بی درد کجا لذت دردی داند
تا مرد بچیزی نخرد مردان را — مردی باید که قدر مردی داند
لا اعلم

عمرخیا

صد سال در آتشم اگر مهل بود
آن آتش سوزنده مرا سهل بود
با مردم نا اہل مبادم صحبت
کز مرگ بتر صحبت نا اہل بود

عمرخیا

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرا
وز کوزهٔ بشکسته دم آبے سرد
مامور کسے دگر چرا باید بود
یا خدمت چون خودی چرا باید بود

سحا

عالم ہمہ در دست دو دو امیخواهد
از خوانِ کرم برگ و نوا میخواهد
کس بیحاجت نمی توان بودن
درویش غذا، شہ اشتہا میخواهد

ابن

کریم زاده چو مفلس شود بدو پیوند
که شاخ میوه دگر بار بارور گردد
لئیم زاده چو منعم شود ازو بگریز
که مستراح چو پر گشت گنده تر گردد

ابن

با بدان کم نشین که صحبت بد
گرچه پاکی ترا پلید کند
آفتابے باین بزرگی را
لکهٔ ابر ناپدید کند

سنا

آنکس که ترا تاج جہانبانی داد
مارا ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشید لباس ہر کرا عیبے دید
بے عیبان را لباس عریانی داد

شفا

این عمر بابر نو بہاران ماند
وین عیش بسیل کوہساران ماند
زنہار چنان بزی که بعد مردن
انگشت گزیدنی بہ یاران ماند

عنو

ہر کس کہ بخویشتن گمانے دارد
چون درنگری عیب نہانے دارد
عمریست که در باغ جہان گردیدم
ہر میوه که دیدم استخوانے دارد

در

این گورپرستان پے باطل باشند
از لجهٔ علم سوے ساحل باشند
خود زنده و با مرده نیاز آورده
از زندهٔ لایزال غافل باشند

در

ہر دل که چو گل شگفت آخر پژمرد
طبعی که چو شعله گرم گردید فسرد
اینجا ہر کس بطرزِ خاص اے درد
پیدا شد و شاد گشت و غم خورد و بمرد

دون ہمت اگر مال و زر پیدا کرد
چون مور برائے خود پری پیدا کرد
کے مرتبهٔ سفله فزاید اسباب
عیلی نشود ہر که خرے پیدا کرد

شہ نیست کسے که تخت عاج دارد
تا آنکه نه شاہانه مزاجے دارد

یعنی که خرد ز پیش ارباب شعور
سلطان نشود اگرچه تاجی دارد
درد

دریا طلب آمدم سرابم کردند
تعمیر طلب شدم خرابم کردند
گفتم بنمائید بمن خصم مرا
هم صحبت آئینه و آبم کردند
لا اعلم

گیرم که فلک همدم و همساز آید
ایام نشاط و طرب و ناز آید
یاران موافق از کجا جمع شوند
وین عمر گذشته از کجا باز آید
لا اعلم

عارف سخن از سر نهان نتواند
واصل صفت وصل بیان نتواند
چون قطرهٔ پیوسته بدریا گم شد
گم گشته ز گم کرده نشان نتواند
لا اعلم

عاشق که غم از جان خرابش نرود
تا جان رود از تن تب و تابش نرود
خاصیت سیماب بود عاشق را
تا کشته نگردد اضطرابش نرود
فیضی

سحر می گفت بلبل باغبان را
درین گل جز نهال غم نگیرد
به پیری می رسد خار بیابان را
ولی چون گل جوان گردد بمیرد
رنبال

ای گل از نسیم اگر بجانت بخشند
چون بر تو شبی گذشت نامت نبرند
گر بیز عزیز دو نگاه خوارت شمرند
بر سر ریزند و زیر پایت سپرند
حکیم سنائی

در جامهٔ صوف بسته زنار چه سود
در صومعه رفته دل به بازار چه سود
ز آزار کسان راحت خود می طلبی
یک راحت و صد هزار آزار چه سود
لا اعلم

در راه چنان رو که سلامت نکنند
با خلق چنان زی که قیامت نکنند
در مسجد اگر روی چنان رو که ترا
در پیش نخوانند و امامت نکنند
لا اعلم

هر کس که نه نزد اعتبار خود کرد
او کار خدا نه کرد کار خود کرد
زاری و نیاز و عجز میخواهد عشق
کس را نتوان به زور یار خود کرد
سحابی

آن کیست که او زهد و ریا نشناسد
در مکر و دغا خدا چو ما نشناسد
گفتی که مخور باده چو من زاهد شو
این را به کسی گو که ترا نشناسد
سرمد

آن فرقه که خویش را ولی میدانند
بیچاره عوام را بخود می خوانند
الله و رسول بر زبان می رانند
چون در نگری خلیفهٔ شیطانند
خابور

درویشی شدن به پشم پوشی بود ـ | عارف بودن به هرزه جوشی بود
کافی ست اشاره از مقام تحقیق | در حضرت او فسرده‌شی نبود

یا عاشق حق گزار می باید بود | یا فاسق هرزه کار می باید بود
نی عاشق و نی فاسق و پس در دنیا | از بهر چه کار سے باید بود

این قوم که تقوے ریائی دارند | دانی ز چه اسباب ورع جمع آرند
مسواک که دندان طمع تیز کنند | تسبیح که عیب مردمان بشمارند

گر دشمن مردان همگی حرق شود | هم برق صفت بخویشتن برق شود
گر سگ به مثل درون دریا برود | دریا نشود پلید سگ غرق شود

گیرم که همه ملک ز چین خواهد بود | آفاق ترا زیر نگین خواهد بود
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو | ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود

کم کن طمع از جهان بهیری خورسند | وز نیک و بد زمانه بگسل پیوند
خوش باش چنانکه این دور فلک | هم بگسلد و نماید این روزے چند

افسوس که نامهٔ جوانی طے شد | وین تازه بهار شادمانی طے شد
وان مرغ طرب که نام او بود شباب | فریاد کئے آمد و ندانم کے شد

گویند که مرد را هنر می باید | یا نسبت عالی پدر می باید
اینها همه در زمان سابق بودند | با فضل درین زمانه زر می باید

خوش باش که عالم گذران خواهد بود | روح از پئے تن عمر زنان خواهد بود
این کاسه سر که تو بینی یک چند | زیر قدم کوزه گران خواهد بود

من دامن زهد و توبه طے خواهم کرد | با موے سفید قصد مے خواهم کرد
پیمانهٔ عمر من به هفتاد رسید | این دم نکنم نشاط کئے خواهم کرد

آن گل که هنوز نو بدست آمده بود | شگفته تمام باد قهرش بربود
بیچاره بسے امید در خاطر داشت | امید دراز و عمر کوتاه چه سود

هر کس بجهان از پئے نان دوست بود | یک دوست ندیدیم که جان دوست بود

چون سگ ز پئے لقمہ بہر در بدوند
این ست نشان کہ نام شان دوست بود

آنرا کہ شراب ناب مدہوشش کرد
از موئے سفید پنبہ در گوشش کرد
ایام شباب یک آمد یادوشش
چون خواب خوشی کہ کس فراموش کرد
جامی

افسوس کہ ہمدمان مونس رفتند
یاران موافق و ہمدمان رفتند
آنانکہ بہم نشستہ بودیم ہمہ
ہر یک بہ بہانۂ ز مجلس رفتند
مظفر

تا کے دلت از چرخ حزین خواہد بود
با محنت و درد ہمنشین خواہد بود
خوش باش کہ روزگار پیش از من و تو
تا بود چنین بود و چنین خواہد بود
ہلالی

گر مرگ برآورد ز بدخواہ تو دود
از مردن او شاد چرا گشتی زود
چون مرگ مرا نیز بخواہد فرسود
از مرگ کسے شاد چرا باید بود۔
لااعلم

نہ سایۂ بید و نے سخن خواہد ماند؛
نہ حسن بتان سیم تن خواہد ماند۔
این عالم بیوفا کہ من می بینم؛
نی ناز تو نے نیاز من خواہد ماند
لااعلم

اے شاہ نہ تخت و نہ نگیں می ماند؛
آخر بتو یک دو گز زمیں می ماند
صندوق خود و کاسۂ درویش انرا
خالی کن و پر کن کہ ہمیں می ماند
لااعلم

سلطان کہ بر اسباب ہوس می نازد
بر بال و پر خود چو مگس می نازد
درویش کہ بے نوای بے پرواییست
بر خاطر بے نیاز بس می نازد
درد

صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند
زین دشت تمام شہسواران رفتند
اکنون من وا ماندہ چہ سازم چہ کنم؛
اے درد کجا این ہمہ یاران رفتند
درد

شاہان کہ بر اوج خیمہ آراستہ اند
مانند فلک بشوکت ازان خواستہ اند
شام و سحری چند درین گردون شکل
چون مہر نشستہ اند و برخاستہ اند
درد

اے درد جوانی از کنار تو رمید
پیری بسرت سفیدی آورد پدید
تا چند کنی زبان درازی چون شمع
خاموشی بہ کہ صبح نزدیک رسید
درد

بعد از من و تو زمانہ خواہد ماند۔
روز و شب و کارخانہ خواہد ماند
افسوس ہر آنچہ نقد حال من و تست
بہر دگران فسانہ خواہد ماند
درد

غنی

تا چرخ فلک چو آسیا هست بگرد — چون صبح نداریم غذا جز دم سرد
ما کاسه نداریم که دریوزه کنیم — دریوزه برای کاسه می باید کرد

لاا

سررشتهٔ ننگ و نام در کف دارند — این مقتدیان امام در کف دارند
منگر به لباس دلق پوشان کایشان — از دانهٔ سبحه دام در کف دارند

مهند

شب خیز که عاشقان بشب راز کنند — گرد در و بام دوست پرواز کنند
هر جا که درے بود بہ شب بربندند — الا در دوست را که شب باز کنند

مردان رهش میل به هستی نکنند — خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
آنجا که مجردان حق می نوشند — خم خانه تهی کنند و مستی نکنند

سحابی

از فرق سرم تا بقدم دیده شود — روزے که جمال تو مرا دیده شود
در من نگری همه تنم جان گردد — در تو نگرم همه دلم دیده شود

جامی

غرّه مشو که مرکب مردان مرد را — در سنگلاخ بادیه پیها بریده اند
نومید هم مباش که رندان جرعه نوش — ناگه بیک ترانه بمنزل رسیده اند

ابن یا

هیچ دانی که از شکستن چوب — از وجودش چرا طراق آمد
نزد اهل خرد ستوده بود — کین طراق از غم فراق آمد

حافظ

من بندهٔ آن کسم که شوقے دارد — بر گردن خود ز عشق طوقے دارد
تو لذت عشق و عاشقی کے دانی — این باده کسے خورد که ذوقے دارد

طالم

زاهد بصلاح و زهد خود می نازد — عاشق به دوست نقد جان می بازد
دارند امید نظر این هر دو ز دوست — تا دوست بسوے که نظر اندازد

لاام

تا نیست نگردی ره هستت ندهند — وین مرتبه با همت پستت ندهند
چون شمع قرار سوختن تا ندهی — سررشتهٔ روشنی بدستت ندهند

آزا

گر چرخ جفا کند چه می باید کرد — ور ترک وفا کرد چه می باید کرد
میخواست دلم که برنشان آید تیر — چون تیر خطا کرد چه می باید کرد

سرمد غم عشق بوالهوس را ندهند — سوز دل پروانه مگس را ندهند

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار	این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند	
سرمد اگرش وفاست خود می آید	ور آمدنش رواست خود می آید	سرمد
بیہودہ چرا درپے او می گردی	بنشین اگر او خداست خود می آید	
در مسلخ عشق جز نکو را نکشند	لاغر صفتان و زشت خو را نکشند	سرمد
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز	مردار بود ہر آنکہ او را نکشند	
سرمد گلہ او نشد نکو شد کہ نشد	لب بیہدہ گو نشد نکو شد کہ نشد	سرمد
منت کش دہر می شدی آخر کار	کاریکہ نکو نشد نکو شد کہ نشد	
آب است کہ در شیشہ شرابش خوانند	با گل چو قرین شود گلابش دانند	لا اعلم
وز قید گل و مل چو مجرد گردد	اہل بصر بصیرت آبش دانند	
رند آن باشد کہ میل ہستی نکند	وز خویش گذشتہ خود پرستی نکند	لا اعلم
در کوے خرابات مغان رندانہ	می نوش کند مدام و مستی نکند	
دانستن علم دین شریعت باشد	چون در عمل آوری طریقت باشد	لا اعلم
گر علم و عمل جمع کنی با اخلاص	از بہر رضاے حق حقیقت باشد	
عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند	معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند	لا اعلم
ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا	ہر کس چیزیکہ لایق اوست کند	
تا دل بہ رموز عشق محرم نشود	یک ذرہ بہ غیر حاجتت کم نشود	لا اعلم
یک جو بہ خدا مجتبے پیدا کن	تا میل بہ گندمت چو آدم نشود	

ر

اے خالق ذو الفضل کرم و رحمت کر	اے دافع ہر رنج و الم رحمت کر	لا اعلم
سبقت ہے سدا غضب پہ رحمت کو تری	اپنی بھی رحمت کی قسم رحمت کر	
گر بادہ خوری تو با خردمندان خور	پس با صنمے لالہ رخے خندان خور	عمر خیام

[illegible]

زبان ... دہان خسرو من چیست

چو در بستہ باشد چہ داند کسے

اے زبردست زیردست آزار

بچہ کار آیدت جہانداری

ہر کرا جامۂ پارسا بینی

ورنہ دانی کہ در نہانش چیست

چشم بد اندیش برکندہ باد

ور ہنر داری و ہفتاد عیب

نہد ہوشمند روشن رائے

بوریا باف گرچہ بافندہ است

مٹی سے بنا ہے دل کو تو سنگ نہ کر

منظور اگر ہے جا دلوں میں اے [illegible]

لذت جاں چشیدہ باشی ہمہ عمر

ہم آخر عمر رحلت باید کرد

سیلاب گرفت گرد ویرانۂ عمر

بیدار شو اے خواجہ کہ خوش خوش کشند

از خوان فلک قرص جوے بیش مخور

از نعمت الوان شہاں دست بدار

اے مرد ... [illegible]

گر بر سر تو ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... صاحب ...

کہ ہر عیب ... است یا پیدا

گرم تا کئے بماند این بازار

مردمت بہ کہ مردم آزاری

پارسا داں و نیک مرد انگار

محتسب را درون خانہ چہ کار

عیب نماید ہنرش در نظر

دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر

باقند و مایہ کار ہاے خطیر

نبرندش بکارگاہ حریر

ہر بات پر معترض نہ ہو جنگ نہ کر

بہتر ہے کہ دشمن کا بھی دل تنگ نہ کر

با یار چو آرمیدہ باشی ہمہ عمر

خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر

آغاز پئے نہاد پیمانۂ عمر

حالی ز زمانہ رخت از خانۂ عمر

انگشت عسل مخوار و صد نیش مخور

خون دل صد ہزار درویش مخور

رنجے ... ذلت و خواری ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ملکت جسم بهتر
[illegible] سینه خماری
[illegible] رسیده باشی همه عمر
[illegible] عمر رعلت باید کرد
خون خود اگر بریزی بر زمین
بت پرستیدن به از مردم پرست
چون بت رخ تست بت پرستی خوشتر
از هستی عشق تو چنان نیست شدم
گفتم ز درت به کعبه آرم رخ سیر
گفتا که چو محروم شدی از در ما
بود چار چیز از کمان حماقت
به مفسد سخاوت به احمق محبت
در پرده ز محتسب شراب اولی تر
فعل بد خویش را نهان می دارم
پا آبله از کفش بهشت بهتر
در مذهب من زود بدوزخ رفتن
دی کوزه گرے بدیدم اندر بازار
وان گل بزبان حال باوے میگفت
عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار
گر بادشهی و گر گدائی بازار
ای دل ندو سیم را بیندیش و بخور
[illegible] بین و آن بسر بردی عمر
[illegible] چون مسیحا بگذر

بوے قدح از غذاے مریم بهتر
از ناله بوسعید واد هم بهتر
خوابے باشد که دیده باشی همه عمر
لذات جهان چشیده باشی همه عمر
به که آب روے ریزی در کنار
پند گیر و کار بند و گوش دار
چون باده ز جام تست مستی خوشتر
کان نیستی از هزار هستی خوشتر
شاید شویم دل از آلایش غیر
خواهی در کعبه کوب و خواهی در دیر
مکن هیچ یک را از اینها تصور
به نادان تواضع به دانا تکبر
پوشیدن کار نا صواب اولی تر
باشد رخ زشت را نقاب اولی تر
گر نیست وفا ترک محبت بهتر
بسیار ز انتظار جنت بهتر
بر پاره گلے کلند همے زد بسیار
من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار
زین کهنه سرا برون برندت ناچار
این هر دو بیک نرخ بود آخر کار
آن روز ببین راعنی از پیش بخور
خوردی غم هر چیز و غم خویش [illegible]
از خواب و خور و سبزه و صحرا [illegible]

خرینتی از آب وعلف دست بدار	سگ تیغ اوجیفه دنیا بگذار	
میان لاله وگل آشیان گیر	زمرغ نغمه خوان درس فغان گیر	لاآلم
اگر از ناتوانی گشته پیر	فیضے از شباب این جهان گیر	
این عشق دو روزه را دلا باز گذار	کز عشق دو روزه بر نمی آید کار	
زان سان عشقے گزین که در روز شمار	بآن گیری قرار ودر دار قرار	جامی
در محضر دوست بینوائی خوشتر	در خدمت بادشه گدائی خوشتر	
چون کار نه بر وفق رضائی من و تست	تسلیم بر قسمت خدائی خوشتر	لاآلم
دیوانگی از صبر و قرار اولی تر	بیگانگی از یار و دیار اولی تر	
اسباب دو کون عرضه کردم بردل	گفت اے بیدرد ـ درد یار اولی تر	بیگانه

ز

بامردم هوشمند و عاقل آمیز	وز نا اهلان هزار فرسنگ گریز	
گر نیش دهد ترا خردمند بنوش	ور نوش رسد ز دست نااهل بریز	
یارب تو مرا بآتش قهر مسوز	در خانۂ دل چراغ ایمان افروز	
این خلعت بندگی که شد پاره زجرم	از راه کرم برشتۂ عفو بدوز	اشرف
از بوالهوسان کام نیابی هرگز	زین طائفه آرام نیابی هرگز	
صد سال اگر جان بکنی همچو نگین	بدنام شوی ـ نام نیابی هرگز	سرمد
گر گوهر طاعت نسفتم هرگز	ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز	
نومید نیم ز بارگاه کرمت	زیرا که یکے را دو نه گفتم هرگز	محرم
بامردم پاک بازو عاقل آمیز	وز نا اهلان هزار فرسنگ گریز	
گر زهر دهد ترا خردمند بنوش	ور نوش رسد ز دست [illegible]	
[illegible]	[illegible]	

...ن کوے تو آن بُرد سجود	در کعبه ز هر جهت توان کرد نماز	لطفی

س

بیدار مردم شُدن عیب نیست اگر خویشتن را ملامت کنی	ولیکن بچندانکه گویند بس ملامت نه باید شنیدن ز کس	لا اعلم
روے زیبا و جامهٔ دیبا ایں همه زینتِ زنان باشد	عرق و عود و رنگ و بوے هوس مرد را کبر و حیا یه زینت بس	لا اعلم
اے واقفِ اسرارِ ضمیر همه کس یارب تو مرا توبه ده و عُذر پذیر	در حالتِ عجز دستگیر همه کس اے توبه ده و عُذر پذیر همه کس	لا اعلم
من باغِ جهان را قفسے دیدم و بس از صبحِ وجود تا شبانگاهِ عدم	مرغش ز هوا و هوسے دیدم و بس چون چشم کشودم نفسے دیدم و بس	سحابی
نان و سرکه گر نهی پیش کسے به که حلوا و شکر پیش آوری	لفظ خود شیریں کنی چون انگبیں وانگهے سرکه بمالی بر جبیں	ابن یمین
دوشم گزر افتاد به ویرانهٔ طوس گفتم چه خبر داری ازیں ویرانه	دیدم چغدے نشسته جاے طاؤس گفتا خبر ایں است که افسوس افسوس	شهید
مرغے دیدم نشسته بر بارهٔ طوس باکله همی گفت که افسوس افسوس	در پیش نهاده کلهٔ کیکاؤس کو بانگ جرسها و کجا نالهٔ کوس	عمر خیام

ش

در کارگهِ کوزه گرے رفتم دوش ...ه یکے کوزه بر آورد خروش	دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش	عمر خیام

صاحب کرما برمن گمراه بہ بخشں
بخشندہ پس از خدا چو امروز توی
عمرے کہ شمردہ ایم سال و ماہش
سرگرم سراغ کیست یارب دوراں
کو عقل و کجا فہم و کرا بینش و ہوش
چوں شمع دریں بزم عبث می سوزی
منعم کہ بہ عیش میسر و در روز و شبش
بس آب کہ میسر و دیہ جیحون و فرات
چوں آمدۂ بعالم امکان باش
اینجا اے درد خود صلاے عام است
آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
شنیدم در عدم پروانہ می گفت
پریشان کن سحر خاکسترم را
بگذار طلب بہ تخت شاہی بہ نشیں
خلوت بنود گوشہ نشینی تنہا
در مذہب بالجملہ یکساں می باش
این ست طریق عشق جانانۂ ما
گر قرب خدا می طلبی دلجو باش
خواہی کہ چو صبح صادق القول شوی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
سہو می اگرم فتادہ ناگاہ بہ بخشں
در دست تو ام خواہ بکش خواہ بہ بخشں

درد
مانند فلک قرار بنود گاہش
یک خلق چو سایہ میرود ہمراہش

درد
کوران و کران ہم نمایند خروش
اے روشنی طبع تو ہم شو خاموش

سعدی
نالیدن درویش نداند سببش
در بادیہ تشنگان بجان در طلبش

درد
دیدی کن و برو صبح جہان خندان باش
یکچند دریں خانہ تو ہم مہمان باش

لا اعلم
خود بر زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
اے واے من دوست من و دامن خویش

لا اعلم
دمے از زندگی تاب و تبم بخش
ولیکن سوز ساز یک شبم بخش

لا اعلم
در سایۂ رحمت الٰہی بہ نشیں
بیخود شو و ہر کجا کہ خواہی بہ نشیں

ناجی
در دائرۂ کفر بایماں می باش
زنار بگردن و مسلماں می باش

لا اعلم
اندر پس و پیش خلق نیکوگو باش
خورشید صفت با ہمہ کس یکرو باش
چوں مرہم و موم باش و چوں [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]راغ تر دارد چشم	پیل از من و تو بزرگتر دارد گوش	سعدی
[illegible]راز و خاکپای همه باش	دلها مخراش و در رضای همه باش	حالی
[illegible] منیا منغص از خامی تست	ترک همه گیر و آشنائی همه باش	
پندی دهم ات اگر بمن داری گوش	از بهر خدا جامهٔ تزویر مپوش	
عقبی همه روز ست و دنیا یکدم	از بهر دمی ملک ابد را مفروش	عمرخیام
در کارگه کوزه گری بودم دوش	دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش	
هر یک بزبان حال با من گفتند	کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش	عمرخیام

ض

کردی شب و روز کامرانی بالفرض	دیدی همه خیر این جهانی بالفرض
مرگ و پیری دو چار گردد آخر	صد سال اگر زنده بمانی بالفرض

ظ

آنرا که نه عاشق ست از یار چه حظ	وانرا که نه مشتاق ز دیدار چه حظ
نابینا را چو چشم عالم بین نیست	والوان چه تمتع واز انوار چه حظ

غ

[illegible] که تیر [illegible] چو تیغ	در جور و ستم نمی نمایند دریغ
[illegible] زیست	سیماب گفت گشته از [illegible]

ق

سیہ بادروے سپہر کبود	کہ باکینہ جنت ست وباجہرطاق
بہ عیسیٰ مریم حنرے میدہد	بکودن ہمی میدہد صد براق

ک

مومنِ شوق گناہگاری کب تک	اے تیرہ درون سیاہ کاری کبتک
مان اپنے خدا کو ۔ باز آ بہرِ خدا۔	اے دشمنِ دیں بتوں سے یاری کبتک
ردی کو کمل انیک	کمل کو ردی ایک
آفتاب ہم سے تمہیں انیک	تم ہو ہمکو ایک
گر فضل کنی ندارم از عالم باک	ور عدل کنی شوم بہ یکبارہلاک
روزی صد بار گویم اے صانع پاک	مشتے خاکم چہ آید از مشتی خاک

مومن

لا اعلم

لا علم

گ

پر ناری پینی چھری	مت کوئی کرو پر سنگ
وس ستک تیز ۱۲ راون گئے	پر ناری کے سنگ
موجود یگانہ ایست پاک از ہمہ ننگ	چہ کفر وچہ ایمان چہ فخر وچہ ننگ
خورشید ہمان یکے وبے تغیر است	خواہی در روم بین دخواہی در زنگ
در باغ مرادِ ماز بید اذ گرگ	بے تحمل بجاے ماند بے غنچہ ز تنگ
چون خانہ خرابیست چہ [illegible]	چون [illegible]

لا اعلم

[illegible] گذشت و شد جوانی حاصل
[illegible] چو تار سبحه برجای خودی
پیری هم می رسد نباشی غافل
چون دانه کشد قطع رهٔ اینجا منزل
— درد

[illegible] نبرد باید انیک دل
گر کعبهٔ شوق باید انیک جان
در عاشق فرو باید انیک دل
در قبلهٔ درد باید انیک دل
— عطار

وصل تو بکام غیر دیدن مشکل
گفتی که بمیر تا بوصلم برسی
وز دیدن تو طمع بریدن مشکل
مردن آسان ولی رسیدن مشکل
— لا اعلم

گر با غم عشق سازگار آید دل
گر دل نبود کجا وطن سازد عشق
بر مرکب آرزو و سوار آید دل
در عشق نباشد بچه کار آید دل
— لا اعلم

م

روزی پی گلاب می گردیدم
گفتم که چه کردهٔ ترا می سوزند
فرخنده گلی بر سر آتش دیدم
گفتا که درین باغ دمی خندیدم
— لا اعلم

پسندیدست بخشایش ولیکن
ندانست آنکه رحمت کرد بر مار
منه بر ریش خلق آزار مرهم
که آن ظلمست بر فرزند آدم
— لا اعلم

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
سال خرم ـ فال نیکو ـ مال وافر ـ حال خوش
یارب اندر هردو گیتی برقرار و بر دوام
اصل ثابت نسل باقی ـ تخت عالی بخت رام
— لا اعلم

از کردهٔ خویش منفعل بسیارم
چیزی که نباید نشود ـ از من شد
عمریست که پابند درین آزارم
بر فضل نظر کن ـ نه بر کردارم
— سرمد

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم
دین را نتوان کرد به دنیا سودا
عمریست که در حرص و هوا در رنجم
هر لحظه درین سود زیان می سنجم
— سرمد

غمناکم و از کوی تو با غم نروم
از حضرت چو تو کریمی شاها
جز شاد و امیدوار و خرم نروم
محروم کسی نرفت و من هم نروم
— سرمد

محسن

افسوس کہ پیک عمر راہے کردیم
ہروانہ نہ زیستیم وہ آہے کردیم
ورنامہ نماند جائے یک نقطہ سفید
از بسکہ شب و روز سیاہے کردیم

درد

عمریست کہ چون زلف پریشان خودیم
چون غنچۂ گل سر بہ گریبان خودیم
تا جلوۂ یار جلوہ گر شد در ما
آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم

درد

از کوری دل بجز دنگاہے نکنم
وان کار کہ کردنی ست گاہے نکنم
من بندۂ ناکارہ و تو بخشندہ
دیگر چہ کنم اگر گناہے نکنم

عمر خیام

با نفس ہمیشہ در نبردم چہ کنم
وز کردۂ خویشتن بہ دردم چہ کنم
گیرم کہ ز من درگذرانی بہ کرم
زین شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کنم

لا اعلم

گر من گنہ جملہ جہان کردستم
لطف تو امید است کہ گیرد دستم
گفتی کہ بوقت عجز دستت گیرم
عاجز تر ازین مخواہ کاکنون ہستم

لا اعلم

غم ناکم و از در تو با غم نہ روم
جز شاد و امید وار و خرم نہ روم
از درگہ ہچو تو کریمے ہرگز
نومید کسے نرفت و من ہم نہ روم

لا اعلم

چون عود نبود چوب بید آوردم
روے سیہ و موے سپید آوردم
تو خود گفتی کہ ناامیدی کفر است
بر قول تو رفتم و امید آوردم

سرمد

افسوس کہ مخلوق پرستی کردم
وز ہمت پست رو بہ پستی کردم
این بادہ خمار داشت ہشیار شدم
ایام شباب بود مستی کردم

قاآنی

تا کے غم زید و گہ غم عمرو خوریم
آن بہ کہ بجائے غم ز خم خمر خوریم
خوش باش بہ بینش و نوش کز نخل حیات
فرض ست کہ گہ خار و گہے ثمر خوریم

سرمد

این جوش حباب از قدیم ست قدیم
این نقش سرآب از قدیم ست قدیم
لب تشنۂ طرح نو ست این کہنہ باط
این خانہ خراب از قدیم ست قدیم

محمود

ہر روز یکے روز در آید کہ منم
خود را بجہانیان نماید کہ منم
چون کار جہان بر و قرارے گیرد
ناگاہ اجل ز ور در آید کہ منم

نے دل ز پئے طمع مشوش دارم
نہ سینہ ز حرص زیر پر آتش دارم

خسرو

[...]ب چاه و کجے خالی
یارب که چه زندگانی خوش دارم

نعیم

[...]ب بچه تحصیل رضای تو کنم
خود را به چه حیله آشنای تو کنم
عمر ابدی به خضر ارزانی باد
من میخواهم که جان فدای تو کنم

لا اعلم

چون عود نبود چوب بید آوردم
روی سیه و موی سفید آوردم
چون خود گفتی که ناامیدی کفرست
فرمان تو بردم و امید آوردم

درد

در سر نه هوای مال و جاهی دارم
در دل نه غم زر و سپاهی دارم
صاحب نظری توجهی گر بکند
چون آئینه چشم یک نگاهی دارم

واقف

از اهل دول مدار چشم انعام
جوشند اگر با تو به گرمی تمام
در کینهٔ شان غیر تهیدستی نیست
بدنام خزانه اند همچون حمام

امجد

از دست بخیل زر فتادن معلوم
از نطفهٔ عقیمه طفل زادن معلوم
از دون منشان کامروائی مشکل
از ناخن پا گره کشادن معلوم

مومن

با آنکه یکی گام به منزل دارم
صد تخم هوس هنوز در گل دارم
در خاک نه دانم که چسان می گنجم
با این همه آرزو که در دل دارم

لا اعلم

ما با می و مستی سر تقوی داریم
دنیا طلبیم و میل عقبی داریم
کی دنیا و دین هر دو بهم آید راست
این است که ما نه دین نه دنیا داریم

لا اعلم

آنم که دل از کون و مکان برکندم
وز خوان جهان به لقمهٔ خورسندم
کندم ز سر کوه قناعت سنگے
آوردم و بر رخنهٔ آز افگندم

بسطامی

خواهی که رسی به کام بردار دو گام
یک گام ز دنیا و دگر گام ز کام
نیکو مثلی شنو ز پیر بسطام
از دانه طمع ببر که رستی از دام

سرمد

سلطان منم و منت سلطان نکشم
از بهر دو نان منت دو نان نکشم
نفسم چو سگ است و من مثال سگبان
از بهر سگی منت سگبان نکشم

سعدی

آن دوست که دیدنش بیاراید چشم
بے دیدنش از گریه نیاساید چشم
ما را ز برای دیدنش باید چشم
در دوست نه بینیم بچه کار آید چشم

لا اعلم

بے دیدن دوست دیدگانرا چه کنم
جانم زبراے وصل اومی بایست
چون نیست امید وصل جان را چکنم
بے جانِ جهان جانِ جهانرا چه کنم

عمر خیام

اے دوست بیا تا غم فردا نخوریم
بے حکش نیست هر گناهے که مراست
وین یک دم نقد را غنیمت شمریم
پس ماغم آینده بهر چه بخوریم

عمر خیام

آن به که زجام و باده دل شاد کنیم
این عاریتے روانِ زندانی را
وز آمده و گذشته کم یاد کنیم
یک لحظه ز بندِ عقل آزاد کنیم

فرخی

تا در طلبِ دوست همی بشتابم
گیرم که وصال دوست در خواهم یافت
عمرم بگران رسید و من در خوابم
این عمر گزشته را کجا دریابم

لا اعلم

دیروز به بازار شدم بشگفتم
آخر چه گناه داری اے آئینه
آئینهٔ آویخته دیدم گفتم
گفت که جمال دیدم و نهفتم

عمر خیام

من باده خورم ولیک مستی نکنم
دانی غرضم ز مے پرستی چه بود
بالله بقدح دراز دستی نه کنم
تا همچو تو خویشتن پرستی نه کنم

فیاض

بارہا صواب از خطا می گردیم
او در دل ما در طلبش کوئی بکوئی
هر چند که رفته ایم دامی گردیم
معشوقه کجا و ما کجا می گردیم

لا اعلم

در هجر من از طرب کنارے دارم
غم بر سر غم ز غمگسارے دارم
با ناله و آه روزگارے دارم
با این همه غم خوشم که یارے دارم

لا اعلم

از بار گنه خمیده پشتم چه کنم
نے در صف کافر نه مسلمان جایم
نے زاہد به مسجد نه کنشتم چه کنم
نے لایق دوزخ نه بهشتم چه کنم

دکی

ما عادت خود بهانه جوئی نکنیم
آنها که بجائے ما بدیها کردند
جز راست روی و نیک خوئی نکنیم
گر دست دهد بجز نکوئے نکنیم

هر کس که هنر مند زید در عالم
ویدی که بوقت رشته تابی خیاط
هست از هنر خویشش دلش را صدغم
می ساید دست از تاسف برهم

از اہل جہان و ضع جدائی دارم
عیش و گر از فیض خدائی دارم

واقف

[illegible]ـند بنده یک قطره نیم زین دریا — مانند صدف رزق هوائی دارم
که در طلب کمال علم و هنریم — گاهی ز ره بیهدگی مادر بدریم

درد

داریم هجوم بر لب بحر خیال — هستی پل بسته ست و ما می گذریم
دوش آئینهٔ خویش به صیقل دادم — روشن کردم به پیش خود بنهادم

جامی

در آئینهٔ عیب خویش چندان دیدم — کز عیب کسان هیچ نیاید یادم
گاهی هوس بادهٔ رنگین دارم — گاه آرزوی وصل نگارین دارم

قاآنی

گر سبحه بدست و گاه زنار بدوش — یارب چه کنم کیم چه آئین دارم
باز آ که ز عشق سرفرازی بکنیم — با گردش چرخ مشغله بازی بکنیم

الفت

سازیم زمانه بکام دل خویش — یکچند بیا زمانه سازی بکنیم
روزی ز پی گلاب می گردیدم — پژمرده عذار گل در آتش دیدم

لااعلم

گفتم که چه کردهٔ که می سوزندت — گفتا که درین باغ دمی خندیدم
گیرم که ز علم واضع زیج منم — فرمان ده روزگار پرهیچ منم

جامی

از دیدهٔ اعتبار چون در نگرم — دنیا هیچست و در هیچ و در هیچ منم
یکچند پی گردش افلاک شدیم — یکچند پی دانش و ادراک شدیم

لطفی

از آمد و رفت خود همی فهمیدیم — کز خاک بر آمدیم و در خاک شدیم
پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم — آسوده در آمدیم و غمناک شدیم

لااعلم

بودیم ز خاک تیره در آتش و آب — دادیم بباد عمر و در خاک شدیم
با هر که دوستی خود اظهار میکنم — خوابیده دشمنیست که بیدار می کنم

آزاد

از بسکه در زمانه یکی اهل درد نیست — اظهار درد خویش به دیوار می کنم
مست تو ام از جرعه و جام آزادم — مرغ تو ام از دانه و دام آزادم

لااعلم

مقصود من از کعبه و بتخانه توئی — ورنه من ازین هر دو مقام آزادم
گر توبه چو بود چوب بید آوردم — روی سیه و موی سفید آوردم

[illegible]

خوشنودهٔ آنکه ناامیدی کفرست — فرمان تو بردم و امید آوردم

ساقی اگرم می ندہی می میرم
پیمانۂ ہر کہ پُر شود می میرم
در ساغر من زکف تہی می میرم
پیمانۂ من چو پُر تہی می میرم
[illegible]

وقت است کہ ترک پیر استاد دہیم
با جام مئے دو سالہ در میکدہ ہا
آموختہ بارا ہمہ از یاد دہیم
ناموس ہزار سالہ بر باد دہیم
لااعلم

آن دوست کہ دیدنش بیار آید چشم
مارا از برائے دیدنش باید چشم
بے دیدنش از گریہ نیا ساید چشم
گر دوست نہ بیند بچکار آید چشم
لااعلم

صفائے روے ترا از نقاب می بینم
نژاد گوہر من از محیط یکساں ست
بہ ماہ می نگرم آفتاب می بینم
بیک نظر ہمہ را چوں حباب می بینم
صائب

ن

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
حیران ہوں کہ دو آنکھو نسے کیا کیا دیکھوں
لااعلم

پیش اُمراطب لب زر جھکتے ہیں
سجدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی مثال
سجدے سے سوا مجھ کے میں سر جھکتے ہیں
ہے مال جدہر سو ادہر جھکتے ہیں
انیس

کہا احباب نے یہ دفن کے وقت
لحد تک آپ کی تعظیم کردی،
کہ ہم کیونکر وہاں کے حال جانیں
اب آگے آپ کے اعمال جانیں
اکبر

ویرانہ ہے وہ خانہ کہ جس گھر کو در نہیں
ناکارہ وہ دوا ہے کہ جس میں اثر نہیں
بیکار وہ شجر ہے کہ جس کو ثمر نہیں
بدبخت وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں
لااعلم

کون کہتا ہے کہ دُنیا میں خدا ملتا نہیں
یہ خودی دام بلا ہے۔ اس سے بچکر تم رہو
ہے خودی جبتک کہ انساں میں پتہ ملتا نہیں
پھر نہ تم ہرگز کہوگے کہ خدا ملتا نہیں
لااعلم

دنیا و حرم کا ہول ہے۔ یا پیہول بھلا دن
[illegible] دیدے کو اُن دان۔
تلسی دیا نہ [illegible] جب [illegible]
تے کہ [illegible] اور اُن کو [illegible]
[illegible]

... کت جمشید بارے زن	کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن	لا اعلم
چو زن راہ بازار گیرد بزن	دگرنہ تو در خانہ بنشین چو زن	
... میر و وزیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن	سعدی
سگ و دربان چو یافتند غریب	این گریبان گرفت و آن دامن	
حذر کن ز انچہ دشمن گوید آن کن	کہ بر زانو زنی دستِ تغابن	〃
گرت راہے نماید راست چون تیر	ازان برگرد و راہِ دستِ چپ گیر	
کس منہ سے کہوں لائق تحسین میں ہوں	کیا لطف جو گل کہے کہ رنگین میں ہوں	انیس
ہوتی ہے حلاوتِ سخن خود ظاہر	کہتی ہے کہیں شکر کہ شیریں میں ہوں	
لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں	شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں	اکبر
کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھیرے	خیر اسکو بھی مان لیں تو بندوق کہاں	
ہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں	شر سے بچیں اور شر کی عوض خیر کریں	حالی
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا	وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں	
چوروں سے زر و مال بچا سکتے ہیں	پہرے پہ سپاہی کو لگا سکتے ہیں	فراق
بچتی نہیں اسراف سے کوڑی لیکن	اس چور پہ قابو نہیں پا سکتے ہیں	
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے روز	یہ برادر - یہ پدر - یہ خویش - یہ فرزند ہیں	سوز
تو بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں رعنائی سے یار -	سو جھتا اتنا نہیں - ہم خاک کے پیوند ہیں	
این ہستی موہوم حباب ست بہ بیں	این بحر پر آشوب سراب ست ہمین	سرمد
از دیدۂ باطن بہ نظر جلوہ گر ست	عالم ہمہ آئینۂ آب ست بہ بین -	
افعال بدم ز خلق پنہان میکن	دشوار جہان بر دلم آسان میکن	〃
امروز خوشم بدار فردا با من	آنچہ از کرم تو می سزد آن میکن	
یارب بہ دل اسیر من رحمت کن	بر خاطر غم پذیر من رحمت کن -	عمر خیام
بر پائے خرابات رو من بخشا ئی -	بر دستِ پیالہ گیر من رحمت کن -	
... بر زاری من رحمت کن	بر مفلسی و خواری من رحمت کن	

لا اعلم — بر گریه و بیداری من رحمت کن ۔ بر فقر و نگونساری من رحمت کن

من در عجبم که هر که خواهد مردن ۔ با خود بجز از کفن نخواهد بردن

لا اعلم — از بهر چه آنها را خود و یار کند ۔ وامانده کسند آنچه نخواهد خوردن

فارغ ز غم بوده و نابوده نشین ۔ این زین چرخ آفت اندوده نشین

واقف — تدبیر تو بلای جانت عاقل ۔ خود را بجذ اگر آسوده نشین

با اهل دول تندی خو پیدا کن ۔ در گلشن مسکنت نمو پیدا کن

درد — تا کی زهوازنی لعنت آتش ۔ در خاک نشین و آبرو پیدا کن

از ره مروی به جعد گیسو از زن ۔ مار سیاه است هر سر مو از زن

مومن — از پهلوی مرد زن برون آورند ۔ یعنی که تهی به است پهلو از زن

اشراق — اشراق غمیں دل از بتان شاد مکن ۔ بت خانه ز سنگ کعبه آباد مکن

این دیر فنا را سر آبادی نیست ۔ اندر ره سیل خانه بنیاد مکن

با دشمن و با دوست تفضل میکن ۔ بیداد ز هر کسی تحمل می کن

لا اعلم — غافل منشین که عالم اسباب است ۔ اسباب نگه دار و توکل می کن

با حکم قضا ستیزه نتوان کردن ۔ با دست علاج نیزه نتوان کردن

لا اعلم — تدبیر کجا علاج تقدیر کند ۔ آهن با موم ریزه نتوان کردن

اسرار نهان فاش نباید گفتن ۔ جز حیرت سامع نفزاید گفتن

لا اعلم — هر چند که آئینه جدا نیست ز عکس ۔ لیک آئینه را عکس نشاید گفتن

کم گو که سخن بود چون دُرّ مکنون ۔ گر دو ز کمی قیمت این دُر افزون

لا اعلم — تنگی دهن از آن پسندیده بود ۔ تا حرف از آن شمرده آید بیرون

اندر ره دین تصرف آغاز مکن ۔ چشم بد خود به عیب کس باز مکن

لا اعلم — ستر دل هر بنده خدا می داند ۔ خود را تو در این میانه انباز مکن

جانان نظری بر دل درویشم کن ۔ یا چاره جان چاره اندیشم کن

[illegible] — این میدانم که خاک می باید شد ۔ گر خاک کنی خاک به درویشم کن

[illegible]ت وست کوتاه مکن
[illegible] زیاد دست غافل منشین
ور تیر زند بر جگرت آه مکن
او خواه ز تو یاد کن و خواه مکن
لا اعلم

[illegible] یک راز نتوان گفتن
حالی دارم که شرح نتوانم داد
دایم سخنی و راز نتوان گفتن
رازی دارم که باز نتوان گفتن
عمر خیام

فائض سخن راست ز ما باور کن
پروانه شبے بخواب ما آمده گفت
مژگان بندامت گناہے تر کن
شب رفته چه مرده چراغ بر کن
فائض

رفتم به طبیب و گفتم از درد نہاں
گفتم که غذا گفت ہمیں خون جگر
گفتا از غیر دوست بر بند زبان
گفتم پرہیز۔ گفت از ہر دو جہان
فہنہ

قومے متفکر اند در مذہب و دیں۔
ناگاه منادی بر آمد ز کمیں
جمعے متحیر اند در شک و یقین
کاے بیخبران راه نه آنست و نه ایں
عمر خیام

اسرار ازل را نه تو دانی و نه من
ہست از پس پرده گفتگوے من و تو
وین حرف معما نه تو خوانی و نه من
گر پرده بر افتد نه تو مانی و نه من
لا اعلم

غربتی گر روی به شہر و دیارد
دوست را گر نمیتوانی دید۔
روے در مسجد مصفا کن
خانهٔ دوست را تماشا کن
غربتی

تا خلق خدا بحق به شیرینی کن۔
تا بر سر دیده جا دہندت مردم
اظہار بنیاز و عجز و مسکینی کن
چون مردم دیده ترک خودبینی کن
لا اعلم

دشنام اگر دہد خسیسے
گر پائے کسے سگے گزیده
چاره نبود بجز شنیدن
با سگ نتوان عوض گزیدن
شاپور

ہر ما بگذشت و ما ہمانیم ہمان۔
این روز و شب و سال و مه و شام و پگاه
گر ما بگذشت و ما ہمانیم ہمان
بر ما بگذشت و ما ہمانیم ہمان
نساخ

آنکس که خمیر کرد آب و گل من۔
در قدمت خویش اعتقادست مرا
آراسته در صدق و صفا منزل من
از من پوشیده نیست راز دل من
درد

[illegible] نو جوان بشنو ازیں پیر کہن
یک نکته که ہست مایهٔ مغز سخن

[illegible] که در دو صفحه نیست [illegible]   [illegible]

گر مست و مست نشانی میکن   در کوزهٔ گل ـ پنهان بر بالائی میکن
تا خلق ز اسرار تو واقف نشوند   رندی بنمای و پارسائی میکن

قلاش و سیه گلیم و عاشق بودن   میخوارهٔ و بت پرست و فاسق بودن
در کنج خرافات موافق بودن   به زانکه بجز قبه در منافق بودن

پرسید ز یار خود یکے از یاران   کای یار بگو چگونه گفت ایمان
فرسوده شد از خوردن نعمت دندان   لیک از گله یکروز نیاسود زبان

در عشق بتان بے سر و سامان بودن   همدم همه دم با غم ایشان بودن
رفتن به کلیسا و بستن زنار   به زانکه به تقلید مسلمان بودن

اسرار صفا به پیش دونا گفتن   بیجاست چو گوهر بخالیش سفتن
یعنی نرود کدورت از طبع دنی   از روی زمین غبار نتوان رفتن

دوشینه پئے گلاب میگردیدم در طرف چمن   پژمرده گلے میان گلها دیدم پژمرده چو من
گفتم که چه کردهٔ چنین میسوزی اے عاشق زار   گفتا که بسے درین چمن خندیدم میں وائے من

اشراق دل از غم بتان شاد مکن   بت خانه ز سنگ کعبه آباد مکن
این دیر فنا اسر آبادی نیست   رو در رهِ سیل خانه بنیاد مکن

تا کے مغرور بادشاہی بودن   هنگامه گر جهان پناهی بودن
امروز بهرچه می توانی می ناز   فردا تو بیا و کس نخواهی بودن

شاہا چو گدا با دل غمناک نشین   بیباک چنین نه زیر افلاک نشین
زان پیش که با خاک برابر گردی   از تخت فرود آ و بر خاک نشین

اے حاصل تو ز زندگانی مردن   تا چند پئے حیات فانی مردن
اے مرده وهم خود پرستی مردی   پیش از مردن اگر توانی مردن

عمرے بگذشت و این دل نادان [illegible]   عمرا بگذشت و این دل نادان [illegible]
[illegible] گرم و [illegible]   [illegible] بگذشت و این دل [illegible]

...صد گنجینهٔ من ! ...ید که داغ دیرینهٔ من	صوفی گوید که دلق پشمینهٔ من من دانم و من که چیست در سینهٔ من	غزالی
...چیۂ وصالِ خوبانِ جہان ...راحت و صد ہزار محنت وصلت	گردیدم و این تجربہ کردم آسان یک محنت و صد ہزار راحت ہجران	حافظ
...کوئے مغان موسم گل معزول کن این خرقۂ پشمینہ کہ بارست و وبال	خود را بدر جنون بزن غافل کن از دوش بنہ ـ فقر استغنا حاصل کن	سرمد

و

ضائع نہ کر آغوش کے پالے دل کو درکار اگر ہے زادِ راہِ عقبیٰ	کرتے ہیں پسند درد والے دل کو سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھالے دل کو	انیس
روتا ہوں میں دوستو ـ مجھے رونے دو اب نزع کی حالت میں وصیت کیسی	دامن پہ ہے داغِ معصیت دھونے دو جاؤ بھی ہٹو ـ غل نہ کرو ـ سونے دو	شاکر
...ہو کہ نہ ہو تم کو سفر میں کچھ سود لیکن جب جاتے ہو دنیا سے سوئے ملک عدم	ساعتِ نیک منجم سے مگر پوچھتے ہو نہ کوئی دن ـ نہ کوئی وقتِ سفر پوچھتے ہو	لا اعلم
...ہیں جو اچھے وہ خود سمجھتے ہیں ...مگر کس طرح بروں پہ اثر	نیک و بد کو ـ برے کو ـ بہتر کو نہیں لگتی ہے جونک پتھر کو	″
...شکاری نگینہ مارو ...پھوٹی خالے بسیر نہ ہوئے	لوٹ پاٹ راجہ دھن لاؤ نربل لوٹے کبھی نہ کوئے	″
...نکو غفلت سے سر اٹھاؤ دیکھو رونا نہ پڑے کہ کچھ کیا نہ ہم نے	اچھا برا دینا سوچو سمجھو دیکھو ہے موت کہیں نگاہ میں دیکھو دیکھو	″
...گر گناہ در جہان کیست بگو ...بد مکافات دہی	آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو پس فرق میانِ من و تو چیست بگو	عمر خیام

اے قند کجا ساقی و صہبا و سبو۔
چوں شیشۂ ساغرند این ہمنفساں
اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو۔
منظور اگر بیہدہ گوئے باشد
آں قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ
اے در دل من اصل تمنا ہمہ تو
ہر چند بہ روزگار در می نگرم!

ہم گوش صدائے قلقل مینا کو
ریزند بجائے آب حنا کے بر گو
اخبار پریشاں بیا ہات مگو
دیگر چہ کم ست ایں خرافات مگو
بر درگہ او شہان نہادندے رو
بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو
وے در سر من مایۂ سودا ہمہ تو
امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو۔

۵

دنیا کا ہو۔ نہیں تو دین کا ہو رہ۔
یہ دو فصلی نہیں ہے اچھی نا در رہ
خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی
کیسی اب اُن کی دھوپ میں جلتی ہیں کھوپڑیں
مانگن گئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جاہنہ
مانگن مرن سمان ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکھ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
یا صحت خواہی ہزار چشم چناں۔
اے دل بچہ غم خورد منت آمد پیشہ
وانگہ کہ بنا خوشی بر ندت زجہاں
دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ
گیرم کہ بکام دل بماندی صد سال

بتخانے چلا ہے۔ تو وہیں کا ہو رہ۔
ہوتا ہے تو نادان۔ کہیں کا ہو رہا
سے نہ گیا وہ چتر فلک سا جو جم کے ساتھ
سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ
سب سے پہلے وہ مرے۔ جو ہوت کرت ہیں ناہنہ
مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ سکھو روکی سیکھ
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ
وز مرگ چہ ترسی چو بخت الاندیشہ
خوش باش کہ رستی ز ہزار اندیشہ
ویں نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ
صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ

[illegible] علم بر پا شده — تحصیل علوم را مهیا شده
[illegible] عشق تا نخوانی ورقی — بوجهلی اگرچه ابن سینا شده

هر چند دلِ خلق نگهداری به — کس را ز کم و بیش نیازاری به
چون عالم را وفا نخواهد بودن — پس تخم جفا هر آنچه کم کاری به

چون کیش خصومت ست بے کیشی به — چون مال ملامت ست درویشی به
چون درد دل از خویشتن و خویشانست — بے خویشتنی بہ ست و بے خویشی به

نا داری این جہاں ز دارائی به — دلق نمد از اطلس و دارائی به
آسوده ز شغلِ ہر دو عالم بودن — صدره ز سکندری و دارائی به

نے مال مرا باید دنے فوج و سپاه — از قطع تعلقم بود حشمت و جاه
ترکِ اسباب به ز جمع اسباب — کز دولت فقر ہر گدا گردد شاه

زیں مردم صد رنگ سیہ پوشی به — زیں خلق فرومایہ فراموشی به
از صحبت ناتمام بے حاصل شان — تنہائی و گوشه و خاموشی به

ابلیس که گشته در بدی افسانه — بیچاره سگیست بر درِ جانانه
گر بیند اہل و آشنا مانع نیست — مانع شود آنرا که بود بیگانه

یا رب۔ دلِ پاک و جانِ آگاہم ده — آه شب و گریۂ سحرگاہم ده
در راه خود اول ز خودم بیخود کن — آنگاه ز بیخودی به خود راہم ده

اے جانِ جہان۔ جہانِ جاں ہمه — یار ہمه و مہربان ہمه
عشاق به ہر کناره می جویندت — با آنکه ہمیشه در میانِ ہمه

از [illegible] شکست و باز بستم توبه — فریاد ہمی کند ز دستم توبه
دیروز به توبه شکستم ساغر — و امروز به ساغرے شکستم توبه

از [illegible] مدام و لاف مشرب توبه — وز عشق بتانِ سیم غبغب توبه
در دل [illegible] گناه و بر لب توبه — زیں توبۂ نادرست یا رب توبه

[illegible] اہل تمیز [illegible] — [illegible] عنبر ز طینت [illegible]

وزد اہل خلک رمز عرفان طلب
چناں کہ اذا اطلعنہ تصویر کلام

اگر غم را چو آتش دود بودے
جہان تاریک بودے جاودانہ
دریں گیتی سراسر گر بگردے
خردمندے نیابی شادمانہ

گنج فارغ نشستن از دنیا بہ
از منصب جلیل بقایش استغنا بہ
دنیا زن زشت و طالباش کورند
شوے زن زشت روے نابینا بہ

اے مولوی از کبر دماغت گندہ
ہر کہ کند بر تو سلام این بندہ
چندان حرکت بکن کہ از روئے قیاس
معلوم شود کہ مردہ یا زندہ.

چون چرخ فلک در اضطرابیم ہمہ
در محنت و غم بہ پیچ و تابیم ہمہ
از بہر دو روزہ عمر اے یار عزیز
بنگر کہ چگونہ در عذابیم ہمہ

ی

طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے
ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے
جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ یہ کھلا
جو کچھ دیکھا سو خواب دیکھا ہم نے

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے
بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا
جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

ہموار نہیں ظاہر و باطن جن کے
چھنوائے گی ان کو یہ دو رنگی تنکے
گر دل میں نہیں چور تمہارے شاکر
کیوں رکتے ہو ڈر ڈر کے قدم گن گن کے

پھل پائیں گے جو تخم کرم بوئیں گے
مرقد میں یہ پھول بن کے خوشبو دینگے
جن کے لئے چھوڑتا ہے مال اور منعم
مرنے پہ وہ مٹی بھی نہ تجھ کو دینگے

جینے سے طبیعت اب ہٹی جاتی ہے
غفلت ہی میں اوقات کٹی جاتی ہے
یہ بے خبری ہزار افسوس انیس۔
بڑھتے ہیں گنہ۔ عمر گھٹی جاتی ہے
دل سے طاقت۔ بدن سے کس جاتا ہے
آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے

اولا تو عقد یہ پہلا
سکو بہے نہ میرا تجھے
کو مسجد ہے۔ مجھکو بجا نہ
مشے ہے فنا۔ اُسے بقا سمجھا ہے
ہے بحر جہاں میں عمر مانند حباب
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے
بچا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے
سچے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد
کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے
بھو بچا کے بعد تک پھر آئے سب لوگ
گرو کہ برس جئے تو پھر مرنا ہے
ہاں توشۂ آخرت مہیا کر لے
اگر دشمن نسازد باتو اے دوست
اگر رنجے رسد معذور شو مخراش
مردوں عاشق ہیں دل آرام سبکا ایک ہے
بعد دیکھا تو اوقات میں ہیں عام سبکا ایک ہے
جو بچی پر رائی ہے ناری ہ
وہ کبھی ہنس بدھوا ہوتی
پڑھ پڑھ کر کتنے موئے
بھائی اکشر پریم کا
گرہ میں احمقوں کے پیسے
تو پھر کسی نے ذوق

یاں اور حجرہ سے ایک برس جا کا

چاہیے یوں جو فی الحقیقت ہے
واعظ اپنی اپنی قسمت ہے
— لا اعلم

جو چیز ہے کم۔ اُسے سوا سمجھا ہے
غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے
— 〃

اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے
— انیس

آنکھیں جو ہیں بند۔ عین بینائی ہے
مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے
— لا اعلم

دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے
ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے
— انیس

پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے
غافل تجھے دنیا سے سفر کرنا ہے
— انیس

ترا باید با دشمن بسازی
تحمل کن بہ لطف بے نیازی
— راحی

مذہب و ملت جدا ہیں۔ کام سب کا ایک ہے
ابتدا ہے مختلف انجام سب کا ایک ہے
— لا اعلم

پتی برت کے بل سے نیری ہے
وہ بچا سے پہلے مرتی ہے
— لا اعلم

پنڈت بھیا نہ کوئے
پڑھے سو پنڈت ہوئے
— 〃

سب سمجھتے ان کو آپ لیلیٰ
پوچھا تو کہتے کون۔ وہ ایسے تیسے
— ذوق

گلوشت کہ امکان گفت وہمت
بگاہے براوو بلطف ونوشتن

کرفرداچو پیک اجل حملہ
بحکم ضرورت زبان درکشی

درختے کہ اکنون گرفت ست پائے
بہ نیروے شخصے برآید زجائے

وگرہمچناں روزگارے ہلے
بگردونش از بیخ بر نگسلے

ببیں آن بے حیت راکہ ہرگز
نخواہد دیدروے نیک بختی

کہ آسانی گزیند خویشتن را
زن وفرزند بگذارند بسختی

علم چند انکہ بیشتر خوانی
چون عمل در تو نیست نادانی

نہ محقق بود نہ دانشمند
چار پائے بروکتابے چند

دنیا دنی کو جو فانی سمجھے
اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے

دریائے حقیقت میں وہی جائے بیر
جو مثلِ حباب زندگانی سمجھے

یاران ہمنشیں رفیقانِ دوستدار
سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے

جب مند گئی پھر آنکھ تو اے دوست بعد مرگ
پھٹکے ہے پاس کون کسی کے مزار کے

دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی

جو جاکے نہ آئے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

نئے کیک کی فکر میں سوروٹی بھی گئی
چاہی تھی بڑی تھے سو چھوٹی بھی گئی

واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

ویران ہے کوئی گھر۔ کہیں آبادی ہے
راحت سے کوئی۔ اور کوئی فریادی ہے

اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا
ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے

جو قصر کرے حرص۔ قیصر وہ ہے
تکیہ ہے جسے حق پہ۔ تو انگر وہ ہے

آئینہ سکندر نے بنایا تو کیا
دل جس کا ہے آئینہ سکندر وہ ہے

کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے
میزان سے بالکل یہ عیاں ہوتا ہے

خوردوں سے تو اچھا ہے بندگی کی لیل
جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے

[illegible] جان کے ساتھ کام انسان [illegible]
[illegible] نہیں زندگی میں بے [illegible]

... زندگی میں
... سے نہ بیکار رہے
... گناہ آئے دان ...
... اے اہلِ غفلت تم سنو
... کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
... دریا ہے ہوس طوفاں ہے
... ہے جو دل ۔ تو ہر نفس بادِ مراد
... نہیں تمکو گر ہماری نہ سہی
... نہیں تو پیام بھی ہو موقوف
... دیکھے کی گر ہو تو محبت کیسی
... ٹپکے نہ آنکھوں سے تو رونا کیسا
... جو لے کے جابجا پھرتی ہے
... برائے ہر دانۂ رزق
... از دارِ بقا می ترسی
... نیست تعب آرام ست
... بکوہ و دشت زحمت بکشی
... زندگیت بقدرِ خواہش بود
... زندہ توئی
... صاحب این بندہ توئی
... گذری
...

... دل کی طرح ... رہے
ایذا و مصیبت میں گرفتار رہے
یہ کیا ہے کہ عقبےٰ میں گنہگار رہے — انیس

گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
رازِ دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے — رند

مانند حباب ہستی انساں کیا ہے
سینہ کشتی ہے ۔ ناخدا ایماں ہے — انیس

گر آب نہیں وہ جو دوستی تھی نہ سہی
جب وہ نہ رہا تو خیر یہ بھی نہ سہی — مومن

ہر شوخ پہ آئے تو طبیعت کیسی
ہر روز نکل جائے تو حسرت کیسی — لا اعلم

پھرتے ہیں بعد ہر ساتھ قضا پھرتی ہے
یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہے — انیس

اندیشہ بکن کہ از کجا می ترسی ۔
آں خانہ از ینجاست بیراست می ترسی — سرمد

از بار ہوا و حرص محنت بکشی
وقت است ہنوز گر ندامت بکشی — "

دار ... پراگندہ توئی
... آفرینندہ توئی — خیام

... گذری
... جہاں خالی گذری — ...

... بندہ توئی
... — خیام

یارب بگشائے بر من از رزق درے
از بادہ چنان مست نگہدار مرا
بے منت مخلوق رسان ماحضرے
کز بے خبری نباشدم دردسرے
عمر خیام

اے لطف تو دستگیر ہر خودرائی
بخشا بر آں کسے کہ اندر ہمہ عمر
وے عفو تو پردہ پوش ہر رسوائی
جز درگہ تو ہیچ ندارد جائے
لااعلم

فردا کہ بہ نامۂ سیہ درنگری
از وعدۂ دین بہ دنیا از بے خبری
بس دست تحیر کہ بدندان ببری
یوسف کہ بہ دہ درم فروشی چہ خری
سعدی

اے یار درین دیار غمخوار توئی
دیدم ہمہ را و آزمودم ہمہ را
آگاہ بر احوال من زار توئی
در بیکسی ام یار وفادار توئی
سرمد

اے جان گرامی بخدا نادانی
بر چرخ اگر روی و خورشید شوی
در خانۂ تن یک دو سہ دم مہمانی
آن چیز کہ در شمار نیاید آنی
سرمد

رفتم بہ سر تربت محمود غنی
گفتا کہ سہ گز زمین و شش گز کرباس
گفتم کہ چہ بردہ ز دنیائے دنی
تو نیز ہماں بری اگر صد چو منی
لااعلم

گر حاکم صد شہر و ولایت گردی
گر عاشق صادق و گر زاہد پاک
ور در ہنر و فضل بہ غایت گردی
روزی دو سہ چوں رود حکایت گردی
"

گر ترک وجود و غم فزایندہ کنی
آیندہ عمر خواہی از رفتہ فزوں
گر آرزوے حیات پایندہ کنی
در رفتہ چہ کردی کہ در آیندہ کنی
جامی

گر آمدنم ز من بدے نآمدمے
زان بہ نبودے درین دیر خراب
ور تیز شدن ز من شدے کی شدمے
نہ آمدمے نہ بدمے نہ شدمے
سنائی

گر بر سر نفس خود امیری مردی
مردی بنود فتادہ را پائے زدن
ور بر دگرے حرف نگیری مردی
گر دست فتادہ بگیری مردی
لااعلم

در راہ اگر بہ بینوائے برسی
بیدردان را ازین قدح رنگی نیست
سر بر قدمش نہ کہ بجائے برسی
با درد در آ تا بہ دوائے برسی
"

مردی ز مقدمات واہی تا کے
ذکر طرب و فکر مناہی تا کے
"

انی و جوانان تا چند
اگر تو خود فروشی ہیچے؟
تا کبر و حسد ز سینہ بیرون نکنی؟

از حیلۂ نفس اگر رہی استادی
آزادۂ بہ جستن اے مرغ از دام۔

آنہا کہ مجرد اند از دنیائے
عریاں بدنا نرا بہ حقارت منگر

اے دل! تو اگر مست نئی ہشیاری
کم خسپ بوقت صبح کاندر پے تست

خواہی کہ رسی بکام تلخی نہ چشی
با صبر بساز با قناعت خو کن۔

از خلق ز راہ تیز ہوشی نرہی
زین ہر دو بدین و دگر بکوشی برہی۔

یک دم غم جان بخور غم نان تا کے
اندر رہ طبل شکم و نائے گلو

خواہی کہ درین زمانہ فردی گردی
این را بجز از صحبت مردان مطلب

وا ای دل خود بہ معصیت شاد کنی۔
و نیاز تو رفتہ و ترا دعوی ترک

سحر در شاخسارے بوستانے
بر آوید ہر چہ اندر سینہ داری

کنشت و مسجد و بت خانہ و دیر۔
غیر تو ان جز بدل رست

با موئے سفید روسیاہی تا کے در طاعت و بندگی بکوشی ہیچے	جامی
گر خرقۂ با یزید پوشی ہیچے وز کوہ ہوائے خود کنی فرہادی	جامی
از دانہ اگر می گذری آزادی۔ در عالم دل کنند ملک آرائی	لا اعلم
در برہنگی ست تیغ را براّئی۔ زان پیش کہ بگذری جہان بگذری	"
خوابی کہ قیامتش بود بیداری آسودہ شوی بار ندامت نہ کشی	"
از دست ہوا و ہوس در کشمکشی وز خود زرہ سخن فروشی نرہی	سرمد
از خلق و ز خود جز بخموشی نرہی در پرورش این تن نادان تا کے	حکیم سنائی
این رقص زنخ بضرب دندان تا کے یا در رہ دین صاحب دردے گردی	جلال الدین رومی
مردی گردی چو گرد مردی گردی چون غم رسدت خدائے را یاد کنی۔	"
گنجشک بہ دیدہ را چہ آزاد کنی چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوانے	حسن
سرودے ۔ نالۂ ۔ آہے ۔ فغانے جز این مشت گلے پیدا نکردی	لا ا
تو اے غافل دلے پیدا نکردی	

گرا جوئی چرا در پیچ و تابی ؛
تلاش او کنی جز خود نه بینی۔
که او پیدا است تو زیر نقابی
تلاش خود کنی جز او نیابی

لا اعلم

کم گوے و بجز مصلحت خویش مگوئے
گوش تو دو داوند و زبان تو یکے
چیزیکه نه پرسند تو خود پیش مگوے
یعنی که دو بشنو و یکے بیش مگوے

〃

شوقِ غم عشق دلستانی داری
شمشیر کشیده قصد جانها دارد
گر پیر شدی غم جوانی داری
خود را برسان تو نیز جانے داری

شوقی

در رنج و بلا قدم به ماتم نه زنی۔
روشن ز تو بزم بندگی چون شمع ست
آئین رضا و صبر بر ہم نه زنی
ہر چند که سوزند ترا دم نه زنی

درد

در سینهٔ من کینه ندیدست کسے
جز پرتو حسنش که بدل می بینم
آئینه نما سینه ندیدست کسے
خورشید در آئینه ندیدست کسے

نساخ

اے آنکه شب و روز خدا می طلبی
حق با تو بهر زمان سخن می گوید۔
کوری اگر از خویش جدا می طلبی
سر تا قدمت منم کرا می طلبی

لا اعلم

اے خانه خراب از خدا بے خبری ؛
ایں ہستی موہوم تو نقش ست بر آب
اے موج سراب از خدا بے خبری
اے جوش حباب از خدا بے خبری

سرمد

اے کاش بدانے که من کیستمے۔
گر مقبلم آسوده و خوش زیستمے
سرگشته بعالم ز پئے چیستمے۔
ورنه به هزار دیده بگریستمے۔

ابوعلی سینا

ہان تا سر رشتهٔ خرد گم نه کنی۔
ره رو توئی و راه توئی منزل تو
خود راز برائے نیک و بد گم نه کنی
ہشدار که راه خود بخود گم نه کنی

لا اعلم

تا چند به کوهسار و دریا بینی
تا زینهٔ وحدت الوجود را برسی
تا چند فضائے باغ و صحرا بینی
در خود همه و در همه خود را بینی

احمد

خواہی که میان خلق قاضی باشی
با خلق خدا حکم چنان کن که اگر
باقی مانی ہمے که ماضی باشی
ایں بر تو کسے کند تو راضی باشی

لا اعلم

بے برگ طلب بمدعائے نرسی۔
تا نگذری از خودی بجائے نرسی

...نے ہمیں صدا می آید
تا صاحب برگی بنوائے نرسی

گر بہر رفاہ خلق کوشی مردی
مردی نبود پوشش خفتان در جنگ
در جوش غضب گر نفس کشی مردی
عیب دگران اگر بپوشی مردی
متین

مطرب فانی و بزم و ساقی فانی۔
بردار دل از کثرت بے بود جہان
با ہر کہ شدی درد ملاقی فانی
ہستی بود باقی و باقی فانی۔
درد

پیغام کرم بہ تند خویان نبری
اظہار صفا بعز جنسان بیجاست
وز صلح سخن بجنگ جویان نبری
آئینہ بہ پیش زشت رویان نبری
درد

در جستن جام جم زکوتہ نظری۔
رو - دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک
ہر لحظہ گمانے نہ بہ تحقیق بری
جا لیست جہاں نمائے چوں درنگری
لا اعلم

چندانکہ بہ حکمت گردی دور تری
آں کور کہ تو راہ از و می پرسی
تا می شمری نجوم بے نور تری۔
او میداند کہ تو از و کور تری۔
فیضی

شپرہ با حضرت خورشید گفت
گفت ترا طاقت دیدار نیست
چشم مرا کور چرا می کنی
کور خودی شکوہ ز ما می کنی
آزاد

زاہد نفسی بہ دوست ہمدم نشدی
ملا و حکیم و صوفی و شیخ شدی
در خلوت وصل یار محرم نشدی
ایں جملہ شدی ہنوز آدم نشدی
لا اعلم

گیرم کہ ہزار مصحف از بر داری
سیر را بزمیں چہ می نہی بہر نماز
آنرا چہ کنی کہ نفس کافر داری
آنرا بزمیں بنہ کہ در سر داری
نعیم

شیخے بہ زنے فاحشہ گفتا مستی۔
گفتا۔ شیخا۔ ہر آنچہ گوئی ہستم۔
ہر لحظہ بہ دام دگرے پا بستی
اما تو چنانکہ می نمائی ہستی
عمر خیام

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے۔
واں سگ سالے گرسنہ در زندانے
وآں نان نہم پیش سگے بر خوانے
از ننگ بر آں نان ننہد دندانے
لا اعلم

اے دل بخیال ہرزہ تازی تا کے
زیر فلک اختران شمردن تا چند
رو نہ بہ حقیقت مجازی تا کے
چوں طفل بمہد مہرہ بازی تا کے
سحابی

در بستر آرزو غنودن تا کے۔   تا کے مرہون نفس بودن تا کے
یکبار بسهو ہم سرے بالا کن۔   بر در گہ خلق جبہہ سودن تا کے   منصور

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی   چون عمر رسدت خدائے را یاد کنی
دُنیاز تو رفتہ و ترا دعوی ترک   گنجشک پریده راچہ آزاد کنی   خسرو

بد میکنی و نیک طمع می داری ؟   ہم بد باشد سزائے بد کرداری
با آنکہ خداوند کریم ست و رحیم   گندم ندہد بار چو جو می کاری ؟   رومی

رفتم بہ سر گور بعبرت بینی۔   دیدم ہمہ را از نعبتان چینی
گفتم کہ چہ حال است شمارا ایجا   گفتند چہ گوئیم چو آئے بینی ؟   ۱۷ام

گر یار بکام خویشتن ہمدم یابی   از عمر مراد خویش آندم یابی ؟
زنہار غنیمت شمر آن یکدم را ؟   شاید کہ دمے دگر چنان کم یابی   ״

در کارگہ کوزہ گری کردم رائے   در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپائے
میکرد سبو و کوزہ را دستہ و سر   از کلۂ پادشاہ و از دست گدائے   عمر خیام

بر سنگ زدم دوش سبوے کاشی   سرمست بدم کہ کردم این اوباشی
با من بزبان حال می گفت سبو۔   من چون تو بُدم تو نیز چون من باشی   ״

اے کوزہ گرا بکوش گر ہشیاری   تا چند کنی بر گِلِ آدم خواری
انگشت فریدون و سر کیخسرو ؟   بر چرخ نہادۂ چہ می پنداری   ״

ہر کوزہ گرے بزیر کردم گذرے   از خاک ہمی نمود ہر دم ہنرے
من دیدم اگر ندید ہر بے بصری۔   خاک پدرم بر کف ہر کوزہ گرے   ״

اے چرخ چہ کردہ ام ترا راست بگوے   پیوستہ فگندۂ مرا در تک و پوے
نانم ندہی تا نبری کوے بکوے   آبم ندہی تا نبری آب زروے   ״

افسوس کہ غافل تو ز ہستی ہستی ؟   پیوستہ ز صہبائے رعونت مستی۔
ہر چند شوی بلند چون شعلۂ حسن۔   از شامت سرکشی در آخر پستی   سرمد

افسوس کہ از کردۂ خود بیباکی۔   در دست ہوس جیب و گریبان چاکی   ״

... و نفس هستی خود هست شمار
... ز سر تا بقدم بو الهوسی۔
... ز دام غفلت گفتم۔
... ز انکه بر استخوان نماند رگ و پئے
گردن منه ار خصم بود رستم زال
هنگام سپیده دم خروس سحری
یعنی که نمودند در آئینهٔ صبح
تا کئے طلب روزی هر روزه کنی
در چشمهٔ حیوان اگر آید اجلت
تا چند دلا بفکر دنیا باشی۔
امروز بجز رکه روزے فرداییت۔
دیریست دلا جهان پرستی چه شدی
از صحبت خلق رو به تنهائی کن
نے آنکه دوا هیچ ندارد اثرے
مشروط به شرط این و آن نیست که هست
اے بیخود غفلت بچه فرزانه شوی
امروز ز افسانه ترا خواب آمد
خلقے در جستجوے مال و جاہے
هر کس بخیال آرزوئے دارد
گریان که ناله می کند وقت گری
یعنے که گری گری شود عمر تو کم
من هوش بخواب دیده بودم قمرے
امروز بگرد دهر درے می گردم

پندار که بر خاک نهٔ در خاکی
اندیشه مکن ببین چه چیزی چه کسی
تا در هوسی ۔ اسیر اندر قفسی۔
از خانهٔ تسلیم منه بیرون پئے۔
منت مکش از دوست شود حاتم طے
دانی که چرا همی کند نوحه گری
کز عمر شبے گذشت تو بیخبری
اسباب طرب ز لعل و فیروزه کنی
مهلت ندهد که آب در کوزه کنی
در فکر زیان و سود و سودا باشی۔
فردا باشد اگر تو فردا باشی۔
بس طرف بمال و جاه بستی چه شدی
عمرے بجهانیان نشستی چه شدی
موقوف نه زندگی بهر برگ و برے
نبض مرض و شفا بدست دگرے
چشم پر آب همچو پیمانه شوی۔
فرداست که همچو ابی دا افسانه شوی
جمعے بتلاش دلبر دلخواهے
مائیم و تمنائے دل آگاهے
دانی غرضش چیست ازین نوحه گری
پیمانهٔ عمر پر شود تا نگری
دهره صفتے عجائبے سیرے۔
کز یارک دوشینه کردار خبرے

سحاب

عاشق شوی و ز ترک جان اندیشی
دزدی کنی و ز پاسبان اندیشی
دعوی محبت کنی ای دانشمند
وانگه ز زیان این و آن اندیشی

هاتف

هاتف تو که جسم ناتوانی داری
چون شمع بلب رسیده جانی داری
از داغ غم یار چه آمد بسرت
تقریر بکن تو هم زبانی داری

امیر

ای دل ور تنگ عشقبازی تا کی
ای خون شده لاف نونیازی تا کی
بودن هدف تیر ملامت تا چند
بیچاره بخون خویش بازی تا کی

تمت

معذرت

دوران طبع کتاب ہذا کے وقت اتفاق سے مجھے چند ایسے ضروری کام درپیش ہوئے : جن کی وجہ میں بذاتِ خود نہ تو کاپی دیکھ سکا اور نہ پروف۔ مجبوراً یہ کام ایک عنایت فرما کے سپرد کیا۔ مگر بعد ختم طبع کتاب دیکھتا ہوں تو کہیں کہیں ان کی عدم توجہی کے باعث اغلاط رہ گئے ہیں! اب میں کیا کر سکتا؟

اگر غلط نامہ لگا دیتا ہوں تو ایک بیکار سی چیز ہے۔ کیونکہ کوئی صاحب اسکو دیکھ کر کتاب درست کرنے کا بار برداشت نہیں کرتے۔ اُمید کہ اِن چند غلطیوں کو میرے سر نہ منڈھ دیا جائے گا۔ یقین کہ مجھے طبع ثانی تک اس کا بڑا رنج رہے گا۔

ع دل من داند و من دانم و داند دلِ من :-

اصغر

کتب خانہ جامعہ سلفیہ دہلی